ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیادگار

غوث العالم محبوب یزدانی سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ النورانی

مخدوم المشائخ مولانا الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: بانئ جامع اشرف شیخ اعظم حضرت مولانا سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف

زیر حمایت: قائد ملت، حضرت مولانا الحاج سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی ناظم اعلیٰ جامع اشرف وولی عہد سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف

جامع اشرف خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کا دینی، اسلامی، علمی، ادبی اور روحانی واخلاقی ترجمان

ماہنامہ

غوث العالم

لکھنو

جلد: 3
شمارہ: 7
جولائی ۲۰۰۶ء
جمادی اول / جمادی ثانی
۱۴۲۷ھ

چیف ایڈیٹر
شہزادۂ شیخ اعظم
سید محمد اشرف
اشرفی جیلانی

مدیر مسئول: مولانا شہاب الدین اشرفی
مدیر: عثمان غنی اشرفی
نائب مدیر: قمر عالم اشرفی
معاون مدیر: عابر قالین آبادی
سرکولیشن منیجر: محمد احسان اللہ
کمپوزنگ: اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر
سالانہ: -/140 روپے (ڈاک خرچ کے ساتھ)
-/240 (جس میں خصوصی شمارہ شامل ہے)
بیرون ملک: سالانہ دس ڈالر
مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں

ڈرافٹ پر صرف "غوث العالم" لکھیں

مراسلات وترسیل زر کا پتہ

ماہنامہ غوث العالم
106/73 نظرباغ کینٹ روڈ لکھنؤ
Ghausul Alam Monthly
106/73, Nazarbagh, Cantt. Road,
Lucknow- 226001
Ph. : 0522-2621535, 9839908994

گول دائرے میں سرخ نشان آپ کی ممبری فیس ختم ہونے کی علامت ہے

مجلس مشاورت

☆ مفکر اسلام سید علی اشرفی کچھوچھوی
☆ ڈاکٹر سید مظاہر اشرف اشرفی جیلانی
☆ مولانا شاہد رضا اشرفی (لندن)
☆ مولانا اسرار الحق اشرفی (ہالینڈ)
☆ حضرت سید جلال الدین اشرف (قادری میاں)
☆ مفتی محمود احمد رفاقتی اشرفی
☆ غازی دوراں سید ظفر مسعود اشرف
☆ ڈاکٹر طلحہ رضوی برق
☆ حاجی ذکر ویرانی

چیف ایڈیٹر پرنٹر پبلشر پروپرائٹر۔ سید محمد اشرف نے سناں پریس لکھنؤ سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ غوث العالم 106/73 نظرباغ لکھنؤ سے شائع کیا

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

اس شمارے میں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

تاثرات

تعزیت نامہ

شعرائے کرام

☆حضور شیخ اعظم ☆ مولانا ارشد جمال اشرفی ☆ سید واقف علی اشرفی
☆ عبد الحسیب ☆ محمد لطیف اشرفی ☆ انیس الرحمن اشرفی ☆ عابؔر قالین آبادی

حرف آغاز

نبیرۂ سرکارکلاں اشرف ملت حضرت علامہ سید محمد اشرف اشرفی جیلانی بانی وچیئرمین غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی
وچیف ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم

علمائے شریعت اور مشائخ طریقت کا متفقہ فیصلہ ہے کہ اولیاء کرام اور بزرگان دین کے احوال کو جاننے اور ان کے واقعات وحکایات کو سننے سے عام لوگوں کے اذہان وقلوب پر خوشگوار اثر مرتب ہوتا ہے بلکہ لوگوں کے دلوں کی تربیت ہوتی ہے۔نیک عمل کرنے اور برائیوں سے بچنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے۔نکما شخص مردِ طالب بن جاتا ہے پست حوصلہ والوں کی قوت ارادی مضبوط ہوتی ہے۔ دل میں یقین اور ایمان میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ تکبر وغرور میں مبتلا عابد وزاہد کو اس کے مقام کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے۔ غرضیکہ اولیاء کرام اور بزرگان دین کے احوال وواقعات کے جاننے کے بہت فوائد ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اگلے انبیاء کرام کے احوال وواقعات کو رسول اکرم ﷺ سے بیان فرمایا۔انکے احوال وواقعات کو بیان کرنے کا مقصد دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں رسول اکرم ﷺ کے عزم کو مستحکم کرنا اور اس راہ میں پیش آنے والے مصائب وآلام پر صبر کرنے کا حوصلہ بخشنا ہے۔قران کریم میں ہے "وکلا نقص علیک من انباء الرسل مانثبت به فوادک" پیغمبروں اور رسل کے واقعات اور خبروں کو ہم تم سے بیان کرتے ہیں اور ان کی حالتوں سے آگاہ کرتے ہیں تا کہ تمہارے دل کو اس سے قوت زیادہ ہو۔ جب دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں تم کو تکلیف اور صدمہ پہنچے تو تم ان کے حالات اور خبروں کو سنو اور غور کرو کہ اس طرح کی تکلیف اور صدمے ان کو پہنچ چکے ہیں ان حالتوں میں انہوں نے مشقت کو برداشت کرنا مقدم رکھا ہے۔لہٰذا بزرگوں کے احوال وواقعات کے جاننے سے تمہارے دل کو تقویت پہنچے گی اور عزم وصبر بڑھے گا۔اولیاء کرام اور بزرگان دین کے احوال وواقعات جاننے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان کے واقعات سننے سے دلوں میں ان لوگوں کی محبت پیدا ہوتی ہے۔اولیاء کرام کی محبت خیر کثیر کا سبب ہے۔ دنیا وآخرت کی عظیم نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے لطائف اشرفی میں ہے "حضرت قدوۃ الکبراء فرمودہ اند کہ سخنہائے مشائخ ودوستان حق تعالیٰ و دوستی ایشاں ترا بایشاں افگند چنانچہ گفتہ اند المودۃ احدی القرابتین وگفتہ اند لاقرابۃ اقرب من المودۃ ولا بعد ابعد من العداوۃ ۔یعنی حضرت قدوۃ الکبراء فرماتے تھے کہ مشائخ اور دوستان خدا کی باتیں اور ان کی دوستی تم کو انہیں دوستوں میں داخل کردیتی ہے ۔جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے ک دوستی دونوں قرابتوں یعنی رشتہ نسبی اور رشتہ محبت میں سے ایک قرابت ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی یگانگت دوستی سے زیادہ یگانگت نہیں ہے اور کوئی بیگانگی عداوت سے بڑھ کر بیگانگی نہیں ۔قدوۃ الکبراء لطائف اشرفی میں دوسری جگہ فرماتے ہیں اولیاء کرام کو دوست رکھنے والا اور اس کا ہوا خواہ اس گروہ کا ایک فرد ہے۔آپ فرماتے ہیں کہ ابوجعفر نے فرمایا ۔نیازمندانہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ مقام صدر پر تشریف فرما ہیں اور تمام مشائخ صوفیہ اردگرد جمع ہیں ،رسول اکرم ﷺ نے نگاہ اٹھائی آسمان کا دروازہ کھل گیا اور فرشتہ سونا کا طشت اور چاندی کا لوٹا ہاتھ میں

لئے ہوئے نیچے اترا اور رسول اکرم ﷺ کے حضور رکھ دیا۔ اس کے بعد ہر ایک کے آگے رکھتا تھا اور وہ لوگ اپنا ہاتھ دھوتے تھے جب میری باری آئی تو سب نے کہا اٹھاؤ یہ گروہ صوفیاء میں سے نہیں ہے۔ طشت والے نے طشت اٹھالیا اور چلا گیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں لیکن حضور جانتے ہیں کہ میں ان لوگوں کو دوست رکھتا ہوں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے وہ ان ہی میں سے ہے۔ دوبارہ طشت لایا گیا اور میں نے ہاتھ دھویا حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ ہاتھ میں دفتر لئے ہوئے تھا اور کچھ لکھتا تھا۔ میں نے پوچھا کیا لکھتے ہو؟ اس فرشتہ نے کہا کہ میں خدائے برتر کے دوستوں کا نام لکھتا ہوں۔ میں نے کہا میرا نام بھی لکھا؟ بولا نہیں۔ میں نے کہا میں ان میں سے نہیں ہوں اور نہ ان کا دوست ہوں۔ لیکن انکے دوستوں کا دوست ہوں اور ان کو دوست رکھتا ہوں۔ میں اسی حال میں تھا کہ دوسرا فرشتہ پہنچا اور بولا کہ دفتر کھول اور اس کا نام لکھ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو دوست رکھنے والا ہے۔

مذکورہ واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جو شخص اولیاء اللہ کو دوست رکھتا ہے ان سے محبت کرتا ہے وہ بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کا دوست ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ''المرء مع من احب'' چونکہ اولیاء کرام کی محبت دلوں میں ان کے احوال وواقعات کو سننے اور پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ لہذا ماہنامہ غوث العالم نے سلسلۂ اشرفیہ کے مشائخ کے احوال، واقعات اور حکایات کو مفصل طور پر پیش کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ جس کی پہلی کڑی ''**سرکارکلاں نمبر**'' ہے۔ ماہنامہ غوث العالم کے ذمہ دار اراکین نے اپریل کی آخری تاریخ کو ''سرکار کلاں نمبر'' نکالنے کا پروگرام بنایا اور مئی کے پہلے عشرہ میں مضامین کی وصولیابی کا کام شروع کردیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل وکرم ہے مختصر سے وقت میں علماء شریعت اور مشائخ طریقت کے ایک کثیر تعداد نے مخدوم المشائخ سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی زندگی کے مختلف گوشے پر اپنا مضمون لکھ کر بھیج دیا۔ ادارہ ان تمام حضرات کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے چونکہ ڈھائی ماہ کے مختصر عرصہ میں مضامین کی فراہمی اسکی ترتیب اور طباعت کا کام انجام دیا گیا ہے۔ اس لئے سرکارکلاں کی حیات کے ہر گوشہ پر مضمون دستیاب نہیں ہوسکا بہت سے اہل قلم حضرات نے وقت کی تنگی اور مواد دستیاب نہ ہونے کے سبب مضمون لکھنے سے اپنی معذرت ظاہر کی۔ لہذا مستقبل قریب میں ادارہ مخدوم المشائخ کی زندگی کے ہر گوشے پر مشتمل ایک ضخیم نمبر شائع کریگا۔ اس ضخیم نمبر کے لئے عنوانات متعین کرکے ان عنوانات سے متعلق مواد بھی تمام اہل قلم اور ارباب علم ودانش کی بارگاہ میں بھیجا جائے گا۔ لہذا مشائخ کرام علمائے عظام اور عقیدتمندانہ سلسلہ اشرفیہ سے پرخلوص گزارش ہے کہ سرکارکلاں سے متعلق اپنی معلومات کو لکھ کر ماہنامہ غوث العالم کے دفتر میں بھیجنے کی زحمت کریں۔ آپ لوگوں کے ارسال کردہ معلومات میں سے عنوان سے متعلق مواد کو آپ لوگوں اور دیگر اہل قلم حضرات تک مضمون حاصل کرنے کے لئے پہنچایا جائے گا۔ اس ضخیم نمبر سے قبل ''**مخدوم اشرف نمبر**'' ''**اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نمبر**'' اور ''**مولانا احمد اشرف نمبر**'' نکالنے کا منصوبہ ہے۔ مخدوم اشرف نمبر کے لئے عنوانات متعین کئے جاچکے ہیں۔ ہر عنوان سے متعلق مواد اکٹھا کرکے مارچ ۲۰۰۷ تک ہندوپاک کے اہل قلم علماء کرام اور مشائخ عظام کو بھیج دیا جائے گا۔ مضامین

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کے حاصل ہونے کے بعد ترتیب کا کام شروع ہو جائے گا، مخدوم اشرف نمبر کے شائع ہونے کے بعد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نمبر اور مولانا احمد اشرف نمبر کے لئے عنوانات مرتب کئے جائیں گے۔ لہذا علماء کرام، مشائخ عظام سے پرخلوص گزارش ہے کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اور مولانا احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہما کے متعلق اپنی معلومات کو بھی لکھ کر ماہنامہ غوث العالم کے دفتر میں بھیجنے کی زحمت کریں۔ ادارہ اسکے لئے آپ لوگوں ممنون ومشکور ہوگا۔

آخر میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جن لوگوں نے سرکار کلاں نمبر کے لئے کسی طرح کا تعاون پیش کیا ہے۔ خاص طور پر ادارہ کے اراکین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جن کی کاوش سے یہ نمبر منظر عام پر آرہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری اور آپ لوگوں کی خدمات کو قبول فرمائے اور ہم لوگوں کے لئے آخرت کا سرمایہ بنائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین

☆☆☆☆☆☆

منقبت

مولانا ارشد جمال اشرفی

وہ جیتا جاگتا ولی — وہ عکس سنتِ نبی
کرامتوں کا آدمی — ہدایتوں کی روشنی
عجب تھی اس میں دلکشی

گلوں میں ایک گلاب تھا — وہ شخص لاجواب تھا
وہ اک صدی کا باب تھا — وہ سب کا انتخاب تھا
وہ شخصیت تھی مرکزی

بہت ہی خاکسار تھا — وہ شمع رہ گزار تھا
وہ یار، غمگسار تھا — اسے خدا سے پیار تھا
وہ جیتے جی تھا جنتی

عداوتوں کے سلسلے — مصیبتوں کے مرحلے
اذیتوں کے راستے — گزارتا وہ صبر سے
یہی تھی اس کی زندگی

رسول کی وہ آل تھا — بڑا ہی خوشخصال تھا
اگر وہ باکمال تھا — تو سب میں بے مثال تھا
یہ 'سچ' کہے گا ہر کوئی

نجی معاملات میں — شریعتوں کی بات میں
دنوں میں اور رات میں — اپنی سب حیات میں
وہ ہر گھڑی تھا متقی

خدا کا نور جلوہ گر — فراستوں بھری نظر
پڑی ہمارے قلب پر — تو ارشد اس کو سب خبر
عجب تھی شان آگہی

حضرت سرکار کلاں ماہ وسال کے آئینے میں

مولانا عثمان غنی اشرفی

نام: سید محمد مختار اشرف

تاریخ پیدائش: ۲۶ر جمادی الآخر ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۲رمئی ۱۹۱۵ء بروز چہار شنبہ۔

والد و ماجد: (سلطان المناظرین سید المتکلمین عالم ربانی) حضرت علامہ سید شاہ احمد اشرف کچھوچھوی (متوفی ۱۳۴۷ھ)

والدہ: سیدہ زاہدہ (صاحبزادی امام العرفاء سید شاہ اشرف حسین علیہ الرحمہ پیر و مرشد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں) (متوفیہ ۱۳۸۲ھ)

جد امجد: (مجدد سلسلۂ اشرفیہ پرتو و جانشین محبوب یزدانی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی) اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ (متوفی ۱۳۵۵ھ)

ابتدائی تعلیم: جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں حضرت مفتی عبد الرشید ناگپوری و حضرت مولانا عماد الدین سنبھلی علیہما الرحمہ سے حاصل کی۔

تکمیل علوم و فنون: جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں حضرت صدر الافاضل فخر الاماثل مولانا نعیم الدین مرادآبادی سے حاصل کی۔

منصب سجادگی: ۱۳۵۵ھ تا ۱۴۱۷ھ

فتوی نویسی: ۱۳۵۵ھ تا ۱۳۸۱ھ

زیارت حرمین شریفین: آپ چار مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ ۱۹۵۲ء، ۱۹۷۲ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۹۲ء۔

تعمیر خانقاہ اشرفیہ: ۱۳۵۵ھ میں سرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے بعد آپ نے خانقاہ شریف کی تعمیر کا کام از سر نو شروع کیا اور یہ تسلسل حضور شیخ اعظم سید اظہار اشرف صاحب قبلہ کی سرپرستی میں آج تک جاری ہے۔

جامع اشرف کے لئے مخصوص میٹنگ: ۱۷ر رجب المرجب ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۴ر جولائی ۱۹۷۸ء میں آپ نے خانقاہ اشرفیہ میں جامع اشرف کی آغاز و انصرام کے موضوع پر ایک میٹنگ بلائی جس میں خانوادہ اور دیگر اہم ترین حضرات نے شرکت فرمائی۔

جشن عشق و ایمان: حضرت سرکار کلاں کے خواہش پر ۲۷ر محرم الحرام ۱۴۰۰ھ کی مقدس تاریخ میں جب کہ غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم پاک کے عرس مبارک کی تقریبات اپنے شباب پر تھیں، بلا امتیاز رنگ و نسل دنیا بھر کے آئے ہوئے انسانوں کا ایک عظیم اجتماع تھا، محسن انسانیت سید عالم ﷺ کے چودہ سو سالہ تاریخی سفر ہجرت کا جشن عشق و ایمان والہانہ انداز میں منایا گیا۔

جامع اشرف کے لئے پہلی بیٹھک: ۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء بروز پنج شنبہ دس بجے دن کچھوچھہ شریف میں حضرت سرکار کلاں کی صدارت میں علماء و مشائخ و سجادہ نشین حضرات اور دانشوران خانوادۂ اشرفیہ کی ایک میٹنگ ہوئی۔

خطبۂ صدارت بموقع تعلیمی کنونشن جامع اشرف: ۲۷ر محرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۱۹۷۸ء تعلیمی کنونشن جامع

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

اشرف کے موقع پر حضرت نے تاریخی خطبہ دیا جس میں آپ نے علم کی فضیلت، قرآن وحدیث اور تاریخ کے حوالہ سے دل نشیں انداز میں بیان کیا۔ اس میں جامع اشرف کے قیام پر اپنی بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا ہے، جامع اشرف کو عصری تقاضوں کے مطابق جدید تعلیم سے آراستہ کرنے کی پرزور ترغیب دلائی گئی اور اس کے فروغ وارتقاء کے لئے عوام کو ایک پیغام بھی دیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے سرکارکلاں کے خطبۂ صدارت کا ایک اقتباس:

''مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ المولیٰ عنہ کے آستانۂ عالیہ میں جامع اشرف کا قیام اسی مخدومی فیضان مسلسل کی ایک کڑی ہے جو میری بے پناہ مسرت اور انبساط کا باعث ہے اور میری دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل ہے۔ مخدوم اشرف کے آستانہ سے بہتر علمی اور روحانی تربیت گاہ دوسری جگہ کیسے میسر آسکتی تھی۔

جشن افتتاح بخاری شریف :

بتاریخ ۱۲رشوال المکرّم ۱۳۹۸ھ بروز شنبہ حضرت سرکار کلاں نے افتتاحیہ کلمات اور بخاری شریف کا جامع اشرف میں پہلا درس دیا ابتدائے وحی اور نیت عمل سے متعلق بصیرت افروز بیان سے تمام سامعین کو مستفیض فرمایا۔

مرکز تعلیمات اسلامی (شعبۂ نشر و اشاعت) علی گڑھ کو مالی تعاون :

۲۲/مارچ ۱۹۷۸ء مخدوم المشائخ سرکارکلاں علی گڑھ میں جلوہ افروز ہوئے، ادارہ ہذا کے اراکین نے استقبالیہ دیا، حضرت نے اپنے زرین اقوال سے فیضیاب کیا اور ادارہ کے لئے دعا فرمائی اور اس کی فروغ وارتقاء کے لئے اپنی جیب خاص سے ایک خطیر رقم عنایت فرمائی، ادارہ کی توسیع کے لئے چند تجاویز پیش کیں اور ہمیشہ مدد کرنے کا وعدہ کیا۔

دارالعلوم اہل سنت جبل پور:

۱۴رمضان المبارک مطابق ۲۲/اگست ۱۹۷۵ء بروز شنبہ دارالعلوم اہلسنت جبل پور کے توسیعی پروگرام میں شرکت فرمائی۔ آپ نے ادارہ ہذا کے لئے ایک جائزہ عوام کے سامنے پیش کیا، سامعین میں ایک جوش تھا، آن واحد میں ادارہ کی تعمیر کے لئے کثیر رقم اکٹھا ہوگئی۔

مدرسہ سنیہ صادقیہ ناسک :

شہر ناسک میں آپ نے ایک دینی ادارہ کی بنیاد ۱۹۷۵ء میں ڈالی جس کی فروغ وارتقاء کے لئے جناب مولانا تقی الدین احمد کو مہتمم بنایا گیا۔

عالمی سنی کانفرنس بمبئی :

۲۵/اپریل ۱۹۸۵ء میں وہابیت ونجدیت کو کرارا جواب دینے اور اتحاد اہلسنت کے لئے منعقد کیا گیا تھا اس میں مولانا ظہرالدین ایڈیٹر استقامت کانپور پیش پیش تھے۔ اسی کانفرنس کے لئے حضور سرکارکلاں نے بریلی شریف کا بھی سفر فرمایا اور آپ نے ریحان ملت علامہ ریحان رضا خان صاحب علیہ الرحمہ سے فرمایا تھا کہ کانفرنس کے لئے کچھوچھہ شریف یا بریلی شریف موزوں ہے لیکن باہر سے آنے والے مہمانان کرام کی تکلیف کے مدنظر عروس البلاد بمبئی میں منعقد کیا گیا۔ آپ نے اس کانفرنس کی سرپرستی کی اور بھرپور مالی اعانت بھی فرمائی۔

مسجد اشرفیہ (جدید) مالیگاؤں :

۲۵/اپریل ۱۹۸۵ میں مسجد اشرفیہ خوشامد پورہ مالیگاؤں کا افتتاح فرمایا۔

جامعہ عربیہ اسلامیہ ناگپور :

آپ اس مدرسے کے تادم حیات سرپرست رہے، ۲۰/اپریل ۱۹۸۵ء میں جامعہ عربیہ کے جلسہ میں بحیثیت سرپرست شرکت فرمائی۔

مدرسہ اشرفیہ احسن العلوم مبارکپور:

۲۷ر اپریل ۱۹۸۰ء میں مدرسہ اشرفیہ احسن العلوم سکٹھی مبارکپور میں بحیثیت سرپرست شرکت فرمائی۔

دارالعلوم خواجہ دانا شاہ گجرات :

۶ر مئی ۱۹۸۶ء بروز منگل دارالعلوم خواجہ دانا شاہ کے جلسۂ دستار بندی کی آپ نے سرپرستی فرمائی اور تاحیات اس ادارہ کے سرپرست ومعاون رہے۔

آل انڈیا الجمیعة الاشرفیہ :

اس کے بانی ومبانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ اس کے سرپرست رہے۔ اس تنظیم نے اتحاد واتفاق کی ایسی لہر دوڑا دی جس کے بعد انفرادیت وعلیحدگی پسند جذبات نے دم توڑ دیا۔ الجمیعة الاشرفیہ کی باگ ڈور آپ نے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے بعد ۱۳۵۵ھ میں سنبھالی۔ آپ ایک ایسے تحقیقی ادارہ کا قیام چاہتے تھے جس میں قوم مسلم کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق تربیت دی جائے، اس ادارہ کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے لئے آپ ہمہ تن مصروف ہوکر ہندو بیرون ہند میں ہزاروں شاخیں بناڈالیں۔

الجمیعة الاشرفیہ مالیگاؤں :

۹ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۴ر مئی ۱۹۸۶ء شب پنج شنبہ مبارکہ شاخ خانقاہ اشرفیہ مالیگاؤں میں مسلمانوں کا اجتماع ہوا جس میں حضرت سرکار کلاں نے خصوصی طور پر شرکت فرمائی اور تنظیم کی افادیت واہمیت پر بصیرت افروز خطاب فرمایا اور وہاں کے ذمہ دار اشخاص کا انتخاب عمل میں آیا۔

شاخ فتحپور بھاگلپور:

میں ۱۱ر جون ۱۹۷۲ء کو حضرت سرکار کلاں کی صدارت میں ایک عظیم الشان میٹنگ ہوئی جس میں مقامی ارباب فکر ونظر کے علاوہ بہت سے لوگوں نے شرکت فرمائی۔ اس میٹنگ میں بانی جامع اشرف شیخ اعظم قبلہ مدظلہ العالی بحیثیت ناظم اعلیٰ الجمیعة الاشرفیہ بنفس نفیس موجود تھے اور شیخ اعظم نے لوگوں کو تنظیم کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا۔ چونکہ قصبہ فتحپور کی آبادی زیادہ تھی اس لئے اس قصبہ کے مختلف محلوں کو "سب کمیٹی" کی صورت میں تقسیم کیا گیا اور سب کا تعلق فتحپور برانچ سے کردیا گیا۔

شاخ مرزاپور : ۲۶ر رجب المرجب ۱۳۹۲ھ مطابق ۶ر دسمبر ۱۹۷۲ء میں قیام عمل میں آیا۔

شاخ سورت گجرات : ۲۲ر ستمبر ۱۹۷۲ء مطابق ۵ شعبان میں اس کا قیام عمل میں آیا۔

شاخ کشنگنج بھار : ۲۴ر ستمبر ۱۹۷۲ء میں اس کا قیام عمل میں آیا۔

شاخ کانپور : ۱۰ر رجب المرجب ۱۳۹۲ھ یوم دوشنبہ بموقع فاتحہ سرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور میں حضور کی صدارت میں ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں شاخ آل انڈیا الجمیعة الاشرفیہ کا قیام بھی عمل میں آیا اور باتفاق رائے عامہ مندرجہ ذیل حضرات عہدیداران منتخب ہوئے۔

(۱) حضرت مفتی رفاقت حسین اشرفی علیہ الرحمہ خلیفۂ سرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں (صدر)

(۲) حضرت مفتی محبوب عالم اشرفی (جنرل سکریٹری)

(۳) حاجی عبدالخالق اشرفی (خازن)

شاخ نبی پور بھروچ گجرات : ۲۲ر جون ۱۹۷۲ء میں قیام عمل میں آیا۔

شاخ جمال پور احمد آباد گجرات :

مورخہ ۲۵ر جولائی ۱۹۷۲ء مقام جمالپور احمد آباد جناب الحاج لطیف بیگ اشرفی کے مکان پر ایک میٹنگ ہوئی اور الجمیعة الاشرفیہ کچھوچھہ شریف کے شاخ کا قیام عمل میں آیا۔

اس کے علاوہ متعدد جگہوں پر الجمیعۃ الاشرفیہ کہ شاخیں قائم کی گئیں۔

شاخ ماچھی پور : ۲جون ۱۹۷۲ء

شاخ تارتیری :۶رمئی ۱۹۷۲ء

شاخ سلطان پور : ۲۳رجون ۱۹۷۳ء

شاخ رجولی گیا بھار : ۲رستمبر ۱۹۷۲ء

شاخ بلاری ضلع مراد آباد : ۲۰رجولائی ۱۹۷۲ء

شاخ شھر رامپور : ۱۱رجولائی ۱۹۷۲ء

شاخ ٹنکاریہ ضلع بھروچ گجرات :۱۹رجولائی ۱۹۷۲ء

شاخ کالوپور احمد آباد گجرات : ۳۰رستمبر ۱۹۷۲ء

شاخ پاچھور سیا (دیناج پور):

۲۶رشعبان ۱۳۹۲ھ

شاخ بھیونڈی : ۱۲رمارچ ۱۹۷۳ء

شاخ گڑیا :۱۹مئی ۱۹۷۳ء

شاخ جامعہ نعیمیہ مراد آباد : ۲۲رجولائی ۱۹۷۲ء

شاخ رائے بریلی : ۱۵راپریل ۱۹۷۳ء

شاخ پرتاپ گڑھ : ۱۷راپریل ۱۹۷۳ء

یہ چند وہ مقامات ہیں جس میں خود حضرت سرکار کلاں نے دورہ فرمایا اور آپ کی سرپرستی میں ان شاخوں کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے علاوہ آپ کے شہزادہ عالی وقار سیدی ومرشدی بانی جامع اشرف مخدوم العلماء حضرت شیخ اعظم قبلہ نے ایک مہینہ مسلسل مشرقی ہندوستان کا دورہ فرمایا اور صرف مغربی بنگال، دیناج پور اور پورنیہ بہار کے ۲۵ قصبہ و مواضعات میں تشریف لے گئے جہاں بڑی تن دہی سے الجمیعۃ الاشرفیہ کی تجدید و احیاء کا کام بحسن خوبی انجام دیا اور پھر ۲رمئی ۱۹۷۳ء سے یہ دورہ دوبارہ شروع ہوتا ہے جس کی تفصیل کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ اب ذیل میں

حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے تبلیغی اسفار بھی ملاحظہ کرتے چلیں جن سے معلوم ہوگا کہ حضرت کی پوری زندگی اعلاء کلمۃ الحق اور دین اسلام کی نشر واشاعت میں گزری ہے۔

دورۂ برطانیہ : ۳رنومبر ۱۹۸۵ء میں اہل برطانیہ کی شدید خواہش پر مخدوم المشائخ سرکار کلاں پہلی بار برطانیہ تشریف لے گئے۔ حضرت کے ساتھ آپ کے مرید وخلیفہ شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی الجیلانی بھی تھے۔ دونوں حضرات دو ماہ کے قیام کے بعد جنوری ۱۹۸۶ء کے اوائل میں ہندوستان لوٹ آئے۔

سفر مشرقی پاکستان :۱۹۵۵ء

ریحان ملت کے عرس چہلم میں شرکت : ۱۶رجولائی ۱۹۸۵ء

مدرسہ حمیدیہ رضویہ بنارس کی اجلاس میں شرکت :۲۵رجولائی ۱۹۷۸ء

دورۂ سری لنکا اور بنگلہ دیش :۱۹۹۱ء

سفر کراچی : ۱۹۵۶ء

سفر کراچی : ۱۹۵۹ء

سفر پاکستان : ۱۹۶۳ء

سفر بنگلہ دیش : ۱۹۸۲ء

سفر پاکستان : ۱۹۹۱ء

پھر اہلسنت وجماعت کی یہ عظیم شخصیت ۲۱رنومبر ۱۹۹۶ء میں ہم سے یہ کہتے ہوئے رخصت ہوگئی۔

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
گر ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا۔

مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو حضرت کے فیضان سے مالا مال فرمائے اور آپ کا وسیلہ ہمارے لئے نجات کا ذریعہ بنے۔

☆☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکارکلاں نمبر
شخصیات وخدمات
ماہنامہ غوث العالم
13
اگست ۲۰۰۶ء

میرے والد میرے مرشد حضرت سرکارکلاں

ازمخدوم العلماء بانی جامع اشرف، شیخ اعظم مولانا الحاج الشاہ سید محمد اظہار اشرف سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف

مخدوم المشائخ مولانا مفتی الحاج الشاہ سید محمد مختار اشرف معروف بہ سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات مسلمانان اہلسنت کے درمیان محتاج تعارف نہیں۔ ہندو پاک و بنگلہ دیش کے علاوہ سری لنکا، ہالینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، کناڈا اور دوسرے کئی ممالک میں بھی آپ کے مریدوں اور معتقدوں کی ایک بڑی جماعت موجود ہے۔

حضرت مخدوم المشائخ میرے والد ماجد بھی تھے اور مرشد بھی ہر سعادت مند بیٹے کو اپنے باپ سے محبت ہوتی ہے اور اس کی وہ تعریف ہی کرتا ہے۔ اسی طرح ایک سعادت مند مرید کو اپنے پیر سے عقیدت ہوتی ہے اور وہ اپنی عقیدت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ اس نقطۂ نظر سے ہوسکتا ہے کہ حضرت مخدوم المشائخ کے تعلق سے جو کچھ میں کہوں اسکو باپ کے حق میں بیٹے کی محبت کا غلو یا مرید کا اپنے پیر سے اظہار عقیدت کہہ کر نظرانداز کردینے کی کوشش کی جائے، لیکن مجھے یہ بھی یقین ہے کہ خدا کی زمین حقیقت پسندانہ سوچ وفکر رکھنے والوں سے خالی نہیں ہوگئی ہے۔ لہذا مخدوم المشائخ کے تعلق سے حقائق پر مبنی میرے درج ذیل تاثرات دراصل ایسے ہی لوگوں کے ذہن وفکر کو مہمیز لگانے کے لئے پیش کئے گئے ہیں۔

مجھ حقیر پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پایاں احسان ہے کہ میں نے اس دنیا میں آنکھیں کھولتے ہی اپنے پردادا محبوب ربانی شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں پائیں۔ مجھے نانا کی حیثیت سے وقت کے عارف حقانی سید شاہ مصطفیٰ اشرف علیہ الرحمہ کی ذات ملی۔ دادا کی حیثیت سے عالم ربانی علامہ سید احمد اشرف علیہ رحمہ کی نسبت ملی۔ تربیت کے لئے مثالی ماں کی گود کے ساتھ ساتھ اپنی دادی، امام العرفاء سید شاہ اشرف حسین رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی، وقت کی رابعہ بصریہ کی مقدس گود بھی نصیب ہوئی۔

این سعادت بہ زور بازو نیست،
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اس عظیم سعادت پر میں اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

اگر مخدوم المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کو ایک ''باپ'' کی حیثیت سے پیش کیا جائے تو بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ایک ''مثالی باپ'' تھے۔ ایک مثالی باپ بننا کوئی آسان بات نہیں۔ اگر باپ کے حقوق اولاد پر ہیں تو باپ پر بھی اولاد کے حقوق ہیں، جن کو پورا کر کے ہی ایک باپ ''مثالی باپ'' بن سکتا ہے———

باپ پر اولاد کا حق یہ ہے کہ وہ اولاد کی اچھی تربیت کرے۔ ان کا اچھا نام رکھے۔ انہیں علم وادب سے آراستہ کرے انہیں نیک وصالح بنانے کی کوشش کرے۔ جب چھ سال کے ہوں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دے۔ دس سال کے ہوجائیں تو ان کا بستر الگ کردے اور نماز نہ پڑھنے پر ان پر تادیبی کارروائی کرے اور جب وہ بالغ ہوجائیں تو ان کی شادی کرے۔

(البیہقی فی شعب الایمان وابن حبان فی الثقات)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت مخدوم المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اولاد کے حقوق کوادا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ بلکہ انہیں ان کے حقوق سے زیادہ عطا کیا ہے۔

باپ کا یہ حق ہے کہ اپنی ضرورت کے مطابق اپنی اولاد کے مال سے لے۔اس میں اولاد کی رضامندی کوئی شرط نہیں مگر مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ کی خودداری کا یہ عالم تھا کہ جیتے جی آپ نے اپنی اولاد کے مال سے نہیں کھایا۔ بلکہ خود انہیں کھلاتے پلاتے رہے۔آپ کی سعادت منداولاد آپ کی ذات پر خرچ کرنے کے لئے جی جان سے تیار رہتی تھیں اوراس خدمت کو اپنے لئے سعادت تصور کرتی تھیں۔لیکن آپ کی خوددار طبیعت نے کبھی بھی کسی کا احسان اٹھانا گوارنہیں کیا——ایک بار آپ لکھنؤ میں زیر علاج تھے تو میرے مکان میں آپ کا قیام تھا۔گھر کے چھوٹے بڑے آپ کی تیمارداری میں لگے رہتے تھے۔ اہل خاندان کے علاوہ ہر دن دور دراز سے بھی کچھ لوگ آپ کی عیادت کے لئے آجاتے تھے۔ ان ایام میں بھی عیادت کے لئے آنے والے لوگوں کی خاطر مدارات میں کچھ کمی نہیں فرماتے تھے۔

کچھ دنوں کے بعد ڈاکٹروں نے آپ کو چھٹی دے دی تو لکھنؤ سے کچھوچھہ شریف آنے کے لئے تیار ہوئے۔آنے سے پہلے آپ نے مجھے تنہائی میں بلوایا اور اپنے مخصوص انداز میں فرمایا۔ ''میرے علاج ومعالجہ میں تم نے بہت پیسہ خرچ کیا،عیادت کے لئے آنے جانے والوں کا تانتا لگا رہا،تم نے ان کی ضیافت میں بھی کافی خرچ کیا،گھر کی بہوؤں نے بھی بڑی خدمت کی، گھر کے ہر چھوٹے بڑے نے میرا خیال رکھا'' یہ فرما کر آپ نے سب کو خوب دعائیں دیں۔ پھر میرے ہاتھ میں روپیوں کی ایک گڈی تھماتے ہوئے فرمانے لگے۔''یہ رکھ لو!تم نے میرے اوپر کافی خرچ کیا'' میں نے عرض کیا''حضور! جو کچھ میرے پاس ہے اور جو بھی میں نے آپ پر خرچ کیا وہ سب آپ ہی کا تو ہے۔ مجھے آپ سے روپیہ پیسہ نہیں صرف دعائیں چاہئیں'' آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور روپیوں کی گڈی واپس رکھ لی۔اس وقت تو آپ نے روپیوں کو واپس رکھ لیا لیکن بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اپنی بہو (میری اہلیہ مرحومہ) کو بلوا کر روپیوں کی وہ گڈی یہ کہہ کر عنایت فرمادی تھی کہ ''تم سب نے میری خوب خدمت کی،میری دوا پرہیز اور آرام کا بہت خیال رکھا۔میری طرف سے بطور انعام اس کو رکھ لو''——دوا علاج کے نام پر میں نے آپ کی عنایت کردہ رقم نہیں لی۔تو آپ نے دوسرے طریقہ سے جب تک وہ رقم اپنی بہو کے ہاتھ میں نہیں دیا،آپ کی خوددار طبیعت کا بوجھ ہلکا نہ ہوا——یقیناً یہ آپ کی طبیعت کی خودداری بھی تھی اور ایک مثالی باپ کا اپنے اہل وعیال کو ان کے حقوق سے زیادہ نوازنے کا ایک نرالا انداز بھی تھا——

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو شریف بناؤ اور ان کو اچھا ادب دو۔(ابن ماجہ: کتاب الادب) حضرت مخدوم المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باپ ہونے کی حیثیت سے اس ذمہ داری کو پورے طور پر ادا کیا ہے۔آپ نے عمر بھر اپنی اولاد اور اہل وعیال بلکہ دور کے رشتے داروں پر خرچ کیا ہے۔ کیونکہ آپ کو معلوم تھا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آدمی اپنے اور اپنے اہل وعیال اور خادم پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہے(ابن ماجہ:باب بحث علی الکسب)

چیف ایڈیٹر:اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

بخاری شریف میں یہ حدیث مذکور ہے کہ آدمی جو ایک لقمہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالا ہے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔ ایک مثالی باپ اپنی اولاد کے حقوق کی ادائیگی میں ہر حال میں عدل وانصاف کو قائم رکھتا ہے۔ حضرت مخدوم المشائخ نے اپنی اولاد کے حقوق کی ادائیگی میں عدل وانصاف سے سر موانحراف نہیں فرمایا ہے۔ اس معاملہ میں بھی آپ تقویٰ پر عامل تھے۔ مسلم شریف میں یہ حدیث موجود ہے کہ "اتقوا اللہ واعدلوا فی اولادکم" اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے حقوق میں انصاف قائم کرو۔

عام طور پر جب لوگوں کی اولاد ناخلف ہوتی ہے تو ساری غلطی اولاد کے سر رکھ دی جاتی ہے۔ حالانکہ اولاد کو نیک اور فرماں بردار یا نافرمان بنانے میں والدین کا بھی بڑا ہاتھ ہوتا ہے ــــــ ایک مثالی باپ اپنے ہر قول وعمل کے ذریعہ اپنی اولاد کو سعادت مند اور باادب بنانے کی کوشش کرتا ہے اور اولاد کو با اخلاق بنانے میں ہر طرح سے اپنا تعاون پیش کرتا ہے ــــــ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس والد پر جو اپنی اولاد کو نیک بنانے میں ان کی مدد کرتا ہے یعنی اپنے برے عمل کے ذریعہ انہیں نافرمان نہیں بناتا۔ (ابن حبان، سند ضعیف)

حضرت مخدوم المشائخ نے باپ ہونے کی حیثیت سے اپنی زندگی میں اپنی اولاد کے سامنے کوئی ایسا کام نہیں کیا یا کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے اولاد کی تربیت پر برا اثر پڑے۔

حضرت مخدوم المشائخ میرے پیر و مرشد بھی تھے۔ ایسے کامل پیر کہ ان سے مرید ہونے پر مجھے فخر ہے۔ ایک مشفق و مربی باپ کی حیثیت سے مجھے حضرت مخدوم المشائخ سے محبت بھی ہے اور میرے پیر و مرشد ہونے کی حیثیت سے آپ سے مجھے عقیدت بھی ہے۔ ایک کامل پیر میں جو خوبیاں ہونی چاہئیں وہ مخدوم المشائخ میں موجود تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے خاندان کے اکثر علماء ومشائخ بڑے چھوٹے آپ ہی کے مرید ہیں۔ باہر کے دنیا میں تو اپنی پیری کا لوہا منوانا آسان ہے لیکن اپنے گھر والوں کو اپنا معتقد و مرید بنانا کسی صاحب کمال بزرگ ہی کے بس کی بات ہے ــــــ ایسا کمال آدمی کو صرف اپنی کوشش سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص وہبی ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم المشائخ کو بھی یہ کمال وہبی طور پر حاصل تھا چنانچہ محبوب ربانی اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنا جانشین نامزد کرتے وقت یہ اعلان فرمایا تھا کہ "میں اپنے پوتے کو اشارۂ غیبی کے ذریعہ اپنا ولی عہد نامزد کرتا ہوں" اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے اپنی وفات سے پہلے اپنی ساری روحانی امانتیں حضرت مخدوم المشائخ کو عطا فرمادی تھیں۔ حتی کہ یہ بھی فرمایا تھا کہ "میں نے اپنی ذات کو تمہیں دے دیا" ــــــ اس نوازش پر ناز کرتے ہوئے کبھی کبھی حضرت مخدوم المشائخ یہ شعر بڑی ہی وجدانی کیفیت کے ساتھ گنگناتے تھے۔

چہ گویم اشرفم یا اشرفیم
مپرس این سرّ پنہانی را

حضرت مخدوم المشائخ کی ذات میں جن صاحب نظر بزرگوں سے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے مبارک وجود کو جلوہ گر دیکھا ہے درحقیقت انہوں نے ہی آپ کے مرتبہ و مقام کو سمجھا ہے۔ حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے حضرت مخدوم المشائخ کی شخصیت کو اپنے اس قطعہ کے ذریعہ پیش فرمایا ہے۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

قطعہ

بنازم گر تو فرقم نشینی
کہ بہر اشرفیاں نازنینی
جناب سید مختار اشرف
بنازد برتو سجادہ نشینی
اجماع کردہ اندہمہ صاحب نظر
درآل اشرف اشرفی گشتہ بزرگ تر
پس ہمچناں اے سید مختار اشرفی
بعد اشرفی بزرگ توئی قصہ مختصر

(مولانا سلیمان اشرفی بھاگلپوری نے حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ سے حضرت مخدوم المشائخ کی شان میں کچھ اشعار لکھنے کی درخواست پیش کی تو انہوں نے آپ کی شخصیت کی تصویر اپنے اس قطعہ میں پیش فرمادی۔ جس کو حضرت مولانا سلیمان اشرفی بھاگلپوری نے ایک کتبہ کی شکل میں خانقاہ اشرفیہ سرکار کلاں میں حضرت مخدوم المشائخ کی قیام گاہ کے سامنے دیوار پر نصب کروادیا تھا جو آج تک ان کی پیش کش کی صورت میں محفوظ ہے۔۱۲) حضرت مخدوم المشائخ پیر روشن ضمیر تھے اس میں کوئی شک نہیں۔ آپ کی روشن ضمیری پر بے شمار واقعات شاہد ہیں۔

سال کا اکثر حصہ تبلیغی دورے پر گزارتے لیکن ہر سال محرم الحرام کے مہینے میں سارا سفر ملتوی کر کے کچھوچھہ شریف میں قیام فرماتے۔ عاشورا کے دن صلوٰۃ عاشورا پڑھتے اور مختار المساجد میں لوگوں کو جمع کر کے عاشورا کی دعائیں بھی پڑھاتے تھے۔ عاشوراء کی مخصوص دعا پڑھوانے سے پہلے اپنے مخصوص انداز میں اس کی فضیلت بیان فرماتے۔ ''جو شخص اس مخصوص دعا کو عاشورا کے دن پڑھے گا ان شاءاللہ تعالیٰ سال بھر صدمۂ موت سے محفوظ رہے گا۔ اور جس سال اس کی موت مقدر ہوگی کسی وجہ سے اس کو نہ پڑھ سکے گا لہذا آؤ جس کو اپنی زندگی کا بیمہ کروانا ہو آج کروالو''۔ پھر بڑے اہتمام کے ساتھ دعا پڑھواتے اسے کی بعد حلیم و شربت سے حاضرین کی ضیافت فرماتے تھے۔

۹؍رجب المرجب ۱۹۹۶ء کو آپ کی وفات ہوئی تو اس سال آپ نے معمول کے مطابق عاشوراء کے دن مختار المساجد میں لوگوں کے ساتھ صلوٰۃ عاشوراء تو پڑھی لیکن صدمۂ موت سے محفوظ رہنے کی مخصوص دعا خلاف معمول نہ خود پڑھی اور نہ لوگوں کو پڑھوائی بلکہ مجھے پڑھوانے کا حکم دیا۔ اسی سال عرس مخدومی کے بعد خلاف معمول عرس کے لنگر خانے کی چابی، حساب کتاب کے سارے رجسٹر اور عرس کے انتظام وانصرام کی تمام ذمہ داریاں مجھے سپرد فرمادیں۔ گویا اسٹیقین کے ساتھ عرس کی ساری ذمہ داری مجھے دی دی کہ اب اگلا عرس آپ کو نہیں کرنا ہے۔ چنانچہ سفر آخرت کی تیاری مکمل فرمالی۔

حضرت مخدوم المشائخ کے وصال کے بعد سب سے پہلا عرس مخدومی جو میں نے اپنے انتظام واہتمام میں انجام دیا تھا اس موقع پر مجھے اپنے خاندانی تبرکات میں لباس غوثیہ کا مرمت شدہ پٹکا حکیم سید احمد میاں صاحب کوثر کے ہاتھ سے ملا تھا۔ اس پٹکے کے پس منظر میں حضرت مخدوم المشائخ کی روشن ضمیری کا ایک واقعہ پوشیدہ ہے جس کو حکیم صاحب ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیے۔ حکیم صاحب کا بیان ہے کہ:

''جس سال حضرت کا وصال ہوا ہے اس سال عرس مخدومی کے بعد حضرت مخدوم المشائخ نے مجھے ''لباس غوثیہ'' (حضرت غوث پاک کا خرقہ) کا پٹکا جو بوسیدہ ہو چکا تھا مرمت کروانے کے لئے دیا اور یہ ہدایت فرمائی کہ اس میں پیوند وغیرہ لگوا کر اظہار

میاں کو دے دینا۔ میں نے عرض کیا۔ جی! میں اس کو ٹھیک کروا کر آپ کو دے دونگا۔ میری بات سن کر آپ کا تیور بدل گیا آپ نے پرزور انداز میں فرمایا۔ میں کہتا ہوں کہ اظہار میاں کو ہی دینا مجھے نہیں۔ اظہار میاں کو دینا ہے۔ میں نے سوچا ہوگی کوئی وجہ جس کی وجہ سے آپ پنکا اظہار میاں کو دینے کی ہدایت فرمارہے ہیں۔ خیر! بات گزر گئی۔ میں نے پنکا درست کروا کر اپنے پاس یہ سوچ کر رکھ لیا کہ جب اظہار میاں سے ملاقات ہوگی ان کو دے دوں گا۔ اتفاق سے کئی مہینے گزر گئے اظہار میاں سے میری ملاقات نہ ہوسکی۔ اس کے بعد پنکا کا خیال بھی میرے ذہن سے نکل گیا یہاں تک ۹ رجب المرجب کو لکھنؤ میں حضرت کو وصال ہوگیا۔ آپ کی وفات کو پانچ ماہ گزر گئے لیکن اس درمیان مجھے آپ کی دی ہوئی امانت یاد نہیں آئی۔ عرس مخدوم پاک کا موقع آگیا اور ۲۸ محرم الحرام کو جلوس غوثیہ کی تیاری ہونے لگی اور لباس غوثیہ کے پٹکے کی تلاشی شروع ہوئی تو مجھے پنکا یاد آیا میں نے پنکا لاکر اظہار میاں کو دیا۔''

حکیم صاحب کا بیان ہے کہ ''اس وقت مجھے احساس ہوا کہ حضرت نے پنکا دیتے وقت یہ تاکیدی حکم کیوں دیا تھا کہ تم پنکا مرمت کروا کر اظہار میاں ہی کو دینا''۔

اس واقعہ پر حکیم صاحب اپنا تاثر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''حضرت نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا کہ اگلا عرس مخدومی آپ کے جانشین اظہار میاں کو انجام دینا ہے۔ اور لباس غوثیہ انہیں پہننا ہے۔ لہذا پنکا انہیں کی امانت ہے ان کے حوالے کردیا جائے۔

حضرت مخدوم المشائخ ایک سچے عاشق رسول تھے۔ عشق رسول ہی مومن کے کمال ایمان کی دلیل ہے۔ ایک سچا عاشق رسول ہر حال میں متبع سنت رہا کرتا ہے۔ اس کا دل عشق رسول سے سرشار ہوتا ہے اور اس کی ہر محفل ذکر رسول کی عطر بیز خوشبو سے معطر ہوتی ہے۔ حضرت مخدوم المشائخ کو دیکھنے والے گواہ ہیں کہ آپ کا ہر قدم سنت رسول کے مطابق اٹھتا تھا اور آپ کی پوری زندگی اتباع رسول میں گزری ہے۔ آپ اپنی محفلوں کو ذکر رسول سے معمور فرماتے اور ذکر رسول کے وقت آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری رہتی۔ دوران ذکر کبھی کبھی حاضرین مجلس سے پوچھتے کہ بتاؤ نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ صرف ایک لفظ میں جواب دو۔ لوگ ہمہ تن گوش ہو جاتے تو وقفہ انتظار کے بعد خود ہی جواب ارشاد فرماتے۔ نجات کا ذریعہ صرف ایک چیز ہے؛ وہ ہے ''محبت'' ظاہر ہے کہ ایک عاشق رسول کے نزدیک محبت سے مراد محبت رسول ہی ہے۔ اس ایک لفظ محبت میں ایک جہاں معانی پوشیدہ ہے۔ جسے اہل محبت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

ایک سچا عاشق رسول، بارگاہ رسول کا حد درجہ ادب واحترام بجالاتا ہے۔ بارگاہ رسول کی ایک ادنیٰ سی بے ادبی جو انجانے میں صادر ہو جائے اسے بھی وہ اپنے دین وایمان کی ہلاکت کا باعث سمجھتا ہے۔

حضرت مخدوم المشائخ اپنی مجلسوں میں بارگاہ رسول کے ادب واحترام کے سلسلہ میں لوگوں کو نصیحت فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے تھے، ''بیت اللہ شریف کے طواف کا معاملہ دیکھو تو یہاں اللہ کے بندوں کی دیوانگی کا عالم نظر آتا ہے۔ ہر بندہ دیوانہ وار اپنے معبود کے گھر کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ سر کے بال الجھے ہوئے ہیں، سر ننگا ہے۔ مونڈھے کھلے

ہوئے ہیں۔ کبھی تیز دوڑتا ہے کبھی اکڑ کر چلتا ہے۔ ملتزم سے چمٹتا ہے حجر اسود کو چومتا ہے۔ لیکن بارگاہ رسول میں ایک غلام رسول کو بہرحال باہوش رہنا ہے۔ باادب رہنا ہے۔ روضۂ رسول سامنے ہے اب ہرحال میں سراپا ادب بن جانا ہے یہاں نہ اکڑ کی گنجائش ہے نہ جالیوں سے چمٹنے کی اجازت ہے۔ یہ دیوانگی کے اظہار کا نہیں ہوشمندی کا مقام ہے'' اس طرح نصیحت فرماتے ہوئے آپ عموماً یہ مصرع پڑھتے تھے ؎

با خدا دیوانہ باشی با محمد ہوشیار

اب یہاں پر میں اپنا ایک خواب بیان کرتا ہوں۔ دربار رسول کے ادب واحترام کے تعلق سے یہ شعر بڑا مشہور ہے

اے پائے نظر ہوش میں آ کوئے نبی ہے
آنکھوں سے چلنا بھی یہاں بے ادبی ہے

دربار نبی کے ادب واحترام کے تعلق سے پائے نظر سے خطاب اور یہ کہ وہاں آنکھوں سے چلنا بھی بے ادبی ہے اس کو عام طور سے شاعرانہ تخیل تصور کیا جاسکتا ہے، لیکن ایک سچے خواب کے آئینے میں بارگاہ رسول میں ایک عاشق صادق کا آنکھوں سے چلنا بلکہ اسے بھی گویا بے ادبی تصور کرنے کا ایک ایمان افروز منظر ملاحظہ کیجئے۔

ایک بار زیارت حرمین طیبین کے موقع پر روضۂ رسول کی حاضری کے وقت مواجہۂ اقدس کے سامنے کھڑے ہوکر میں دعائیں کر رہا تھا۔ میرے پیروں میں تکلیف تھی۔ کچھ دیر تک کھڑے کھڑے دعائیں کرتا رہا لیکن جب پیروں کی تکلیف زیادہ ہونے لگی تو میں بیٹھ گیا کچھ لوگ مواجہۂ اقدس کے سامنے بیٹھے ہوئے تلاوت اور دعا میں مصروف تھے۔ میں جیسے ہی بیٹھا، اندر سے ضمیر نے للکارا کہ تو کتنا بڑا بے ادب ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کے سامنے بیٹھا ہے یہ خیال آتے ہی میں کھڑا ہوگیا۔ اپنے اس عمل پر مجھے جس قدر ندامت ہوئی تھی اسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اپنے احساس جرم کے ساتھ مواجہۂ اقدس کے سامنے ندامت کے آنسو بہاتا رہا۔ سرکار کی بارگاہ میں گڑگڑاتا رہا کہ سرکار مجھے معاف فرمادیں۔ مجھ سے بے ادبی ہوگئی۔ ریاض الجنہ میں روتا رہا۔ روضۂ اقدس کے گرد گھومتا رہا اور آنسو بہاتا رہا۔ پھر بھی میرے دل کا بوجھ ہلکا نہ ہوا اور مجھے یہ خیال پریشان کرتا رہا کہ نہ جانے سرکار کی بارگاہ میں مجھے معافی ملی یا نہیں۔ اسی رات حضرت والد ماجد مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہیں اور اپنی پلکوں سے مدینہ منورہ کی گلیوں میں جھاڑو لگا رہے ہیں۔

میں نیند سے بیدار ہوا تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ سرکار دوعالم ﷺ کی بارگاہ کے ادب واحترام کے تعلق سے حضرت والد ماجد علیہ الرحمہ نے بذریعہ خواب گویا میری تنبیہ فرمائی کہ یہ وہ بارگاہ ہے جہاں کا ادب واحترام جتنا بھی کیا جائے کم ہے۔ اس خواب کے بعد میں نے سمجھا کہ ابھی تک شاید سرکار کی بارگاہ سے مجھے معافی نہیں ملی ہے۔ دوسرے دن بھی میں بدستور روضہ اقدس پر روتا اور گڑگڑاتا رہا۔ پھر رات کو میں نے خواب میں والد ماجد علیہ الرحمہ کو دیکھا آپ مجھے دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور فرما رہے تھے کہا آؤ اظہار میاں آج میرا دل چاہتا ہے کہ تم کو میں تاج

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

پہناؤں جب میں بیدار ہوا تو میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو چکا تھا اور میں اپنے آپ میں ایک قسم کی فرحت محسوس کرنے لگا اور خیال ہوا کہ اب شاید سرکار نے والد ماجد علیہ الرحمہ کی سفارش پر میری خطا معاف فرمادی ہے۔ یوں تو یہ خواب کی بات ہے لیکن یہ یاد رہے کہ اس طرح کے خواب کو حدیث شریف میں مومن کے لئے بشارت کہا گیا اور اس کو نبوت کا چالیسواں حصہ کہا گیا ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ آیت کریمہ ''لهم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا'' (ان کے لئے دنیاوی زندگی میں بشارت ہے) میں بشریٰ سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے مراد اچھا خواب ہے جسے کوئی مسلمان دیکھے یا کسی مسلمان کے لئے کسی دوسرے مسلمان کو دکھایا جائے۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی کہ مدینہ منورہ میں دیکھا ہوا میرا یہ خواب ان شاء اللہ میرے لئے بھی معافی کی بشارت ہے اور حضرت مخدوم المشائخ کی ذات کے تعلق سے بھی بشارت ہے کہ آپ ایک سچے عاشق رسول اور بارگاہ رسول کے چہیتے تھے۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت مخدوم المشائخ کے درجات کو بلند فرمائے۔ اور ہم سب کو آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور ان کے فیضان کا سایہ ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔

☆☆☆☆☆☆

منقبت

حضور شیخ اعظم قبلہ

مخزن جودوسخا کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں
زینت بزم حیا کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں
کس قدر اوج پہ ہے حسنِ تکلم کا وقار
شاہِ اشرف کی ضیاء کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں
بالیقین جن کے تبسم نے دیا فرحت روح!!
کیف میں ڈوبی ادا کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں
ہاں جس کے کرم نے کبھی غیروں کو نہ چھوڑا
فیاضی کے بے مثل شہا کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں
خالی نہ گیا اب تک جس در سے بھکاری
محبوبوں کی محبوب ادا کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں
تھے بالیقین اسلاف کی سیرت کا نمونہ!
اسرارومعارف کی گھٹا کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں
کہتے ہیں غلامان غلامِ شہ اشرف
کردار کا آئینہ نما کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں
جس ذات میں پنہاں ہے شریعت وطریقت!
اس ذات مقدس کو بتا کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں
وہ جس کی ادا میں ہیں صفاتِ شہِ سمناں
سرچشمہ اظہار وفا کون؟ وہ سرکارکلاں ہیں

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

امام اہل سنت حضور سرکار کلاں

مفکر اسلام علامہ سید علی اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھوی

مفکر اسلام حضرت علامہ الحاج سید علی اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ، مخدوم المشائخ حضرت سرکار کلاں کے فرزند عالی مرتبت ہیں۔ آپ کو شرافت، وضع داری، تہذیب، علم، حسن اخلاق و جملہ اوصاف حمیدہ خاندانی ورثے میں ملے ہیں۔

آپ نے خلوص وایثار، جذبۂ خدمت خلق سے کچھوچھہ شریف اور اتر پردیش (انڈیا) کے وسیع علاقوں میں منفرد مقام اور ذی وقار منزلت حاصل فرمائی ہے آپ اپنے حلقۂ انتخاب سے ایم ایل اے اور ایم ایل سی منتخب ہو چکے ہیں آپ کے تجاویز و تقاریر کو مقبولیت عامہ حاصل ہے۔ آپ 'الاشرف فاؤنڈیشن' کچھوچھہ شریف کے چیئر مین بھی ہیں۔

الاشرف فاؤنڈیشن کے بانی وسر پرست اعلی حضور مخدوم المشائخ سرکار کلاں رضی اللہ عنہ کو ہماری نگاہیں نہیں دیکھ رہی ہیں، لیکن ان کی روحانی سر پرستی اور انکی دعائیں ضرور ہمارے ساتھ ہیں۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ حضور مخدوم المشائخ کی زبان اور تحریر سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ کا مشاہدہ عالم اسلام اور مخلوق خدا ضرور کرے گی انشاء اللہ تعالی نیز فاؤنڈیشن مخدومی فیوض و برکات وتصرف روحانی سے ترقی کرتے ہوئے اپنی روشنی اور خوشبو سے مخلوق خدا کو ہمیشہ سیراب کرتا رہے گا۔

۹ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات ۸۴ اور ۸۵ سال کی عمر شریف کے درمیان آفتاب اشرفیت، تاجدار اہلسنت، مرکز روحانیت، مخدوم المشائخ سرکار کلاں رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا۔ عالم اسلام دنیائے اہلسنت چمنستان اشرفیت میں زلزلہ آ گیا، آنسوؤں کے سیلاب غموں سے ٹوٹے دل ودماغ بے قابو ہوش وحواس بکھرے ہوئے دل و دماغ کی کیفیات کا بوجھ یہ ناتواں انسانی جسم برداشت نہ کرسکا۔ قوت مدافعت جواب دے گئی۔ وہی منظر وہی صورت وہی تصور وہی خیال ہر وقت اس طرح چھایا رہا کہ ساری دنیا تمام مصروفیات اور زندگی کے دیگر تقاضوں سے دور ہوتے چلے گئے اور سامنے تھی ہماری تنہائی اور گوشہ نشینی۔

حضرت والد ماجد مخدوم المشائخ سرکار کلاں رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد مختلف احساسات کی شدت جو دل کے سرد خانہ میں کہیں پوشیدہ تھی بے قرار ہوگئی۔

وہ رات جب گھر کا دروازہ زنجیروں کے کھٹکھٹانے کی آواز پر کھولا جاتا ہے اور حضور مخدوم المشائخ والد ماجد رضی اللہ عنہ تشریف لاتے ہیں ۶ سال کی عمر کا ان کا یہ فرزند سید علی ان کی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا اور اپنی مخدومہ دادی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں سو رہا ہے۔ رقت آمیز آوازوں اور پریشان کن ماحول میں آنکھ کھلتی ہے تو ہمارے سرکار کلاں، ہمارے پیر و مرشد ہم سب کے مخدوم المشائخ روتے بلکتے اپنے اس بیٹے کو آغوش میں لیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں تمھارا والد ہی نہیں، بلکہ ماں بھی ہوں۔ یہ وہی رات تھی جب ہماری مخدومہ والدہ صاحبہ نے وصال فرمایا تھا اور اس وقت مخدومہ دادی صاحبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت والد ماجد

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

رضی اللہ عنہ کی بے پناہ شفقتوں نے سہارا دیا اور سکون بخشا۔

حضور مخدوم المشائخ نے جو الفاظ ادا فرمائے وہ صرف وقتی تسلی اور تشفی کے الفاظ ہی نہیں تھے بلکہ ان کی حقیقت کو ہم نے ہمیشہ محسوس کیا اور جس کا مشاہدہ تمام اہل خاندان اور اہل کچھوچھہ نے بھی کیا اور اس طرح اس فقیرانہ اور درویشانہ ماحول میں سید علی کے بچپن کا شاہانہ انداز سمناں کے شاہی درویشانہ ماحول کے تعلق کو نمایاں کرنے لگے اور اس طرح مخدوم المشائخ کی آغوش میں پرورش پانے والا بچپن سے آگے بڑھتا گیا۔

حالات کے اتار چڑھاؤ، آندھیوں، طوفان خزاں اور بہار کے مختلف دور گزرتے ہوئے زندگی کے ایام آگے بڑھتے گئے اور زندگی کے اس سفر میں حضور مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ کے بہت سے تاثرات جسم کی رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگے، ان کے احساسات دل ودماغ کی گہرائیوں میں پیوست ہوگئے۔ ان کی بہت سی باتیں حافظہ میں محفوظ ہوگئیں اور ان کے بہت سارے انداز دل میں نقش کرگئے۔

ان کی مسکراہٹیں، پرمسرت چہرہ، ان کا غم، رنج وملال اور اس پر ان کا صبر وضبط وتحمل، ان کا توکل، انداز فکر، انداز مشفقانہ، ان کی دل جوئی، اپنوں، بیگانوں، قریب، نزدیک، دور سبھی کے ساتھ ان کا انداز مروت، سب کا خیال، سب کی فکر، سبھی کے دکھ درد کا احساس، سبھی کی مسرتوں میں شریک، سبھی کے غموں، مشکلوں اور پریشانیوں میں اس سے نزدیک اور قریب تر، ان کا چلنا، بیٹھنا، گفتگو کا انداز، ان کا سونا، ان کا جاگنا، ان کے شب وروز، سفر وقیام، ہر انداز، ہر طریقہ ایسے نقوش ہیں، جن کی ایک طویل تفصیل ہے اور پھر یہ چند پہلو ہیں اس عظیم المرتبت شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو ایک دائرہ میں سمیٹنا ایک مستقل تحقیقی کام ہے جسے پورا کرنے کے لیے الاشرف فاؤنڈیشن نے پورے عزم وحوصلہ کے ساتھ قدم بڑھایا ہے اللہ رب العزت مخدوم المشائخ کے وسیلہ سے اسے تکمیل تک پہونچائے آمین۔

مخدوم المشائخ کی عظیم المرتبت شخصیت جہاں ایک طرف علمائے اہلسنت اور مشائخ کرام کے درمیان منفرد ہے تو اسی کے ساتھ اولیائے کرام وصوفیائے ذوی الاحترام کے روحانی مشن اور خانقاہی روایات میں مسند سجادگی پہ بھی منفرد نظر آتی ہے۔ مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ جن کا قول دینی ودنیاوی معاملات امور خانہ داری ہو یا مقامی حالات ومعاملات ہوں یا بیرونی حالات اور معاملات کا سامنا ہو۔ اپنوں، عزیزوں، متعلقین، غیر متعلقین اور اغیار سب کے درمیان سبھی کے معاملات، سبھی کے ساتھ سلوک، سبھی کے دکھ درد کا احساس رکھنے کے منفرد انداز دل کی گہرائیوں کو چھوجاتے ہیں۔

علماء ومشائخ کے درمیان علمی گفتگو کے نکات کی حسین، دل نشین خانقاہی انداز فکر سے تشریح، مخدوم المشائخ کا ایک مخصوص عالمانہ اور عارفانہ انداز تھا جو یقیناً اس عہد کے علماء و مشائخ کے درمیان ایک منفرد اور پرکشش انداز تھا۔ زندگی کا ہر پہلو درخشاں، بچپن، جوانی اور پھر عمر کے آخری دور تک ایک انداز ایک طریقہ، ایک جیسا رہن سہن، لباس، عبادت، ریاضت اور وظائف ایک جیسا معمول، سچ تو یہ ہے کہ جس طرح خانوادۂ اشرفیہ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سیدی حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی سجادہ نشین رضی اللہ عنہ مجدد سلسلۂ اشرفیہ ہم شبیہ غوث الاعظم کی ایک منفرد شخصیت تھی، اسی طرح حضور مخدوم المشائخ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے بعد بزرگ ترین اور منفرد شخصیت ہیں ہماری یہ التجا ہے بارگاہ رب العزت میں کہ اس عظیم المرتبت شخصیت کی شفقتوں سینہ پر پتھر رکھ کر دل جوئی کرنے کی عظیم مثالوں، ہر ایک کے منصب اور اپنے منصب اعلیٰ کے مطابق نوازنے والی ذات کے فیضان کے سمندر کے چند قطروں کو حاصل کرسکیں اور ہم اس اعلیٰ مرتبت کے طور طریقوں، کے حسن اخلاق کے، گھر سے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

لے کر باہر تک کے طرز عمل کے، روحانیت کے اس علمبردار کے، بے لوث بلا کسی معاوضہ کی امید، خاندان، مقامی و بیرونی افراد کیساتھ شفقت تعاون اور ہمدردی کا امین بن سکیں اور آپ کی وراثت کے عملی حقدار بن سکیں۔

مخدوم الشائخ نے وراثت میں دولت، ثروت، مکان نہیں چھوڑا ہے بلکہ جو کچھ بھی انہیں مکان، کھیت، باغ وغیرہ کی جائدادیں وراثت میں ملی تھیں ان کی ملکیت سے مخدوم المشائخ اپنی زندگی میں ہی بہت پہلے دست بردار ہو گئے تھے اور ملکیت کو منتقل فرما چکے تھے اور اس طرح مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ نے وصال کے وقت وراثت میں جو چھوڑا ہے وہ ہے ان کا اخلاق، حسن عمل کردار، دینی و دنیاوی زندگی کے مختلف پہلو اور روحانی مخدومی فیضان اس طرح نازاں ہمیں اس بات پر نہیں ہونا ہے کہ ہمارے پیر و مرشد، ہمارے رہنما، ہمارے والد ماجد، مخدوم المشائخ سے مکان، لباس، جائداد و دولت کی شکل میں بحیثیت وراثت میں ہمیں کیا کچھ ملا بلکہ ہم نازاں ہیں تو اپنی اس قسمت پر کہ ہمیں ولی کامل، روحانیت کا تاجدار ایک شفیق باپ ملا جو ہمارا پیر و مرشد بھی ہے اور دینی و دنیاوی رہنما بھی اور اب ہم تمام فرزندان نیز خانوادۂ مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ، خلفاء، مریدین، متوسلین و متعلقین کا یہ فرض ہے کہ مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں رضی اللہ عنہ کی وراثت کی اس امانت کا تحفظ کرتے ہوئے اسے فروغ دیں اور مکر و فریب، حرص و ہوس، اقتدار، جاہ و جلال کی بھوک، نیز سکہ رائج الوقت کی محبت میں گرفتار اس سماجی ماحول کو مخدوم المشائخ کے کردار و عمل کے آئینہ میں سنوارنے، سجانے، بنانے میں پرخلوص انداز میں جدوجہد کا آغاز کریں۔

مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں رضی اللہ عنہ تقسیم ہند کے وقت مصائب اور پریشانیوں کی صبر آزما منزلوں سے صبر وشکر کے ساتھ گزر کر جب کچھوچھہ شریف جہاں ایک کہرام مچا تھا، تشریف لائے تو گھر کے افراد، اہل خاندان نیز مقامی اور قرب و جوار کے عوام نے محبت، عقیدت اور مسرت سے پلکیں بچھا کر ان کا استقبال کیا اور پھر وہاں سے شروع ہوتا ہے عزم و حوصلہ کا ایک نیا باب ایک نیا دور حضور مخدوم المشائخ کے ذریعہ تعمیرات جدید کا آغاز اور یہ آغاز اپنی رہائشی سہولیات سے نہیں بلکہ شروع ہوتا ہے خانہ خدا کی تعمیر جدید سے کچھوچھہ شریف میں عظیم الشان مختار المساجد صرف مخدوم المشائخ کے ذاتی سرمایہ سے ہی تعمیر کی تکمیل تک نہیں پہونچی ہے بلکہ مخدوم المشائخ کی کوششوں کاوشوں اور عملی محنت کے پسینہ کے گارے سے اس مقدس خانۂ خدا کی تعمیر کی تکمیل ہوئی ہے اور پھر آگے بڑھتا ہے تعمیری دور جس کا آغاز مختار المساجد سے ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہ کی روحانی وراثت خانقاہ حسنیہ سرکار کلاں جسے حالات نے بظاہر ایک شکستہ عمارت میں تبدیل کر دیا تھا ایک عالی شان عمارت کی شکل میں آپ کے سامنے ہے۔ جامع اشرف کی تعمیر مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی عظیم تعمیر اور پھر تاجدار علماء اہل سنت، شہنشاہ خطابت سیدی حضرت مولانا سید احمد اشرف کے نام سے منسوب عظیم الشان ہال کی تعمیر حضور مخدوم المشائخ کی ذاتی توجہ اور دلچسپی کے شاہکار ہیں ایسے تمام تعمیری کاموں میں حضور مخدوم المشائخ برابر ایک خطیر ذاتی رقم تعمیری اخراجات کے لیے بڑے حوصلے سے عطا فرماتے تھے اور اس طرح حضور مخدوم المشائخ کا عہد سجادگی خانوادۂ اشرفیہ سرکار کلاں کے ایک عظیم الشان تعمیری دور کی حیثیت سے ہمیشہ یاد کیا جاتا رہے گا۔

☆☆☆☆☆

> ہم نازاں ہیں تو اپنی اس قسمت پر کہ ہمیں ولی کامل، روحانیت کا تاجدار ایک شفیق باپ ملا جو ہمارا پیر و مرشد بھی ہے اور دینی و دنیاوی رہنما بھی

دارالعلوم اسلامیہ حنفیہ

بفیض روحانی : حضور مخدوم المشائخ سرکارکلاں علیہ الرحمہ

زیر سرپرستی : حضور شیخ اعظم سید شاہ اظہار اشرف اشرفی الجیلانی قبلہ مدظلہ العالی

اس ادارہ کے تمام اراکین سرکارکلاں نمبر کی اشاعت پر نیک خواہشات کا اظہار کرتے ہے اور چیف ایڈیٹر حضرت سید اشرف میاں صاحب قبلہ کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

اپیل

اس ادارہ میں مقامی وبیرونی سیکڑوں طلبہ اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں۔

لہذا تمام اہلسنت خصوصاً وابستگان سلسلۂ اشرفیہ سے دارالعلوم کے لئے پر خلوص تعاون کی گذارش ہے۔

ترسیل زرکا پتہ

قاری ابوالفتح اشرفی

بانی و مہتمم دارالعلوم اسلامیہ حنفیہ،

پرانی سبزی منڈی، ہنومان گڑھ ٹاؤن۔ 335513 (راجستھان)

فون نمبر : 01552- 231686, 09414212180

چہلم حضرت سرکارکلاں کا آنکھوں دیکھا حال

حضرت پیر طریقت الحاج ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ　چیف ایڈیٹر: آستانہ کراچی اورنگ ٹاؤن اشرف آباد کالونی لاہور پاکستان

ڈاکٹر صاحب قبلہ کا مضمون معلومات افزا اور تفصیلی ہے جس سے حضرت شیخ اعظم صاحب قبلہ ادام اللہ ظلہ علینا کی رسم سجادگی اور اس وقت کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے۔ یہ مضمون ایک دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایسے مضامین اگرچہ الفاظ کی رنگینیوں سے خالی ہوتے ہیں لیکن اسی سادگی میں مرجعیت کا راز مضمر ہوتا ہے اور ہمیشہ کے لئے مراجع وماخذ میں اپنا مقام بنا لیتے ہیں۔ افادیت کے پیش نظر شامل کیا جارہا ہے۔ (مدیر غفرلہ)

۲۱ر رجب المرجب کو حضرت سرکارکلاں شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ولی عہد علامہ مولانا سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ نے فون پر مجھے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ابا کا چہلم ابا کے دنیا سے رحلت فرمانے کے سلسلہ کی آخری رسم دینا ہے۔ اس کے بعد سالانہ عرس تو زندگی بھر منعقد ہوگا دوسرے چہلم والے روز نئے سجادہ نشین کی دستار بندی اور اعلان سجادہ نشینی ہوگا لہٰذا آپ چہلم میں ضرور شریک ہوں چنانچہ میں نے چہلم میں شرکت کا فیصلہ کرلیا اور لندن سے ہندوستان کا ویزا حاصل کرکے عازم ہندوستان ہونے کا پروگرام مرتب کیا۔ لیکن مصیبت یہ تھی کہ کرسمس کی وجہ سے کراچی یا ممبئی کی کوئی سیٹ نہیں مل رہی تھی میرے عزیز دوست اور معتقد ارشد محمود صاحب نے عندیہ ظاہر کیا کہ وہ بھی کچھوچھا شریف میرے ساتھ چلیں گے۔ یوں تو سلیم اشرفی نے بھی لندن سے کچھوچھا شریف جانے کا ارادہ ظاہر کیا تھا لیکن ان کا بلاوا نہیں تھا تو یہ نہ جاسکے۔

کراچی میں ۲۵ر دسمبر کو پہنچا تھا یہاں سے ۲۸ر دسمبر کو بمبئی روانہ ہوا اور بمبئی سے ۳۱ر دسمبر کو لکھنؤ پھر یکم جنوری کو ٹیکسی میں کچھوچھا روانہ ہوا۔ ۵ گھنٹے بعد کچھوچھا پہنچا۔ حضرت سرکارکلاں کے متعلقین سے ملا سب گلے لگ کر روئے۔ شام کو خانقاہ حسنیہ سرکارکلاں گیا اور مزار پرانوار پر حاضری دی اس قدر لوگوں کی آمد تھی جیسے حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے عرس پر آتے ہیں۔ بسیں، جیپیں، ٹرکس، گاڑیاں سب بھر کر آرہی تھیں۔ خانقاہ جو انتہائی وسیع وعریض ہے سب فل تھی راستہ بھرا پڑا تھا۔ چلنے کو جگہ نہ تھی۔ حضرت کے جانشین نے بتایا کہ حضرت سرکارکلاں نے وصال سے ۱۵ روز قبل خانقاہ میں ایک ہفتہ قیام کیا اور اپنی والدہ جن کے پہلو میں آج حضرت کی قبر ہے اس قبر کی جگہ ہر دن پانچ پارے قرآن پاک کے پڑھے اور پھر بعد ختم قرآن مسرت کا اظہار فرمایا کہ والدہ کو مکمل قرآن سنانا پھر گھر کچھوچھہ شریف تشریف لے گئے جہاں ۲ روز قیام فرمایا اور پھر لوگوں کے اصرار پر لکھنؤ بذریعہ ایمبولینس بغرض چیک اپ تشریف لے گئے۔ اسپتال میں ۷ روز قیام کیا۔ کمزوری بہت تھی اور ڈاکٹر حیران تھے

کہ مرض ظاہری طور پر کوئی نہ تھا۔ حضرت اپنے آنے اور ملنے والے علماء کرام سے فرماتے اب تو ''تشتھی انفسکم'' کا انتظار ہے۔ علماء نے کہا حضور یہ دنیا میں کہاں یہ تو جنت میں ملے گا تو تبسم فرمایا۔ ۹؍رجب سے ۲ روز قبل پوچھا آج کیا دن ہے اور تاریخ کیا ہے۔ لوگوں نے بتایا کہ ۷ رجب ہے۔ فرمایا جمعرات ۹؍رجب ٹھیک رہے گی۔ ۹؍رجب کو سب سے حسب طریقہ مسکرا کر ملے۔ ۱۲ بجے سب کو رخصت کردیا کہ جاؤ سب لوگ جاؤ۔ ساڑھے بارہ بجے وقت پوچھا پھر استنجاء فرما کر وضو کیا اور پھر ٹھیک ایک بجے اپنے اللہ تعالیٰ سے واصل ہوگئے۔ ادھر روح نے جوار قدس کی راہ کی ادھر اذان ہوئی۔ سب حیران پریشان تھے کہ ابھی تو استنجاء فرما کر وضو کیا تھا کہ اب نماز ظہر پڑھیں گے کہ اچانک پلنگ پر لیٹ گئے۔ ایک طویل مسکراہٹ کے ساتھ ''تشتھی انفسکم'' کی تلاش میں ہم سب سے منہ موڑ لیا ''اناللہ وانا الیہ راجعون'' بوقت وصال حضرت کی عمر شریف ۹۲ سال تھی۔ الحمدﷲ چلتے پھرتے باوضو دنیا سے کوچ فرمایا۔ حضرت نے اپنے پوتے علامہ سید محمود اشرف (موجودہ ولی عہد سجادہ نشین) مہتمم جامع اشرف کو ۲۰ روز قبل الگ کمرہ میں بلاکر سمجھایا تھا کہ تمہارے والد تو سن کر گھبرا جائیں گے۔ تم غور سے اور صبر سے سن لو پھر ایک بکس بتایا کہ اس میں ایک وصیت نامہ ہے اور میرے بعد میرے مہمانوں کے کھانے کے پیسے ہیں۔ کفن تیار رکھا تھا۔ قبر شریف کے لئے کچی بغیر بھٹے کی اینٹیں منگوا کر رکھوا دی تھیں یعنی ایک سال سے تمام تیاری کی جارہی تھی۔ جب میں گزشتہ ۵ ماہ قبل زیارت کو گیا تھا تو مجھ سے فرمایا تھا کہ میں اب جارہا ہوں تمام انتظامات کررکھے ہیں۔ سب کا حصہ بانٹ دیا ہے۔ تمام جائیداد، پیسے، کپڑے، کتابیں۔ سب کچھ حسب خواہش اور بمطابق شریعت مطہرہ ورثاء کو تقسیم فرمادیا تھا۔ جو کچھ نہ کیا اس کے لئے وصیت نامہ لکھ دیا تھا۔ تاکہ کسی قسم کی قباحت نہ ہو اور تنازعہ نہ ہو۔ ایک ماہ قبل تمام لنگر خانے کے برتن، روپئے پیسے اپنے جانشین کے حوالے کردیئے تھے اور تبرکات خاندانی کی چابیاں بھی عطا فرمادی تھیں اس قدر پاک صاف طریقہ سے دنیا سے کوچ فرمایا کہ دیکھنے اور سننے والے سب حسرت کرتے ہیں کہ کاش! ایسی موت سب کو نصیب ہو دنیا کے تمام جھنجھٹ سے خود کو ایک سال قبل سے الگ کرلیا تھا۔ ہر روز تیاری ہورہی تھی۔ ہر چیز تقسیم کی جارہی تھی۔ نصیحتیں کی جارہی تھیں۔ فرماتے تھے کہ جب میں سجادہ نشین بنا تھا تو میری عمر صرف ۲۲ سال تھی۔ دادا میاں نے ۱۰ سال میری سرپرستی فرمائی تھی۔

واقعہ یہ تھا کہ جب حضرت سرکارکلاں کی عمر شریف ۱۲ سال تھی تو شہنشاہ خطابت عارف باللہ حضرت علامہ شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی ولی عہد سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھا شریف جو حضرت سرکارکلاں کے والد تھے وہ طاعون کے مرض میں شہید ہوگئے تو حضرت کے دادا اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے اپنے بیٹے کے چہلم والے روز حضرت سرکارکلاں کو اپنا جانشین اور ولی عہد سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ اس وقت اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ کی عمر شریف ۸۲ سال تھی تو حاضرین محفل نے دل میں خیال کیا کہ اعلیٰ حضرت نے ایک ۱۲ سالہ لڑکے کو اپنی زندگی کے آخری لمحات میں جانشین مقرر فرمایا ہے۔ تو یہ بچہ اتنی بڑی ذمہ داری کیسے سنبھالے گا۔ اعلیٰ حضرت کیونکہ روشن ضمیر تھے فوراً لوگوں کے دل کے خطرات سے آگاہ ہوگئے تھے تو بہ آواز بلند فرمایا ''لوگو! ابھی فقیر کے دنیا سے جانے میں ۱۰ سال باقی ہیں اور ان ۱۰ سالوں میں فقیر اپنے جانشین کی سرپرستی پوری ہمت سے کرے گا''۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت نے ۹۲ سال کی عمر شریف میں وصال فرمایا۔ سرکارکلاں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

نے سلسلہ جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مجھے کچی خانقاہ اور کچی جامع مسجد ،تبرکات خاندانی کا صندوق ملا تھا اعلیٰ حضرت نے بوقت وصال فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا کچی مسجد کو شاندار بنائے گا اور کچی خانقاہ کو عظیم الشان خانقاہ بنائے گا اور سلسلہ اشرفیہ کو ایک نئے روپ میں ڈھالے گا فرماتے تھے کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے اپنی دوسری اہلیہ سے پیدا شدہ صاحبزادے حضرت سید مصطفیٰ اشرف اشرفی الجیلانی کی بڑی صاحبزادی سے میرا نکاح کیا اور جب اعلیٰ حضرت اشرفی میاں آخری حج پر تشریف لے گئے تو مدینہ شریف میں دربار رسالت مآب ﷺ کی حاضری کے بعد اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک پوتا عطا فرمایا ہے اور پھر اپنے پوتے کا نام سید اظہار اشرف رکھا۔ اعلیٰ حضرت نے ایک خط ارسال فرمایا کہ بچے کا نام سید اظہار اشرف رکھا ہے۔ اس بچے سے خصوصیات اشرف کا اظہار ہوگا۔ جب یہ خط روانہ ہو کر ایک ہفتہ گزرا تو کچھوچھہ شریف سے اعلیٰ حضرت کو خط ملا اور اظہار میاں کے تولد ہونے کی خبر دی گئی تھی اعلیٰ حضرت کے ساتھیوں نے خط پڑھ کر کہا تھا کہ اس بچے کی پیدائش کی صرف خبر ہی نہیں بلکہ اس بچے کا نام بھی ہم کو ایک ہفتہ قبل معلوم ہو چکا تھا ۔فرماتے تھے الحمدللہ !اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی پیشگوئی صحیح ثابت ہوئی اور اظہار میاں نے خانقاہ حسنیہ سرکارکلاں میں جامع اشرف قائم کر کے حضرت مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے اشرفیہ کے اظہار کا ذریعہ بنا دیا۔ اب تک جامع اشرف سے تین ہزار علماء فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے مختلف حصوں میں دین اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہیں۔ فرماتے تھے کہ میں اور میری پہلی اہلیہ یعنی اظہار میاں کی والدہ ایک ہی دادا کے پوتے اور پوتیاں ہیں۔ اس طرح اظہار میاں کے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں حقیقی دادا اور حقیقی نانا ہیں۔ فرماتے تھے کہ میرے دادا نے اپنے ولی عہد کے ولی عہد کو دیکھا تھا اور میں نے اپنے ولی عہد کو نہ صرف دیکھا ہے بلکہ اس کا مثبت کام بھی دیکھا ہے اور اب میں بہت پر سکون جا رہا ہوں کہ خانقاہ حسنیہ سرکارکلاں محفوظ ہاتھوں میں ہے۔ جامع اشرف ماشاء اللہ پوری ترقی پر ہے اس کی پرشکوہ عمارت دین اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا مرکز ہے حضرت سرکارکلاں نے مجھ سے پانچ ماہ قبل کی ملاقات میں فرمایا تھا کہ اظہار میاں ۶۰ سال کے ہو گئے ہیں اور یہ بھی دل کے مریض ہیں لیکن میرا پوتا اور اظہار میاں کا جانشین ماشاء اللہ ہونہار ہے، عالم ہے، فاضل ہے، نوعمر ہے، مدبر ہے اور بڑے صبر والا ہے۔ صحیح حسنی کیفیات کا حامل ہے۔

غرض بعد نماز عصر حسب پروگرام حضرت شاہ سید اظہار اشرف اشرفی الجیلانی کی قیادت میں ایک جلوس خانقاہ کے مرکزی حصے سے حضرت سرکارکلاں کی قبر شریف پر گل پوشی کے لئے روانہ ہوا۔ یہ منظر قابل دید تھا کہ ہر طرف سرکارکلاں زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگ رہے تھے۔ گلاب کا پھول کچھوچھہ شریف میں نایاب ہے۔ وہاں کی سرزمین پر اکثر گیندے کا پھول اگتا ہے لیکن آج یہ نہ معلوم کہاں سے اس قدر گلاب کا پھول آ گیا تھا کہ خانقاہ کے دروازہ پر ۱۴ دکانیں گلاب کے پھولوں کا مرکز تھیں اور وافر مقدار میں گلاب کا پھول دستیاب تھا۔ چنانچہ تقریباً ۱۰ کلو گلاب کے پھولوں کی چادر حضرت اظہار اشرف کے ہاتھوں چڑھائی گئی۔ فاتحہ خوانی ہوئی اور رقت آمیز دعا کے بعد جب حضرت اظہار اشرف نے پورے خانوادہ اشرفیہ کی جانب سے معافی مانگی کہ حضور ہم سے اس فانی دنیا میں اگر کوئی گستاخی ہو گئی ہو تو حضور اپنے جد کے صدقے معاف فرما دیں۔ اظہار میاں صاحب نے اس قدر دلدوز انداز میں معافی مانگی کہ لوگوں کے دل دہل گئے۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ہر آنکھ اشک بار تھی۔ ہر طرف آہ وبکا کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ یہ منظر بھی عجیب تھا کہ رضوی اشرفی علماء کی ۷ اسو کی تعداد نے چہلم سرکارکلاں میں شرکت کی اور گل پوشی کے موقع پر اور حضرت اظہار میاں کی رقت آمیز دعا ومعافی مانگنے میں سب ہی شریک تھے اور سب کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ یہ سلسلہ تقریباً اذان مغرب تک جاری رہا۔ پھر اذان مغرب کے وقت سب خانقاہ کی وسیع وعریض جامع مسجد میں نماز ادا کرنے چلے گئے۔ بعد مغرب تمام حاضرین کو فاتحہ خوانی کے بعد لنگر تقسیم کیا گیا۔ لنگر تقسیم کا سلسلہ مغرب سے عشاء اور بعد عشاء تا ۱۱ بجے شب جاری رہا۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ تمام لنگر شریف کے پیسے سرکارکلاں دے گئے تھے کسی اولاد کو یا مرید کو چندہ کرنے یا اپنی جیب سے خرچ کرنے کی ضرورت نہ پڑی۔ ایک جم غفیر کا کھانا جو تازہ تازہ نان اور بکرے کے گوشت کے قورمہ وغیرہ پر مشتمل تھا سب کو کھلایا گیا کوئی کمی نہ ہوئی، کوئی بھوکا نہ رہا۔

خانقاہ کے بڑے ہال میں جہاں حضرت سرکارکلاں اپنے چاہنے والوں سے بعد فاتحہ عرس شریف حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ تشریف فرما ہوکر ملاقات فرماتے تھے۔ وہاں ہندوستان، بیرون ہندوستان سے آئے ہوئے سیکڑوں علمائے کرام جمع تھے۔ اور آپس میں حضرت سرکارکلاں سے متعلق اپنے اپنے تاثرات پیش کر رہے تھے میں نے پہلی بار اس قدر علماء کا جمگھٹا دیکھا۔ بہت لوگوں کو نام سے جانتا تھا لیکن ملاقات نہ تھی جو آج ہوگئی۔ خانوادہ اشرفیہ کے عام مقتدر حضرات تشریف فرما تھے جن میں شیخ الاسلام مدنی میاں غازی ملت ہاشمی میاں بہت نمایاں تھے۔ سب سے بڑھ کر یہ منظر قابل دید تھا کہ ہندوستان کی مشہور درگاہوں کے ۲۷ حضرات سجادہ نشین بہ نفس نفیس شرکت کے لئے آئے تھے۔ جن میں سب سے نمایاں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے مرکز عقیدت اور پیر ومرشد کی درگاہ کے سجادہ نشین حضرت سید محمد یحییٰ قادری سجادہ نشین خانقاہ نوری برکاتی ماہرہ شریف کی شخصیت تھی۔ حضرت یحییٰ میاں بہت ضعیف ہیں۔ سیاہ پگڑی، جسم پر سیاہ چادر، سرخ سفید چہرہ مبارک اور سفید براؤن سی داڑھی، عجیب پرکشش شخصیت کے مالک ہیں۔ یہ نفس نفیس تشریف لائے تھے۔ غرض علمائے کرام مشائخ عظام کا جم غفیر تھا بقول علامہ قدیری اشرفی کثیر تعداد میں علماء ومشائخ کا اکٹھا ہونا اور سخت سردی کے زمانے میں یہ حضرت سرکارکلاں کی خاص کرامت ہے اور یہ بات حضرت کی شخصیت پر بھرپور روشنی ڈالتی ہے کہ تمام لوگوں سے ملاقات رہی۔ رات کو ۱۱ بجے خانقاہ حسنیہ سرکارکلاں کے وسیع وعریض صحن میں بلکہ درمیانی میدان میں ایک بڑا پنڈال لگایا گیا تھا اور اطراف کو قناتوں سے بند کر دیا گیا تھا کہ کچھوچھہ شریف نیپال کے نیچے ہونے کی وجہ سے سخت سردی کی لپیٹ میں تھا تاکہ لوگوں کو سردی سے بچایا جائے۔

یہ پنڈال صحن خانقاہ میں اس مقام پر بنایا گیا تھا جہاں حضرت سرکارکلاں اپنی حیات ظاہری میں عرس مخدومی کے موقع پر جامع اشرف سے فارغ التحصیل طلباء کے سروں پر دستار فضیلت رکھتے تھے اور سند عطا فرماتے تھے۔ یہ اسٹیج مستقل بنا ہوا ہے۔ آج اسی اسٹیج پر دنیا بھر سے آئے ہوئے علماء ومشائخ تشریف فرما تھے بلکہ اتنا بڑا اسٹیج چھوٹا پڑ گیا تھا جیسے ہی حضرت سید شاہ اظہار اشرف صاحب خاندان اشرفیہ کے مخصوص لباس میں ملبوس خاندانی افراد کے جلو میں اسٹیج پر تشریف لائے تو اسٹیج کی رونق میں مزید اضافہ ہوگیا۔ جلسہ شروع ہوا۔ جامع اشرف کے ایک قاری طالب علم نے قرأت کی پھر دوسرے طالب علم نے نعت پیش کی۔ پھر ایک الہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

آباد کے شاعر نے سرکارکلاں کے حضور منقبت پیش کی اس کے بعد علامہ ہاشمی میاں اشرفی الجیلانی جو اسٹیج سکریٹری کے فرائض انجام دے رہے تھے کے بعد دیگر علمائے کرام کو دعوت خطاب دی۔ علامہ ہاشمی میاں اور علامہ مدنی میاں دونوں شہزادے محدث اعظم ہند اور حضرت سرکارکلاں کے حقیقی بھانجے ہیں۔ ہاشمی میاں نے انتظام اس طرح کیا تھا کہ ایک عالم خانقاہ کے ایک سجادہ نشین کو دعوت خطاب دیتے اور ساتھ ہی ساتھ وقت بھی بتا دیتے کہ کتنا وقت بولنا ہے کیونکہ اسٹیج پر موجود اور اطراف میں کرسیوں پر براجمان علماء و مشائخ سب ہی کچھ نہ کچھ بولنا چاہتے تھے۔ اس مضمون میں اتنی گنجائش نہیں کہ تمام حضرات کے خطاب کے اقتباسات پیش کروں البتہ حضرت شاہ محمد یحییٰ قادری سجادہ نشین مارہرہ شریف کی کچھ گفتگو ضرور پیش کروں گا۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے تک کافی علماء و مشائخ اپنے اپنے تاثرات پیش کر چکے تھے۔ پھر ہاشمی میں نے اعلان کیا کہ حضرت علامہ شاہ محمد یحییٰ قادری برکاتی سجادہ نشین مارہرہ شریف تشریف لاتے ہیں تو مجمع میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ حضرت شاہ یحییٰ میاں بہت سادہ گفتگو فرماتے ہیں لیکن باوقار انداز سے بولتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مارہرہ شریف اور کچھوچھہ شریف چمنستان زہرہ کے گلدستے کی دو شاخیں ہیں۔ ہمارا خون ایک ہے۔ ہمارا دادا ایک ہے۔ ہماری روح ایک صرف دو قالب ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ آج تو سائنس نے ترقی کرلی ہے اور خون کا گروپ بھی معلوم ہو جاتا ہے میں اپنے اللہ کو اس کے رسول ﷺ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اگر کچھوچھہ شریف والے سادات کا اور مارہرہ شریف کے سادات کا خون ٹسٹ کیا جائے تو انشاء اللہ ایک ہی گروپ ملے گا۔ حضرت سید شاہ یحییٰ مدظلہ نے فرمایا آپ کو معلوم ہے کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی کو میرے حضرت قبلہ آل رسول نے مولانا سید علی حسین اشرفی میاں کو لینے بھیجا تھا اور کہا تھا کہ احمد رضا تم اچھے وقت پر آئے جاؤ مولانا سید علی حسین اشرفی میاں اس وقت دعائے سیفی کے وظیفے میں مصروف ہیں۔ ان کو میرے پاس بلا لاؤ۔ چنانچہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی میرے حضرت کے حکم کے مطابق اشرفی میاں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو ساتھ لے کر قبلہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ فوراً بے تاب ہو کر مولانا سید علی حسین اشرفی میاں سے طویل معانقہ کیا اور سلسلہ قادریہ کے تمام تبرکات و خلافت عطا کی اور کہا کہ یہ آپ کا حصہ میرے پاس ہے اور آج کے بعد میرے دنیا میں قیام کے دوران کوئی مجھ سے خلافت نہ لے سکے گا۔'' حضرت یحییٰ مارہروی مدظلہ کی تقریر بڑی سادہ اور معلوماتی تھی۔ حضرت کے بعد دیگر سجادہ نشینان و علماء نے تقاریر فرمائیں۔ اس طرح یہ جلسہ ہاشمی صاحب کے آخری خطاب کے بعد اختتام کو پہنچا اس وقت رات کے ۲ بجے تھے۔ صلوٰۃ و سلام ہوا دعائے خیر کی گئی۔

دوسرے روز یعنی ۲ رجنوری کو صبح ۸ بجے ایک عظیم الشان جلوس کچھوچھا شریف سے حضرت سرکارکلاں کے مزار پر چادریں چڑھانے کے لئے روانہ ہوا۔ تقریباً ڈیڑھ سو چادریں اور ہزاروں جانثاروں کے جلوس کے ساتھ درگاہ شریف روانہ ہوئیں۔ یہ جلوس ۱۱ بجے درگاہ شریف پہنچا اور حضرت اظہار میاں نے اس جلوس کا استقبال کیا پھر قبر پرانور پر چادریں چڑھائیں گئیں۔ اس کے بعد تمام حضرات حضرت شیخ ملت سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کے ساتھ مولانا احمد اشرف ہال میں تشریف لے گئے۔ اسٹیج پر تمام خاندان اشرفیہ کے افراد اور سادات مارہرہ شریف کے افراد بیٹھے علماء و مشائخ اطراف میں تشریف فرما ہوئے اور سامنے وسیع ہال میں عوام

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

کا جم غفیر تھا۔ تلاوت کلام پاک سے اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی پھر منقبتیں، حمد ونعت کے بعد شروع ہوئیں پھر حضرت شاہ سید محمود اشرف اشرفی الجیلانی موجودہ ولی عہد سجادہ نشین نے اعلان کیا کہ اب حضرت شاہ سید اظہار اشرف کی رسم سجادہ نشینی ادا کی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کا عبایا جبہ شریف حضرت شاہ سید مجتبیٰ اشرف خلف اکبر حضرت شاہ سید مصطفیٰ اشرف رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت عمر کے لحاظ سے خاندان میں سب سے بڑے ہیں اور حضرت شاہ سید اظہار اشرف صاحب کے حقیقی ماموں ہیں۔ انہوں نے سرکارکلاں کا جبہ پہنایا پھر حضرت مجتبیٰ اشرف صاحب اور حضرت سید شاہ یحییٰ مارہرہ شریف ودیگر سجادگان نے اپنے ہاتھوں میں لے کر تاج اشرفیہ جناب سید شاہ اظہار اشرف صاحب کے سر پر رکھا اور نعرہ تکبیر بلند ہوا اس کے بعد اعلان کیا گیا کہ خاندان اشرفیہ کی رسم کے مطابق تمام خاندان کے افراد اور خلفائے اشرفیہ حضرت شاہ سید اظہار اشرف صاحب کو نذر پیش کر کے اپنی وفاداری کا ثبوت دیں۔ چنانچہ تمام خاندانی افراد نے اور خلفاء حضرات نے نئے سجادہ نشین کی خدمت میں نذر پیش کی۔ مفتی محمود اشرفی صاحب بھاگلپوری نے پر جوش نعرے لگوائے اور سید شاہ اظہار اشرف صاحب کو شیخ ملت کا خطاب عطا کیا گیا۔ اب شاہ سید اظہار اشرف صاحب جو کچھ دیر پہلے تک ولی عہد سجادہ نشین تھے وہ اب سجادہ نشین ہوگئے اور سید شاہ محمود اشرف صاحب ولی عہد سجادہ نشین ہوگئے۔ اس کے بعد حضرت سجادہ نشین صاحب کی خدمت میں ہمسر ناگپوری نے تہنیت ومنقبت پیش کی۔ صلوٰۃ وسلام کے بعد حضرت سجادہ نشین نے دعائے خیر کی۔ اذان ہوگئی۔ سب نے نماز ظہر ادا کی اور پھر لنگر شریف شروع ہوا جو رات ۸ بجے تک جاری رہا۔ ہزارہا جانثاران سلسلہ اشرفیہ نے لنگر کھایا۔ باہر میدان میں ہر طرف بسیں۔ جیپیں۔ گاڑیوں کا منظر قابل دید تھا۔ پولیس کا باقاعدہ انتظام تھا۔ شاہدین کا قول ہے اور میں خود گواہ ہوں کہ حضرت مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عرس پر اس قدر ہجوم ہوتا ہے جو آج دیکھنے میں آیا۔ لوگ لنگر کھا کر اور حضرت سجادہ نشین کی دست بوسی کر کے اپنے اپنے مقامات پر روانہ ہونا شروع ہوگئے۔ راستوں میں چلنے کی جگہ نہ تھی۔ ہر طرف بازار سجے تھے۔ مختلف قسم کی اشیاء فروخت ہو رہی تھیں۔ باہر تندور گڑے تھے۔ ہوٹل بنے تھے جو لوگ خانقاہ میں نہ پہنچ سکے تھے وہ باہر ہوٹلوں سے کھانا کھاتے تھے۔ غرض یہ سلسلہ رات ۸ بجے تک جاری رہا اور لوگ برابر جاتے رہے۔ پھر اندھیرا چھا گیا اور آدھا مجمع جمعہ ادا کرنے کے لئے رک گیا۔ حضرت صاحب سجادہ نشین واپس کچھوچھا شریف تشریف لے گئے۔ جمعہ کی صبح حضرت صاحب سجادہ ۱۰ بجے دوبارہ خانقاہ میں تشریف فرما ہوئے اور پھر نماز جمعہ پڑھا کر دعا فرمائی اس کے بعد باقی ماندہ لوگ بھی روانہ ہوگئے۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے منیٰ سے حج کے بعد لوگ بھاگتے ہیں اسی طرح لوگ بسوں میں گاڑیوں میں اپنی اپنی منزل کو رواں دواں تھے بعد عصر ہم بھی حضرت سجادہ نشین سے مل کر اور انھیں پاکستان آنے کی دعوت دے کر کراچی کے لئے روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سرکار کلاں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکار کلاں اور ہمارا خانوادہ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ و مولانا سبحان رضا خان سجادہ نشین و متولی خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ بریلی شریف

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما نحن عباد محمد صلیٰ علیہ وسلما

ہندستان کا مشہور مقام (کچھوچھہ مقدسہ) گزشتہ برسہا برس سے علم وعرفان کرامت وولایت کا مرکز رہا ہے۔ آج بھی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ رہے گا۔ اس متبرک مقام (کچھوچھہ شریف) میں بڑے عظیم وجلیل علماء، صلحاء، مدبر و مفکر صاحب کرامت وولایت نفوس قدسیہ پیدا ہوئے جنکی نوری شعاؤں سے ایک عالم منور و تابناک ہے۔ تاجدارانِ سلسلۂ اشرفیہ کے علمی فیضان سے دنیائے سنیت بہرہ مند ہے۔

بڑی مسرت کی بات ہے کہ جامع اشرف خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف کا ترجمان ماہنامہ (غوث العالم) لکھنؤ کے زیر اہتمام (سرکار کلاں نمبر) شائع ہو رہا ہے۔ شیخ طریقت حضرت علامہ شاہ سید محمد مختار اشرف صاحب (سرکار کلاں) قدس سرہٗ اسی خانوادہ اشرفیہ کے ایک مسلم الثبوت فردِ کامل تھے کہ جس خانوادہ کا شہرہ ملک وبیرون ملک میں ہے۔ علامہ الحاج الشاہ سید محمد مختار اشرف صاحب علیہ الرحمہ جنکو سرکار کلاں کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے ان کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔

سرکار کلاں اپنے معاصرین میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے علماء کی انجمن میں جاذب نظر اور مرکز نگاہ رہتے تھے اور ہزاروں ہزار کے مجمع اہلسنت میں قابل دید شیخ طریقت معلوم ہوتے تھے۔ نہایت وجیہ، چہرۂ انور بارعب سراپا نور علم وعمل سے معمور وجود۔ نسبت سرکار دو عالم ﷺ کی برکات لئے ہوئے جس کے متعلق مرے جد کریم مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہ القوی ارشاد فرماتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

بہر حال خانوادۂ اشرفیہ کا تعلق میرے خانوادۂ رضویہ سے کوئی نیا نہیں بلکہ بہت قدیم ہے۔ میرے جد کریم سیدنا اعلیٰ حضرت رضی المولی تعالی عنہ کے دورِ حیاتِ ظاہری میں حضرت سید العلماء علامہ سید شاہ احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمہ والرضوان ان کے پاس تشریف لاتے تھے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز ان کا شایان شان استقبال نیز احترام فرماتے تھے اور محبت کا یہ عالم کہ اپنے رسالہ الاستمداد میں جہاں اپنے دیگر تلامذہ وخلفاء کا ذکر فرمایا ہے حضور سیدنا شاہ سید احمد اشرف اشرفی علیہ الرحمہ کا ذکر بھی ایک شعر میں اس طرح فرمایا ہے۔

احمد اشرف حمد و شرف لے
تجھ سے ذلت پاتے یہ ہیں

اور حضور سیدنا سید احمد اشرف اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ بھی مجدد دین وملت سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ سے بے پناہ دلی محبت فرماتے ان کا شایان شان ادب واحترام بجالاتے۔ یہاں تک کہ اپنے بھانجے حضرت سیدنا محدث اعظم ہند سرکار سید محمد اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو تربیت افتاء کے لئے آپ میرے جد کریم سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے حضور بریلی

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

شریف لیکرتشریف لائے اور سیدنا اعلیٰ حضرت نے حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ کی نہایت شاندار طریقہ سے تربیت فرمائی۔جس کے متعلق خودمحدث اعظم ہند علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: "میں نے اب تک جو کچھ پڑھا وہ تو پڑھا ہی مگراب ایک دریائے علم کو پالیا ہے۔" ملخصاً عرض کرنا یہ ہے کہ کچھو چھہ مقدسہ اور بریلی شریف کا علمی وقلبی تعلق کوئی جدید نہیں بلکہ قدیم ہے۔سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ اور کارنامہائے حیات مبارک کتابی شکل میں منظرعام پرلانا یہ ایک خوش آیند قدم ہے۔اس سے آنے والی نسل کو بہت فائدہ ہوگا کہ وہ اپنے بزرگوں کی زندگی کو پڑھ کر جادۂ حق سے متعارف ہوکر نورو سرور سے بہرہ مند ہوسکیں گے۔

مجھ فقیر رضوی کے والد ماجد حضور ریحان ملت سیدی علامہ شاہ الحاج مفتی محمد ریحان رضا خانصاحب نوراللہ مرقدہٗ سرکارکلاں علیہ الرحمہ سے قلبی محبت فرماتے اوران کے ادب واحترام میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑتے میرے جدکریم حضور مفتی اعظم ہند علامہ شاہ الحاج مفتی مصطفیٰ رضاخاں صاحب رضی اللہ عنہ کا جب وصال مبارک ہوا تو میرے والد ماجد علیہ الرحمہ نے آپ ہی کونماز جنازہ کی امامت کے لئے منتخب فرمایا اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی خواہش کے مطابق کہ میرے جنازہ کی نماز کوئی سید صاحب پڑھائیں۔آپ ہی سے نماز جنازہ پڑھوائی۔آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اقدام کو مبارک فرمائے اور رسالہ مبارکہ مقبول خاص وعام ہو

آمین یارب العالمین بجاہ النبی الامی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

☆☆☆☆

حضرت سرکار کلاں خدائے پاک کی خاص نشانی ہیں

حضرت علامہ ومولانا مفتی الشاہ محمد محمود رفاقتی اشرفی سجادہ نشین درگاہ معلّٰی حضرت امین شریعت بھوانی پور سون برسا سیلوٹ مظفر پور (بہار)

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مخدوم المشائخ حضرت مولانا سید مختار اشرف صاحب قبلہ دامت برکاتھم القدسیہ نے فقیر راقم الحروف کی گزارش پر تذکرہ علمائے اہلسنت میں شامل کرنے کے لئے اپنے مختصر احوال ارشاد فرمائے تھے۔ ارشاد فرمایا تھا کہ 'محمد مختار'' سے ۱۳۳۳ھ (بڑے حضرت صاحب کے روزنامچہ شریف میں بھی اسی تاریخی نام کا اندراج ملتا ہے) ''محمد مختار اشرف'' سے ۱۹۱۴ء نکلتا ہے۔ خاندانی دستور کے مطابق چھٹی کے دن قلم پکڑانے کا موقع آیا تو آپ کی پھوپھی جان مکرمہ والدہ محدث اعظم نے آپ کے جد امجد حضور پرنور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ النورانی کی خدمت میں اس مبارک رسم کو ادا کرنے کی گزارش کی۔ حضور پرنور نے قلم تو پکڑایا ہی مگر اس کے ساتھ اپنا تاج بھی پہنایا اس روش سے اہل بیت کو حیرت بھی ہوئی حضرت اقدس عالم ربانی کو یہ بات بتائی گئی تو فرمایا حضور نے ان کو اپنا ولی عہد بھی بنا دیا ہے۔ حضور پرنور نے تاج سر پہ رکھ کر فرمایا ''مرا یہ پوتا ولی ہوگا'' اور حضرت مخدوم المشائخ کے دست مبارک میں خاندانی عصا بھی پکڑایا۔ چونکہ حضرت اقدس عالم ربانی قدس سرہ کی شادی ۱۳۰۹ھ کے بعد تین صاحبزادیوں کی ولادت ہوئی ایک صاحبزادے انتقال کر گئے۔ ۲۳ برسوں کے بعد حضرت مخدوم المشائخ مدظلہ العالی کی ولادت ہوئی حضور پرنور کے یہاں برسوں کے بعد پوتے کی ولادت ہوئی تھی۔ اس عطائے نعمت پر خاندان میں بہت خوشی منائی گئی پھوپھیوں کی مسرت کا کیا کہنا تھا بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں والدہ محدث اعظم نے برادر بزرگ سے نیگ مانگا اس خوشی کے موقع پر حضرت اقدس عالم ربانی قدس سرہ نے انکے گھر کا گیٹ تعمیر کروادیا اور اس کی تاریخ تعمیر بھی کہدی وہ تاریخ گیٹ پر کندہ ہے۔ راقم الحروف سے سرکار کلاں امام اہل سنت مخدوم المشائخ مدظلہ العالی نے فرمایا۔ گھر پر حضرت مولانا عمادالدین صاحب سنبھلی سے میزان سے شرح وقایہ تک پڑھا اور حضرت مفتی عبدالرشید خاں اشرفی فتح پوری سے فنون کا درس لیا اور اس کے بعد جامعہ نعیمیہ میں حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین صاحب سے دورۂ حدیث کیا۔ حضرت امام اہل سنت مخدوم المشائخ دام ظلہ الاقدس نے اپنی ارادت وخلافت وسجادگی کا بیان خود تحریر فرمایا ہے۔ اعلی حضرت سراپا نور وبرکت جدی ومولائی مرشد الانام شیخ المشائخ والاعلام مرجع اولیاء قدوۃ العرفاء غوث الوقت محبوب ربانی فرزند شبیر محبوب سبحانی جامع کمالات ظاہرہ وباطنہ مصدر فیوض صوریہ اسعدنا بافا ضاتہم افاداتہم نے اپنے فرزند اجل وخلیفہ اول مرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ولی عہد مقرر فرمایا تھا۔ مشیت الٰہی حضرت سیدی وجدی مدظلہ العالی کے سامنے ہی جناب والد ماجد قدس سرہ نے ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ بعمر اکسٹھ سال اسہال وطاعون کی بیماری میں بموجب حدیث درجہ شہادت پایا اور رحمت الٰہی میں قرار پایا۔ اس فقیر پر تقصیر، خاکپائے درویشاں، گرد نعلین خوب کیشاں کو علی روس الاشہاد مجمع عام میں حضرت جدی ومرشدی مدظلہ العالی نے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

تاج دولق مع عمامہ سر پر رکھ کر اپنا خلیفہ وصاحب سجادہ بنایا۔ حاضرین جلسہ نے اس کمترین کے ہاتھوں پر بکمال اعزاز مصافحہ کیا۔ میں اس قابل نہ تھا کہ حضرت مجھ حقیر بے توقیر کو یہ منصب عالی تفویض فرماتے، میں کیا اور میری قابلیت کیا۔

میں ہیچ ام وکم ہیچ ام من بسیارے از ہیچ نیاید کارے

مگر حقیقت یہ ہے کہ داد حق را قابلیت شرف نیست لیک شرف قابلیت داداست، سید نجم الدین اشرف صاحب آئینہ اشرفی میں رقمطراز ہیں "مطلوبہ علوم وفنون کی تکمیل کرلی تو ان کی استعداد سے مطمئن ہو جانے کے بعد حضرت اشرفی میاں نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ۶ر جمادی الآخر ۱۳۵۵ھ کو ایک وصیت کے ذریعہ انھیں اپنے بعد خانوادۂ حسنی کا سجادہ نشینی بھی بنادیا مذکورہ وصیت نامہ درج ذیل ہے۔

اعلان وفرمان نشینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فقیر سید ابو احمد علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین درگاہ روح آباد کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد اپنے تمام فرزندان خاندان وبرادران ایمانی مریدان ومتوسلان سلسلۂ اشرفیہ وعقیدت مندان آستانہ شگرفیہ کو آگاہ کرتا ہے کہ اس فقیر نے پہلے اپنے فرزند مطلق وخلیفۂ برحق عالم ربانی واعظ لاثانی مولانا ابوالمحمود سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ولی عہد اور اپنے بعد سجادہ نشین جادۂ اشرف السمنانی مقرر کیا تھا۔ چنانچہ ۱۳۲۹ھ کو جب فقیر نے تیسرا حج کیا تو طائف شریف، مدینہ شریف، بیت المقدس اور دوسرے عتبات عالیہ کربلائے معلیٰ، نجف اشرف، کاظمین شریفین غار سرمن رائی، بغداد شریف، حامہ شریف، حمص شریف وغیرہ کی زیارت کی اور تاریخ عرس حضرت محبوب یزدانی کو سجادہ نشین کے مراسم ادا کرنے کا اپنے بجائے حکم بھیج دیا تھا، جس کو انہوں نے بکمال حسن وخوبی مثل مرے انجام دیا۔ مہمانوں کو پوری خدمت کی اور بکمال ادب مرشد خرقہ پوشی کرنے کے بجائے اس کی زیارت کرادی زندگی بھر میری خدمت کرتے رہے اور میری ہر بات کو مقدم رکھا۔ جب فرزند ممدوح نے ۱۵ر ربیع الاخر ۱۳۴۷ھ کو بعارضہ اسہال وطاعون حالت نماز میں شہادت پائی تو ان کی مجلس چہلم میں بموجودگی فرزندان خاندانی ومریدان وخلفاء مثل مرے خلیفۂ برحق سید غلام بھیک نیرنگ المخاطب بہ فقیر اللہ شاہ از اولاد ابوالحسن سید البہار وحاجی معز الدین رئیس ابراہیم پور ونذیر حسین رئیس اگر پور از شیوخ جونپوری اور تمام ہندوستان سے محبان سلسلہ جو آئے تھے سب کے سامنے فقیر نے اپنے فرزند کے فرزند اپنے پوتے اور دل بند سید محمد مختار اشرف عرف محمد میاں سلمہ ربہ کو اپنا مرید کر کے اپنا ولی عہد بنایا اور سب حاضرین نے بکمال احترام ان سے مصافحہ کیا اور ان کے علم وعمل وعمر اقبال کے لئے دعاء کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے اب ان کی دستار بندی ہوچکی اور تمام علوم معقول ومنقول، تفسیر وحدیث وفقہ ومعانی اور تصوف کو بکمال جانفشانی جامعہ اشرفیہ (جو اس فقیر کا بنایا ہوا دار العلوم ہے) سے حاصل کیا اور فقیر نے اپنی آرزو کے موافق ان کو دیکھ لیا اور اپنا سچا ولی عہد پایا اب اشارۂ غیبی سے اس فرمان واعلان کے ذریعہ سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ نور نظرم وعصائے پیرم مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی زاد اللہ علمہ وعرفانہ مرے بعد سجادہ نشیں جادہ اشرف السمنانی خاندان حسنی سرکارکلاں کے ہیں جو مثل مرے تمام مراسم عرس شریف ۲۶ر محرم نماز مغرب سے ۲۹ر محرم تک ادا کرتے رہیں گے مہمانوں کی بکمال کشادہ پیشانی خدمت کریں گے اور ۲۸ر محرم کو حسب معمول فقیر عرس حضرت مخدوم اشرف تارک

السلطنت محبوب یزدانی قدس سرہ کا کریں گے کہ تاریخ وصال ۲۸ محرم ۸۰۸ھ ہےاور متصل مرے خانقاہ جس کی پرانی اور خام حد میں ایک حصہ زنانہ ان مہمان عورتوں کے لئے ہے، جوحاضر زیارت کے لئے ہوتی ہیں اور جدید پختہ حد میں صرف شرقی کنارہ پر پانچ کمرہ بنا ہوا ہے اور ابھی چار کمرہ اس طرف باقی ہے اور اس میں پائخانہ باور چی خانہ اور سماع خانہ کی بنیاد واقع ہے۔ غرض تمام قدیم وجدید عمارت کے بلا استثناء کسی کے بحیثیت سجادہ نشیں ومتولی اور نگہداشت وحفاظت کے ذمہ دار ہوں گے اور جب اللہ تعالیٰ ان کو وسعت دے خانقاہ کو پختہ بنوائیں تو سماع خانہ کو غربی سمت میں مکان زنانہ موجودہ کے صحن تک لے جائیں اور زنانہ حصہ کو مردانہ کر کے اس میں حجرہ خرقہ پوشی بنوائیں اور زنانہ حصہ باور چی خانہ کی چھت پر بنوائیں اور مراسم خرقہ پوشی، قل، قوالی سماع خانہ میں انجام دیں۔ مرے تمام فرزندان خاندانی ان کی اطاعت کریں اور مدد کرتے رہیں اور میرے مریدان ان کو اپنا مرشد جانیں اللہ تعالیٰ مرے فرزند وجانشیں کو عارف کامل و ولی صاحب دل بنائے۔ آمین''

حضرت امام اہلسنت مخدوم المشائخ مدظلہ العالی کا ارشاد مبارک ہے کہ عہدۂ سجادگی کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ نے آقا اشرفی میاں قبلہ سے عرض کیا ''میرا بیٹا اتنا بوجھ نہیں برداشت کرسکتا ہے اس عہدہ کے لئے آپ کسی دوسرے کا انتخاب فرمائیں''۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا ''میں جانتا ہوں کہ میرا یہ بچہ مری ساری ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے گا۔ میں نے اپنے سے ان کو نامزد نہیں کیا ہے مخدوم پاک کے اشارے سے ان کا انتخاب کیا ہے۔ تم دیکھ لینا کہ یہ مسجد بنائے گا۔ خانقاہ ومدرسہ کی تعمیر کرائے گا۔ اس واقعہ کو بیان کرنے کے بعد حضور صاحب سجادہ مخدوم المشائخ نے فرمایا: یہاں حضور مری والدہ کی بقائے حیات اور مدت کی بھی خبر دے رہے ہیں۔ تقسیم ہند کے وقت حضور سرکار کلاں مخدوم المشائخ مدظلہ العالی دہلی میں تشریف فرما تھے۔ دہلی میں انسانیت کا قتل عام ہو رہا تھا اس طرف کے اس طرف اور اس طرف ہو رہے تھے چنانچہ حضور سرکار کلاں مدظلہ العالی بھی ملٹری کی حفاظت میں لاہور پہونچا دیئے گئے گھر کے افراد اور ارکان خاندان متفکر اور غمزدہ تھے۔ مگر حضرت کی والدہ ماجدہ کو اطمینان قلبی حاصل تھا وہ فرماتی تھیں میرا بیٹا زندہ ہے ابھی انہوں نے مسجد کہاں بنوائی ہے۔ حضور صدر الافاضل مرادآبادی علیہ الرحمہ نے خواب میں ملاحظہ فرمایا کہ آپ بقید حیات ہیں اور لاہور میں تشریف فرما ہیں۔ حالات میں اعتدال پیدا ہوا تو کچھوچھہ مقدسہ تشریف لائے اور اعلیٰ حضرت مخدوم الاولیا مرشد العالم محبوب ربانی قدس سرہ کی مسجد شریف کی خوبصورت تعمیر کروائی۔ اس طرح حضور کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی امام اہلسنت سرکار کلاں مخدوم المشائخ مدظلہ العالی کو جب سجادہ نشینی اور ولی عہدی کا منصب تفویض ہوا اس محفل میں حضرت حجۃ الاسلام صدر الافاضل علیہ الرحمہ بھی حاضر تھے۔ مولانا محمد ذکی اعراج کچھوچھوی نظام الدین پوری نے بیان کیا کہ ہم لوگوں کو مرید بھی کر دیا تھا حضور سرکار کلاں مخدوم المشائخ مدظلہ العالی بندوں کے درمیان خدائے پاک کی خاص نشانی ہیں آپ کی بلند مقامی اعتراف واقرار کی محتاج نہیں ان کے علو مرتبت کا اعتراف واقرار قلب کی تطہیر کرتا ہے۔ حضور مخدوم المشائخ مدظلہ العالی کے فیوض وبرکات سے ایک جہاں فیض یاب ہو رہا ہے۔ حضرت سیدی مخدوم المشائخ کے مبارک احوال پاک اسی قدر لکھے گئے تھے اس کتاب مستطاب کا تحریری کام مکمل ہو چکا تھا کہ روز جمعہ ساڑھے دس بجے احمد آباد اسٹیشن پر اترتے ہی ایک برادر طریقت نے بادیدۂ پرنم دھیمے سے اطلاع غم ناک سنائی کہ الہ آباد سے صاحبزادہ عامر اشرف نے فون سے اطلاع دی کہ کل

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

جمعرات ۹ رجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۹۶ء کی دوپہر کو حضور سرکار کلاں نے وصال فرمایا دل کا جو حال ہوا وہ الفاظ کے دائرہ بیان سے باہر کی بات ہے۔

حضور کا وصال لکھنؤ میں ہوا وہاں سے تابوت مبارک کچھوچھہ مقدسہ لایا گیا اور حضور کی قیام گاہ میں تابوت مبارک زیارت بن گیا۔ جمعہ کے دن بعد نماز جنازہ خانقاہ معلّٰی درگاہ شریف لایا گیا حضور غوث العالم محبوب یزدانی رضی اللہ عنہ کے جانشین حضور سیدی مخدوم المشائخ کے جنازہ مبارکہ کو خانوادہ سرکار خورد خانوادہ حسینی کے حضرات حضرت مولانا سید شاہ ظل حسن، حضرت مولانا سید شاہ اجمل حسین، حضرت شاہ تنویر اشرف، حضرت سید امین اشرف اور سید شاہ افتاب اشرف، حضرت غوث العالم کے قدموں میں لے گئے۔ بعد نماز مغرب حضرت نور المشائخ مولانا سید شاہ اظہار اشرف صاحب قبلہ مدظلہ سجادہ نشین سرکار کلاں نے نماز جنازہ پڑھائی جنازہ میں حاضرین کی شرکت مثالی تھی۔

فقیر راقم الحروف کے ذہن میں بلا تامل تاریخی مادہ

سیدی محمد مختار

آیا رحمہ رحمۃً واسعۃً ونور مرقدہ

الحمد اللہ کہ اس نے ہمیں قرآن بھی دیا اور سرکار کلاں سید مختار اشرف اشرفی جیلانی کی شکل میں ایک صحیح النسب سید کا دامن بھی دیا، جن کی تعلیمات ہر طرح کے اختلافات سے پاک تھیں، جن کی شفقتیں ہر ایک کے لئے یکساں تھیں جو حسن صوری و معنوی کا سنگم تھا........ بفضلہٖ تعالیٰ امسال دسویں عرس مبارک کے موقع سے آپ کی حیات وخدمات پر ایک ضخیم نمبر بنام 'سرکار کلاں نمبر' شائع ہوا چاہتا ہے۔ اس کے لئے غوث العالم کے چیف ایڈیٹر کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

منجانب

حاجی محمد یونس میمن حاجی پرپائی مالیگاؤں (مہاراشٹر)

حضرت سرکار کلاں کی سدا بہار شخصیت
اخلاق و کردار کے آئینہ میں

حضرت علامہ سید شاہ محمد اشتیاق عالم ضیاء شہبازی سجادہ نشین خانقاہ شہبازیہ بھاگل پور (بہار)

ویراں ہے میکدہ خم وساغر اداس ہیں
وہ کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

علوم شریعت کی آگہی، معرفت وطریقت کی منزل رسی، راستبازی وپاکبازی، تقلید سنت، پیروی اسلاف، جذبۂ ترحم، معصومانہ تبسم، تواضع وانکساری، خورد نوازی ودلداری، صبر واستقامت، حقوق اللہ کی ادائیگی، حقوق العباد کی رعنائی، عفوودرگذر، خانقاہ کی بہار، دارالافتا کا وقار، مجلس کی رونق، خاموشی میں گویائی، گویائی میں خاموشی، چھوٹوں پر شفقت، بڑوں کی عزت، انتہائی وضعداری، سادگی میں تمکنت، شکر کی عادت، عبادت کا ذوق، عارفانہ سماع کا شوق، مہمانوں کی تواضع، مریدوں کی مشکل کشائی، اپنوں کی دادرسی، علم وحلم، مہر وکرم، جودوعطا، بخشش ورحم ان تمام خاکوں میں گہرے رنگ بھرنے والی تنہا ذات تھی بقیہ السلف، مخدوم المشائخ، اعلیٰ حضرت سیدنا العلام مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی المعروف ''محمد میاں'' صاحب سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف کی، جو ایک عالم کو سوگوار چھوڑ کر ۹ رجب بروز پنجشنبۂ مبارکہ اپنے مولائے حقیقی سے جاملی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. یہ درد فراق ہر اس دل کے لئے جاں سوز ہے جو اہل بیت اطہار اور ان کی اولاد کی محبت کو متاع ایمان سمجھتا ہے۔ حضرت سرکار کلاں کی رحلت سے عاشقان اہل سنت کے دل چاک ہیں اور آنکھیں اشکبار قلب محزوں سے بار بار یہی صدا آرہی ہے۔

دل ترامی طلبد دیدہ ترامی جوید
بوئے پیراہن تو جعد صبامی جوید

حضرت سرکار کلاں کا حسن سلوک اپنے دامن میں مروت کی وسیع کائنات سمیٹے ہوئے تھا۔ جس کے اندر آل واولاد اعزہ واقرباء رفقاء واحباب، علماء وصوفیاء، مریدین ومعتقدین، خدام وغلامان، آشناونا آشنا سب کے سب مجتمع نظر آتے تھے۔ ہر ایک پر ان کی

> حضرت سرکار کلاں کا حسن سلوک اپنے دامن میں مروت کی وسیع کائنات سمیٹے ہوئے تھا۔ جس کے اندر آل واولاد اعزہ واقرباء رفقاء واحباب، علماء وصوفیاء، مریدین ومعتقدین، خدام وغلامان، آشناونا آشنا سب کے سب مجتمع نظر آتے تھے۔ ہر ایک پر ان کی نگاہ عالی حسب مراتب بھرپور پڑتی تھی۔ ایسا کبھی دیکھنے میں نہ آیا کہ سلوک کے تقاضے برہنہ سر کھڑے ہوں اور ان کے حسن سلوک کا سائبان تنگ پڑ گیا ہو، جن مدارس، مکاتب اور اداروں کی اعانت فرمائی تادم آخر فرمائی حالات چاہے کتنے ہی غیر سنجیدہ کیوں نہ ہو گئے ہوں مگر آپ اپنی وضعداری سے کبھی باز نہ آئے مسافر، حاجتمند، سوالی، غریب، مفلس، بھکاری، سب کی جھولیاں بھرتے رہے۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

نگاہ عالی حسب مراتب بھرپور پڑتی تھی۔ ایسا کبھی دیکھنے میں نہ آیا کہ سلوک کے تقاضے برہنہ سر کھڑے ہوں اور ان کے حسن سلوک کا سائبان تنگ پڑ گیا ہو، جن مدارس، مکاتب اور اداروں کی اعانت فرمائی تادم آخر فرمائی حالات چاہے کتنے ہی غیر سنجیدہ کیوں نہ ہو گئے ہوں مگر آپ اپنی وضعداری سے کبھی باز نہ آئے مسافر، حاجتمند، سوالی ،غریب، مفلس، بھکاری، سب کی جھولیاں بھرتے رہے۔

حضرت سرکارکلاں دیرینہ تعلقات کی رعایت بھی خوب فرماتے تھے۔ ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ۔حتی المقدور رابطوں کے تقاضے پورے کرتے۔ خلیج کو پاٹتے، قریب سے قریب ترلانے کی سعی فرماتے ،خانوادۂ اشرفیہ اور خانوادۂ شہبازیہ، یہ دونوں خاندان نبوت کی دو بارآور شاخوں سے وابستہ و پیوستہ ہیں۔ اول الذکر کا تعلق ''سادات حسنی'' سے ہے اور دوسرے کا ''سادات حسینی'' سے۔ خانوادۂ اشرفیہ کا سلسلہ نسب سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے توسل سے امام حسن مجتبی علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے جب کہ خانوادۂ شہبازیہ کا سلسلہ نسب حضور سلطان العارفین مخدوم ''شہباز محمد'' قدس اللہ سرہ کے توسط سے امام حسین علیہ السلام پر منتہی ہوتا ہے۔ مذکورہ دونوں خانوادوں کے مراسم و تعلقات قدیمی ہیں۔ ہر دو خانوادہ کے بزرگوں نے ایک دوسرے کی قدرو منزلت کی ہے۔ اخلاص و محبت سے انہیں جلا بخشی ہے۔ شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان ،ابرار زمانہ ، قطب دوران حضرت مولانا سید شاہ اشرف العالم قدس سرہ (المعروف حضور بوڑھے میاں صاحب) کے آخری ایام سجادگی میں آستانۂ شہبازی پر حاضر ہوا کرتے تھے۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ آپ کی قدرو منزلت فرماتے اور حضور بوڑھے میاں صاحب علیہ الرحمہ بھی محبت سے پیش آتے۔ اسی طرح سید العلماء سند المحدثین حضرت مولانا سید احمد اشرف علیہ الرحمۃ و حضرت محدث اعظم ہند کچھوچھوی علیہ الرحمۃ سے بھی محبانہ و مخلصانہ تعلقات برابر قائم رہے۔

حضرت سرکارکلاں نے تعلقات کو مزید مستحکم فرمایا اور کئی بار خانقاہ میں قیام فرما ہوئے۔ آپ جب کبھی اس علاقہ میں تشریف لائے حسب معمول بزرگان سلسلہ آستانۂ شہبازیہ پر بغرض حاضری ضرور تشریف لائے۔ حاضری کا موقع نہ ملتا تو اسٹیشن پر ہی سے سلام پیش فرماتے اور فاتحہ خوانی فرماتے۔

مجھے کئی بار ایک ہی ڈبے میں بھاگل پور اسٹیشن سے سرکارکلاں کے ہمراہ سفر کا موقع ملا ہے میں نے دیکھا کہ گاڑی چھوٹنے سے پہلے ہی حضرت کمپارٹمنٹ کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو جاتے اور جب تک آستانہ عالیہ کے قریب سے گاڑی گزر نہ جاتی حضرت کھڑے ہی رہتے۔ ایک بار میں نے استفسار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میرا ہمیشہ سے یہی معمول رہا ہے۔ جب حضور سلطان العارفین مخدوم شہباز محمد قدس سرہ کے روضہ کے قریب سے گذرتا ہوں تو برتھ پر نہیں بیٹھتا۔ مزید فرمایا کہ یہ شہنشاہ ولایت ہیں آداب ملحوظ رکھنا چاہئے پھر ایک شعر ارشاد فرمایا جو اب تک مجھے یاد ہے۔

ادب تاجے ست از لطف الٰہی
بنہ برسر برو ہر جا کہ خواہی

حضرت سرکارکلاں جب بھی خانقاہ شہبازیہ میں قیام فرماتے انتہائی فرحت و انبساط کا اظہار فرماتے۔ ابی الکریم حضرت مولانا سید شاہ صفی العالم مدظلہ العالی زیب سجادہ خانقاہ شہبازیہ سے کافی دیر تک محو گفتگو رہتے۔ مجلس سماع میں بصد شوق تشریف لاتے خانوادہ کے بچوں کو پیاری پیاری دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت سرکارکلاں کی یہ وضع داری بھی لائق دیدنی تھی۔ ایک مرتبہ عرس گیارہویں شریف کے موقع پر آپ بھاگل پور میں تشریف فرما تھے۔ میں نے دعوت شرکت پیش کی تو حضرت نے مسرت کا اظہار

فرمایا اور تشریف لائے طبیعت کچھ ناساز تھی۔سردی کا موسم تھا پھر بھی ساری رات تشریف فرما رہے ۔ جامعہ شہبازیہ کے طلباء کی دستار بندی کے بعد میں نے کہا حضرت قیام گاہ چلیں آپ کی طبیعت ناساز ہے حضرت کا محبت بھرا عارفانہ جواب سنئے ۔آپ نے فرمایا میاں! یہی تو دارالشفا ہے۔ یہاں سے اٹھیں تو کہاں جائیں۔ یہ وقت قبولیت دعا کا ہے مجلس کی روحانی کیفیت بتا رہی ہے کہ صاحب عرس (حضور سیدنا غوث اعظم) کی آمد ہو چکی ہے۔ میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے پھر حضرت نہ صرف یہ کہ موجود رہے بلکہ بہت ہی عمدہ عارفانہ تقریر فرمائی ساتھ ہی نعت پاک اور منقبت بھی پڑھی اور قل شریف کی رسم ادا ہونے کے بعد ہی قیام گاہ تشریف لے گئے ۔

1987 ء میں جب یہ فقیر عازم حج بیت اللہ ہو رہا تھا۔اچانک بغیر کسی اطلاع کے حضرت والا برادر گرامی قدر حضرت مولانا سید اظہار اشرف صاحب کے ہمراہ اسی دن صبح کو تشریف فرما ہوئے اپنی دعاؤں سے نوازا کچھ ہدایت کچھ نصیحت سے شاد کام فرمایا۔ یہی انداز محبت یہی کرم فرمائیاں جب یاد آتی ہیں دل بے اختیار پکار اٹھتا ہے۔

ویراں ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
وہ کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

1989 ء میں فساد بھاگل پور رونما ہوا۔ میں بھی جرم ناکردہ کی سزا جھیلنے جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈھکیل دیا گیا۔ان دنوں اتفاقی طور پر عزیز القدر مولانا سید محمود اشرف سلمہ اللہ تعالیٰ بھاگل پور آئے ہوئے تھے۔دوران اسیری ملک وملت سے آنے والے عمائدین احباب ،علماء،مشائخین اکثر و بیشتر ملنے آتے رہے مگر فساد کی آنچ ابھی دھیمی بھی نہ ہو پائی تھی کہ اچانک ایک دن وارڈن نے آکر اطلاع پہنچائی کہ کچھوچھہ شریف سے محمود میاں صاحب آپ سے ملاقات کے لئے آئے ہیں۔محمود میاں کو دیکھ کر میری آنکھیں بھیگ اٹھیں۔تقریباً چار ماہ کے بعد ضمانت پر رہا ہوا پھر کچھ دنوں بعد ''حضرت سرکارکلاں'' کی زیارت ہوئی۔آپ نے انتہائی بیتابی سے گلے لگا لیا۔ بہت دیر تک تفصیلات پوچھتے رہے۔میرے دل کو اس وقت بڑا اطمینان نصیب ہوا۔ جب ''حضرت سرکارکلاں'' نے فرمایا کہ ''آپ نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ'' کی سنت جلیلہ ادا کی ''سنت یوسفی'' پر قائم رہے۔ ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کی لذت حاصل کی خدا کا شکر ادا کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے گا''۔ مجھے آپ کی گرفتاری کی خبر سن کر بڑی فکر دامن گیر ہوئی میں کسی طرح بھی بھاگل پور جانا چاہتا تھا۔دریں اثناء معلوم ہوا کہ محمود میاں آپ سے جیل میں مل کر آئے ہیں تو قدرے اطمینان ہوا اور بہت خوشی ہوئی کہ محمود میاں نے ذمہ داری محسوس کی۔ایسی محبت یہ حسن سلوک اب کہاں ۔یہ خصوصیت تھی حضرت سرکارکلاں کی سچ ہے مرشد روحانی حضرت سرکارکلاں کی ذات۔

''ہر درد دلہا را دوا ہر خستہ را مرہم توئی''

کی تنویر سے تاباں و درخشاں تھی۔**1975** ء میں جب حضرت سرکار کلاں ختم بخاری کے جلسہ میں تشریف لائے تو دوران ختم بخاری شریف کی ابتدائی تین احادیث مجھ سے سماعت فرمائیں اور آخر کی دو حدیث پاک پڑھا کر دعا کی دارالعلوم کی سند حدیث کے علاوہ اپنی جانب سے سند حدیث عطا کی جو حضرت مولانا گل محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی سند آپ تک متصل ہے۔تقریبا پچیس سال سے ملک کے طول وعرض میں بہت ساری جگہوں پر جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت ہوتی رہتی ہے۔ جہاں کہیں حضرت والا کی صدارت میسر آتی جلسوں کا رنگ ہی نکھر جاتا۔ ہر خطیب کی تقریر بغور سماعت فرماتے ساری ساری شب اسٹیج پر موجود رہتے۔سب کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

میں کئی سال عرس مخدومی میں حاضر ہوتا رہا حضرت مجھے خطابت

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کے لئے طلب کرتے، بذات خود اسٹیج پر رونق افروز رہتے۔ امسال بھی عرس مخدوم پاک میں تقریر ہوئی حضرت ناسازئ طبع کی وجہ سے جلسہ گاہ میں تشریف نہ لا سکے عرس کی اختتامی مجلس کے بعد حضرت کے کمرہ میں ملنے حاضر ہوا بہت دعائیں دیں اور فرمایا یہیں سے آپکی تقریر سن رہا تھا۔ پھر اپنے بالیں کے نیچے سے کچھ رقم نکال کر میری مٹھی میں رکھ دی اور مخصوص لب ولہجہ میں مسکرا کر فرمایا سب کو برابر تقسیم کر رہا ہوں ہاں! کوئی جھگڑا ہی نہ رہے۔ ''نصف لی نصف لک'' فرما کر خوب محظوظ ہوئے۔

زفرق تابقدم ہرکجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

اجمیر معلیٰ کی حاضری اور عرس پاک کی تقریبات میں شرکت عرصۂ دراز سے میرا معمول بنا ہوا ہے میں ان ایام کا ہمیشہ پابند ہوں۔ جمعیۃ الصوفیا کے اجلاس، صاحبزادہ سید حلیم چشتی صاحب کے قائم کردہ سمپوزیم و دیگر سیمینار و مخصوص محفلوں میں خطابت کی خدمت حاصل ہوتی رہتی ہے۔ چند سال قبل حضرت والا نے مولانا سید مہدی میاں کے بیت النور میں قل شریف کی مجلس کے بعد فقیر کو از خود سلسلہ قادریہ رزاقیہ چشتیہ نیز سلسلہ قادریہ منوریہ کی اجازت عطا فرما کر ان سلاسل کا مجاز بنایا۔

''ہر چہ از دل ریزد بر دل خیزد''

امسال بھی اجمیر شریف کی حاضری کے دوران حضرت سید اظہار اشرف صاحب قبلہ سے ملاقات ہوئی۔ ''سرکارکلاں'' کی خیر وعافیت معلوم ہوئی۔ ۹؍رجب المرجب کو قل شریف کے بعد محبّ گرامی مولانا سید مہدی میاں صاحب فقیر کی قیام گاہ ''کاشانہ شہباز'' پر تشریف لائے اور از راہ مرحمت دوپہر کے کھانے پر آنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ میں ڈیڑھ بجے دن بیت النور حاضر ہوا۔ مہدی میاں کو خلاف معمول متفکر اور گریاں پایا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی ''سرکارکلاں'' کے وصال پر ملال کی خبر سنائی۔ خبر سنتے ہی بے قراری کے ساتھ رخت سفر باندھ لیا۔ میں اجمیر سے مکرانہ بائی کار پہنچا وہاں سے جودھپور میل لیا۔ آگرہ میں مہدی میاں بھی آ ملے ٹنڈلہ میں اعز ارشد مخلصم احمد علی وارثی آ پہنچے۔ میل تاخیر سے کانپور آئی۔ وہاں سے کچھوچھہ شریف تک کا سفر کار کے ذریعہ طے کیا۔ افسوس رہا کہ حضرت سرکارکلاں کا آخری دیدار نہ مل سکا۔ دس بجے شب پہنچا سیدھے حضرت کی آخری آرام گاہ پر حاضر ہوا۔ ہر طرف نور بیز سماں تھا۔ اس صدمۂ جانکاہ کے باوجود خانقاہ کے در و دیوار سے حضرت کے مکان تک ایک عجیب منظر تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضرت ''سرکارکلاں'' سامنے موجود ہیں۔

دوسرے روز **11** بجے دن واپسی ہوئی۔ سفر مکمل کر کے مکان دو روز کے لئے آیا ہی تھا کہ ایک لفافہ ملا جس میں ''قیادت'' (ویکلی) کے ''سرکارکلاں نمبر'' شائع کرنے کی اطلاع ملی اور مجھے بھی شریک بزم ہونے کا حکم ملا۔ ساتھ ہی ساتھ **20**؍دسمبر تک مضمون آنے کی قید بھی۔ ادھر پروگراموں کی مشغولیات جلسوں کی کثرت، ایفائے عہد کا خیال۔ کیا مضمون آفرینی ہو، کیا طرز نگارش، البتہ چند یادوں اور تازہ بتازہ احوال کو یکجا کر کے ''حضرت سرکارکلاں'' کی بارگاہ میں خراج عقیدت کے لئے حاضر کر رہا ہوں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

خوشی اس بات کی ہے کہ دور از کار خیالات صناعی ولفاظی کے بجائے سیدھے جملوں میں سچائیاں جمع کر دی گئی ہیں کہ عجب دریا سے پاک شخصیت کے لئے ایسی ہی سوغات پسندیدہ ہوتی ہے۔

باز خواں ایں حکایت یار
کہ دریں است ذکر حسن جمیل

(بشکریہ 'قیادت ویکلی' 1997)

☆☆☆☆☆

سرکارکلاں علیہ الرحمہ

سید محمد اجمل حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ جہانگیریہ درگاہ معلّٰی کچھوچھہ شریف۔

هرگز نہ میرد آں کی دلش زندہ شد بعشق
ثبت ست برجریدہ عالم دوام ما

غوث العالم محبوب یزدانی تارک التاج والسریر حضور مخدوم سلطان اوحد الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی رضی اللہ عنہ کا روحانی فیضان کچھ اس طرح خانوادۂ اشرفیہ پر سایہ گستر رہا ہے کہ مخدوم الآفاق حاجی الحرمین حضرت سید شاہ عبدالرزاق نورالعین جانشین حضور غوث العالم رضی اللہ عنہ سے لیکر اب تک تقریباً چھ سو سالہ تاریخ خانوادۂ اشرفیہ میں جہاں بے شمار اولیاء ولایت کی عظمتوں کے مظاہر بن کر دنیا کو فیضان سرمدی سے نوازتے رہے وہیں نہ جانے کتنے علم وفضل کے امام بن کر دین متین کے فروغ اور عروج وارتقاء کی ضمانت بن گئے۔

جگر گوشۂ محبوب یزدانی حضرت نورالعین رضی اللہ عنہ کے ایک شہزادے حضرت سید شاہ شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ تو اوائل عمری ہی میں وصال فرما گئے تھے مگر باقی چار شہزادے حضرت سید شاہ حسن، حضرت سید شاہ حسین، حضرت سید شاہ حاجی احمد اور حضرت سید شاہ فرید رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جونپور، کچھوچھہ مقدسہ، جائس اور بسوڑھی بارہ بنکی کی ولایت کے تاجدار بن کر بندگان خدا کو اولیائے روزگار اور علم ومعرفت کا مینارۂ نور بناتے رہے اور فیضان مخدومی فزوں ہوتا رہا اور خاندان اشرفیہ عالم اسلام میں شان فقر ودرویشی، شوکت علمی، وجاہت روحانی، وفور بندگی، جذبۂ سرفروشی، حق گوئی وبیباکی، زہد وتقویٰ، خدمت خلق، اعلائے کلمۃ الحق اور دنیا سے بے نیازی کی عظیم شناخت بنا رہا۔

> دنیا کے بیشتر ممالک میں رشد وہدایت کی خاطر صعوبت سفر کو انتہائی خندہ پیشانی سے گوارہ فرماتے ہوئے اس عظیم بزرگ نے اپنی زندگی کو راہِ خدا میں وقف کر رکھا تھا۔ نتیجتاً دنیا کو تو سال کے گیارہ مہینے فیض ملا مگر خانوادۂ اشرفیہ کو صرف رمضان المبارک ہی ایسا ایک ماہ میسر آیا جو اس شمع ولایت پر نثار ہوتے ہوئے گزرتا اور عید سعید میں مصافحہ ومعانقہ کی برکتوں سے مالا مال ہو کر آئندہ ماہ رمضان کا انتظار رہتا کہ یہ سعادتیں اپنے جلو میں ایک پیکر نور لے آئیں۔

اور یہی وہ فضل ایزدی تھا جس کے سبب خاندان اشرفیہ ہمیشہ مرجع خلائق رہا ہے۔ علمائے سلف سے لیکر علمائے خلف تک بے شمار افراد اسی خصوصیت کی بنا پر سلسلۂ اشرفیہ سے وابستہ ہوتے رہے ہیں۔ سرکار سمناں محبوب یزداں حضور مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی بشارتوں کے امین حضرت

نورالعین رحمۃ اللہ علیہ کے شہزادوں میں حضرت سید شاہ حسن رحمۃ اللہ علیہ خلف اکبر اور سرکار کلاں کہلائے۔

احسن الوجوہ اور اکبر الوقوہ کی نعمتوں سے سرفراز خاندان اشرفیہ کی اس سرسبز وشاداب شاخ پر ہمیشہ علم وفضل کے ایسے عطر بیز گل بوٹے کھلے جن سے ایک عالم اپنی مشام جاں کو معطر کرتا رہا۔ یہی وہ شاخ ہے جس میں شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیسی عبقری شخصیت پیدا ہوئی جس نے سب سے پہلے اپنے جد امجد حضور غوث العالم محبوب یزدانی حضور مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے عالم کی سیاحی میں اپنی زندگی کے بیش قیمت ایام صرف کئے اور مخدومی مشن کو عالم آشکارا کر دیا۔ ان کے دستِ حق پرست پر جہاں عالم اسلام کے عظیم علماء شرف بیعت سے سرفراز اور عزت خلافت سے بہر آور ہوئے وہیں مجدد مائۃ حاضرہ امام اہل سنت علامۃ العصر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں فاضل بریلوی جیسی عظیم شخصیت نے ان سے اپنی گرویدگی کو ظاہر کی اور بے ساختہ پکار اٹھی۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسنِ خوباں
اے نظر کردہ وپردۂ سہ محبوباں

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے شہزادۂ عالی مرتبت حضرت علامہ سید شاہ احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی فیضان اپنے والد گرامی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے میسر آیا تھا۔ اس برگزیدہ ذات جس نے اپنی مختصر حیات کو حیاتِ جاودانی بنا ڈالا تھا جس کا دامن بھی فیضان ازل نے ایسے گوہر آبدار سے بھر دیا، جو بیسویں صدی میں خانوادۂ اشرفیہ کی آبرو بننے والا تھا کہ اچانک داعی اجل کو لبیک کہا۔

یہی آبروئے خانوادۂ اشرفیہ مستقبل میں شیخ المشائخ، مرشد کامل، علامۃ العصر، مینارۂ حق وصداقت حضرت سید شاہ مختار اشرف سجادہ نشین سرکار کلاں کے نام سے مشہور ہوئے کم عمری میں والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھا تو عظیم دادا نے پوتے کو اپنی آغوش تربیت میں جگہ دی اور اس انداز سے نوازا کہ پوتا اپنی انتہائی کم عمری کے باوجود اپنے عظیم دادا کی عظمتوں کا مظہر بن گیا۔

حضرت علامہ آل حسن سنبھلی، حضرت مفتی احمد یار خاں، حضرت مفتی عبدالعزیز خاں فتح پوری اور حضرت علامہ مفتی عبدالرشید خاں فتح پوری جیسے علماء روزگار نے جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف (جو بعد میں مبارکپور ضلع اعظم گڑھ میں منتقل ہو گیا) میں ایک زمانہ تک اس شہزادۂ اشرفی پر اپنے علم وفضل کے گوہر نایاب لٹائے اور پھر وہ وقت بھی آیا جب یہ بچہ ایک عظیم شخصیت بن کر ایک عالم کو نورِ معرفت اور رشد وہدایت کی دولت گراں مایہ انتہائی شان فیاضی سے تقسیم کرنے لگا۔

پورے عالم اسلام کو فیضان سرمدی سے آشنا کرنے والی یہ ذات اپنے اوصاف حمیدہ، زہد وتقویٰ، شرم وحیا، فقر واستغناء اور عبادت وریاضت شاقہ کی بنا پر مرجع خلائق بھی رہی اور مرجع خانوادہ بھی۔ خانوادۂ اشرفیہ کے بیشتر علماء ومشائخ اسی ذات بابرکت سے وابستہ، ماذون ومجاز ہوئے اور آج بھی ہیں۔

بے شمار سلاسلِ روحانیہ سے بہر آور اس فرد عصر نے اپنے خانوادہ کو خوب خوب نوازا میرے والد ماجد قطب دوراں غازیٔ اسلام حضرت علامہ الشاہ سید محمد اکمل حسین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ جہانگیریہ درگاہ معلیٰ کچھوچھہ شریف یوں تو اپنے عم محترم قطب الاولیاء مجذوب زماں حضرت سید شاہ شریف حسن علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت وخلافت رکھتے

تھے مگر سلسلۂ منوریہ میں حضرت شیخ المشائخ سرکارکلاں علیہ الرحمہ سے ماذون تھے۔

دنیا کے بیشتر ممالک میں رشد وہدایت کی خاطر صعوبت سفر کو انتہائی خندہ پیشانی سے گوارہ فرماتے ہوئے اس عظیم بزرگ نے اپنی زندگی کو راہِ خدا میں وقف کر رکھا تھا۔ نتیجتاً دنیا کو تو سال کے گیارہ مہینے فیض ملا مگر خانوادۂ اشرفیہ کو صرف رمضان المبارک ہی ایسا ایک ماہ میسر آیا جو اس شمع ولایت پر نثار ہوتے ہوئے گزرتا اور عید سعید میں مصافحہ ومعانقہ کی برکتوں سے مالا مال ہو کر آئندہ ماہ رمضان کا انتظار رہتا کہ یہ سعادتیں اپنے جلو میں ایک پیکر نور لے آئیں۔

میں (راقم الحروف) اپنی کم مائیگی اور علمی بے بضاعتی کے باوجود کبھی حاضر بارگاہ ہوتا تو مجھ پر نظر پڑتے ہی حضرت کے چہرہ پر تبسم بکھر جاتا اور بڑی شفقتوں اور عنایتوں کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اپنے قریب نشست عطا فرماتے اور اس انداز سے میری تواضع فرماتے کہ کبھی مجھے اپنے آپ فخر محسوس کرنے لگتا اور کبھی احساس ندامت سے شرمسار ہو جاتا۔

چونکہ حضور والد ماجد علیہ الرحمہ کے وصال سے ایک سال قبل ۱۹۷۳ء تک میرا زمانۂ طالب علمی رہا اس وجہ سے مجھے بہت کم حاضر بارگاہ سرکارکلاں علیہ الرحمہ ہونا نصیب ہوا اور جب بعد فراغت میں نے ان سعادتوں سے بہرآور ہونا چاہا تو سفری ذمہ داریاں مانع ہوتی رہیں مگر حضور والد ماجد علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد جب عرس قطب عالم ہم شبیہ غوث زمن بشارت شاہ سمناں جد کریم حضرت سید شاہ جہانگیر ثانی رضی اللہ عنہ کے سالانہ عرس کی خدمت مجھ ناتواں کے کاندھوں پر آئی تو عرس کی تقریب میں حضور سرکارکلاں علیہ الرحمۃ والرضوان مع اپنے وابستگان تشریف لائے اور مجھے اپنی بے بہا دعاؤں سے نوازتے ہوئے خرقۂ خلافت پہنایا اور تقریب کے اختتام تک سرپرستی فرمائی اور پھر کئی سال تک حضرت کا یہ معمول رہا۔

ایک وقت ایسا بھی آیا جب حضور شیخ المشائخ سرکارکلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ جلسوں میں جانے کا اتفاق ہوا تو میری مسرتوں کا ٹھکانا نہ رہا۔ میری تقریروں کو بغور ملاحظہ فرمانا اور میری ازحد حوصلہ افزائی کرنا حضرت کا خاص معمول رہا اس طرح کی قربتوں نے ایک کم مایہ کو ایک عظیم بزرگ سے فیض یاب ہونے کے موقع عطا کئے وہیں حضرت سے میری ذہنی وقلبی وابستگی کو بیحد فروغ بھی ہوا۔

مزید برآں اپنے دور آخر میں حضور سرکارکلاں علیہ الرحمہ نے اپنے خصوصی اوقات میں اس ناچیز پر خصوصی کرم فرماتے ہوئے نوازشات کا سلسلہ ایسا وسیع فرما دیا تھا کہ میں جب بھی سفر سے واپس ہوتا تو دل میں یہ تمنا ضرور چٹکیاں لیتیں کہ کاش حضور بھی سفر سے واپس تشریف لائے ہوں اور مجھے ملاقات کی برکتیں میسر آئیں اور اکثر وبیشتر میری یہ آرزو بھی رنگ لائی اور وہ بھی کچھ اس طرح کہ ابھی میں نے اپنے گھر میں قدم رکھا ہی ہے کہ حضرت نے خصوصی کرم فرماتے ہوئے اپنے شہزادۂ عالی حضرت سید احمد میاں صاحب قبلہ کو حکم فرمایا کہ جاؤ اجمل میاں کو بلا لاؤ اور ساتھ ہی کبھی چائے کبھی ناشتہ اور کبھی کھانے کا تذکرہ فرماتے اور پھر حضرت سید احمد میاں صاحب قبلہ غریب خانہ پر تشریف لاکر حضرت کا پیغام مجھے دیتے تو میں حضرت کے نور بصیرت پر عش عش کر اٹھتا اور مجھے اپنے نصیبے پر رشک بھی آتا۔

ایسے ہی میں حضرت کے حکم پر ایک بار حاضر بارگاہ ہوا تو مجھے دیکھتے ہی حضرت کی زبان مبارک سے بے ساختہ اجمل

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

العلماء کے الفاظ نکلے۔ اتنا سنتے ہی روحانی انبساط کی ایک لہر سے میرے رگ وریشہ میں دوڑ گئی۔ میں نے دیکھا کہ حسب سابق اس وقت بھی حضرت کا چہرہ مسرتوں سے گلنار ہے۔ میں نیازمندانہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوآیا۔

حضرت کی زبان مبارک سے جس وقت اجملؔ العلماء کے الفاظ نکلے تھے اس وقت خلوت (حضرت کی مخصوص نشستگاہ) میں بظاہر میرے سوا کوئی نہ تھا مگر زبان ولی کی یہ کرامت مجھے اب تک ایسی حیرت ومسرت سے ہمکنار کرتی رہی ہے۔ جسے بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں۔

اس واقعہ بشارت واعزاز کے بعد میں جہاں بھی جلسوں یا کسی خصوصی پروگرام میں گیا نقیب جلسہ کی زبان پر حیرت انگیز طور پر اجملؔ العلماء کے الفاظ جاری ہوجاتے ہیں اور میں حیرت زدہ سا کبھی انہیں دیکھتا ہوں اور کبھی اپنے آپ کو دیکھتارہ جاتا ہوں۔

کچھ دنوں بعد ایک بار پھر دریائے کرم جوش پر آیا اور برادرِ مکرم حضرت سید احمد میاں صاحب قبلہ میرے غریب خانہ پر تشریف لائے ابھی ابھی سفر سے گھر آیا ہی تھا کہ پیغام ولایت آپہنچا میں نے بھائی جان سے عرض کیا کہ بس تھوڑی دیر میں حاضر ہورہا ہوں۔ پھر چند منٹ میں ضروریات سے فارغ ہوکر ہزاروں امنگوں اور آرزوؤں کو سینے میں سموئے روحانی مسرتوں کے جلوؤں میں حاضر بارگاہ ہوا تو دیکھا کہ حضرت اپنے مخصوص انداز کریمانہ کے ساتھ اپنی نشست پر جلوہ افروز ہیں اور روشن چہرے پر انوار وتجلیات کے آفتاب طلوع ہورہے ہیں۔ نوازش بے پایاں اور حسن اخلاق کے مظاہر لب ولہجہ میں پھر وہی "اجملؔ العلماء" جھوم اٹھا اور میں نیازمندانہ حاضر ہوگیا اور مگر پاس ادب کھڑا ہی رہا تو حضرت نے فرمایا "ادھر میرے قریب سامنے والی کرسی پر بیٹھ جاؤ"۔ الحکم فوق الادب کے خیال نے ہمت دی اور میں بیٹھ گیا برسوں سے میرے دل میں آپ سے اجازت و خلافت حاصل کرنے کی تمنا تھی لیکن کبھی زبان سے عرض نہیں کیا تھا حضرت نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ تمہیں بھی اپنی اجازت وخلافت دوں اس مژدۂ جانفزا سنا یاسن کر مجھے ایک وجدانی کیفیت کا سا احساس ہوا اور مجھے خود اپنے نصیب پر رشک آیا مشرب صوفیاء میں خلافت واجازت مانگی نہیں جاتی البتہ اگر مرشد برحق کی نگاہِ انتخاب مائل بہ کرم ہوجائے تو یہ طالب صادق کی معراج سے کم نہیں میں نے عرض کیا کہ اگر حضور مجھ جیسے بندۂ عاصی کو لائق کرم بنا رہے ہیں تو میرے لئے اس سے بڑا اعزاز اور کیا ہوگا۔ میرے ان معروضات کو سن کر حضرت کے چہرے پر تبسم کی لڑیاں بکھر گئیں مسکراتے ہوئے اپنی مخصوص خواب گاہ میں تشریف لے گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر میں مہر شدہ خلافت نامے پر سارے سلاسل عالیہ کی اجازت اور میرا نام اپنے مبارک ہاتھوں سے رقم فرما کر لئے ہوئے باہر تشریف لائے اور مجھے عطا فرمادیا تو میں نے پہلے حضرت کے کریم ہاتھوں کو فرط عقیدت سے بوسہ دیا اور پھر خلافت نامے کو چوم کر اپنے سر پر رکھ لیا تو حضور شیخ المشائخ سرکارکلاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے بیحد مسرور لب ولہجہ میں مجھے کافی دیر تک دعاؤں سے نوازا۔ پھر کچھ ضروریات کے لئے میں نے حضرت سے اجازت لی تو میرے سر پر انتہائی شفقت سے دست مبارک رکھتے ہوئے اجازت مرحمت فرمادی اور میں گھر آگیا پھر دوسرے ہی دن ایک ضروری پروگرام کے تحت میں پھر عازم سفر ہوگیا۔ چند ہی دنوں میں میری واپسی ہوگئی اور میں نے حضرت کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ حضور صاحبِ سجادہ قبلہ بھی

پروگرام پر تشریف لے گئے ہیں۔

اور اس طرح تقریباً دو ماہ کا عرصہ گزر گیا میں گھر پر ہی تھا کہ اچانک ایک روح فرسا خبر ملی کہ حضور کی طبیعت بے حد ناساز ہے اور لکھنؤ میں زیر علاج ہیں۔ ابھی میں حضرت کی مزاج پرسی کے لئے لکھنؤ جانے کا قصد ہی کر رہا تھا کہ اطلاع ملی کہ حضور کی طبیعت اب معمول پر ہے اور گھر تشریف لانے والے ہیں یہ سن کر مجھے اطمنان ہو گیا اور میں اس ساعتِ سعید کا منتظر ہو گیا جب میری مشتاق نگاہیں حضرت کے جلوۂ آرا پر نثار ہوں۔ مگر پھر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک ایسی دلدوز خبر کچھوچھہ کے در و بام کو گریہ کناں کر گئی جس کے تصور سے بھی دلوں کی دنیا تہ و بالا ہو جاتی ہے۔ اور آنکھیں ساون بھادوں بن کر آہوں کو بھی ہچکیوں میں تبدیل کر دیتی ہیں۔

آہ! حضرت تشریف بھی لائے تو اس صورت میں ان کا حقیقی وجود اپنے مالک حقیقی کی قربت میں لذت وصال سے بہرآور تھا اور ظاہری وجود کل نفس ذائقة الموت اور ارجعی الی ربک راضیة مرضیة کی عملی تصویر بنا ہوا تھا۔

آہ! آج دنیائے سنت سوگوار، عالم اسلام پر سکتہ طاری ہے۔ انسانوں کا ایک سیلاب ہے جو ہر چہار جانب سے کچھوچھہ مقدسہ کی طرف موجزن ہے اور سرزمین کچھوچھہ آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنے مرجع عقیدت، اپنے مرشد برحق اور اپنے ملجاء و ماوٰی کے آخری دیدار کے لئے مرغ بسمل ہے، تجہیز و تکفین کے شرعی تقاضوں کی تکمیل خانوادہ کے ذمہ دار افراد نے کر لی ہے مگر اب لوگوں کی بیقراریاں کسی بھی باندھ کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ایک جم غفیر ہے جو پروانوں کی طرح اپنی شمع عقیدت پر نثار ہونے پر آمادہ ہے کسی کا کسی پر بس نہیں، کون کسے تسلی دے، کون کس کی دلجوئی کرے، کون کس کے غم بانٹے، کون کس کے زخموں پر مرہم رکھے۔ کون کس کے آنسو پونچھے، کون کس سے تعزیت کرے، کون کس پر دست شفقت رکھے، کون کس کی فریاد سنے، کون کس کی آہ دیکھے۔

آج دنیائے سنیت پھر یتیم ہوگئی ہے۔ موت العالم موت العالم کی کربناک فضاؤں میں بیکسی و بے بسی، حسرت و یاس آہ و نالہ و فریاد اور سسکیوں کے سوا کچھ کی نہیں نظر آ؟، ماحول پر سناٹا طاری ہے اور ہر طرف اداسی کا راج ہے۔

> آہ! آج دنیائے سنت سوگوار، عالم اسلام پر سکتہ طاری ہے۔ انسانوں کا ایک سیلاب ہے جو ہر چہار جانب سے کچھوچھہ مقدسہ کی طرف موجزن ہے اور سرزمین کچھوچھہ آہوں، سسکیوں اور آنسوؤں میں ڈوبی ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنے مرجع عقیدت، اپنے مرشد برحق اور اپنے ملجاء و ماوٰی کے آخری دیدار کے لئے مرغ بسمل ہے

بالآخر وہ وقت الم بھی آپہنچا جب حضرت صاحب سجادہ بصورتِ جنازہ لباسِ زیب تن کئے ہوئے اپنے جدامجد سرکار غوث العالم مخدوم سمناں، محبوب یزداں حضور سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے قدموں میں ابدی حاضری کے لئے اپنے بیشمار عقیدت مندوں کے ساتھ نیاز مندی کا آخری اور یادگار مظاہرہ فرماتے ہوئے چلے۔

خانقاہ اشرفیہ سرکار کلاں جو آستانہ مخدوم کے ملنگ دروازہ سے بیحد قریب اور سر راہ ہے آج اپنی عظیم وسعتوں کے باوجود ہجوم

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

خلقت دیکھ کر اپنی تنگ دامانی پر شکوہ کناں ہیں، دلوں کی بیقراریاں اب خود بھی تڑپ اٹھی ہیں۔ سسکتی ہوئی آہیں بھی آنسوؤں میں ڈوب چکی ہیں اور دلوں کی دنیا تاراج ہو چکی ہے۔ لوگوں کی آخری کاندھا پیش کرنے کی تڑپ اب بیحد مشکلات کا سبب بن رہی ہے۔ جنازہ میں بڑے بڑے بانس بندھے ہونے کے باوجود شکوہ محرومی زبانوں پر ہے پھر بھی جلوس جنازہ کشاں کشاں خانقاہ اشرفیہ کی طرف رواں دواں ہے---- بالآخر جنازہ صحن خانقاہ میں زینت بخش ہو گیا اور اب پھر عقیدت مندوں کا ہجوم آخری دیدار کے لئے بیقرار ہے پھر آنسوؤں میں ڈوبی آنکھیں خراج عقیدت پیش کرنے لگیں ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو کسی بھی طرح ختم ہوتا نظر نہیں آتا بڑی مشکلوں سے یہ سلسلہ روکا گیا اور انسانوں کے اس عظیم مجمع کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تا کہ سبھی بآسانی نماز جنازہ کی سعادتوں سے بہرہ آور ہو جائیں اور اپنی عقیدت ومحبت کا آخری نذرانہ پیش کر سکیں۔ پھر نماز جنازہ کا اعلان ہوا اور خانقاہ اشرفیہ کے شمال و جنوب دو حصوں میں صف بہ صف استادہ ہو گئے اور شیخ اعظم سید اظہار اشرف مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

اب سب سے آخری اور مشکل مرحلہ تدفین کا تھا چونکہ حضرت نے خانقاہ میں واقع اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے مقبرے میں ان کے پہلو میں تدفین کی پہلے ہی وصیت فرمادی تھی اور وہاں بیک وقت اتنے عظیم مجمع کی رسائی کی کوئی صورت ممکن نہ تھی لہٰذا یہ طے کیا گیا کہ مقبرے میں پہلے صرف افراد خانوادہ ہی جائیں اور انہیں کے ہاتھوں تدفین ہو جائے اور بعدہ مجمع عام فیضیاب ہو، چونکہ اس کے سوا کوئی صورت ممکن نہ تھی لہذا خانوادہ کے افراد جنازہ لیکر اندر آگئے اور مقبرہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اب مرحلہ تھا قبر میں اترنے کا اب دلوں کی دھڑکن پھر تیز ہونے لگی ہیں اور ہر کوئی ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہا ہے، ہر آنکھ سوالی نگاہوں سے یہی کہتی ہوئی محسوس ہوتی ہے کہ خانوادہ اشرفیہ کا یہ روشن آفتاب ابھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے روپوش ہو جائیگا۔ ملت اسلامیہ پر ابر رحمت بن کر سایہ گستر رہنے والی یہ ذات بابرکات ابھی اپنی آخری آرام گاہ میں **"نــم کـنـومة الـعـروس"** کی نعمتوں اور **فـادخـلـی فـی عـبـادی وادخـلـی جنتی** کی برکتوں کے جلوؤں میں ابدی نیند سو جائے گا۔ اپنی نگاہ فیض بار اور اپنے متبسم لبوں کی ایک جنبش سے پژمردہ دلوں کو مسرتوں کا جہان عطا کرنے والا یہ وجود رحمت ابھی نگاہوں سے اوجھل ہو جائے گا۔ خاندان اشرفیہ کا وقار، خاندان اشرفیہ کی شان، خاندان اشرفیہ کا تاجدار، خاندان اشرفیہ کی آبرو اور پوری دنیائے اہلسنت کا نگہدار اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی اپنے جسد خاکی کے ساتھ روپوش ہو جائیگی۔

خاندان اشرفیہ کا وقار، خاندان اشرفیہ کی شان، خاندان اشرفیہ کا تاجدار، خاندان اشرفیہ کی آبرو اور پوری دنیائے اہلسنت کا نگہدار اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کی ایک نشانی اپنے جسد خاکی کے ساتھ روپوش ہو جائیگی۔

کون ہے جو آگے بڑھے اور قبر کے پہلو میں رکھے ہوئے جنازے میں اپنے رب کی آغوش رحمت کی منتظر ذات کو جوار رحمت میں داخل کر دے۔ **الـمـوت جـسـر یـوصـل الـحـبـیـب الی الـحـبـیـب** کی بشارت عظمیٰ کو لبیک کہنے والی اس نورانی شخصیت کو قبر کی پنہائیوں کے حوالے کر دے۔

اچانک میرے دل کے نہاں خانوں سے ایک اجنبی صدا ابھری

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

''آگے بڑھو اور آقائے دو عالم ﷺ کے فرمان کے مطابق تدفین کے فرائض انجام دو اب مزید تاخیر مناسب نہیں''۔ ابھی میں متحیرانہ ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ کہ پھر وہی آواز میری سماعت میں گونجتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اب تک میں سنبھل چکا تھا میں نے سمجھ لیا کہ یہ کسی کی غیبی آواز ہے اور مجھے حکم دے رہی ہے میں نے ایک حسرت بھری نظر اپنے اہل خاندان ،اپنے بزرگوں اور حضرت کے شاہزادوں پر ڈالی اور پھر قبر میں اتر گیا مجھے اترتے ہوئے دیکھ کر خانوادے کے ایک بزرگ سید ہلال اشرف صاحب بھی اترے ،ہمارا قبر میں اترنا تھا کہ غم والم سے پتھرائے وجود حرکت میں آگئے۔ کچھ لوگ آگے بڑھے اور رب قدیر کی ایک عظیم امانت ہمارے ہاتھوں میں دیدی۔

مجھے اپنی جسمانی ناتوانی کا شدت سے احساس ہوتا رہا ہے مگر اس وقت مجھے حیرت ومسرت کا ایک عجیب سا احساس ہوا جب ایک عظیم وجود پھولوں سا بدن بن کر ہمارے ہاتھوں میں آیا۔ میں چونکہ میں سرہانے کی طرف تھا اس لئے زیادہ ذمہ داریاں میری ہی تھیں پر ہم دونوں نے مل کر انتہائی احتیاط کے ساتھ اپنے فرائض کی تکمیل کی اور حضرت سید ہلال اشرف صاحب قبر سے نکل گئے ابھی میں بھی قبر سے نکلنے کی سوچ ہی رہا تھا کہ اوپر سے آواز آئی کہ حضرت کے چہرۂ مبارک سے ایک بار اور کفن ہٹا دو تا کہ ہم سب ایک بار اور اس جلوۂ جہاں آرا کی زیارت کرلیں ،وہ رخ زیبا ایکبار اور دیکھ لیں جس نے نہ جانے کتنے دلوں کو ایمانی حسن وزیبائی عطا کی تھی۔

میں نے چہرۂ مبارک سے کفن ہٹا دیا میرا کفن ہٹانا تھا کہ دلوں کی بیقراریاں ساری حدود وقیود سے آزاد ہونے لگیں ،سسکتی آنکھوں سے پھر آنسوؤں کے ساون بھادوں برسانے شروع کردیئے۔ اب مجھے بھی ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا میں نے کفن برابر کرنا چاہا ہی تھا کہ اچانک میری نگاہ حضرت کے چہرے پر ابھرتے ہوئے اس نورانی تبسم کی لہروں میں غوطہ زن ہوگئی جو ہمیشہ بیقراروں کا قرار، بے سہاروں کا سہارا اور حضرت کی مخصوص شناخت ہوا کرتی تھی ۔میں ایک کیف سرمدی سے سرشار اس تبسم کی بہاروں میں کھویا کھویا سا کھڑا تھا کہ حضرت کی وصیت کے مطابق کچھ تبرکات اور آثار مجھے دیئے گئے اب حضرت کے چہرے کا تبسم اور گہرا ہو چکا تھا میں نے ان تبرکات کو دیکھا تو مجھے اپنا سارا وجود ایک روحانی کیف سے سرشار محسوس ہوا اور ایسا لگا جیسے میں قبر میں نہیں باغ جنت میں کھڑا ہوں۔ میری انکھوں میں ایمانی مسرت کے آنسو چھلک آئے اور میرے ہونٹ درود شریف کے مبارک الفاظ سے فیضیاب ہونے لگے۔ میں نے بے ساختہ ان تبرکات کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگالیا۔ ان تبرکات میں غلاف کعبہ مشرفہ کا ایک ٹکڑا ،آقائے دو عالم ﷺ کے مزار مبارک کے غلاف شریف کا ایک ٹکڑا اور روضہ اقدس کے فرش کی تھوڑی سی خاک شریف ،خاک شفاء پر مشتمل کئی عظیم تبرکات تھے، کیف سرمدی سے بھرپور اس روحانی ماحول میں تبرکات کی پوری تفصیل میرے ذہن میں محفوظ نہ رہ سکی۔ میں مقدس تبرکات لئے حضرت کے چہرہ مبارک کی طرف متوجہ ہوا ہی تھا کہ مجھ پر حیرتوں کا ایک اور عالم طاری ہوگیا میں نے دیکھا کہ حضرت کے متبسم ہونٹوں پر لرزش ہو رہی ہے میں جلدی سے حضرت کے چہرۂ مبارک کے اور قریب ہوگیا اور اب حضرت اور لوگوں کی مشتاق نگاہوں کے درمیان میرا وجود حائل ہو چکا تھا اور مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے یہاں میرے اور حضرت کے سوا کوئی نہیں خانوادے کے بیشتر

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

افراد کی موجودگی کا احساس جانے کہاں کھو چکا تھا، نور و نکہت سے بھر پور ایک روحانی فضا تھی اور میں تھا اور دیکھ رہا تھا کہ حضرت کی آنکھیں بظاہر بند تھیں اور ہونٹ خاموش تھے مگر میرے محسوسات گواہی دے رہے تھے کہ حضرت کی روشن آنکھیں انتہائی محبت یاس نظروں سے مجھے دیکھ رہی ہیں۔ لب بظاہر خاموش ہیں مگر مجھ سے گویا ہیں اور تبرکات کے سلسلے میں مجھے ہدایات دے رہے ہیں۔ میں نے انھیں روح آشنا ہدایات کے مطابق تبرکات آویزاں کئے تو حضرت مجھے اپنی بے بہا دعاؤں سے نواز رہے ہیں اس روحانی فضا میں میرا سارا وجود التجا بن کر مزید دعاؤں کی درخواست کرتا رہا اور حضرت میری دلجوئی فرماتے رہے، مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے وقت کی نبض رک گئی ہے، ساعتیں سمٹنے لگیں ہیں، جنت کی عطر بیز خوشبو سے ساری فضا معطر ہے، باب رحمت کھلا ہے، بہار خلد رقصاں رقصاں ہے اور بخشش و عطا کی آغوش میں میرا سارا وجود احساس خودی سے بے نیاز ہو کر خدائی عظمتوں کے گن گا رہا ہے۔ حضرت کے خاموش لب گویا ہیں اور اب مجھ سے کچھ ایسے ارشادات فرما رہے ہیں جن کا اظہار نہ ہی میرے لئے ممکن ہے اور نہ ہی مناسب اور نہ ہی اس روحانی کیفیت کو میں بیان کر سکتا ہوں جو ۲۱ رنومبر ۱۹۹۶ء کی اس مبارک شب حضرت شیخ المشائخ سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے ساتھ قبر کی تنہائیوں میں مجھے میسر آئی بس حضرت سیدنا امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد بار بار زبان پر آ جاتا ہے۔

نمی دانم چہ منزل بود شب جائے کہ من بودم
بہر سو رقص بسمل بود شب جائے کہ من بودم

☆☆☆☆☆

منقبت در شانِ سرکارِ کلاں

☆ حاجی انیس الرحمٰن اشرفی ریوڑی تالاب، بنارس

سمنان کے سلطان تری سرکار الگ ہے
ہاں تری عدالت ترا دربار الگ ہے

گل تیرا الگ غنچہ الگ خار الگ ہے
ہر شاخ ترے باغ کی پھلدار الگ ہے

کہتا ہی رہونگا میں یہ سو بار الگ ہے
مرشد تو بہت ہیں مرا مختار الگ ہے

دنیا ہے حسیں سچ ہے مگر میرے لئے بس
اے مرشد کامل ترا دیدار الگ ہے

روشن ہیں ستارے کی طرح سارے مشائخ
ان میں ترا رخ چاند سا ضوبار الگ ہے

پہچان لیا مفتی اعظم کی نظر نے
سرکار کلاں کا مرے معیار الگ ہے

اخلاق سے کردار سے سنت ہی عیاں ہے
اور خوف خدا ان سے نمودار الگ ہے

یہ پر تو مختار ہے خواجہ کا چہیتا
مخدوم کا پیارا مرا اظہار الگ ہے

محمود میاں تم بھی مقدر کے دھنی ہو
اجداد ہیں اعلیٰ ترا گھر بار الگ ہے

اشرف میں جھلک ہے مرے سرکار کلاں کی
سرکارِ کلاں یہ ترا شہکار الگ ہے

کاغذ پہ بہایا ہے لہو میرے قلم نے
مدحت کا ہر اک شعر میرے یار الگ ہے

ہے کب سے انیس آپ کے دیدار کا خواہاں
دنیا سے وہ بیٹھا ہوا بیزار الگ ہے

☆☆☆☆☆

حضرت سرکارکلاں شریعت وطریقت کے آئینہ میں

علامہ مولانا مفتی ایوب نعیمی اشرفی صدر مدرس مفتی جامعہ نعیمہ مرادآباد

مخدوم المشائخ حضرت علامہ شاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ الربانی ولایت کی کسوٹی ایمان وتقویٰ سے مکمل طور پر آراستہ جن کی نگاہ میں ۔آداب شریعت کا ہمیشہ پاس آپکے شب وروز، صبح وشام اس کے مظاہر، سیرت وصورت سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ وحضرات حسنین کریمین اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہم کے جلووں میں ڈوبی ہوئی شخصیت جن کی تنویر سے دنیا مستنیر لاکھوں فرزندان توحید جن کے فیضان سے مستفیض ہوئے، جادۂ شریعت کو لازم پکڑا، اسرار طریقت سے باخبر ہوئے اور جلوہ حقیقت کا مشاہدہ کیا۔خلوت وجلوت میں فرائض وواجبات کا امتثال، نواہی سے اجتناب، سنت مبارکہ کی پابندی جن سے محبوبیت کا مقام حاصل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ. یہ امور آپکی ذات میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ دلوں پر نظر، خطرات قلب سے باخبر جسکا بارہا مشاہدہ دنیا نے کیا۔جامعہ نعیمہ میں جب تشریف فرما ہوتے تو بعد عشا محفل خاص ہوتی جس میں بیشتر خلفاء ومریدین ہوتے اس میں شریعت وطریقت اور حقیقت کے ایسے رموز کا انکشاف فرماتے کہ ہر سننے والے پر رقت وروحانیت طاری ہو جاتی۔ آنے والا کچھ سوچ کر آتا تو اس سے پہلے کہ وہ اظہار کرے ظاہر فرما دیتے ایک بار حضرت قدس سرہ مشائخ چشت کا تذکرہ فرما رہے تھے۔میرے دل میں خیال آیا کاش مجھے بھی اس کی اجازت حاصل ہوتی ۔حضرت نے برجستہ فرمایا کہ میں آپ کو سلسلۂ چشتیہ اشرفیہ کی اجازت وخلافت دیتا ہوں اور ایک عبا عطا فرمایا، ہونے والے واقعات پر نگاہ کی مثال اس طرح سامنے آئی کہ خلاف معمول ایک سال ماہ رمضان کے موقع پر جامعہ ہی میں حضرت کا قیام رہا۔تراویح میں قرآن کریم حافظ قاری راحت حسین صاحب اشرفی مرحوم سے سنا، قاری صاحب ہمیشہ رمضان کے عشرہ اولیٰ میں قرآن پاک جامعہ میں سناتے ۔پڑھنے کا انداز اپنی مثال تھا ۔ ہزاروں کے مجمع میں پیچھے والوں کو یہ شکایت نہیں ہوتی کہ ہم تک آواز نہیں آتی ہے۔اس سال دسویں کی شب میں قرآن پاک ختم کرنے کے بعد طبیعت ناساز ہوئی علالت زیادہ بڑھ گئی ۔تیسرے یا چوتھے دن تلاوت کرتے ہوئے واصل الٰہ ہو گئے۔حضرت نے نماز جنازہ پڑھائی اور شریک دفن ہوئے۔ اس وقت قیام کا راز کھلا۔اولیاء کرام جو باہم بنو العلات ہوتے ہیں اسی اخوت کا منظر بارہا میری آنکھوں نے دیکھا کہ جامعہ کے اجلاس دستار وتقسیم اسناد کے موقع پر حضرت سرکار کلاں اور حضور مفتی اعظم علیہما الرحمۃ والرضوان کی جب باہم ملاقات ہوتی تو ایک دوسرے کے لئے قیام میں سبقت کی کوشش فرماتے اور دونوں میں دست بوسی ہوتی ۔ان کا یہ عمل اہل سنت کے لئے درس ہے کہ ہر ولی کا احترام کریں کسی کی جانب سوء ظن نہ ہو کہ یہ اللہ سے محاربہ ہے قال عز شانہ من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب اور وصال کے موقع پر جب کہ ہر طرف سے مخلوق ٹوٹ پڑی، شہر

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کی سڑکوں، گلیوں میں گزرنا مشکل ہوگیا، لاکھوں، لاکھ کے مجمع میں جب جنازہ اسلامیہ انٹر کالج بریلی میں نماز کے لیے لایا گیا، نماز کی تیاری ہورہی تھی حضرت رحمانی میاں علیہ الرحمۃ نماز پڑھانیوالے تھے کہ پیچھے سے شور مچا آوازیں کانی بلند ہونے لگیں کہ حضرت سرکارکلاں تشریف لارہے ہیں۔ میں نے بھی مڑکر دیکھا تو حضرت تیزی میں تشریف لارہے تھے۔فوراً حضرت رحمانی میاں نے آپ کو جنازہ کے سامنے کردیا اور حضرت سرکارکلاں نے نماز جنازہ پڑھائی۔لوگوں کو حیرت واستعجاب تھا کہ بے شان وگمان نماز کے وقت حضرت کی تشریف آوری کیونکر ہوئی۔ہاتف غیبی نے صدادی کہ یہ غایت اتحاد کا ثمرہ ہے اور واصل اللہ کے دل کی آواز جس کا انتظام غیب سے ہوا۔مولا تعالیٰ دونوں نفوس قدسیہ کے فیضان سے ہم سبھوں کو مستفیض فرمائے آمین۔

علم کا کمال اور حدیث پاک کے رموز کا انکشاف باتوں باتوں میں اس طرح فرماتے کہ حاضرین، علماء وطلبہ دنگ رہ جاتے اور صدائے ترحیب بلند کرتے :

ایک بار درس حدیث کے وقت تشریف لائے۔ درس اس حدیث شریف کا چل رہا تھا کہ آقائے کائنات فخر موجودات علیہ وعلی الہ الاف التحیات بونجار کے ایک باغ میں تشریف فرما تھے دریائے کرم جوش میں آیا۔فرمایا اے ابوہریرہ میرے نعلین لے کر جاؤ اور ہر آنے والے کو جو کلمہ طیبہ کا صدق دل سے یقین رکھتا ہو جنت کی بشارت دو۔ حضرت نے فرمایا کہ تخصیص نعلین کی وجہ؟ سب خاموش تھے۔فرمایا اشارہ ہے کہ جب تک دنیائے عقیدت میں مومن کے سر پر نعلین اقدس کا تصور نہ ہو وہ بشارت سے محروم ہے۔سامعین کا دل باغ باغ ہوگیا۔کبھی عبارت پڑھتے تو معلوم ہوتا کہ کوئی جملہ صرف ونحو کے ضوابط سے خارج نہیں۔جامعہ کے آخری اجلاس میں فرمایا کہ لوگ مجھ سے مل لیں شاید میں اب آنہ سکوں۔ایسا ہی ہوا جامعہ کا یہ آخری سفر تھا۔مرض وصال میں جب علالت زیادہ بڑھی میں اور میرے ہمراہ جناب عبداللہ صاحب اشرفی خازن جامعہ اور مولانا رفیق احمد صاحب حاضر خدمت ہوئے حضرت نے فوراً طلب فرمالیا بظاہر تکلیف کی شدت کے باوجود بات چیت فرماتے رہے جامعہ کے حالات، اراکین ومحبین کی خیریت دریافت فرماتے رہے۔کھانے کے وقت فرمایا کہ آپ سب میرے ساتھ کھانا کھائینگے۔فراغت کے بعد فرمایا کہ آپ لوگ آرام کریں پھر صبح آجائیں۔صبح چائے کے بعد فرمایا کہ ناشتہ یہیں کرینگے۔پرتکلف ناشتہ کا انتظام فرمایا اور اپنے سامنے ناشتے کا حکم دیا اس سے فارغ ہوکر ہم لوگوں نے اجازت چاہی۔فرمایا نہیں کھانا کھاکر جائینگے۔نیازمندوں کے لئے حکم کی بجا آوری کے بغیر چارہ ہی کیا ہوتا ہے۔فرمایا آپ لوگ جامع اشرف جائیں پھر آستانہ قدسیہ پر حاضری دیں اور یہاں آئیں۔ہم نے حکم کی تعمیل کی پھر کھانا سامنے کھلایا۔گھر والوں کی خواہش تھی کہ حضرت کو لکھنؤ علاج کے لئے لے جائیں حضرت منع فرماتے رہے ان مخدومین حضرات نے مجھ سے فرمایا کہ آپ کہیں شاید آپ کی بات نہ ٹھکرائیں۔میں نے عرض کیا کہ حضرت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت اچھے معالج کو دکھانا بھی ہے۔اگر لکھنؤ تشریف لے جائیں تو نیازمندوں کی خواہش پوری ہوگی۔فرمایا تو ٹھیک ہے مگر گھر والے سب ساتھ جائینگے۔حضرت تیار ہوگئے۔ایمبولینس میرے سامنے آئی جب تشریف لے گئے تو ہم سب وہاں سے چلے۔ان واقعات کے تحت یہ راز تھا کہ وصال کا پیغام آچکا ہے اب ضرورت نہیں۔مگر سنت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آئی اور نیازمندوں کی التجا کو ردنہ فرمایا اور ہوا وہی جو آپ پر پہلے ہی عیاں ہو چکا تھا۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اسکنہ اللہ فی الفردوس الا علی و اشاع فیضانہ علی کل الطالب ولو الادنیٰ آمین! مولاعزوجل کاشکر بے پایاں ہے کہ حضرت قدس سرہ العزیز کی جگہ انکے نور نظر شیخ اعظم حضرت علامہ مولانا الحاج شاہ سید محمد اظہار اشرف صاحب مدظلہ کو قائم فرمایا جن کی شکل وصورت سے شان سیادت ٹپکتی ہے، حضرت کے دیدار کے پیاسوں کو انہیں دیکھ کر سیرابی ہوتی ہے۔ جن کے حسن تدبر نے جامع اشرف کو وجود بخشا۔ بعید نہیں کہ آقائے نعم حضور مخدوم شہ سمنان رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کے خواب کی یہ تعبیر ہو جو حضرت شیخ اعظم کے ہاتھ سے ظاہر ہورہی ہے۔ مولا تعالیٰ ان کے فیضان کو تادیر قائم رکھے۔ آمین

بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلیٰ الہ الصلوۃ والتسلیم۔

☆☆☆☆☆

مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف علیہ الرحمہ کی ذات چودھویں صدی کا ایک سنہرا باب ہے جنہیں س دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرن اول کا کوئی وجود ہمارے سامنے جلوہ گر ہے۔ آپ کے حیات وخدمت کوفراموش کرنا دراصل اسلامی تاریخ کے ایک عظیم باب پر پردہ ڈالنا ہے۔ لہذا ادارہ ماہنامہ غوث العالم کی جانب سے اس خلاء کو پر کرنے کے لئے 'سرکار کلاں نمبر' کی اشاعت ایک عظیم کارنامہ ہے۔

حاجی مصطفیٰ اشرفی

چیف ٹرسٹی، مسجد اشرفی الجیلانی، اشرفی نگر مالیگاؤں (مہاراشٹر)

سرکار کلاں نمبر کی اشاعت پر ماہنامہ "غوث العالم" کے تمام معاونین کو مبارک باد

☆ جاوید عالم پردھان، مادھوسنگھ، قالین آباد، اورائی، بھدوہی (یوپی)

☆ شیخ شفیق شمسی سجادہ نشین آستانہ نوریہ احمدیہ نورباغ، قالین آباد، اورائی، بھدوہی

☆ محمد محفوظ قالین آبادی ☆ فیروز عالم غریبی خانقاہ بادل شاہ، پچھم محلہ، قالین آباد

☆ رضائے مصطفیٰ کمیٹی، دکھن محلہ قالین آباد ☆ اشرف اکیڈمی، محلہ حاجی اسحاق نگر، قالین آباد

☆ حسینی کمیٹی دکھن محلہ قالین آباد ☆ انجمن اہل سنت واحد نگر قالین آباد

☆ باران رحمت کمیٹی قالین آباد ☆ سراج کارپیٹ قالین آباد۔ وجملہ نوجوانان قالین آباد

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت سرکار کلاں ایک درویش کامل

حضرت مولانا قمرالدین اشرفی شیخ الحدیث دارالعلوم منظرحق ٹانڈہ امبیڈکرنگر (یوپی)

نوردیدۂ خواجگان سرگروہ عارفان سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان فقرودرویشی کے مجسم نمونہ تھے حقیقت وفضیلت فقرودرویشی کیا ہے؟ اوراسلام میں فقراء اسلام کا مقام کیا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں :

ارشاد ربانی ہے **للفقراء الذین اُحصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضرباً فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف** . ان فقیروں کے لئے جوراہ خدامیں روکے گئے ہیں زمین میں سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے نادان لوگ ان کوطمع نہ کرنے کے سبب مالدار سمجھتے ہیں۔ مذکورہ آیت کریمہ سے جہاں فقراء کی بزرگی معلوم ہوئی یہ بھی معلوم ہوا کہ فقیروہ ہے جودنیامیں کسی سے کوئی طمع نہ رکھے اور خدا کے سوا کسی کا محتاج نہ ہودوسرے مقام پر یوں ارشاد ہے "**تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفا وطمعا**" ان کی کروٹیں خوابگاہوں سے جدارہتی ہیں اوراپنے رب کوپکارتے ہیں ڈرتے ہوئے اورامید کرتے ہوئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فقروتوکل کوپسند فرمایاچنانچہ ارشادفرمایا "**اللھم احیینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین**" خداوندا! مجھے مسکینی کی زندگی عطافرمااور مسکینی میں موت دے اور مسکینوں کے زمرہ میں اٹھا۔ نیز سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشادفرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشادفرمائے گا" **ادنوا منی احبائی فیقول الملئکۃ من احباء ک فیقول اللہ فقراء المساکین**" قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشادفرمائے گامیرے محبوبوں کومیرے قریب لاؤ فرشتے عرض کریں گے یااللہ تیرے محبوب کون لوگ ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گاوہ مسکین فقراء ہیں۔ ان کے علاوہ دوسری بہت سی آیات کریمہ اوراحادیث طیبہ ہیں جودرج کی جاسکتی ہیں جن سے فقراء کی عظمت وجلالت ظاہر ہوتی ہے مگر طوالت کے خوف سے اسی پر اکتفا کیا گیا کہ ایک مومن کے لئے یہی دلائل کافی ہیں۔

فقیر کے اوصاف وخصائص :

دیکھئے فقیر اسم ذات نہیں بلکہ اسم صفت ہے کہ جس میں یہ اوصاف پائے جائیں وہ فقیر ہے خواہ وہ آپ کوکسی حال میں نظر آئے اور جس میں یہ اوصاف نہ پائے جائیں وہ فقیر نہیں خواہ اس کا ظاہر کتنا ہی نظر فریب، جاذب توجہ اور مقدس کیوں نہ نظر آئے ایک بزرگ یوں فرماتے ہیں "**لیس الفقیر من خلا من الزاد انما الفقیر من خلا من المراد**" فقیر وہ نہیں جس کا ہاتھ متاع وزاد سے خالی ہوبلکہ فقیروہ ہے جس کی طبیعت مراد سے خالی ہو۔ حضرت یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "**علامۃ الفقر خوف الفقر**" صحت فقر کی علامت خوف فقر ہے یعنی فقیروہ ہے کہ کمال ولایت وقیام مشاہدہ وفناء صفت سے ڈرتا رہے اوراس کمال کے زوال کا ہروقت کھٹکا ہے۔

امام ابوالحسن نوری فرماتے ہیں "**نعت الفقیر السکوت عند العدم والبذل عند الوجود**" فقیر کی صفت یہ ہے کہ اگر کچھ نہ پائے توخاموش رہے اوراگر کچھ پالے تودوسروں پرخرچ کردے۔ حضرت شبلی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فقیروہ ہے جواللہ کے سوا کسی

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

چیز میں راحت نہ پائے دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا:

"الفقر بحر البلاء وبلاؤہ کلہ عز" فقر ابتلا کا سمندر ہے اور اس کی تمام بلائیں عزت ہیں۔

اسلامی فقر اور فقراء اسلام سے تعلق ان تمہیدی کلمات سے یہ بات تو واضح ہوگئی کہ وہ حضرات جو واقعی صفت فقر سے متصف ہوتے ہیں وہ تمام اخلاق ذمیمہ سے پاک ہوکر احسان، اخلاص، تواضع، سخاوت، ایثار ومروت، صبر ورضا، تسلیم، تفویض، بے تعصبی، خوف ورجا، ایفائے عہد، زہد وقناعت، حیا وعفت، صلہ رحمی وغیرہ اخلاق حسنہ کا گنجینہ بن جاتے ہیں اب سرکار کلاں علیہ الرحمہ والرضوان کی مقدس زندگی کے چند گوشے ملاحظہ فرمائیں :

صلہ رحمی:

یعنی خویش واقرباء کے حقوق کی رعایت اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے میں آپ ایک ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

بدی کا بدلہ نیکی:

ہاں یہ خوبی کی بات نہیں کہ کوئی آپ کے ساتھ نیکی کرے تو آپ اس کا بدلہ نیکی سے دیں خوبی اور کمال تو یہ ہے کہ بدی کے مقابلہ میں نیکی کریں سرکار کلاں فرماتے تھے کہ اگر تمہارے راستہ میں کوئی کانٹا بچھائے اور تم بھی اس کی راہ میں کانٹے بچھاؤ تو پھر تو ساری راہ کانٹوں سے بھر جائے گی۔ آپ نے ہمیشہ اپنے ساتھ زیادتی کرنے والوں پر احسان فرمایا اس کی بہت سی نظیریں آپ کی زندگی میں موجود ہیں۔

مہمان نوازی:

مہمان نوازی تو سادات کرام کا طرۂ امتیاز ہے اور سرکار کلاں اس صفت میں سب سے ممتاز نظر آتے ہیں مہمانوں کے لئے اہتمام آپ خود بہ نفس نفیس کرتے تھے آپ کو اس کام کا بڑا شوق تھا آپ کا خوان کرم کبھی مسافروں اور مہمانوں سے خالی نہیں رہتا تھا مختلف قوم وقبیلہ کے لوگ آپ کے فیض عام سے فیضیاب ہوتے رہے آپ امراء واغنیاء کے مقابلے فقراء ومساکین کی عزت زیادہ کرتے تھے۔

پردہ پوشی:

آپ کی نمایاں صفت پردہ پوشی تھی آپ جب کسی کے ظاہر عیوب کو دیکھتے یا کسی کے باطنی عیب پر مطلع ہوتے تو انکی پردہ پوشی کرتے ہوئے نصیحت فرماتے اور ایسے محبت بھرے انداز اور خوشگوار لہجے میں اس کو سمجھاتے جس کی وجہ سے نصیحت قبول کرنے میں کشش پیدا ہوجاتی اگر تنہائی میں کسی خطا کار کو سمجھاتے تو اس کی خطاء کو ظاہر کئے بغیر عام الفاظ میں اس کو نصیحت فرماتے اس طرز نصیحت کا اثر یہ ہوتا کہ اس کا دل متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔

آپ کی توجہ :

سرکار کلاں کی خدمت میں حاضری ایک دینی درسگاہ میں حاضری کے برابر تھی آپ کے دربار میں حاضری دینے والے آپ کے عملی نمونوں اور آپ کی پند وموعظت سے متاثر ہوجاتے تھے حاضری دینے والوں کا بیان ہے کہ آپ کے دربار میں حضوری کا یہ اثر ہوتا کہ دلوں کو سکون اور روح کو آرام حاصل ہوجاتا گناہوں سے نفرت اور طاعت کی طرف رغبت ہونے لگتی آپ کی توجہ جن پر ہوجاتی ان کی باطنی صفائی ہوجاتی، پارسائی اور نفس کی پاکیزگی حاصل ہوتی، رضا وتسلیم صبر وشکر توکل وقناعت ذکر وفکر کی طرف رغبت پیدا ہوتی۔ محاسن صوری ومعنوی میں اضافہ ہوجاتا، آپ کے سرچشمہ توجہ سے تطہیر قلوب اور روحانی بالیدگی پیدا ہوتی۔ کیا ان چند اوصاف سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ واقعی سرکار کلاں علیہ الرحمہ والرضوان کس قدر فقر ودرویشی کے تاجدار تھے۔

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت سرکارکلاں ایک ولی کامل

خلیفہ حضور سرکارکلاں حضرت علامہ ومولانا مفتی زین الدین اشرفی سابق شیخ الحدیث ''جامع اشرف'' درگاہ کچھوچھہ شریف

نحمده ونصلی علی حبیبه الکریم اما بعد:

حضور سیدنا مخدوم المشائخ حضرت علامہ ومولانا ومفتی الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی المعروف بہ سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ ایک بہت بڑے عالم وصاحب کشف وکرامات اور شریعت مطہرہ کے اصول وفروع پر حاوی صاحب تصرفاتِ کثیرہ تھے۔ اپنے سے بڑوں کے مؤدب اور چھوٹوں پر شفیق ومہربان تھے۔ علمائے کرام کے کسی الجھے ہوئے مسئلہ کو منٹوں میں حل فرمادیتے۔ آپ ولی کامل اور مرشد برحق تھے۔

اس سے قبل کہ سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کے ولی کامل اور آپ کے مرشد کامل ہونے پر کچھ لکھا جائے ولی کی تعریف اور اس کی خصوصیات کو بیان کردینا مناسب ہوگا۔

اللہ پاک فرماتا ہے:

''الاان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون''

ہوشیار ہوجاؤ! بے شک اللہ کے ولیوں کو نہ تو (ماضی) کا کوئی خوف ہے اور نہ (آئندہ) انھیں کوئی غم ہوگا۔

علامہ قشیری ولی کی تعریف میں اپنے استاذ کا قول نقل کرتے ہیں:

''قال الاستاذ الولی له المعنیان احدهما فعیل بمعنی مفعول وهو من یتولی الله سبحانه امرهٗ قال الله تعالیٰ وهو یتولیٰ الصالحین'' (رسالہ قشیریہ)

ولی کے دومعنی ہیں: ایک تو یہ کہ ولی اسم مفعول کے معنی میں ہے اس صورت میں ولی وہ شخص ہے جو اپنے تمام امور کو اللہ کے حوالے کردے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وهو یتولی الصالحین''

دوسرا معنی یہ ہے کہ ولی فعیل کے وزن پر اسم مبالغہ ہے اس تقدیر پر ولی وہ شخص ہے جو اللہ ہی کی اطاعت وبندگی سے محبت کرے ہمیشہ اللہ کی عبادت وریاضت میں لگا رہے اور اس کے درمیان اس سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو جیسا کہ امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت اس بات پر دال ہے ''فعباد قد تجری علی التوالی من غیر ان یتخللها عصیان'' آگے چل کر امام قشیری لکھتے ہیں ''وکلا الوصفین واجب حتی یکون الولی ولیاً یجب قیامه بحقوق الله تعالیٰ علی الاستقصاء والاساء ودوام حفظ الله تعالیٰ ایاه فی السراء والضراء''

یعنی یہ دونوں خوبیاں جو بیان کی گئی ہیں ان کا ایک ولی کے اندر ہونا ضروری ہے تب جاکر وہ ولی کہلانے کا حقدار ہوگا پھر یہ کہ ان کے لئے پورے طور پر حقوق اللہ کو بجالانا واجب وضروری ہے نیز یہ کہ وہ ہر خوشی، ہر غم، ہر آرام اور ہر تکلیف میں اللہ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔ اس لئے حدیث قدسی میں آیا ہے: من اذیٰ لی ولیاً فقد استحل محاربتی

جس نے میرے ولی کو تکلیف دی گویا اس نے میرے ساتھ جنگ کو حلال سمجھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کی بارگاہوں میں باادب رہنا ضروری ہے۔

امام قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

''ومن شرط الولی ان یکون محفوظاً کماان من

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

النبی ان یکون معصوماً فکل من کان علیہ للشرع اعتراض فھو مغرور ومخدوعٌ"

ولی کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ وہ خود کو ہرطرح کے صغائر و کبائر سے محفوظ رکھے جس طرح ایک نبی ہرطرح کی خطاؤں سے معصوم ہوتا ہے تو ہر وہ شخص جس پر شرعی حیثیت سے اعتراض ہو یعنی وہ خلاف شرع کوئی کام کرتا ہو تو ایسا شخص مغرور ومخدوع ہے۔حضرت ابویزید بسطامی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ایک شخص کے بارے میں سنا کہ وہ ولی ہے تو آپ بغرض ملاقات اسکے پاس تشریف لے گئے اتفاق سے وہ مسجد میں ہوتا ہے تو آپ اس کے انتظار میں ٹھہر جاتے ہیں اس دوران آپ نے دیکھا کہ اس شخص نے مسجد میں اپنی رینٹھ ڈال دی تو حضرت ابویزید بسطامی علیہ الرحمہ اسی وقت لوٹ گئے اور آپ نے اسے سلام بھی نہ کیا اور فرمایا"وھذا رجل غیر مامون علی ادب من آداب الشریعۃ فکیف یکون امیناً علی اسرار الحق"

جب یہ شخص آداب شریعت کو بجالانے والا نہیں ہے تو پھر وہ حق تعالیٰ کے اسرار ورموز کا کیوں کر امین ہوسکتا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ولی کے ہر کام کا شریعت کے مطابق ہونا ضروری ہے ورنہ تو وہ ولی نہیں ہے۔

انسان کے تین زمانے ہوتے ہیں (۱) بچپن (۲) جوانی (۳) بڑھاپا ولی کے لئے ضروری ہے کہ تینوں زمانے میں حقوق الٰہی کے ادا کرنے میں وہ مصروف رہے۔

ولایت کی شرطیں اور اس کی خوبیاں جو اوپر مذکور ہوئیں انہیں ذہن میں رکھیں اور حضور سیدنا سرکارکلاں مرشد برحق کی زندگی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ حضرت کی پوری زندگی،آپ کا بچپن،آپ کی جوانی اور آپ کی اخیر عمر مبارک اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت اور خلق اللہ کی رشد وہدایت میں مصروف تھی۔چونکہ ولی حضور اقدس ﷺ کے نائب وخلیفہ ہوتے ہیں اس لئے وہ دنیا ومافیہا کو ایسا ملاحظہ فرماتے ہیں جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر کوئی چیز رکھی ہو جیسا کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:" ان اللہ رفع لی الدنیا وانا انظر الیھا والی ماھو کائن الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم"

اللہ پاک نے اپنی شان رحمت سے آنحضور ﷺ کے وسیلے سے سرکارکلاں علیہ الرحمہ کو بھی یہ خوبی عطا فرمائی چنانچہ ایک بار کا واقعہ ہے کہ حضرت مرشد برحق آکولہ تشریف لے گئے آپ کی ملاقات اور آپ کی قدم بوسی کے لئے حضرت مولانا محمد عبدالرشید اشرفی شہزادۂ حضور پیر عبدالغفور سرکار برہان پور اپنے ساتھ برہان پور سے کسی کو لے کر اکولہ روانہ ہوئے وہاں آکولہ میں چائے نوشی کے بعد فرمانے لگے دیکھو بھئی !مہمان آرہے ہیں ان کے لئے چائے وغیرہ کا انتظام ٹھیک رکھو۔یہ جملہ حضرت بار بار دہرانے لگے اتنے میں کچھ ہی دیر کے بعد یہ لوگ حاضر ہوگئے۔آپ نے فرمایا آئیے مولانا! میں کب سے آپ کا انتظار کررہا تھا۔سبحان اللہ یہ شان ہے اللہ کے ولی کی کہ حجابات اٹھالئے جاتے ہیں اور یہ حضرات سب کچھ ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں

(بیان کردہ مولانا عبدالرشید صاحب علیہ الرحمہ)

اسی سلسلے کا ایک دوسرا واقعہ میری خلافت کا ہے کہ جب میں مالیگاؤں میں تدریسی خدمت انجام دے رہا تھا تو ان میں کچھ ہوش مند لڑکیاں بھی مجھ سے تعلیم حاصل کرتی تھیں جن میں بعض لڑکیاں اپنے والدین سمیت مجھ سے مرید ہونے پر بضد ہوگئیں۔میں نے کہا کہ میں اس قابل نہیں کہ مرید کروں اگر آپ لوگوں کو منظور ہو تو میں اپنے پیرومرشد حضور سیدنا سرکارکلاں کے نام مرید کرلوں اور جب حضرت تشریف لائیں تو میں آپ سب کو حضرت کی خدمت میں پیش کردوں۔حضرت آپ سب کو سلسلہ اشرفیہ میں داخل بھی فرمالیں گے اور شجرہ بھی دے دیں گے۔وہ

لوگ رضامند ہوگئے چنانچہ جب حضرت خانقاہ اشرفیہ خوش آمد پورہ تشریف لائے تو میں نے ان سب کو آپ کی خدمت مبارکہ میں پیش کر دیا۔ حضرت نے مرید فرما کر سب کو شجرہ مبارکہ عنایت کیا اور یہ فرمایا ''ہاں ہاں میں تو انتظار ہی کر رہا تھا لو تم بھی خلافت نامہ لے لو'' چنانچہ حضرت نے مجھے خلافت نامہ عنایت فرمایا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ یہ حضرت کا کشف ہی تو تھا۔

سچ کہا ہے کسی نے۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

یہ بھی آپ کے صاحب کشف ہونے کی دلیل ہے کہ بمبئی کے آخری سفر میں آپ نے بار بار مریدوں اور دوسرے لوگوں سے فرمایا: '' یہ میرا آخری سفر ہے اب دوبارہ ادھر کا سفر نہیں ہوگا'' اور غالبًا یہ بھی فرمایا کہ اب میں آخری سفر کی تیاری میں لگ گیا ہوں۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا آپ ممبئی کے سفر سے واپس تشریف لائے اور اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا کے مزار پاک پر چلہ کش ہونے کا ارادہ فرمایا اور درگاہ شریف میں حاضر ہوگئے۔ اپنے معمولات اور اوراد و وظائف کی ادائیگی میں کوئی کمی رہ جانے کے اندیشے میں اپنے ساتھ شہزادہ عالی وقار حضرت مولانا سید محمد انوار اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی کو لیکر آئے تا کہ آنے والے مہمان کے کھانے پینے کے بارے میں بے فکری رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری بہو میرا مزاج پہچانتی ہے میرے مزاج کے مطابق وقت پر کھانا حاضر کر دیتی ہے تقریبًا آج دس سال سے میری خدمت کر رہی ہے مگر میری خدمت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ الغرض آپ ایک ہفتہ چلے کے ارادے سے وہیں مزار پاک کے کمرہ میں چلہ کش ہوگئے۔ ہر دن پانچ پانچ پارے قرآن شریف کے اپنی والدہ ماجدہ کو سنانے لگے۔ اس طرح کہ ترجمہ پر بھی بھرپور دھیان رہتا اور تفسیر پر بھی نظر رہتی تھی۔ بہت ہی استغراق کے عالم میں سناتے اور بار بار فرماتے ''میں قرآن شریف پانچ پانچ پارے اماں کو سناتا ہوں میری اماں سنتی ہیں بھئی سنتی ہیں نا اس لئے میں سناتا ہوں''۔ سبحان اللہ! سبحان اللہ! کتنا ایقان اور وجدان تھا ،ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کی والدہ بیٹھی ہیں اور آپ انہیں قرآن سنا رہے ہیں۔

ایک دن حاضری کے بعد قیام گاہ پر تشریف لائے اور فرمانے لگے۔ ''آج صبح ایک پارہ تلاوت کرنے کے بعد سینے میں سخت تکلیف شروع ہوگئی تو میں وہیں والدہ کی مزار کے پاس مصلی بچھا کر لیٹ گیا اور گزارش کی کہ میں آپ کی بارگاہ میں پورا قرآن سنانے آیا ہوں اگر میرا یہی حال رہا تو میں کیسے سنا سکوں گا؟ آپ کی نظر کرم ساتھ رہے تا کہ پوری صحت کے ساتھ مکمل قرآن پاک کی تلاوت کرسکوں۔ بحمدہ تعالیٰ اسی وقت ساری تکلیف ختم ہوگئی اور طبیعت میں نشاط پیدا ہوگیا۔ پھر ڈھائی پارے تلاوت کی۔ سبحان اللہ! زندگی میں بھی والدہ ماجدہ سے فیوض و برکات پاتے رہے اور بعد وصال بھی۔

آپ کی دائمی آرامگاہ

گلِ گلزار اشرفیت رہبر شریعت وطریقت مقتدائے اہلسنت شیخ اعظم سیدنا مولانا مفتی الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں دامت برکاتہم القدسیہ نے ایک بار عرض کیا: حضور! اگر آپ کی اجازت ہو تو مسجد جامع اشرف اور آفس کے درمیان مزار پاک کی تعمیر کر دی جائے جہاں صبح و شام طلبہ تلاوت کرتے رہیں گے تو آپ کی بارگاہ میں ایصال ثواب بھی ہوتا رہے گا اور وہ آپ سے فیوض و برکات بھی حاصل کرتے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

رہیں گے تو آپ نے فرمایا: "نہیں بھئی! میں نے تو اپنی امی جان سے تحریری طور پر منظوری لے لی ہے میں اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو میں ہی رہوں گا" چنانچہ ویسا ہی ہوا۔

ایک ولی کامل و مرشد برحق کے لئے جن اوصاف وشرائط کا ہونا ضروری ہے وہ تمام اوصاف وشرائط آپ میں بدرجہ اُتم موجود تھے اور وہ تمام اوصاف رذیلہ جن سے ولی کا پاک ہونا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سب سے پاک وصاف ہی رکھا اس لئے آپ کی رفتار و گفتار اور آپ کے قول وفعل سے مخلوق خدا کو رشد و ہدایت کا درس ہی ملتا رہا (رضی اللہ عنہ)

یہ بھی آپ کی کھلی کرامت ہی میں سے ہے کہ وصال مبارک سے پہلے ہی آپ نے اپنی وفات کی خبر دیدی اور فرمایا کہ "دنیا مسافر خانہ ہے آج میرے لئے مقام مسرت ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اپنے آقا رسول اکرم ﷺ کے کرم سے دائمی زندگی نصیب ہوئی سبحان اللہ! یہ بھی آپ کے ولی کامل ہونے کی دلیل ہے کہ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے اپنی تجہیز وتکفین وغیرہ کا پورا پورا انتظام کر کے رکھا۔ یہاں تک کہ کفن کی سلائی کے لئے سوئی اور دھاگہ کا بھی انتظام کر کے اپنے شہزادوں کو ان کی نشاندہی کردی۔ اللہ اللہ کیا شان خودداری تھی کہ اپنی تجہیز وتکفین کا مکمل انتظام خود ہی کیا۔ اور ایصال ثواب کے لئے حافظوں کے نذرانے کا بھی پورا پورا انتظام فرمایا۔

آخر کار حسب قانون الٰہی ۹ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ کو آسمان ولایت کا یہ مہر تاباں ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

حضور سیدنا سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے جہاں جامع اشرف کے جملہ اساتذہ کرام کو کچھ نہ کچھ تبرک عطا فرمایا وہیں مجھ ناچیز کو بھی حضرت نے نوازا۔

حضور سیدنا انوار اشرف اشرفی جیلانی کے ذریعہ کپڑے کا جوڑا، عربی رومال اور عربی جیب گھڑی عطا فرمائی۔ کپڑے تو اپنے اور اپنی زوجہ کے لئے بطور کفن میں نے محفوظ کر رکھا ہے اور رومال بھی تبرکاً میں نے حفاظت سے رکھ لیا ہے۔ گھڑی عطا فرما کر حضور نے ہمیں یہ اشارہ دیا کہ اپنے وقت کی قدر کرو، عبادت الٰہی میں مصروف رہو کیونکہ "گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں"۔

خیرے کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر
زاں پیش ترکہ بانگ برآید کہ فلاں نماند

اور حضور سیدنا مخدوم الملت محدث اعظم ہند نے فرمایا ہے۔

بنازم گرتو برفرقم نشینی
کہ بہر اشرفیاں ناز نینی
جناب سید مختار اشرف
بنازد بر تو سجادہ نشینی

التجاء:۔ حضور کی بارگاہ میں گزارش ہے کہ اپنی کم علمی پر شرمندہ ہوں کہ جیسا لکھنا چاہئے تھا میں نہ لکھ سکا اور جو بھی لکھا اگر اس میں کہیں پر کسی طرح کی کچھ بھی لغزش ہوئی ہو تو اسے معاف فرمائیں اور اسے قبول فرمائیں۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

☆☆☆☆☆

مخدوم المشائخ کی شخصیت احادیث کریمہ کی روشنی میں

علامہ مفتی رضاءالحق اشرفی راج محلی (شیخ الحدیث وصدر مفتی جامع اشرف کچھوچھہ شریف)

کسی مرید کا اپنے شیخ کے محاسن وکمالات کو ذکر کرنا عام طور پر حسن عقیدت اور محبت کا غلو تصور کیا جاتا ہے۔ یہ خیال بالکل بے جا بھی نہیں، کیونکہ عقیدت ومحبت کے غلو نے ایسے ایسے جلوے دکھائے ہیں جنہیں دیکھ کر نگاہیں حیرت زدہ اور عقل سلیم انگشت بدنداں ہیں۔ اب تو کسی شخصیت کے تعلق سے کوئی تحریر پڑھ کر اس کے مثالی شخصیت ہونے پر کوئی رائے قائم کرنے سے پہلے یہ سوچنا ضروری ہوگیا ہے کہ اس کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ حقیقت پر مبنی بھی ہے یا محض عقیدت ہی عقیدت ہے؟

جب سے ''شخصیت نگاری'' میں ملمع کاری کا سلسلہ چل پڑا ہے اس کی حقیقی صورت مشکوک ہوکر رہ گئی ہے۔ لیکن حق وصداقت کا نام ونشان اگر تاریخ کے صفحات سے نہ مٹ گیا ہوتو مجھے اس تاریخی صداقت کو بیان کرنے میں ذرا بھی تردد نہیں کہ مخدوم المشائخ مولانا الحاج الشاہ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی (سجادہ نشین آستانہ مخدوم اشرف کچھوچھہ شریف ،معروف بہ سرکار کلاں علیہ الرحمہ) کی ذات اسلاف کے کردار وعمل کا نمونہ اور سنت رسول کی عملی تفسیر تھی۔ میں اپنے اس مختصر مضمون میں آپ کی شخصیت کے مختلف گوشوں کو احادیث کریمہ کی روشنی میں پیش کرنے جارہا ہوں۔

راقم الحروف کو چھ سال تک مخدوم المشائخ کی مختلف علمی اور روحانی مجلسوں سے استفادہ کا اور آپ کے اقوال وافعال کو دور ونزدیک سے سننے اور دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کا ہر قول پر حکمت ہر جملہ نپا تلا ،ہر نصیحت دل کی گہرائیوں میں اتر جانے والی ،ہر عمل شریعت کے موافق اور ہر ادا سنت مصطفیٰ کے مطابق ہوا کرتی تھی۔

رسول اکرم ﷺ نے دین کے احکام میں سب سے زیادہ ''نماز'' کی ادائیگی اور اس کی حفاظت کا تاکیدی حکم دیا ہے اور آپ ﷺ نے خود بھی اپنی حیات کے آخری لمحات تک اس کی پابندی فرمائی ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ اپنے مرض وفات کے موقع پر جب کہ آپ پر انتہائی ضعف ونقاہت طاری ہوچکی تھی اور خود سے چل کر مسجد نہیں جاسکتے تھے تو اپنے دو صحابیوں کے سہارے سے مسجد میں حاضر ہوکر آپ نے نماز ادا فرمائی تھی اور اپنے اس عمل سے امت کو یہ سبق دیا تھا کہ مرتے دم تک ایک مومن پر حتی المقدور نماز باجماعت کی پابندی لازمی ہے۔

آپ ﷺ کے اس عمل کی روشنی میں جب مخدوم المشائخ کی زندگی کے آخری لمحات کو دیکھا جاتا ہے تو اس میں بھی ہمیں اتباع رسول کی تصویر نظر آتی ہے — آپ کے ایام مرض میں جبکہ آپ کے اندر خود سے کھڑے ہونے کی سکت نہیں تھی اور گھٹنوں میں شدید تکلیف تھی ،جب بھی نماز کا وقت آتا تھا تو آپ اپنے خادم سے فرماتے کہ ''مجھے کھڑا کرو نماز پڑھنی ہے'' اگر کبھی خادم یہ کہتا کہ ''حضرت آپ تو معذور ہیں بیٹھ کر ہی نماز ادا کرلیں''

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

تو آپ کے چہرے پر ناراضگی کا اثر ظاہر ہو جاتا تھا اور خادم سے فرماتے ''جو میں کہہ رہا ہوں کرو۔ مجھے مسئلہ نہ بتاؤ'' خادم آپ کو سہارے سے کھڑا کر دیتا اور آپ پورے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا فرماتے جیسے جسم میں کوئی تکلیف ہی نہ ہو۔۔۔۔

حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہے کہ رسول اکرم رحمت عالم ﷺ ہمیشہ باوضو رہا کرتے تھے اور خدا کے ذکر میں مشغول رہا کرتے تھے۔۔۔۔ اس لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو مخدوم المشائخ کی ذات سنت رسول کی چلتی پھرتی تصویر تھی۔ جن لوگوں نے مخدوم المشائخ کی صحبتیں اٹھائی ہیں، آپ کے احوال کا مشاہدہ کیا ہے اور جن کو آپ کی مجلسوں میں بیٹھنے کا موقع ملا ہے اگر انہوں نے انصاف وحق پسندی کے ساتھ آپ کی نشست وبرخاست کا جائزہ لیا ہوگا تو انہیں یہ کہنا ہوگا کہ مخدوم المشائخ سفر وحضر میں باوضو رہا کرتے تھے اور ذکر وفکر میں مصروف رہا کرتے تھے۔

عام طور پر لوگ، جب اذان ہوتی ہے تو نماز کے لئے وضو کرتے ہیں لیکن مخدوم المشائخ کا یہ معمول تھا کہ اذان ہونے سے پہلے ہی باوضو ہو کر نماز واذان کا انتظار کرتے تھے۔ اس سے سنت رسول کی پیروی بھی ہوتی تھی اور اس حدیث شریف پر بھی عمل ہوتا تھا جس میں باوضو ہو کر نماز کے انتظار میں بیٹھے رہنے کی فضیلت کا بیان ہوا ہے کہ جو آدمی باوضو ہو کر نماز کے انتظار میں رہتا ہے تو جب تک نماز کے انتظار میں رہتا ہے اس کو نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ گویا وہ شخص اتنی دیر تک نماز ہی کی حالت میں ہوتا ہے۔۔۔۔

مزید یہ کہ مخدوم المشائخ اپنے اس عمل کے ذریعہ دوسروں کو بھی یہ نصیحت دینا چاہتے تھے کہ ایک مومن کو نماز کے لیے وقت نماز سے پہلے ہی مکمل تیار رہنا چاہئے۔ اس سے جہاں باوضو رہنے کا ثواب ملے گا وہیں نماز کے انتظار میں رہنے کی وجہ سے اس کو نماز کا بھی ثواب ملتا رہے گا۔ اس طرح ایک مومن بندہ کا سارا وقت گویا عبادت الٰہی میں گزرے گا۔۔۔۔

ایک بار حضرت نے اپنے مخصوص انداز میں مجھے بھی اس بات پر بہت بلیغ تنبیہ فرمائی تھی۔۔۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب میں نیا نیا فارغ ہو کر جامع اشرف میں تدریسی خدمات انجام دے رہا تھا۔ ایک بار حضرت کی نشست گاہ میں آپ کی مخصوص علمی مجلس میں، میں بھی حاضر تھا۔ حضرت حاضرین مجلس کو اپنی علمی وعرفانی باتوں سے مستفید فرما رہے تھے۔ آپ کی مجلس کا روحانی اثر اور آپ کے مواعظ حسنہ کی چاشنی ہی کچھ ایسی تھی کہ مجلس میں بیٹھے بیٹھے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت کیسے گزر گیا مجھے اس کا احساس تک نہ ہوا۔ حضرت اپنی عادت کریمہ کے مطابق دوران گفتگو بار بار اپنی گھڑی دیکھتے اور یہ فرماتے رہے کہ ''نماز مغرب کا وقت ہونے والا ہے اذان کو اب اتنے منٹ باقی رہ گئے ہیں'' اس سے آپ کا مقصد غالباً یہ ہوتا تھا کہ اگر حاضرین مجلس میں کوئی شخص باوضو نہ ہو تو وہ اذان ہونے سے پہلے پہلے اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر باوضو ہو کر نماز باجماعت کے لئے تیار ہو جائے۔ عادت کے مطابق اذان مغرب سے کچھ دیر قبل حضرت نے اپنی مجلس برخاست فرمائی اور حاضرین کے ساتھ سیدھے ''مختار المساجد'' پہنچے۔ یہاں پہنچ کر حضرت نے مجھ سے فرمایا ''اذان دو'' میں باوضو نہیں تھا اس لئے عذر پیش کرتے ہوئے وضو خانے کی طرف بڑھنے لگا تو حضرت نے اپنے مخصوص انداز میں ارشاد فرمایا ''جاؤ وضو کرو نا کیا جماعت ہو جائے گی تب وضو کرو گے؟'' نصیحت کے چند کلمات کے ذریعہ مرشد برحق نے وضو، نماز اور وقت نماز کی اہمیت اور فضیلت کا گویا ایسا سبق پڑھا دیا جس کو برسوں درسگاہوں میں

پڑھنے کے باوجود عام طور پر طالبان علوم اپنے قلب کی گہرائیوں میں نہیں اتار پاتے۔

صحیح بخاری شریف میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ سات آدمی ایسے ہیں جو قیامت کے دن اللہ کے سایۂ رحمت میں ہوں گے۔ جس دن اللہ کی رحمت کے سایہ کے سوا کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ سات آدمیوں میں سے ایک آدمی وہ ہے جو اپنے رب کی عبادت کرتے ہوئے جوان ہوا ہو اور ایک آدمی وہ ہے جس نے اس طرح چھپا کر صدقہ وخیرات کیا ہو کہ اس کے داہنے ہاتھ نے جو دیا ہو اس کے بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ یعنی اس کے قریب سے قریب تر آدمی کو بھی اس کی خبر نہ ہو۔ اور ایک آدمی وہ ہے جس کا دل ہمیشہ مسجد میں لگا رہتا ہو— مخدوم المشائخ کے بچپن اور ان کی جوانی کے دور کو دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آپ کا بچپن عام بچوں کے بچپن کی طرح کھیل کود اور لہو ولعب میں نہیں گزرا ہے بلکہ اللہ کی عبادت کرتے کرتے آپ نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا اور آپ کی پوری جوانی عبادت کرتے ہوئے گزری ہے۔ سن شعور کو پہنچتے ہی آپ اپنے جد کریم قطب ربانی شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مسجد جایا کرتے اور ساتھ ساتھ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ عبادت کی حالت میں آپ جوان ہوئے اور اسی حالت میں آپ کی جوانی صاف ستھری اور بے داغ گزری اور بڑھاپا بھی عبادت میں گزرا۔

آپ کے وصال کے بعد بہت سے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ آج ہم یتیم ہو گئے۔ آپ کی مخصوص ڈائری کو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بہت سے لوگوں پر آپ اپنی حیات میں خرچ کیا کرتے تھے، جس کا علم آپ کے قریب سے قریب تر آدمی کو بھی نہیں تھا— اذان سے پہلے ہی باوضو ہو کر نماز کے لئے تیار رہنا، اپنی مجلس میں حاضرین مجلس کو بار بار وقت اذان اور نماز کی یاددہانی کرانا، بار بار گھڑی پر نظر ڈالنا اور اس طرح کہنا کہ ''اذان کو اب ۱۰ منٹ باقی ہیں۔ اب ۵ منٹ باقی ہیں، تھوڑی دیر اور باقی ہے'' یہ انداز یقیناً اس بات کا ثبوت تھا کہ مخدوم المشائخ کا دل مسجد میں لگا رہتا تھا— مذکور الصدر حدیث پاک کے مطابق مخدوم المشائخ کے کردار وعمل کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ مخدوم المشائخ اللہ تعالیٰ کے ان سات قسم کے مقرب بندوں میں سے تھے جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے خاص سایۂ رحمت میں ہوں گے —(ان شاء اللہ تعالیٰ)

لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا اس امت کا طرۂ امتیاز ہے اور یہ امت مسلمہ کے علماء کی اہم ذمہ داری ہے اس ذمہ داری سے امت کی اجتماعی روگردانی اس کی ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن دوسروں کو بھلائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لئے داعی کا خود اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اس کے خلاف عمل کرنے والوں کے لئے قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں چنانچہ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو اس حال میں لایا جائے گا کہ اس کی آنتیں پیٹ سے نکلی ہوئی ہوں گی اور ان کو وہ گدھے کی طرح ڈھوتا پھرے گا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر سارے جہنمی اس کے آس پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ تمہارا یہ حال ہے! حالانکہ تم تو لوگوں کو نیکیوں کا حکم دیتے تھے اور برائیوں سے روکتے تھے؟ وہ کہے گا ہاں! مگر میں خود برائیوں سے نہیں بچتا تھا اور خود نیکیاں نہیں کرتا تھا—

مخدوم المشائخ نے بحیثیت داعی ومبلغ کسی کو بھی نیکیوں کا حکم دینے سے پہلے خود عمل کیا ہے۔ اور برائی سے باز رہنے کا حکم دیا ہے تو خود بھی برائی سے اپنے آپ کو دور رکھا ہے— امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر کے معاملہ میں بھی سیرت رسول اکرم ﷺ، مخدوم المشائخ کے پیش نظر رہتی تھی۔ نیز اپنے والد ماجد عالم ربانی علامہ سید احمد اشرف علیہ الرحمہ کا وہ عمل بھی آپ کے سامنے تھا جس کا ذکر خود آپ نے اپنی زبان سے فرمایا ہے کہ ایک بار ایک شخص عالم ربانی کی خدمت میں اپنے بیٹے کو لیکر حاضر ہوا اور گزارش کی کہ حضور! یہ میرا بیٹا ہے۔ بہت میٹھا کھاتا ہے آپ مہربانی فرما کر اس کو نصیحت فرمادیں کہ زیادہ میٹھا نہ کھائے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دوروز کے بعد آنا —— وہ شخص چلا گیا اور ایک دوروز کے بعد پھر حاضر ہوا اور وہی درخواست پیش کی۔ آپ نے اس کے بیٹے کو نصیحت فرمائی۔ آپ کی نصیحت کا اثر یہ ہوا کہ اس نے زیادہ میٹھا کھانا چھوڑ دیا۔ جب لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آپ تو پہلے ہی دن اس بچے کو نصیحت فرماسکتے تھے لیکن آپ نے ایک دوروز کے بعد کیوں نصیحت فرمائی؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس لئے کہ میں اس کو میٹھا نہ کھانے کی نصیحت کیسے کرسکتا تھا جب کہ میں خود میٹھا کھاتا تھا؟ میں نے نصیحت کرنے سے پہلے خود میٹھا کھانے سے پرہیز کیا اس کے بعد اس کو نصیحت کی تاکہ جو کچھ میں کہوں پہلے اس پر خود عمل کروں۔ بچے کو اتنی بات کی نصیحت کرنے کے لئے حضرت عالم ربانی کا شرعی اعتبار سے میٹھا کھانے سے خود پرہیز کرنا ضروری نہیں تھا لیکن آپ نے اپنے اس عمل سے لوگوں کو نصیحت دے دیا کہ نصیحت کرنے والے کو چاہئے کہ جو وہ کہے خود اس پر عمل کرے تاکہ اس کی نصیحت موثر ہو——

مخدوم المشائخ کی صفت حیاء اور خاموش مزاجی مشہور تھی۔ آپ ڈینگیں مارنے اور بسیار گوئی سے پرہیز کرتے تھے۔ جامع ترمذی میں رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد موجود ہے کہ "حیاء اور کم گفتاری ایمان کی دو خصلتیں ہیں اور بے حیائی اور بسیار گوئی نفاق کی علامتیں ہیں۔ جامع ترمذی میں یہ حدیث بھی بسند حسن وغریب مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نزدیک سب سے ناپسند آدمی اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور رہنے والا آدمی وہ ہوگا جو زیادہ باتونی ہوگا اور اپنی باتوں کے ذریعہ لوگوں پر اپنی بڑائی کا اظہار کرنے والا ہوگا" —— مخدوم المشائخ جب بولتے تھے تو اچھی بات بولتے تھے ورنہ خاموش رہتے تھے۔ آپ کے پیش نظر یہ حدیث پاک تھی کہ "جو شخص بولے تو اچھی بات بولے ورنہ خاموش رہے" (ترمذی: حسن صحیح)

مخدوم المشائخ ہمیشہ خادموں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے مزاج کے خلاف کوئی کام خادم کردیتا پھر بھی آپ اس پر گرجتے برستے نہیں تھے۔ اس میں بھی آپ خلق نبوی پر عمل پیرا تھے۔ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی تھی، ان کا بیان ہے کہ "میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے۔ اس مدت میں آپ نے کبھی مجھ سے اف بھی نہیں فرمایا ہے۔ اور مزاج مبارک کے خلاف کسی کام پر یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں کیا؟ اور کسی کام کے نہ کرنے پر یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کیا؟ آپ سب سے زیادہ بااخلاق تھے (ترمذی: حسن صحیح)

مہمان نوازی کرنا مومن کی شان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کو مہمانوں کا اکرام کرنا چاہئے"۔ (ایضاً)

مخدوم المشائخ کی مہمان نوازی بھی مشہور زمانہ تھی۔ آپ کی خدمت میں جو بھی پہنچتا تھا بلاتفریق ہر ایک کی خاطر مدارات اور ضیافت فرمایا کرتے تھے —— مخدوم المشائخ کی مہمان نوازی کا ایک مخصوص انداز ہوتا تھا۔ دستر خوان پہ مہمان بیٹھ جاتے تھے

تو سب سے پہلے ایک بار آپ خود اپنے ہاتھوں سے ہر مہمان کی پلیٹ میں سالن نکال کر دیتے تھے۔ اس سے لوگوں کو یہ نصیحت دینا چاہتے تھے کہ دسترخوان کے آداب میں سے یہ ہے کہ کھانا کھاتے وقت آدمی صرف اپنا خیال نہ رکھے بلکہ دوسروں کا بھی خیال رکھے۔ مخدوم المشائخ کا یہ عمل بھی فرمان رسول اللہ ﷺ کے عین مطابق تھا۔ جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں یہ حدیث حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”جب کوئی آدمی کسی دوسرے کے ساتھ ملکر کھجوریں کھائے تو ایک ساتھ دو دو کھجور منہ میں نہ ڈالے ہاں اس کے ساتھی کو ناگوار نہ ہو تو حرج نہیں“۔

مخدوم المشائخ کی مجلسوں میں بیٹھنے کا جنہیں شرف حاصل ہوا ہوگا وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بعد نماز عصر اور بعد نماز فجر آپ کی مخصوص مجلس ہوا کرتی تھی، جس میں آپ کے اہل خاندان، علماء و مشائخ اور عام ملاقاتی لوگ حاضر ہوتے تھے۔ حضرت خود اپنے ہاتھ سے سب کو پیالیوں میں چائے انڈیل کر دیتے، بسکٹ پیش فرماتے اور سب کے آخر میں اپنی پیالی میں چائے نکال کر پیتے تھے۔ آپ کا یہ عمل بھی فرمان رسول کے عین مطابق تھا۔ جیسا کہ حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”قوم کا ساقی آخر میں پیئے“ (ترمذی: حسن)

کچی پیاز اور لہسن کھا کر بغیر منہ صاف کئے مسجد میں جانا جائز نہیں مگر کچی پیاز اور لہسن کھانا، ناجائز نہیں۔ لیکن احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کچی پیاز اور لہسن تناول نہیں فرمایا ہے۔ حضرت مخدوم المشائخ کے بارے میں جہاں تک میرا مشاہدہ ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے دسترخوان پہ کھانے میں جب کبھی کچی پیاز کے ساتھ سلاد حاضر کیا گیا ہے تو آپ نے سلاد میں سے کچی پیاز کو الگ کر دیا ہے اور اس کو نہیں کھایا ہے۔ آپ کا یہ عمل بھی سنت رسول کے مطابق تھا۔ جیسا کہ جامع ترمذی میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں رسول اکرم ﷺ کی ضیافت کا پر تکلف اہتمام کیا گیا تھا کھانے کے ساتھ کچی پیاز اور لہسن بھی تھی۔ آپ نے پیاز و لہسن خود تناول نہیں فرمایا بلکہ اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم لوگ کھاؤ کیونکہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں اس سے میرے صاحب (فرشتہ) کو تکلیف نہ ہو (ایضاً صحیح بخاری)

عموماً لوگ مسند پہ ٹیک لگا کر چائے پان کھا پی لیتے ہیں لیکن حضرت مخدوم المشائخ کو میں نے ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ اس معاملہ میں آپ سنت رسول پر عمل کرتے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ”میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا ہوں“ (ترمذی: حسن صحیح)

حضرت مخدوم المشائخ جس سے ملتے تھے خندہ پیشانی اور خوش روئی کے ساتھ ملتے تھے۔ آپ کے ہونٹوں پر تبسم ہوتا تھا۔ آپ کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہوتی تھی ”تمہارا مسکرا کر اپنے بھائی کے چہرے کو دیکھنا بھی صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا اور برائی سے باز رہنے کی نصیحت کرنا بھی صدقہ ہے“ (ایضا: حسن غریب)

عموماً لوگ مسند پہ ٹیک لگا کر چائے پان کھا پی لیتے ہیں لیکن حضرت مخدوم المشائخ کو میں نے ایسا کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے۔ اس معاملہ میں آپ سنت رسول پر عمل کرتے تھے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ ”میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا ہوں“ (ترمذی: حسن صحیح)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

مومن کامل کے اندر دو صفتیں، بخل اور بد خلقی نہیں پائی جاسکتیں ترمذی شریف میں یہ حدیث ہے کہ بخل اور بد خلقی دو صفتیں مومن (کامل) کے اندر جمع نہیں ہوں گی۔ مخدوم المشائخ کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ ان دونوں قبیح صفتوں سے پاک تھے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ "مومن (کامل) (اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے) دھوکہ کھانے والا اور شریف ہوتا ہے اور کافر دھوکہ دینے والا اور بد خلق ہوتا ہے (ایضاً) حدیث میں مومن کی مذکورہ صفت کے لئے لفظ غِرٌّ استعمال ہوا ہے جس کے معنی ہیں ناتجربہ کار۔ حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ ناتجربہ کاری ایک قابل تعریف چیز ہے، جو یہاں مومن کی خوبی شمار کی گئی ہے۔ بلکہ یہاں ناتجربہ کاری کا مطلب یہ ہے کہ مومن کامل چونکہ لوگوں سے حسن ظن رکھتا ہے اور کسی سے بدگمانی نہ ہونے کی وجہ سے عام طور پر وہ لوگوں کی باتوں کو نہیں جھٹلاتا اور خود مکر و فریب کی چالوں سے دور رہا کرتا ہے اس لئے مکاریوں سے وہ ناواقف ہوا کرتا ہے اور اپنی سادہ لوحی، حسنِ ظن اور کشادہ ظرفی کی بنیاد پر عموماً لوگوں کے دھوکہ کا شکار ہو جایا کرتا ہے۔ (لمعات شرح مشکوٰۃ) ورنہ مومن کی شان تو یہ ہے کہ حدیث شریف میں مومن کی فراست سے ہوشیار رہنے کی تاکید کی گئی ہے اور کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے بچے رہو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

آج کے جہاں دیدہ اور نئی روشنی کے دلدادہ لوگ اس صفت کو ناقابل تعریف سمجھتے ہوں تو سمجھیں اور اس کو مہذب انداز میں "بھولا پن" یا "سیدھا پن" کہہ کر اس کا مذاق اڑاتے ہوں تو اڑائیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ مومن کی یہ صفت اللہ کو پسند ہے۔ اور یہ اس کے رسول کو پسند تھی۔ چنانچہ اس صفت کے مظاہر رسول خدا ﷺ کی زندگی میں آپ کے عفو و درگزر اور حلم و بردباری کے ضمن میں جابجا نظر آتے ہیں۔ حضرت مخدوم المشائخ کی ذات میں یہ صفت کس قدر نمایاں تھی آپ کے صحبت یافتہ لوگوں کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ ایسے لوگ جنہوں نے آپ کے ساتھ بعض معاملے میں سخت دھوکہ کیا تھا۔ اپنی خاص مجلسوں میں جب آپ نے ایسے لوگوں کی سیاسی چالوں اور سربستہ رازوں کو بے نقاب فرمانا شروع کیا تو میں سخت حیرت میں پڑ گیا کہ گوشہ تنہائی میں رہنے والا ایک مرد درویش اپنے زمانے کے احوال سے کس قدر باخبر ہے! ایسا لگتا ہے جیسے سب کچھ آئینے کی طرح سامنے موجود ہو—— دھوکہ دینے والوں سے کبھی دھوکہ کھا جانا اور پھر ان کو درگزر کرنا، یہ آپ کی سادہ لوحی تھی اور ان کے پُرفریب احوال کی نقاب کشائی، یہ آپ کی ایمانی فراست تھی اور حدیث شریف کے مطابق دونوں ہی مومن کی امتیازی صفتیں ہیں—— حضرت مخدوم المشائخ کی ایمانی فراست کی دلیل میں خود راقم الحروف کے اتنے کثیر مشاہدات ہیں جن کا ذکر ایک مستقل طویل عنوان کا متقاضی ہے——

کسی آدمی کے شر سے لوگوں کو بچانے کے لئے اس کے شر کو لوگوں کے سامنے بیان کرنا جائز ہے۔ بعض شری اور فسادی لوگوں کے شر اور فساد کو آپ کبھی کبھی بیان فرماتے تھے لیکن ایسے لوگ جب آپ کے پاس آتے تھے تو آپ ان سے اچھے اخلاق کے ساتھ ملتے تھے اور نرمی گوئی اختیار فرماتے تھے اس سے یہ شبہ پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کا عمل آپ کے قول کے خلاف ہوتا تھا کیونکہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ "میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھی۔ ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ قبیلے کا سب سے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

بُرا آدمی ہے۔ پھر آپ نے اس کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔ جب وہ آیا تو آپ نے اس کے ساتھ نرمی سے بات چیت کی۔ جب وہ نکل کر چلا گیا تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ نے تو اس کے بارے میں ابھی ایسا ایسا فرمایا (کہ وہ قبیلے کا برا آدمی ہے) پھر آپ نے اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ بات کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! سب سے برا آدمی وہ ہے جس کی بدکلامی کی وجہ سے لوگ اس سے دور ہو جائیں'' (جامع ترمذی: حسن صحیح)

برے آدمیوں کے ساتھ حضرت مخدوم المشائخ کا حسن سلوک اوران کی مدارات سنت رسول کے مطابق تھی۔۔۔۔

حضرت مخدوم المشائخ اظہار حق میں مناظرانہ یا مجادلانہ انداز کو پسند نہیں فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی اس سے احتراز کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ایک مفتی صاحب جو ماضی قریب کے بعض علماء اہلسنت کے تحقیقی فتوؤں پر بڑے شد و مد کے ساتھ جرح و قدح کرنے میں مصروف ہو گئے تھے اور اس میں اعتدال کی حد سے بڑھ کر ذاتیات کو بھی نشانہ بنانے لگے تھے تو حضرت مخدوم المشائخ نے اپنی ایک مجلس میں جس میں کچھ علماء کرام کے ساتھ راقم الحروف بھی موجود تھا، مفتی صاحب کو مشفقانہ اور خیر خواہانہ انداز میں نصیحت فرمائی کہ مفتی صاحب آپ اپنی تحقیقات کو مدلل طور پر لوگوں کے سامنے پیش کر دیا کریں اور بس۔ ذاتیات کو چھیڑنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ آپ کا مقصد اپنے موقف کو ثابت کرنا ہے۔ لہٰذا کسی شخصیت کا نام لے کر اس کے نظریے کو باطل کرنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن مفتی صاحب نے یہ کہہ کر آپ کی بات کو ٹھکرا دیا کہ ''حضرت! چہرے سے نقاب الٹ دینا ضروری ہے۔'' صرف یہی نہیں بلکہ اس کے بعد مفتی صاحب نے مجھ سے کہا کہ فلاں فلاں (بعض علماء اہلسنت کے نام انہوں نے لئے تھے جن کا ذکر یہاں نامناسب ہے) کی علمی تحقیقات کو باطل ثابت کرنا میرے نزدیک واجب ہو چکا ہے اس لئے اگر میرا پیر بھی مجھے منع کرے تو میں ماننے والا نہیں۔ حضرت مخدوم المشائخ چونکہ مجادلانہ روش سے حد درجہ پرہیز فرماتے تھے اور کسی ناگوار بات پر غیظ و غضب کے اظہار کے بجائے صبر و حلم اختیار کرنے کے عادی تھے۔ اس لئے مفتی مذکور کے اس انکار پر اپنی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ ضبط سے کام لیتے ہوئے مکمل خاموشی اختیار فرمائی۔۔۔ آپ کا یہ طریقہ تھا کہ جب یہ محسوس فرماتے تھے کہ مخاطب قبول حق کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ کج بحثی اور ہٹ دھرمی پہ آمادہ ہے تو آپ اس سے اعراض فرماتے تھے اور بحث و مباحثہ میں دامن کو الجھانا پسند نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ایسے آدمی کی فضیلت بیان ہوئی ہے جو حق پر ہوتے ہوئے اس کے لئے لڑنے جھگڑنے کو ناپسند کرے۔۔۔ چنانچہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص حق پر ہونے کے باوجود اس کے لئے لڑنا جھگڑنا چھوڑ دے تو اس کو جنت کے بیچ میں محل دیا جائے گا اور جو حسن اخلاق اختیار کرے گا اس کو جنت کے اعلیٰ مقام پر فائز کیا جائے گا۔ (جامع ترمذی: حسن)

رسول اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ ﷺ بدگو اور بدخلق نہیں تھے، بازاروں میں شور مچانے والے نہ تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے، بلکہ معاف فرمایا کرتے تھے اور درگزر فرماتے تھے (ایضاً۔ حسن صحیح)

حضرت مخدوم المشائخ کو قریب سے دیکھنے والے، غیر جانبدار اور حق پسند لوگ یقیناً اس حقیقت کا برملا اعتراف کریں گے کہ مخدوم المشائخ کے اندر مذکورہ صفات موجود تھیں اور آپ کے

اخلاق کو خلق نبوی کے آئینے میں صاف دیکھا جاسکتا ہے۔ مخدوم المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نرم مزاج، خلیق اور حلم والے تھے۔ آپ کی پرکشش شخصیت اور متاثر کن اخلاق واوصاف سے متاثر ہوکر لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔

آپ تبلیغ وارشاد میں لوگوں کے احوال اور ان کی طبیعتوں کا بھی لحاظ فرماتے تھے۔ آپ کی نصیحت میں عام طور پر جمالیاتی پہلو زیادہ ہوا کرتا تھا۔ نصیحت میں صرف انذار (عذاب الٰہی سے ڈرانا) کا پہلو اختیار نہیں فرماتے تھے بلکہ ایسا انداز اختیار فرماتے تھے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت سے ناامید نہ ہوجائیں بلکہ اس کی رحمت ومغفرت کی امید کے ساتھ نیکیوں کی طرف راغب ہوجائیں۔ ایسا انداز اختیار کرنے سے پرہیز کرتے تھے جس سے لوگ رحمت خداوندی سے مایوس ہوکر عمل کرنا ہی چھوڑ دیں۔

نصیحت میں صرف انذار (عذاب الٰہی سے ڈرانا) کا پہلو اختیار نہیں فرماتے تھے بلکہ ایسا انداز اختیار فرماتے تھے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت سے ناامید نہ ہوجائیں بلکہ اس کی رحمت ومغفرت کی امید کے ساتھ نیکیوں کی طرف راغب ہوجائیں۔ ایسا انداز اختیار کرنے سے پرہیز کرتے تھے جس سے لوگ رحمت خداوندی سے مایوس ہوکر عمل کرنا ہی چھوڑ دیں۔

تبلیغ وارشاد میں انذار وبشارت دونوں پہلوؤں کو ملحوظ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب آدمی مسلسل ڈرایا دھمکایا اور خوف دلایا جائے تو اس کا جذبۂ عمل پست ہوجاتا ہے اور مایوسی کے گھیرے میں آجاتا ہے۔ اس کے برخلاف اگر آدمی مسلسل خوش کن باتیں سنتا رہے تو اعمال سے غافل اور جری وبے باک ہوجاتا ہے اور اس کے اندر عجب وخود پسندی اور دوسری اخلاقی برائیاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ غالباً انسانی فطرت کے انہیں دو متضاد پہلوؤں کی رعایت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول کو بحیثیت مبلغ وداعی ''بشیر ونذیر'' کی صفت سے متصف فرمایا ہے۔۔۔ رسول خدا ﷺ کی امت کے علماء رسول کے جانشین اور وارث ہوتے ہیں اس لئے انہیں بھی بحیثیت داعی ان دونوں صفتوں کا حامل ہونا چاہئے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے جب اپنے دو صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تھا تو دونوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی ''لوگوں پر آسانی کرنا، سختی نہ کرنا، بشارت کی باتیں سنانا، نفرت کی باتیں نہ سنانا'' (صحیح بخاری کتاب المغازی) رسول اکرم ﷺ نے اپنی ساری امت کو بھی دین کے معاملہ میں آسانی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ کا ارشاد مبارک ہے کہ ''دین آسان ہے جو شخص دین کو اپنے اوپر سخت بنائے گا، دین اس پر بوجھ بن جائیگا اعتدال کا راستہ اپناؤ، لوگوں کو قریب کرو اور ان کو بشارت کی باتیں سنایا کرو (صحیح بخاری کتاب الایمان) رسول خدا ﷺ کے ارشاد کے مطابق حضرت مخدوم المشائخ اپنے مریدین کو ان کے حال کے لحاظ سے فرائض و واجبات کی پابندی کے علاوہ آسان اعمال واشغال کی تعلیم دیا کرتے تھے تاکہ ان پر بوجھ نہ ہوں اور ان کو ہمیشہ کرسکیں۔۔۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندے کا وہی عمل زیادہ پسندیدہ ہے جس کو بندہ ہمیشہ کرے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ''ایک عورت انکے پاس بیٹھی ہوئی تھی اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا یہ عورت کون ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا۔ یہ فلانی عورت ہے۔ اتنی اتنی نمازیں پڑھا کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنی طاقت کے مطابق

عمل کیا کرو، بخدا تم اکتا جاؤ گی لیکن اللہ ثواب دینے سے نہیں اکتاتا۔ سب سے پسندیدہ عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے''۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان)

حضرت مخدوم المشائخ کی علماء نوازی اور علم دوستی کی شان ہی کچھ نرالی تھی۔ آپ علمائے دین کو دین وشریعت کے پاسبان سمجھتے تھے۔ اس لئے انکے اکرام وعزت کا بہت خیال رکھتے تھے— آپ کی مجلس میں بڑے سے بڑا سرمایہ دار اور دولت مند آدمی بھی حاضر ہوتا تھا، عقیدت مند مریدین ومعتقدین بھی حاضر ہوتے تھے اور علماء کرام بھی۔ لیکن آپ اپنی مجلس گفتگو میں علماء کرام کی طرف زیادہ توجہ فرماتے تھے اور مجلس میں علمی وروحانی رنگ پیدا فرمادیتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ الحمدللہ ہمارا خانقاہی مشن علماء کے مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے تھے کہ ہماری خانقاہ سے اپنے وقت کے اکابر علماء اہلسنت کا قلبی لگاؤ اور روحانی تعلق رہا ہے۔ صدرالافاضل علامہ نعیم الدین مرادآبادی، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں شہزادۂ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، صدرالشریعۃ علامہ امجد علی، مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں شہزادہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی، مجاہد ملت علامہ حبیب الرحمٰن، امین شریعت علامہ رفاقت حسین، حافظ ملت علامہ عبدالعزیز مرادآبادی، صدرالعلماء علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی اور ان جیسے جید علماء کرام کا ہماری خانقاہ سے روحانی تعلق رہا ہے یہ حضرات اکثر ہماری خانقاہ میں تشریف لایا کرتے تھے—

حضرت مخدوم المشائخ کو، علم دوستی اور علماء کے اکرام کا جذبہ اپنے جد کریم اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے ورثے میں ملا تھا۔ جس طرح اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں اکثر اکابر علماء اہلسنت کو آپ سے عقیدت ومحبت اور قلبی تعلق حاصل تھا۔ بلکہ اکثر کو آپ سے بیعت واجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے درمیان جو مضبوط روابط تھے وہ تو مشہور زمانہ ہیں، بالکل اسی طرح حضرت مخدوم المشائخ بھی اپنے وقت کے جید علماء کرام کے مرکز عقیدت تھے۔ اپنے وقت میں خانوادہ اعلیٰ حضرت کے سجادہ نشین علامہ ریحان رضا خاں صاحب رحمانی میاں علیہ الرحمہ سے آپ کے بڑے مضبوط مراسم تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت رحمانی میاں کی خواہش پر حضرت مخدوم المشائخ نے حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی جبکہ اس موقع پر اپنے وقت کے بڑے بڑے مشائخ کرام اور ملک وبیرون ملک کے جید علماء کرام بھی موجود تھے—— سرکارکلاں کی علم دوستی اور علماء نوازی کے جذبے کا سبب رسول اللہ ﷺ کے وہ ارشادات تھے، جن میں آپ نے اپنی امت کے علماء کی شان اور ان کی عظمت کو کھلے طور پر بار بار مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے اور ان کو اپنا جانشین اور وارث قرار دیا ہے۔ کبھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیاء دینار ودرہم کے وارث نہیں بناتے، ہم اپنے علم کے وارث بناتے ہیں اور کہیں صاف صاف یہ بیان فرمایا کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

مخدوم المشائخ بذات خود ایک عظیم علمی شخصیت تھے۔ آپ کے علمی شخصیت ہونے کے ثبوت میں آپ کے علمی افادات، علماء سے علمی مشاورات اور آپ کے تحقیقی فتوؤں کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ جس زمانے میں حضرت مفتی عبدالجلیل صاحب جامع اشرف کے دارالافتاء کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے تھے وہ اپنے اکثر فتوے حضرت مخدوم المشائخ کے تائیدی دستخط کے بعد ہی بھیجا کرتے تھے میں نے بعض فتوے خود بھی دیکھے ہیں —— حضرت مخدوم

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

المشائخ کا کسی فتوے کی تصدیق کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ سب سے پہلے آپ سوال پڑھتے تھے پھر خود ہی جواب ارشاد فرما دیتے تھے اس کے بعد مفتی صاحب سے پوچھتے تھے، کیوں مفتی صاحب آپ نے یہی جواب لکھا ہے نا؟ اگر یہی جواب لکھا ہے تب تو ٹھیک ہے۔ اس کے بعد مفتی صاحب کا لکھا ہوا جواب پڑھتے۔ اگر جواب صحیح ہوتا تو الجواب صحیح لکھ کر دستخط فرما دیتے تھے۔ فتوؤں کی تائید وتصدیق کا یہ انداز کون اختیار کرسکتا ہے، اس کو وہی مفتی سمجھ سکتا ہے جو فتویٰ نویسی کی ذمہ داری کو بحسن وخوبی انجام دیتا ہو اور اس ذمہ داری کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھتا ہو یقیناً تائید کا یہ انداز وہی اختیار کرسکتا ہے جسے اپنے علمی استحضار اور اپنی فقہی معلومات پر پورا بھروسہ ہو اور کتب فقہ وفتاویٰ پر جو وسیع نگاہ رکھتا ہو اور جسے فقہی بصیرت بھی حاصل ہو۔۔۔۔

مخدوم المشائخ عموماً سادہ معتدل لباس پہنا کرتے تھے لیکن پہننے کھانے پینے اور دیگر امور میں بھی بڑے ہی نفاست پسند اور جمالیاتی نظریہ کے حامل تھے۔ مخصوص اوقات میں مثلاً تقریبات اور جلسے جلوس میں عمدہ لباس پہنتے تھے۔۔۔۔ یہ طریقہ بھی سنت رسول کے مطابق تھا۔ عام طور پر رسول خدا ﷺ لباس فاخرہ استعمال نہیں فرماتے تھے لیکن مخصوص اوقات کے لئے مثلاً جمعہ وعیدین اور وفود سے ملاقات کے لئے دوسرے اوقات کے مقابلے میں عمدہ سے عمدہ لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔۔۔ عمدہ خوبصورت قیمتی لباس پہننا تکبر کی دلیل نہیں ہے۔ تکبر نام ہے حق کو ٹھکرانے اور لوگوں کو ذلیل وحقیر سمجھنے کا۔۔۔۔ صحیح مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ تو ایک شخص نے پوچھا کہ آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں (تو کیا یہ بھی تکبر ہے؟) تو آپ نے ارشاد فرمایا (نہیں) اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر یہ ہے کہ آدمی حق کا انکار کرے اور لوگوں کو ذلیل وحقیر سمجھے۔۔۔۔

حضرت مخدوم المشائخ کا کردار وعمل شریعت کے مطابق تھا۔ آپ کے اخلاق کو خلق نبوی کے آئینے میں صاف دیکھا جاسکتا تھا۔ آپ کے اتباع شریعت اور اخلاق حسنہ کو دیکھ کر ہر صاحب دل، ذی شعور آدمی یہ ماننے پر مجبور ہو جاتا تھا کہ یقیناً آپ ایک مومن کامل، انسانیت کے ایک عظیم مبلغ اور مرشد برحق ہیں۔۔۔۔ احادیث کریمہ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ کامل مومن وہ ہے جو دوسروں کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ جو خیانت نہیں کرتا، اپنے مسلمان بھائی کی مدد نہیں چھوڑتا، دھوکہ نہیں دیتا، جھوٹ نہیں بولتا، فحش کلامی نہیں کرتا، لڑائی جھگڑا نہیں کرتا دوسروں کو ذلیل نہیں کرتا، تمام انسانوں پر رحم کرتا ہے، مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے ملتا ہے، اس کی خیرخواہی کرتا ہے۔ پختہ ایمان والا متبع شریعت اور خلق نبوی پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ حضرت مخدوم المشائخ ان صفات سے آراستہ تھے اس لئے آپ کے مومن کامل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔۔۔۔

☆☆☆☆☆

حضور سرکارکلاں کی زندگی کے بعض گوشے

علامہ مفتی آل مصطفےٰ مصباحی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی

دین کی تبلیغ اور سنیت کی اشاعت میں خانقاہوں کے مستحسن کارناموں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا، اسلام وسنیت کی ترویج اور طریق مصطفےٰ پر چلنے کی تلقین وترغیب، ہر دور کے اولیاء امت، علمائے دین اور صوفیائے طریقت کا بنیادی مقصد رہا ہے۔ مؤرخین نے تاریخ کے صفحات میں اور سوانح نگاروں نے بزرگان دین کے اہم کارناموں کے ذیل میں ان حقائق پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ہندوستان کا ماضی بعید عقیدہ وعمل کے لحاظ سے گو کہ بڑا تاریک رہا لیکن جب سے سلطان الہند خواجۂ خواجگاں غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان جیسے عظیم المرتبت بزرگوں اور دین کے سرگرم مبلغوں کا ورود مسعود ہوا، کشور دل فتح ہوتا گیا، دل میں تاریکئ کفر کی جگہ اسلام کی روشنی نے لے لی اور لوگ اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے دامن سے وابستہ ہوتے گئے۔

ہندوستان کا ماضی بعید عقیدہ وعمل کے لحاظ سے گو کہ بڑا تاریک رہا لیکن جب سے سلطان الہند خواجۂ خواجگاں غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان جیسے عظیم المرتبت بزرگوں اور دین کے سرگرم مبلغوں کا ورود مسعود ہوا، کشور دل فتح ہوتا گیا، دل میں تاریکئ کفر کی جگہ اسلام کی روشنی نے لے لی اور لوگ اسلام کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کے دامن سے وابستہ ہوتے گئے۔ تبلیغ دین کا یہ سلسلہ بند نہ ہوا بلکہ صوفیائے کرام کی تعلیمات، طریقت وشریعت کو فروغ دینے کے لئے مستقل طور پر خانقاہیں معرض وجود میں آئیں چنانچہ پاک وہند میں بھی کئی ایسی خانقاہیں ہیں جن سے ملک وبیرون ملک کے باشندوں کو خاصا دینی فائدہ پہنچا۔ اپنوں کے اندر دینی وملی استحکام پیدا کرنے اور بہیتر ے دین سے بیگانہ افراد کو اسلام سے جوڑنے میں ان خانقاہوں کا قابل قدر کردار رہا۔ جن میں کچھوچھہ مقدسہ میں واقع خانقاہ اشرفیہ حسنیہ بھی ہے۔ سلطان التارکین حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمۃ والرضوان نے یوپی کے قدیم ضلع فیض آباد اور حال کے ضلع امبیڈکر نگر کے ایک صحرائی خطہ (کچھوچھہ مقدسہ) سے جس اسلامی مشن کو فروغ دینا اپنا نصب العین بنایا تھا اور زندگی بھر جس کی ترویج واشاعت میں لگے رہے وہ مشن عہد بہ عہد فروغ پاتا رہا حتی کہ ہم شبیہ غوث اعظم سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے زمانے تک کافی فروغ حاصل کرلیا۔ ہند وپاک کے اکثر خطوں اور ایشیا ویورپ کے علاقوں میں اولیاء امت وعلمائے ملت کا گروہ بڑھتا گیا۔

حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ مخدوم پاک کے سچے جانشین تھے اور مجدد اعظم امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے ہم عصر تھے۔ دونوں بزرگوں میں گہرے روابط تھے۔ ایک دوسرے کی تعظیم وتوقیر کرتے۔ مجدد گرامی نے ان کے بارے میں فرمایا تھا؎

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردہ و پروردۂ سہ محبوباں

جب اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اپنی ظاہری زندگی میں عالم ربانی حضرت مولانا سید احمد اشرف کو خانقاہی دستور کے مطابق اپنا جانشین نامزد کیا تھا۔ لیکن حضرت علامہ سید احمد اشرف علیہ الرحمہ

کے انتقال کے بعد حضور اشرفی میاں نے اپنا خلیفہ وجانشین اپنے پوتے حضور سیدی ومرشدی سرکار کلاں علامہ سید مختار اشرف علیہ الرحمہ کو منتخب کیا۔ جب کہ آپ ابھی نوعمر تھے۔ ظاہر ہے کہ حضرت اشرفی میاں کی نگاہ باطن نے حضرت موصوف کی کتاب زندگی کی تحریریں پڑھ لینے کے بعد ہی اتنی بڑی ذمہ داری ان کے سپرد فرمائی تھی چنانچہ ان کے وصیت نامہ کا ایک ایک جملہ اس حقیقت کا آئینہ دار ہے۔ وہ اپنے وصیت نامہ میں رقم فرماتے ہیں۔

''فقیر سید ابواحمد المدعو محمد علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین درگاہ روح آباد کچھوچھہ شریف فیض آباد اپنے تمام فرزندان خاندانی وبرادران ایمانی ،مریدان ومتوسلان سلسلۂ اشرفیہ وعقیدت مندان آستانہ شکرفیہ کو آگاہ کرتا ہے کہ اس فقیر نے پہلے اپنے فرزند مطلق وخلیفۂ برحق عالم ربانی واعظ لاثانی مولانا ابوالمحمود سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ولیعہد اور اپنے بعد سجادہ نشین جادۂ اشرف السمنانی مقرر کیا تھا۔ جب فرزند ممدوح نے ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ کو بعارضۂ اسہال وطاعون حالت نماز میں شہادت پائی تو ان کی مجلس چہلم میں بموجودگی فرزندان خاندانی ومریدان وخلفاء وتمام ہندوستان کے محبان سلسلہ جو آئے تھے سب کے سامنے فقیر نے اپنے فرزند کے فرزند اپنے پوتے اور دلبند سید محمد مختار اشرف عرف محمد میاں سلمہٗ ربہٗ کو اپنا مرید کر کے اپنا ولیعہد بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب ان کی دستار بندی ہو چکی ہے اور تمام علوم معقول ومنقول ،تفسیر وحدیث وفقہ ومعانی وتصوف کو بکمال جانفشانی جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف جو اس فقیر کا بنایا ہوا ہے سے حاصل کیا اور فقیر نے اپنی آرزو کے موافق ان کو دیکھ لیا اور اپنا سچا ولیعہد بنایا۔ اب اشارۂ غیبی سے اس فرمان واعلان کے ذریعہ سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ نور نظرم وعصائے پیرم مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی زاداللہ علمہ وعرفانہ میرے بعد سجادہ نشین جادۂ اشرف السمنانی خاندان حسنی سرکار کلاں کے ہیں جو نسل میرے تمام مراسم عرس ادا کرتے رہیں گے۔'' (آئینۂ اشرفی)

ایک مسلم الثبوت بزرگ کے ''وصیت نامہ'' کے ایک ایک جملے سے ظاہر ہے کہ حضور سرکار کلاں عہد شباب ہی میں صاحب فضل وکمال تھے اور قابل رشک علم وفن اور کردار وعمل سے مزین تھے۔ آپ کے دادا اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد مسند سجادگی پر جب آپ رونق افروز ہوئے تو وقت کے اکابر علماء نے عرس مخدومی کے موقع پر حضرت سرکار کلاں کو تہنیت ومبارکبادی پیش کی۔ جن میں حجۃ الاسلام، مفتی اعظم ہند، صدر الشریعہ، صدر الافاضل، مجاہد ملت، شمس العلماء اور صدر العلماء علیہم الرحمہ جیسی عظیم شخصیتیں شامل ہیں۔

تعلیم

حضور سرکار کلاں کی تعلیمی زندگی کا اکثر حصہ صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی اور علامہ مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی علیہما الرحمہ کی خدمت میں گذرا اور آپ نے اپنے ان دو بزرگ اساتذہ کے زیر سایہ رہ کر تعلیمی مراحل مکمل کئے۔ دیگر اساتذہ کا نام راقم الحروف کو معلوم نہیں۔ سرکار کلاں فخر سے اپنے اساتذہ کا نام لیتے اور اپنی مجلسوں میں اپنے اساتذہ کی شفقت اور محبت کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے شروع میں درس وافتاء کا کام بھی بحسن وخوبی انجام دیا۔ آپ صدر الافاضل سے بے پناہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ حضرت صدر الافاضل بھی آپ کو مخدوم زادہ کی حیثیت سے مانتے تھے۔ ایام عرس مخدومی کے سارے کام میں آپ کے دست وبازو رہتے ،لنگر کا سارا انتظام حضرت صدر الافاضل سنبھالتے۔ اب تو ادب اور تعظیم کے فقدان کا دور آچکا ہے جب کہ بزرگوں کے ساتھ محبت وعقیدت حتی کہ بزرگوں سے منسوب اشیاء کی تعظیم ہمارے علمائے کرام کا وطیرہ رہا۔ راقم الحروف کے والد گرامی حضرت علامہ مولانا محمد شہاب الدین صاحب اشرفی مدظلہ العالی نے راقم سے کئی بار فرمایا۔ ''میں نے اپنی

آنکھوں سے دیکھنے والے علماء سے سنا ہے کہ دیار مخدوم میں حضرت صدرالافاضل ننگے پیر رہتے، کبھی چپل یا جوتا نہیں پہنتے، ایک بار عرس کے موقع پر بارش کی وجہ سے راستہ اور خانقاہ کا صحن کیچڑ سے آلود ہوگیا، آنے جانے میں پیر میں کیچڑ لگ جاتی، حضور صدرالافاضل ننگے پیر ہی چلتے کیچڑ کی پرواہ نہیں کرتے۔ حضرت کے شاگرد مولانا احسان الحق صاحب بہرائچی نے عرض کی حضور! اجازت دیں تو آپ کے لئے برساتی جوتا خرید لاؤں یہ سن کر حضرت چونک اٹھے اور فرمایا ''نعیم الدین کی مجال نہیں کہ دیار مخدوم میں جوتا پہن کر چلے۔'' حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ کو عرس مخدومی کے موقع پر بارہا دیکھا۔ شرف ملاقات حاصل کی۔ جب سرکارکلاں موئے مبارک شریف کی زیارت کراتے تو علماء وعوام کی بھیڑ اکٹھی ہوجاتی، حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اپنے ضعف ونقاہت کے باوجود ننگے پیر مجمع کے اندر گھس کر موئے مبارک شریف اور دیگر تبرکات کی زیارت کرتے۔ حضور سرکارکلاں بار بار فرماتے حضور آپ گھیرے کے اندر تشریف لاکر زیارت فرمائے مگر وہ ہمیشہ مجمع کے ساتھ بھیڑ میں ہی زیارت کرتے۔ ضعف ونقاہت کے باعث کبھی کبھی گھنٹوں لگ جاتا مگر اس کی پرواہ نہیں کرتے۔''

کسی مومن کے صالح ومقرب بارگاہ الٰہی ہونے کے لئے سب سے اہم زینہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی رعایت اور ان کی ادائیگی ہے۔ اسی سے مرد مومن کے حقیقی اخلاق اور ظاہر و باطن کی صفائی کا پتہ چلتا ہے۔ اس اصولی نقطۂ نظر سے جب ہم حضور سرکار کلاں کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی ذات ان امور کی جامع نظر آتی ہے جو طہارت قلب ونظر کے لئے ضروری ہیں۔

حقوق اللہ کی ادائیگی

حقوق اللہ میں ایمان کے بعد سب سے اہم نماز ہے۔ حدیث پاک میں نماز کو مومنین کی معراج کہا گیا ہے۔ حضور سرکار کلاں نماز کے سخت پابند تھے۔ موصوف سے بہت قریب رہنے والوں کا متفقہ بیان ہے کہ سفر وحضر کہیں بھی نماز قضا نہ کرتے۔ ضعف و نقاہت اور مرض کے عالم میں بھی اطمینان وسکون اور خشوع اور خضوع سے نماز ادا کرتے۔ حتی المقدور جماعت کی پابندی کرتے۔ کچھوچھہ مقدسہ میں آپ کے گھر کے قریب مختار المساجد نامی مسجد آپ ہی کی تیار کردہ ہے۔ جب آپ گھر میں ہوتے تو مسجد میں ہمیشہ باجماعت نماز ادا کرتے۔ نماز میں فرائض وواجبات اور آداب وسنن کا خاص خیال رکھتے۔ رمضان المبارک کے روزے پابندی سے رکھتے، سفر میں بھی روزہ رکھتے، شرعاً رخصت ہونے کے باوجود سفر میں بھی کبھی آپ نے عزیمت پر عمل کرنا نہ چھوڑا۔ اخیر عمر میں جب نقاہت زیادہ بڑھ گئی تو آپ کے بعض مریدین و معتقدین نے آپ سے گزارش کی کہ حضور! ایک تو شرعی سفر ہونے کی وجہ سے رخصت ہے دوسرے یہ کہ ضعف ونقاہت کے باعث آپ روزہ نہ رکھ سکیں گے مگر حضور سرکارکلاں نے فرمایا رخصت اگر چہ ہے مگر رمضان المبارک کی برکتیں تو نہیں مل پائیں گی۔

حج بیت اللہ کئی بار آپ نے کیا، جب بھی عشق رسول کی چنگاری سلگنے لگتی، مدینے کی یاد ستاتی، روضۂ اطہر کا نورانی منظر اور پر کیف جلوہ قریب سے دیکھنے کی آرزو آپ کو تڑپاتی، وارفتگی شوق میں حج یا عمرہ کو روانہ ہوجاتے اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوتے۔ حرمین شریفین میں ہندی وغیر ہندی علماء اور ارباب علم و دانش سے ملاقات ہوتی تو بیحد خوشی کا اظہار فرماتے۔ ایک بار مدینہ منورہ میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی، دونوں بزرگوں نے اظہار مسرت کیا۔ مدینہ منورہ میں کئی دن ان حضرات کا قیام رہا۔ مسجد نبوی شریف میں دونوں نماز پنجگانہ کے لئے حاضر

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ہوتے، مریدین، معتقدین اور متعلقین بھی حاضر ہوتے اور نمازیں ادا فرماتے۔ امامت کے لئے ایک دوسرے سے گذارشانہ اصرار کرتے۔ حضور مفتی اعظم ہند کے زیادہ اصرار کرنے پر حضور سرکار کلاں امامت فرماتے (سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

حقوق العباد کی رعایت

بندوں کے حقوق کا معاملہ بڑا اہم ہے اگر کسی بندہ کا حق دوسرے پر آتا ہے تو جب تک اسے ادا نہ کرلیا جائے یا صاحب حق معاف نہ کرے مولیٰ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا۔ حضور سرکارکلاں بندوں کے حقوق کا خاص خیال رکھتے معاملات سے لیکر گفت وشنید تک اس کی بھرپور رعایت فرماتے۔ لین دین کے معاملات بہت صاف رکھتے۔ کسی کی غیبت نہیں کرتے، کسی کی برائی نہیں بیان کرتے، اپنی مجلسوں میں دینی باتیں کیا کرتے۔ حقوق العباد کی رعایت کے سلسلے میں خود آپ کے والد گرامی علامہ سید احمد اشرف علیہ الرحمہ اپنے نصیحتوں میں تاکید فرمایا کرتے تھے۔ حضور سرکارکلاں اپنے والد گرامی کی نصیحتوں کا ذکر مجلسوں میں کرتے اور فرماتے۔

''حضور والد ماجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے۔ فرمایا: بیٹے میں تمہیں صرف تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں۔ ان پر سختی سے عمل کرنا باقی چیزیں تم اپنے دادا حضور اشرفی میاں سے سمجھنا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ حقوق العباد کی رعایت کرنا تاکہ تم حق العباد میں گرفتار نہ ہو۔ دوسری یہ کہ فرائض کی ادائیگی میں پابندی کرنا، واجبات کو کبھی ترک نہ کرنا۔ تیسری یہ کہ کبھی جھوٹ نہ بولنا۔

پھر تحدیث نعمت کے طور پر سرکارکلاں نے فرمایا'' بحمدہ تعالیٰ یہ میری عمر کا آخری حصہ ہے میں اب تک ان پر سختی سے عمل پیرا ہوں'' (ایضاً ص ۴۱)

اپنے ہوں یا بیگانے سب کے ساتھ آپ نے حسن معاملہ رکھا، مظلوموں کی فریادرسی اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ لین دین کے معاملات میں کبھی کوتاہی نہ برتی۔

اپنے آخری سفر سے چند ماہ قبل یہ اعلان عام بھی فرمایا:

''فقیر کی طرف سے برادران اسلام کو عام اعلان ہے کہ اگر فقیر پر کسی کا کوئی حق آتا ہو تو وہ برائے کرم حیات ہی میں مجھ سے لے لے۔ خدا کے واسطے آخرت کے لئے نہ چھوڑے'' اتنے بڑے منصب (سجادگی) پر فائز ہوتے ہوئے اس طرح کے عام اعلان سے صاف ظاہر ہے کہ خوف خدا ان کے دل میں بسا ہوا تھا۔ آخرت کی سرخروئی کی خاطر 'علو منصب' کی پرواہ کئے بغیر حقوق العباد کا معاملہ ہر ممکن طور پر صاف رکھتے تھے۔

راقم الحروف کے والد گرامی حضرت علامہ محمد شہاب الدین صاحب اشرفی مدظلہ العالی نے راقم الحروف سے فرمایا کہ حضور سرکارکلاں نے اپنی ایک مجلس میں مجھ سے بیان کیا کہ:

''میرے دادا حضور اشرفی میاں قدس سرہ اور اہل بسکھاری کے درمیان خانقاہی امور کو لیکر اختلاف تھے۔ دادا نے ایک بار مجھے نصیحت فرمائی کہ بیٹا! میرے بعد تم میری جگہ پر آؤ گے۔ خانقاہی امور کی وجہ سے کچھ لوگ بدزبانی کریں گے۔ بشری تقاضے کے تحت آدمی کو کبھی غصہ آجاتا ہے لیکن تم ان کی بدگوئی کا جواب بدگوئی سے ہرگز نہ دینا۔''

پھر فرمایا اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ فقیر اس نصیحت کے مطابق عمل پیرا ہے۔ کبھی بھی کسی کی بدگوئی کا جواب میں نے بدگوئی سے نہیں دیا۔

حضور سرکارکلاں نے اپنے سفر آخرت سے کچھ دیر قبل جو وصیت نامہ تحریر کیا تھا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے دل میں کس قدر خشیت الٰہی اور حقوق العباد کا کس طرح پاس و

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

لحاظ تھا۔ آپ اپنے وصیت نامے میں تحریر فرماتے ہیں۔

''دنیا مسافر خانہ ہے۔ آج میرے لئے مقام مسرت ہے کہ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے اپنے آقا رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے کرم سے دائمی زندگی نصیب ہوئی اور اللہ نے ساری الجھنوں سے نجات عطا فرمائی اب میں اپنی خامیوں اور کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گھر کے ایک ایک فرد سے معافی چاہتا ہوں اور مجھے قوی امید ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ گھر والے علیٰ رؤس الاشہاد مجمع عام میں معاف کر دیں گے اور میرے حق میں دعائے مغفرت کریں گے خشیت الٰہی سے اور حاضرین سے بھی توقع ہے کہ اس گناہ گار سیاہ کار کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں گے۔''

دنیا سے جاتے وقت آدمی مختلف الجھنوں میں گرفتار رہتا ہے، مگر وصیت نامہ پر غور کیجئے۔ جس طرح ایک مسافر اپنی عارضی اقامت گاہ کو چھوڑ کر مستقل اقامت گاہ (وطن) کی اُور لوٹتا ہے تو ہشاش و بشاش رہتا ہے، خوشی اور مسرت کے جذبات سے لبریز رہتا ہے اور پرسکون رہتا ہے۔ حضور صاحب سجادہ بڑے طمانیت کے ساتھ سفر آخرت فرما رہے ہیں۔ نہ کوئی غم ہے نہ حزن و ملال، مگر فکر ہے تو اس بات کی کہ کسی کو کوئی حق ادا کرنا باقی نہ رہ گیا ہو، اپنی اس ممکنہ فروگزاشت کی معافی مانگ رہے ہیں، وہ بھی چھپ کر نہیں، تنہا میں نہیں علیٰ رؤس الاشہاد، خشیت الٰہی سے کہے ہیں۔ اپنی قیام گاہ پر جب تنہا ہوتے تو اکثر حضور اشرفی میاں کا یہ شعر جھوم جھوم کر تھرتھراتی آواز میں پڑھتے

سن سن کے حال حشر کا تھرائے جاتے ہیں
اعمال اپنے دیکھ کر گھبرائے جاتے ہیں۔
محبوب کبریا ہیں بخشوائے جاتے ہیں
ہم اپنے فعل زشت سے شرمائے جاتے ہیں

محاسبۂ نفس، خشیت الٰہی، تقویٰ و پرہیزگاری، تواضع و انکساری اور عشق رسول آپ کی زندگی کا قیمتی سرمایہ تھے۔ آپ کا کردار و عمل آپ کی صاف و بے غبار زندگی کا آئینہ تھا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

بیعت و ارشاد

حضور سرکار کلاں نے بیعت و ارشاد اور تبلیغی کاموں میں اپنی زندگی صرف فرما دی، سیکڑوں علمی اداروں اور دینی انجمنوں کی سرپرستی فرما کر دینی و ملی مشن کو فروغ دیتے رہے، ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین ملک و بیرون ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ کے خلفاء کی بھی ایک طویل فہرست ہے۔

گھریلو تعلق: میرے والد گرامی حضرت علامہ مولانا محمد شہاب الدین صاحب اشرفی، حضور سرکار کلاں کے چہیتے مرید ہیں۔ ان کے صاحبزادے اور موجودہ سجادہ نشین حضرت سید محمد اظہار اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی اور خانوادے کے دیگر حضرات سے والد بزرگوار کے گہرے مراسم ہیں، حضرت اظہار میاں صاحب والد گرامی کو گھر کا ایک فرد سمجھتے ہیں۔ ہمارے وطن شبھنہ ضلع کٹیہار میں کئی بار تشریف لا چکے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ ان حضرات کی آمد پر محفل پاک منعقد کی جاتی اور ان بزرگوں کی تقریریں ہوتیں۔ قرب و جوار کے بہت سے عقیدت مند حاضر ہوتے اور شرف نیاز حاصل کرتے۔ حضور سرکار کلاں کے انتقال پر ملال کے بعد جب بھی والد صاحب کے سامنے سرکار کلاں کا تذکرہ آتا ہے تو ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔ ایک بار حضرت سرکار کلاں کی تقریر کا ذکر ہوا تو والد صاحب نے فرمایا جلسوں میں حضرت کی تقریر سننے کا اتفاق کم ہوا۔ ایک بار اعظم نگر ضلع کٹیہار میں مولانا حسام الدین رشیدی کی تارا باڑی میں کانفرنس منعقد تھی۔ جس میں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ بھی مدعو تھے۔لوگوں کے اصرار پر آپ نے سیرت النبی کے موضوع پر ایسی تقریر کی کہ سامعین بے خود ہو گئے۔ایک بار مبیہ بانسی میں حضرت کی دعوت تھی، مولانا عبدالعزیز صاحب رضوی اور دیگر علماء موجود تھے۔والد صاحب کا بیان ہے کہ میں بھی مبیہ آسجہ حاضر ہوا۔حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب مرحوم نے فرمایا کہ حضرت کی تقریر سننے کی خواہش ہے۔مگر ہم لوگوں کی ہمت نہیں پڑ رہی ہے۔اگر آپ عرض کریں اور حضرت قبول فرمالیں تو زہے نصیب۔ میں نے گزارش کی، پھر حضرت کی بصیرت افروز تقریر ہوئی۔

دسمبر ۱۹۹۲ء میں ایک بار راقم الحروف کے والد گرامی سخت بیمار ہوئے۔ان کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے،خبر پاتے ہی جامعہ امجدیہ گھوسی سے فوراً گھر آ گیا۔ والد صاحب کی زیارت ہوئی، میں بھی بے پناہ غم واندوہ میں مبتلا ہوگیا۔دوروز بعد قدرے افاقہ ہوا تو فرمانے لگے ''دوتین روز سے مسلسل میں اپنے پیرو مرشد حضور سرکار کلاں اور استاذ گرامی ملک العلماء علامہ ظفرالدین بہاری، قطب پورنیہ علامہ سکندر علی بنی باڑہ اور علامہ غلام یٰسین تاراباڑی علیہم الرحمہ کو خواب میں دیکھ رہا ہوں، یہ حضرات مجھے تسلی دے رہے ہیں۔'' اتنا سن کر مجھے اطمینان ہو گیا کہ ابھی والد صاحب قید حیات ہی رہیں گے۔چنانچہ چند ایام میں افاقہ ہوا اور پھر رفتہ رفتہ بہ صحت ہو گئے اور معمول کے مطابق مدرسہ اشرفیہ اظہار العلوم سوناپور میں تدریس کے فرائض میں لگ گئے۔

انتقال سے دوتین سال قبل حضور سرکار کلاں محمد آباد ضلع اعظم گڑھ تشریف لائے تھے۔وہاں سے حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گھوسی آئے۔ شمس العلوم کے مدرسین وارکان خصوصاً بحرالعلوم حضرت مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ نے استقبال کیا۔اپنے کمرے میں لے آئے دیر تک باتیں ہوئیں۔ ناشتہ و چائے کے بعد ارکان مدرسہ نے معائنہ لکھوایا۔پھر حضرت صدر الشریعہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے تشریف لائے۔طلبہ کی بھیڑ اکٹھی تھی۔حضرت کو جلدی جانا تھا۔ مجھے ہمت نہ پڑی کہ اپنی درسگاہ تک تشریف لانے کی گزارش کروں۔دیر تک فاتحہ پڑھنے کے بعد جب باہر تشریف لائے تو میں نے بحرالعلوم مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ سے کہا۔آپ حضرت سرکار کلاں میری درسگاہ والے کمرے کو رونق بخشتے تو زہے نصیب۔حضرت مفتی بحرالعلوم نے گزارش کی، کمرے میں تشریف لائے، حضرت مفتی صاحب بھی ساتھ تھے۔ تھوڑی دیر بیٹھے، مفتی صاحب قبلہ نے والد صاحب کے حوالے سے میرا تعارف کرایا تو فرمایا کہ ''پورنیہ کے مولانا شہاب الدین تو میرے خاص لوگوں میں سے ہیں۔'' پھر از خود دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی۔رکشہ موجود تھا، رکشہ سے شمس العلوم گئے پھر وہاں سے بذریعہ کار کچھوچھہ شریف۔

حضور سرکار کلاں کی سجادہ نشینی پر آپ کے خلیفہ امام معقول و منقول علامہ سلیمان صاحب بھاگلپوری علیہ الرحمہ نے حضور محدث اعظم کی یہ رباعی پیش کی تھی۔

بنازم گر تو فرقم بیشنی   کہ بہرا شرفیاں ناز نینی
جناب سید مختار اشرفی   بنا زدبر تو سجادہ نشینی

یہ رباعی بھی انہیں کی شان میں تحریر فرمائی ہے۔

اجماع کردہ اند ہم صاحب نظر   درآل اشرف اشرفی گشتہ بزرگ تر
بس ہم چناں اے سید مختار اشرفی   بعد اشرفی بزرگ توئی قصہ مختصر

گلستان سنیت اور بوستان فضل و کمال کا یہ لہلہاتا ہوا پھول، علم و عمل کا یہ سورج اور قوم کا یہ مخلص خادم زندگی بھر خدمت دین میں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

لگار ہا دیکھتے ہی دیکھتے ۹؍رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء کو اپنے محبوب حقیقی سے جاملا۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔(ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے) للّٰہ ما اخذ ولہ ما اعطی وکل شئی عندہ باجل مسمّٰی ۔خدا جو لے وہ اس کا، جو عطا فرمائے وہ اس کا اور اس کے نزدیک ہر چیز کے لئے ایک مدت متعین ہے۔

۲۲؍نومبر کو جب یہ المناک خبر ملی ،تو گھوسی سے بحر العلوم مفتی علامہ عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی شیخ الحدیث حضرت مولانا قمر الدین صاحب اشرفی ،مولانا ممتاز عالم اشرفی مصباحی کے معیت میں فقیر بھی اشکبار آنکھوں کے ساتھ کچھوچھہ مقدسہ حاضر ہوا۔زیارت ہوئی وہی شگفتہ چہرہ ،وہی رونق ،وہی تازگی ،جیسے ابھی ظاہری حیات سے ہوں۔جمعہ کی شام کو مغرب وعشاء کے درمیان نماز جنازہ ہوئی۔آپ کی نماز جنازہ شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی نے پڑھائی۔مولیٰ تعالیٰ انکی قبر پر رحمت وانوار کی بارش برسائے اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض فرمائے۔آمین۔

☆☆☆☆☆

شریعت وطریقت کا مجمع البحرین

علامہ نصیر احمد نصیر سراجی ایڈیٹر ماہنامہ تعلیمات جدید، بنارس

کمترین کو ۲۰ سال قبل پہلی بار مخدوم المشائخ، شیخ دوراں، جامع شریعت وطریقت نظر کردۂ حضور مخدوم سمناں، حضرت مولانا مفتی سید شاہ مختار اشرف اشرفی جیلانی (المشہور بہ محمد میاں) کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ جامعہ حمیدیہ رضویہ (بنارس) کے فضلاء کی دستار بندی کی تقریب تھی فارغین میں محبّ گرامی حضرت مولانا مقصود احمد صاحب قادری (صاحب سجادہ آستانہ حضرت شاہ ولایت حسین رحمۃ اللہ علیہ دولہا دیوان، بنارس) بھی تھے اور انہی کی دعوت پر میری حاضری ہوئی تھی۔ جامعہ کے وسیع میدان میں خطابت ونعت خوانی کا مبارک دور چل رہا تھا پورا مجمع تقریر سننے میں محو تھا کہ ناگاہ نعرۂ تکبیر ورسالت کے ساتھ شہزادۂ غوث الاعظم زندہ باد، حضور سرکار کلاں زندہ باد، کی آواز نے ساری محفل کو اپنی جانب متوجہ کرلیا۔ متعدد منتظمین جامعہ، مدرسین اور علماء ومشائخ کے درمیان سے ایک انتہائی حسین وجمیل نورانی شخصیت نمودار ہوئی، سرخ وسفید رنگ، فربہ بدن، دراز قد، بڑی بڑی دلکش روشن آنکھیں، پرگوشت رخسار، سجدے کے منور نشاں سے دمکتی پیشانی، خوبصورت ابرو، سفید گنجان ریش، مسلسل حرکت کرتے ہوئے سرخ نازک لب، سر پر انتہائی دیدہ زیب تاج غوثیت، بدن پر کتھئی رنگ کا نہایت جاذب نظر جبہ جس کے چاک گریباں پر سنہری گوٹے ٹنکے ہوئے تھے، پاؤں میں منقش کامدار جوتے، رفتار میں درویشانہ انکسار کے جلو میں شاہانہ وقار، اس دلکش شخصیت کو دیکھتے ہی زبان بول اٹھی "فتبارک الله احسن الخالقین" اور دل نے کہا

تھی جن کے دیکھنے کی تمنا یہی تو ہیں

ہاں اللہ والوں کی سب سے واضح علامت یہی ہے کہ ان کو دیکھ کر خدا کی یاد آنے لگتی ہے یہ تھے فخر زمانہ یادگار سلف شہزادۂ غوث الاعظم مخدوم المشائخ حضرت علامہ سید مختار اشرف علیہ الرحمۃ الرضوان جن کے نورانی قد وقامت کو دیکھ کر ساری محفل "قد قامت" ہوگئی۔

اسٹیج پر حضرت اقدس کے نشست فرمانے کا انداز بھی بڑا ہی باوقار اور متاثر کن تھا۔ ناظرین و حاضرین صاف محسوس کرتے رہے کہ مملکت ولایت کا شہزادہ سائلوں کی جھولیاں گنجینۂ معرفت کے لعل وجواہر سے بھرتا جارہا ہے۔

اسٹیج پر حضرت اقدس کے نشست فرمانے کا انداز بھی بڑا ہی باوقار اور متاثر کن تھا۔ ناظرین وحاضرین صاف محسوس کرتے رہے کہ مملکت ولایت کا شہزادہ سائلوں کی جھولیاں گنجینۂ معرفت کے لعل و جواہر سے بھرتا جارہا ہے۔ یکے بعد دیگر معتدد خطبہ وشعراء اپنی تقریروں اور شعروں سے محظوظ کرتے رہے۔ سماعت ان کی صداؤں کی جانب مرتکز رہی، مگر بصارت حضرت اقدس کے روئے زیبا کی زیارت سے شادکام ہوتی رہی اور جب حضرت مولانا غلام آسی صاحب ابو العلائی رحمۃ اللہ علیہ نے خطبۂ مسنونہ کے بعد حضرت اقدس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا چہرہ دیکھو اور نبی پر درود پڑھو تو گویا میرے حواس خمسہ آنکھوں کے کٹوروں میں سمٹ آئے اور حضرت اقدس کے دیدار میں

استغراقی کیفیت کے ساتھ محو ہو گئے۔ تمام مقررین کے بعد حضرت اقدس نے ''میثاق ازل'' کے موضوع پر مختصر مگر جامع اور پرمغز تقریر ارشاد فرمائی۔ صلوۃ وسلام بھی اپنے مخصوص والہانہ انداز میں پڑھا اور انتہائی عاجزی اور مسکنت کے ساتھ دعا فرمائی۔

اسٹیج پر گھنٹوں دیکھنے کے بعد بھی سیری نہیں ہوئی تھی تشنگی شوق حضرت اقدس کی قیام گاہ پر کشاں کشاں لے گئی۔ حضرت اقدس کے پہلو میں حضرت مولانا غلام آسی صاحب دوزانو بیٹھے تھے۔ میں نے پہلے حضرت اقدس سے مصافحہ کیا پھر حضرت مولانا غلام آسی صاحب سے۔ حضرت مولانا مرحوم حضرت والد ماجد علامہ عزیز الحق کوثر ندوی علیہ الرحمۃ والرضوان سے ملاقات کے لئے کئی بار غریب خانہ پر تشریف لا چکے تھے اور مجھے بھی ہم کلامی کا شرف حاصل ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ میں اگر چہ اس وقت ۱۶۔۱۷ سال کا تھا مگر حضرت مولانا نے کمال خوردنوازی کا مظاہرہ فرمایا، اپنے پاس بٹھایا۔ حضرت والد صاحب کی خیر و عافیت دریافت فرمائی اور ان کے کمالات علمی سے متعلق چند جملے ارشاد فرمائے جنہیں سن کر موجود چند مولویوں کے چہرے پر ناگواری کی سیاہی چھا گئی۔ پھر حضرت اقدس سے فرمایا ''یہ حضرت مولانا کوثر ندوی صاحب کے صاحبزادے ہیں۔'' حضرت اقدس بڑی شفقت کے ساتھ میری جانب متوجہ ہوئے۔ میری علمی مصروفیت کے متعلق چند باتیں دریافت فرمائیں۔ پھر دوسرے عقیدت مندوں سے استفسار احوال میں مصروف ہو گئے۔

یہ تھی حضرت مخدوم المشائخ سے میری پہلی ملاقات جو گو بہت مختصر تھی مگر اس چھوٹی سی ملاقات نے میرے دل کی تختی پر عقیدت و محبت کے ایسے سنہری نقوش مرتسم کر دئے جو آج بھی حریم قلب میں پوری آب وتاب کے ساتھ جگمگا رہے ہیں۔

پھر کئی جلسوں میں حضرت کی بابرکت صحبت سے فیضیاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مخلصین اور معتقدین کا کتنا ہی مجمع ہوتا مگر مجھ پر نگاہ پڑتے ہی بڑے پیار سے اپنے قریب بلاتے، خیر وعافیت دریافت فرماتے، علمی مشاغل پوچھتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ خود کم بولتے اور مجھے زیادہ بولنے کا موقع دیتے بلکہ بار بار انگیز کرتے۔ جماعتی اختلافات ونزاعات پر گفتگو چھڑتی تو آہ سرد کھینچتے اور فرماتے ''اللہ لوگوں کو عقل سلیم عطا فرمائے'' مخالفوں اور معاندوں نے الزامات و اتہامات کے کتنے ہی زہریلے تیر چلائے، ذاتیات پر کیسے کیسے دل شکن حملے کئے، جلوت سے لیکر خلوت تک طعن و دشنام اور سب ولعن کے پتھر برسائے، مشائخِ خانوادہ کی پگڑیاں اچھالیں، باعصمت خواتین حرم کی ردائے عفت کو داغدار دکھانے کی ناپاک سعی غلط کی، مگر حضرت اقدس نے ہمیشہ ان کی اصلاح وہدایت کے لئے دعا کی یہ وہ روشن حقائق ہیں جن کی شہادت آپ سے ملنے والا ہر اہل حق ببانگ دہل دے سکتا ہے۔ حضرت مولانا رضاء الحق صاحب اشرفی (شیخ الحدیث جامع اشرف کچھوچھہ شریف) کا بیان ہے کہ حضرت نے ایک موقع پر فرمایا۔

''غیروں کی ایذا رسانی اور بدگوئی پر صبر کرنا اور انہیں دعائیں دینا تو ہمارے جد کریم نے ہمیں سکھایا ہے۔ ہم امام حسن کی اولاد ہیں۔ آپ کا یہی طریقہ تھا (سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل ص ۱۰۵)

مولانا موصوف کی یہ بھی روایت ہے کہ حضرت اقدس کبھی کبھی یہ بھی فرماتے تھے۔

''جو لوگ چھپ چھپ کر گالیاں دیتے ہیں انہیں چھوڑیئے، جنہوں نے چھاپ کر گالیاں دی ہیں اگر وہ بھی ہماری خانقاہ میں آئیں تو ان کے اکرام وتواضع میں کوئی دریغ نہیں کروں گا۔ یہ خانقاہ ہے یہاں نفس کو دخل نہیں۔'' (حوالۂ سابق ص ۱۰۵)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت اقدس علیہ الرحمہ کے اندر خانقاہی رواداری کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ عفو و درگزر، اخلاص و ایثار، حمل و تحمل، صبر و ضبط، شریعت کی پاسداری، محبت رسول ﷺ، عشق خداوندی، ذکر پیہم، خدمت خلق، وسیع القلبی، کسر نفسی اور تواضع حضرت اقدس کی حیات طیبہ کے روشن ترین ابواب تھے۔ خانوادۂ اشرفیہ کے تمام اصاغر و اکابر کا متفقہ بیان ہے کہ سن شعور سے آخر حیات تک حضرت اقدس نے حتی الامکان سنت رسول اور شریعت الٰہیہ کا اتباع کیا ہے۔ ٦ سال کی عمر سے اپنے جد امجد مجدد سلسلۂ اشرفیہ عارف باللہ قطب زمانہ اعلیٰ حضرت مخدوم سید علی حسین صاحب اشرفی میاں قدس سرہٗ العزیز کے ساتھ نماز پنجگانہ کی ادائیگی کے لئے مسجد میں جاتے، ماہ رمضان میں تراویح کے لئے بھی انہی کے معیت میں جاتے اور آیات قرآنی سن سن کر جھومتے رہتے، کھیل کود کی عمر میں بھی آپ کا زیادہ وقت بزرگوں کی پاکیزہ صحبت میں گزرتا اور ان سے معرفت الٰہیہ کے انوار کشید کر کے دل کو مطلع انوار بناتے رہتے، بچپن ہی میں آپ کے پاکیزہ طور، طریق، نشست و برخاست کے آداب، عبادت میں لگن، بزرگوں کی خدمت، خوش اخلاقی اور سیرت کے محامد و محاسن کو دیکھ کر اہل دل اور اہل نظر حضرات کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ ننھا سا ستارہ ایک دن آفتاب بن کر آسمان معرفت جگمگائے گا اور ان کے قلوب کو اپنی زرتار کرنوں سے روشن کریگا۔ آپ کے جد امجد حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے ایک موقع پر فرمایا تھا۔ ''میرا یہ بیٹا مادرزاد ولی ہے۔''

عین اس وقت جب کہ ریعان شباب کا نمو ہو رہا تھا۔ آپ کے جد امجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہٗ کی نگاہ انتخاب آپ پر پڑی اور اپنی ولیعہدی اور جانشینی کے منصب عالیہ پر فائز فرمایا۔ اعلان ولیعہدی کے موقع پر آپ نے اس بات کا بھی اظہار فرما دیا کہ میرا یہ انتخاب فقط میری منشا پر مبنی نہیں بلکہ اشارۂ غیبی ہے اور ایک نشست میں اس اشارۂ غیبی کی توضیح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ''یہ حضرت مخدوم پاک کا حکم تھا۔'' یقیناً اکابر کی حضرت اقدس کی ذات والاصفات سے جو امیدیں تھیں حضرت اقدس نے اسے بتمام و کمال پورا فرمایا اور دنیا کے چپے چپے پر اشرفیت کا نورانی علم لہرا دیا، خانقاہی رواداری کی ترویج و اشاعت فرمائی، تعلیم شریعت کے لئے سیکڑوں مدارس عربیہ کا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے رکھا، سیکڑوں کانفرنسوں اور ہزاروں جلسوں میں شرکت فرمائی اور اپنے خطبات اور دعاؤں سے نوازا۔ لاکھوں افراد کو حلقۂ بیعت میں شامل فرمایا جو آج دنیا کے خطے خطے میں پھیلے ہوئے ہیں اور رشد و ہدایت کی نیک خدمت انجام دے رہے ہیں۔ حضرت اقدس کی پاک و مطہر زندگی کی ایک ایک ادا نشان ہدایت ہے جو گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم کا پتہ دیتا ہے، صبر و شکر حضرت اقدس کا طرۂ امتیاز تھا۔ زبان کو حرف شکایت سے دور رکھتے مگر ان حلم و تحمل اور عفو و درگزر کا کیسا ہی نقیب ہو ان کی فطرت کے مطابق شدائد و آلام کی بہتات سے کبھی صبر و شکیب کا ساغر چھلک ہی جاتا ہے کہ

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں

چنانچہ حضرت اقدس شہرت و اقتدار کی لیلائے محمل نشیں کے پیچھے سرپٹ دوڑنے والے زر پرست مولویوں اور بات بات پر اختلاف و افتراق کی خندق کھودنے والے اور تضلیل و تفسیق کے گولے داغنے والے کم نظر مفتیوں کی مفاد طلبی، تخریبی ذہنیت اور مفسدانہ تحریکات کو یاد کر کے اکثر آبدیدہ ہو جاتے اور بڑے ہی رنجیدہ لب و لہجے میں فرماتے۔

''وہ کیا دور تھا جب ہم اپنی خانقاہ میں حجۃ الاسلام،

صدرالشریعہ، صدرالافاضل، مجاہد ملت، مفتی اعظم اور دوسرے اکابر علماء کو مدعو کرتے تھے سب لوگ آتے تھے۔ ہم سب شیر وشکر کی طرح رہتے تھے ہر ایک دوسرے کے اعزاز و اکرام کا خیال رکھتا تھا۔ کیا نورانی ماحول تھا۔ مختلف فروعی مسائل میں زبردست اختلاف ہونے کے باوجود سب ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے۔ کیا اخلاص و بے نفسی کا زمانہ تھا مگر آج یہ پراگندہ ماحول خدا کی پناہ! ہر کام میں نفسیات ہی نفسیات۔ کوئی فقیہ العصر ہے تو اس کے سامنے سارے لوگ طفل مکتب۔ کسی کو محدث زمانہ کہلانے کا شوق ہے تو سارے علماء ان کے شاگرد کے زمرے میں ہیں۔ کوئی مفتی اعظم ہے تو اس کا ہر فتویٰ واجب التسلیم ہونا چاہئے اس سے کوئی منکر ہوا تو وہ منکر شریعت ہے مجھ سے سچ فرمایا تھا حضرت صدرالافاضل نے اور شاید اسی وقت کے لئے فرمایا تھا کہ ''ایک وقت وہ آئیگا کہ لوگ جہالت و نفسانیت سے غلط فتوے دیکر لوگوں کو گمراہ کریں گے ایسے وقت میں آپ کسی فتوے پر بہت سوچ سمجھ کر دستخط کیجئے گا۔'' میں تو وہی دور اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔

(سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل ص۷۹۔۸۰)

اہل سنت میں پھیلے ہوئے انتشار و افتراق اور تعصب و عناد پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ''مسائل میں اختلاف کوئی بری چیز نہیں ہے یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے مگر اس کی وجہ سے ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا بہر حال مذموم اور برا ہے۔ اکابر کا دور میں نے دیکھا ہے وہاں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ مگر افسوس جیتے جی میں نے وہ دور بھی دیکھا جس کا تصور بھی نہیں تھا کاش! ہم ایک دوسرے کا احترام کرتے اور دشمنوں کے مقابلے میں امت واحدہ بن کر سینہ سپر رہتے بحمدہ تعالیٰ فقیر کا کسی مسئلے میں کسی سے الجھاؤ نہیں۔''

درحقیقت حضرت اقدس کی حیات طیبہ اس قطعہ کی زندہ تصویر تھی۔

مرا مسلک محبت ہے محبت
مرا مذہب ہے سب کی خیر خواہی
یہی اجمیر کی دلکش فقیری
یہی بغداد کی ہے بادشاہی

حضرت اقدس اسی پیغام محبت کو آفاق عالم میں تاحیات پھیلاتے رہے اور الحمدللہ آپ کے خلف الصدق اور جانشین شیخ اعظم حضرت مولانا سید اظہار اشرف صاحب اشرفی جیلانی دامت برکاتہم اسی پیغام صلح و خیر اور ارمغان شفقت و مودت سے بلاد عرب و عجم کو بہرہ یاب فرما رہے ہیں۔ کاش تمام خانقاہوں کے مرشدان کرام اجتماعی طور پر اس پیام محبت کو تحریکی شکل دیں تا کہ اس دور شر و فساد اور زمانۂ بغض و عناد میں صوفی ازم کا فروغ پھر سے علمی و عملی طور پر نظر آنے لگے اور جاہ پسند اور مفاد پرست علماء سوء کی تخریبی سازشیں کامیابی سے ہمکنار نہ ہوسکیں۔ حضرت اقدس مولانا سید شاہ مختار اشرف قدس سرہٗ النورانی کی دل آویز شخصیت ایک منارۂ نور ہے جو آج بھی اپنی نورانی شعاؤں سے تاریک دلوں کو منور کرسکتی ہے اور ان کی گزشتہ زندگی کا ایک ایک لمحہ ماضی کے پردے سے اعلان کررہا ہے۔

سورج ہوں روشنی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
میں ڈوب بھی گیا تو شفق چھوڑ جاؤں گا

☆☆☆☆☆

دیکھتے ہی خدا یاد آگیا

محمد یحییٰ انصاری اشرفی ۔ شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (دکن)

الحمد للہ الذی جعل الافلاک والارضین والصلوٰۃ والسلام علیٰ من کان نبیاً وآدم بین الماء والطین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین ۔ أما بعدُ قال اللہ تعالیٰ ﴿اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ﴾

خبردار ہو جاؤ ! یقیناً اولیاء اللہ (اللہ کے دوستوں) کو نہ کوئی خوف ہے نہ رنج وغم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے۔ انھیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔ (یونس/٦٣)

محقق دوراں حضور شیخ الاسلام والمسلمین سیدی ومرشدی علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی 1974ء میں پہلی مرتبہ اپنے تبلیغی وروحانی دورے پر حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے۔ اُس وقت کے حالات یہ تھے کہ شہر حیدرآباد میں وہابیت پوری شدت سے اپنی بدعقیدگی کو پھیلانے کی مذموم کوششوں میں مصروف تھی بلکہ وہ شہر کے ماحول کو مکمل طور پر متاثر بھی کر چکی تھی عوام وہابیت کی زد و لپیٹ میں آ چکی تھی۔ طوفان کے بعد کی خاموشی کی طرح خانقاہیں سُنسان ہو چکی تھیں۔ علماء ومشائخ دکن مایوسی اور ستم ظریفی کے مظاہر کا نظارہ کر رہے تھے، وہ ہدفِ تنقید بن چکے تھے۔ اہلسنت وجماعت کے دینی مدارس، مساجد اور خانقاہوں کی بقاء دشوار نظر آرہی تھی۔ وہابیت کے شکنجے اور چنگل سے نکلنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ اُن مایوس کن حالات میں محی الدین (سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کی آل نے حیدرآباد کے لاکھوں مسلمانوں کو اپنے عالمانہ و عارفانہ خطبات اور رُوحانی فیضان سے وہابیت کی بدعقیدگی سے بچا لیا۔ حضور شیخ الاسلام کے خطبات کی تاثیر کا یہ عالم ہو گیا کہ لاکھوں سامعین دُور دُور سے آپ کے خطبات سننے کے لئے آنے لگے اور بدعقیدگی سے توبہ کرنے لگے۔ حضور شیخ الاسلام کے تبلیغی ورُوحانی دَورے مسلسل ہوتے رہے، جس سے خوش عقیدگی کی فضا بحال ہو گئی اور شہر حیدرآباد عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کا شہر بن گیا۔ 1976ء میں جب حضور شیخ الاسلام حیدرآباد کے دورے پر تھے اُس وقت "طریقت منزل" جہاں حضور شیخ الاسلام کا قیام تھا احقر بغرض ملاقات پہنچ گیا اور شرفِ بیعت کی خواہش ظاہر کی۔ حضور شیخ الاسلام بیعت کے لئے اپنا رُومال آگے بڑھا دیا، احقر نے عرض کیا کہ حضور والا میری خواہش ہے کہ آپ کے دستِ مبارک میں اپنا ہاتھ دے کر شرفِ بیعت حاصل کروں اور حلقۂ ارادت میں داخل ہو جاؤں۔ میری خواہش کے مطابق حضور شیخ الاسلام نے احقر کو یہ شرف بھی عطا فرمایا اور حضور مخدوم المشائخ قدوۃ السالکین عارف باللہ سیدنا سید مختار اشرف اشرفی جیلانی سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرفِ بیعت کے اپنے واقعہ کو بھی بیان فرمایا۔

حبیب اللہ قادری رشید پاشا نے جامعہ نظامیہ میں حضور مخدوم المشائخ کے قیام کا خصوصی بندوبست فرمایا تھا اسی لئے آپ نے اس بات کا ذکر بھی اس محفل میں کر دیا۔ اُس وقت حضور مخدوم المشائخ نے برملا تمام حاضرین کی موجودگی میں میری دلی خواہش کو جو صرف میرے دِل ہی دِل میں تھی، جس کا ذکر میں نے کسی سے بھی نہ کیا تھا آپ نے اپنی باطنی رُوحانی کیفیت سے جان کر فرمادیا کہ ان (محمد یحییٰ انصاری اشرفی) کی خواہش ہے کہ میرا قیام اُن کے یہاں (مکتبہ انوار المصطفیٰ میں) ہو۔ جامعہ نظامیہ کی دعوت پر حیدرآباد آیا ہوں اس لئے اصل قیام (رات کا قیام) جامعہ نظامیہ میں ہی ہوگا البتہ دن میں قیام محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی قیام گاہ (مکتبہ انوار المصطفیٰ) میں ہوگا۔

اجلاس ختم ہونے کے بعد مولانا سیف خالد اشرفی نے تعجب سے دریافت فرمایا کہ آپ نے اپنی دلی خواہش کا حضرت سے کب اور کیسے اظہار فرمایا؟ سیف صاحب کے استفسار پر عرض کیا کہ جناب میں نے حضور مخدوم المشائخ سے دست بوسی کا شرف ضرور حاصل کیا لیکن گفتگو کا بالکل ہی موقع نہ ملا۔ ہاں میری دلی خواہش جو صرف میرے دِل ہی دِل میں تھی وہ حضرت نے فیضانِ مخدومی سے جان لیا اور قبول فرمالیا۔ احقر انصاری ہے اور بحمدہ تعالیٰ سلسلۂ نسب صحابیِ رسول سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ میری دِلی خواہش یہ تھی کہ جس وقت حضور نبی مکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے اُس وقت حضرت سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو میزبانی اور خدمت گزاری کا شرف حاصل ہوا تھا...... حضور مخدوم المشائخ، آل نبی ہیں اور احقر آل انصار سے ہے لہٰذا اس انصاری کو آل نبی کی میزبانی کا شرف حاصل ہو جائے۔ حضور مخدوم المشائخ نے میری میزبانی کو قبول فرمالیا۔

حضور سیدی مخدوم المشائخ کا قیام حیدرآباد میں ایک ہفتہ رہا، اس دوران آپ صبح سات بجے سے شام سات یا آٹھ بجے تک مکتبہ انوار المصطفیٰ میں قیام فرماتے۔

نشست بیعت وارادت

مکتبہ انوار المصطفیٰ قیام کے دوران بکثرت عقیدت مند حضور مخدوم المشائخ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے اور سلسلۂ اشرفیہ کے فیض سے بہرہ مند اور فیضانِ مخدومی سے سرشار ہوئے۔ حضور مخدوم المشائخ کے رُوحانی فیض اور نظرِ کرم سے ایسے ایسے جوہر وجود میں آئے جو ملت کے خطیب اور اسلام کے ادیب بن گئے۔ میری مُراد خطیب ملت ادیب الاسلام مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی سے ہے۔ حضور سیدی مخدوم المشائخ نے مجھے ایسا ساتھی عطا فرمایا جس کی قلمی صلاحیتوں پر مجھے ناز بھی ہے اور زورِ خطابت پر فخر بھی ہے۔ بیدار مغز عالم، متحرک، فعال اور اعلیٰ کردار شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ مطالعہ و تحقیق کا دائرہ اس قدر وسیع کہ یہ کتابوں کی چلتی پھرتی لائبریری ہے۔ یہ میرا مونس بھی ہے اور میرا معاون بھی ہے، میرا حوصلہ بھی ہے اور میرا رفیق بھی ہے۔ بس یہ کہہ سکتا ہوں:

جس کے دیکھے سے آجاتی ہے منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

حضور مخدوم المشائخ کا چیلنج مباہلہ

حضور سیدی مخدوم المشائخ جس وقت حیدرآباد تشریف لائے تھے اُس وقت وہابیت اپنی پوری شدت سے اپنے عقائد باطلہ کے فروغ میں سرگرم عمل تھی۔ شہر حیدرآباد کی تاریخی مکہ مسجد میں پالن حقانی گجراتی کے جلسے ہو رہے تھے۔ وہ خبیث بد باطن سُنیت کے لئے ایک چیلنج بلکہ ناسُور بن چکا تھا۔ اہلسنت

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

وجماعت کی تنظیموں کا تاثر تھا کہ اُس کے مقابل اُن دنوں جلسے منعقد کئے جائیں تو ہمارے جلسے ناکام وفلاپ ہوجائیں گے اور عوامی تائید پالن کو حاصل ہوجائے گی۔ ہمارا ایمان ہے کہ رُوحانی طاقت نے ہمیشہ شیطانی طاقت کو پسپا کیا ہے۔ حق کو ہمیشہ سربلندی حاصل ہوتی ہے اور باطل مٹ جاتا ہے ﴿اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ (بنی اسرائیل/۸۱) بیشک باطل کو مٹنا ہی تھا۔ مکتبہ انوار المصطفٰے نے ان نازک حالات میں شہر حیدرآباد کے مرکزی مقام مغلپورہ پلے گراونڈ پر حضور سیدی مخدوم المشائخ عارف باللہ سید مختار اشرفی جیلانی کی رُوحانی سرپرستی میں عظیم الشان جلسہ میلاد النبی ﷺ منعقد کیا۔ حضور مخدوم المشائخ کی کرامت سب نے دیکھی کہ وسیع وعریض میدان تنگ دامنی کا شکوہ کررہا تھا۔ جلسہ گاہ کے باہر بھی ہزاروں افراد دیر رات تک کھڑے پُرکیف رُوحانی منظر دیکھ رہے تھے حضور مخدوم المشائخ کے روحانی ارشادات اور علمی نکات سے مجمع دم بخود رہ گیا۔ فیضان سیدنا غوث اعظم جاری ہوگیا اور آل محی الدین نے مُردہ قلوب کو زندہ فرمادیا۔ سب کے قلوب عشقِ مصطفٰے ﷺ سے لبریز ہوگئے، حق واضح ہوگیا اور حوصلے بلند ہوگئے۔ حضور مخدوم المشائخ نے اپنے ارشادات کے دوران پالن حقانی کو للکارا اور مباہلہ کا چیلنج پیش کردیا۔ پالن حقانی سے کہا گیا کہ نادان اور کم علم عوام کو کیوں گمراہ کررہے ہو؟ اُن کے سینوں سے عشقِ مصطفٰے ﷺ کی حرارت ایمانی کو کیوں ختم کررہے ہو؟ حق اور باطل کا فیصلہ عوام کی موجودگی میں ہی کرلیا جائے گا۔ مباہلہ کے لئے تیار ہوجاؤ۔ زہر کے دو پیالے اسٹیج پر رکھے جائیں گے، بیک وقت تم اور میں ایک ایک پیالہ اُٹھا کر پی جائیں۔ حق واضح ہوجائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو فیصل بنالیں۔ جو باطل ہوگا وہ ہلاک ہوجائے گا۔ حضور سیدی مخدوم المشائخ کے اس چیلنج پر سارے مجمع نے فلک گونج نعروں سے اپنی تائید وحمایت کا اعلان کیا۔ پالن حقانی نے اس چیلنج کو قبول نہیں کیا بلکہ اس نے راہِ فرار اختیار کرنے میں عافیت سمجھی۔

شہر حیدرآباد سے روانگی اور وداعی ملاقات

حضور مخدوم المشائخ اپنے مقررہ رُوحانی پروگرام کی تکمیل کے بعد کچھوچھہ شریف (اکبرپور) روانہ ہونے سکندرآباد ریلوے اسٹیشن تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن پر ہزاروں عقیدت مندوں کا ہجوم تھا۔ ریلوے اسٹیشن کے عملے اور مسافروں نے شاید ہی ایسا رُوحانی وحسین منظر کبھی دیکھا۔ ٹرین مقررہ وقت سے دو گھنٹے پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ ساڑھے تین بجے کا شیڈول ٹائم تھا۔ عقیدت مند مصافحہ ودست بوسی میں مصروف تھے۔ ساڑھے تین بج چکے تھے اور حضور سیدی مخدوم المشائخ ٹرین سے اُتر کر پلیٹ فارم پر تشریف فرما تھے۔ سارے عقیدت مند معروضہ پیش کررہے تھے کہ حضور والا ٹرین سیٹی دے رہی ہے روانگی کے لئے تیار ہے کسی بھی لمحے روانہ ہوسکتی ہے لہٰذا آپ ٹرین میں تشریف لائیں اور اپنی نشست سنبھال لیں۔ احقر (محمد یحیٰ انصاری اشرفی) ریلوے اسٹیشن کے باہر ٹرافک اور ہجوم میں پھنس چکا تھا، ساڑھے تین بج چکے تھے، یہ سوچ کر بہت افسوس ومایوسی ہورہی تھی کہ وداعی ملاقات نہ ہوسکے گی۔ دوڑتے دوڑتے دس منٹ کی تاخیر سے تین بجکر چالیس منٹ پر پلیٹ فارم پہونچا۔ پلیٹ فارم پر کیا دیکھتا ہوں کہ حضور مخدوم المشائخ نہایت اطمینان سے ٹہل رہے ہیں اور ولی کامل کی نگاہیں مجھ حقیر وفقیر اشرفی کی منتظر تھیں۔ آپ سب کو تسلی واطمینان بخش رہے تھے کہ ٹرین ابھی روانہ نہیں ہوگی، یحیٰ انصاری اشرفی ضرور آئے گا، ملاقات ہوگی، مابعد روانگی عمل میں آئے گی۔ بہرحال دس منٹ تاخیر سے حضور مخدوم المشائخ تک پہنچ گیا۔ نہایت اطمینان سے مصافحہ، دست بوسی اور حصولِ دُعا کا شرف حاصل ہوا۔ حضور

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

مخدوم المشائخ جوں ہی ٹرین میں داخل ہوئے ٹرین چلنے لگی اور یہ کرامت سب دیکھتے رہ گئے۔

عرسِ مخدومی میں حضور مخدوم المشائخ سے شرف ملاقات:

نومبر ۱۹۸۲ء میں احقر کو عرس مخدومی میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ خانقاہ میں شرفِ نیاز کے لئے جب فقیر حاضر ہوا تو حضور مخدوم المشائخ مُریدین وعقیدت مندوں کے کثیر ہجوم میں تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک فاصلے ہی سے فرمادیا کہ دیکھوئیحیٰ اشرفی آرہے ہیں۔ سلام وکلام اور دست بوسی کا شرف حاصل رہا۔ حضور مخدوم المشائخ نے اُس وقت تمام حاضرین کی موجودگی میں دورۂ حیدرآباد کی ساری تفصیل اور واقعات بیان فرمائے۔ عرس مخدومی کی تقاریب کے اختتام کے بعد وداعی ملاقات کے لئے فقیر حضور مخدوم المشائخ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' آپ نے دُعاؤں سے خوب نوازا۔ حضور مخدوم المشائخ کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اس حقیر وفقیر عاصی کو (۲۱) برس سعودی عرب میں ملازمت کرنے کا موقع مل گیا' اس عرصے میں بحمدہ تعالیٰ کئی مرتبہ حج وعمروں کی سعادت اور بارگاہ رحمۃ للعالمین ﷺ میں حاضری وزیارت کا شرف نصیب ہوا۔

حضور مخدوم المشائخ کا آخری مکتوب

حضور سیدی مخدوم المشائخ کی بارگاہ میں طالب الخیر جب بھی اپنے مکتوبات کے ذریعے معروضے پیش کرتا رہا' حضور مخدوم المشائخ دُعاؤں سے مسلسل نوازتے رہے۔ حضور مخدوم المشائخ کے وصال سے کچھ ہی دن قبل جب کہ آپ حالتِ علالت میں ہاسپٹل میں زیر علاج تھے اُس وقت احقر کو حضور سیدی مخدوم المشائخ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی آپ کی آخری تحریر وصول ہوئی۔ اس آخری مکتوب میں حضور شیخ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف صاحب اشرفی جیلانی کی خدمات کی ستائش اور جامع اشرف کے کارناموں اور توسیعی منصوبوں کا تذکرہ ہے۔ بہت ممکن ہے احقر کا موصولہ مکتوب ہی حضور مخدوم المشائخ کی آخری تحریر ہو۔

آفتاب غروب ہوا کرتا ہے' فنا نہیں ہوتا

حضور مخدوم المشائخ کا وصال ۹/رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء کو ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ آفتاب غروب ہوا کرتا ہے' فنا نہیں ہوتا اور غروب ہو کر بھی جس دُنیا سے غروب ہوتا ہے وہاں چاند ستاروں کے ذریعے اپنی روشنی پہنچایا کرتا ہے' گویا اس کا ربط اس دُنیا سے ختم نہیں ہوتا۔ یہ اور بات ہے کہ پہلے بے واسطہ فیضان نور عطا کر رہا تھا اور اب بذریعہ واسطہ وتوسل۔

یقیناً حضور مخدوم المشائخ آفتاب ولایت تھے جس کی شعاعوں سے ہر دور میں لوگ نور ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔ حضور مخدوم المشائخ کا رُوحانی فیض انشاءاللہ جاری رہے گا۔

حضور مخدوم المشائخ بحیثیت ولی کامل

غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کی ذاتِ مقدسہ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا ہے جو اولیاء کے تذکروں اور کتب تصوف میں موجود ہے۔ حضرت مخدوم کی سب سے بڑی کرامت جس کا تسلسل سات سو سال سے ہنوز جاری ہے وہ آپ سے منسوب خاندان اشرفیہ کے 'سادات اشرفیہ' ہیں۔

سات سو سالوں میں خانوادہ اشرفیہ نے ملت اسلامیہ کو ایک سے ایک رُوحانی فرزند عطا کئے جن کے علم وکمال اور فضل وجلال کے آگے صاحبانِ بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے ہیں' علم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے بحر بیکراں' جنھوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں انسانیت کی بے لوث خدمات انجام دیں' فضل وعطا کے موتی بکھیرے' روحانی عظمت کے پرچم لہرائے' علوم باطنی کے دریا

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

بہائے، کروڑوں گم گشتگان معرفت کو عرفان وایقان کی شاہراہ عطا کی۔ عرب وعجم میں آج بھی لاکھوں فرزندانِ اسلامیہ انہیں سادات کرام کے چشمۂ فضل وکرم سے پیاسی انسانیت کو سکون بخش رہے ہیں۔

نظامِ قدرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ہر دور میں ایسی شخصیتیں پروردگارِ عالم پیدا فرماتا رہا ہے جو ملت وقوم کی آبرو بن جایا کرتی ہیں۔ آسمانِ رشد وہدایت کے آفتاب کی طرح چمکتی ہیں۔ سیادت، شرافت ودیانت، حق گوئی وبے باکی، بالغ نظری وفکری اصابت، درویشانہ ادا، فقیرانہ شان...... الغرض حق پرستی، حق آگاہی اور حق نوازی جیسی تمام خصوصیات ایک ہی شخصیت میں سمو دیتا ہے۔ حضور مخدوم المشائخ قدوۃ السالکین سید العارفین سید محمد مختار اشرفی جیلانی قدس سرہ کی ذات والاصفات میں ان تمام خوبیوں کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔ نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت کے علاوہ علمی جلالت، علمی عظمت، کمالِ ولایت، کثرتِ کرامت کی جامعیت آپ کی یہ وہ خاص الخاص خصوصیات ہیں جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہوئیں۔ مرجع علماء ومشائخ حضور مخدوم المشائخ کی ولایت وبرگزیدگی کے سامنے وقت کے اکابرین اسلام جبین عقیدت جھکائے آتے تھے جس کا بچپن دیکھ کر آپ کے جد کریم شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امام العارفین شبیہ غوث الثقلین محبوب ربانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی قدس سرہ (بانی دار العلوم اشرفیہ مبارکپور) نے ارشاد فرمایا تھا 'یہ بچہ وقت کا ولی کامل ہوگا'

حضور مخدوم المشائخ نے نوعمری ہی میں اپنے جد کریم کی توجہات وعنایات سے منازل سلوک وعرفان کو طے فرمالیا تھا۔ ایسا کوئی نہیں ملے گا جو حضور مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف کے کسی عمل کو شریعت کے خلاف قرار دے۔ حضور مخدوم المشائخ کی خلوت وجلوت، نشست وبرخاست، سب میں شریعت کی چھاپ لگی ہوئی تھی۔ آج کے اس بحرانی دور میں اگر شریعت وطریقت کا حسین اور مقدس سنگم دیکھنا ہے تو جانشین غوث العالم حضرت سید محمد مختار اشرف کو دیکھ لے۔ یقیناً ولایت قربِ خداوندی کا نام ہے ولی وہ ہے جو فرائض ونوافل سے قربِ الٰہی حاصل کرے، قرآن کریم کے مطابق ولی وہ ہے جو ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت دو چیزوں سے ملتی ہے 'ایمان میں پختگی اور اتباعِ شریعت سے۔ معلوم ہوا کہ غیر مسلم اور بے ایمان عاملوں، بہروپیوں، جاہل صوفیوں اور فقیروں کا ولایت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ ولی شریعت وسنت کے پابند اور خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ کے سنگم ہوتے ہیں۔

- سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس کا چہرہ زرد، آنکھیں تر اور پیٹ بھوکا ہو۔ (روح البیان)
- ولی وہ مومن کامل ہے جو عارف باللہ ہوتا ہے دائمی عبادت کرتا ہے ہر قسم کے گناہوں سے بچتا ہے لذت اور شہوات میں

> سات سو سالوں میں خانوادہ اشرفیہ نے ملت اسلامیہ کو ایک سے ایک رُوحانی فرزند عطا کئے جن کے علم وکمال اور فضل وجلال کے آگے صاحبانِ بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے ہیں، علم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے بحر بیکراں، جنہوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں انسانیت کی بے لوث خدمات انجام دیں، فضل وعطا کے موتی بکھیرے، روحانی عظمت کے پرچم لہرائے، علوم باطنی کے دریا بہائے، کروڑوں گم گشتگان معرفت کو عرفان وایقان کی شاہراہ عطا کی۔ عرب وعجم میں آج بھی لاکھوں فرزندانِ اسلامیہ انہیں سادات کرام کے چشمۂ فضل وکرم سے پیاسی انسانیت کو سکون بخش رہے ہیں۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

منہمک ہونے سے گریز کرتا ہے۔ (شرح المقاصد)

● ولی سے مراد ہر وہ شخص ہے جو عارف باللہ ہو اور اخلاص کے ساتھ دائمی عبادت کرتا ہو (فتح الباری، حافظ ابن حجر عسقلانی)

● صوفیاء کرام کی اصطلاح میں 'ولی' اس کو کہتے ہیں جس کا دِل ذکرِ الٰہی میں مستغرق رہے۔ شب و روز وہ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو۔ اس کا دل محبتِ الٰہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش تک نہ ہو۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے، اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔ یہی وہ مقام ہے جسے 'فنافی اللہ کا مقام' کہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

● سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھو لیکن وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو وہ استدراج ہے ولایت نہیں۔

● علمائے متکلمین کے نزدیک ولی وہ ہے جس کا عقیدہ درست اور اعمال شریعت کے مطابق ہوں۔ (تفسیر کبیر، امام رازی علیہ الرحمہ)

ولی کی شان یہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ بعض لوگ خلافِ شرع کام کرتے ہیں مثلاً نماز نہیں پڑھتے یا ڈاڑھی منڈاتے ہیں، غیر محرم بے پردہ عورتوں کے ساتھ رہتے ہیں اور لوگ انھیں ولی سمجھتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ اسلامی شریعت کے خلاف کام کرنے والا ہرگز ولی نہیں ہوسکتا۔ سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ وہ کبھی شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا جیسے کہ اگر اس سے نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے تو وہ انکار نہیں کرے گا۔

(ملفوظات امام احمد رضا خان بریلوی)

● اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انھیں اولیاء اللہ کہتے ہیں جو صاحبِ ایمان اور متقی ہو، اللہ اور رسول کو دُنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہوتا ہے اسی کو ولی کہتے ہیں۔ ایمان و پرہیزگاری سخت ضروری ہے لہٰذا کوئی بدمذہب ہندو، عیسائی، قادیانی، رافضی، خارجی، غیر مقلد اہلحدیث اور وہابی کتنی ہی عبادت کرے، ولی نہیں بن سکتا، کیونکہ اُس کے پاس ایمان ہی نہیں۔ غور کرلو کہ سوائے اہلسنت و جماعت کے کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں ہوئے۔ بغداد، اجمیر، دہلی، لاہور، کچھوچھہ، گلبرگہ، اورنگ آباد...... سب جگہ اہلسنت کا ہی ظہور ہے

● حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص ہتھیلی پہ سرسوں جما کر اور ہوا میں اُڑ کر بھی دکھائے تو اگر اس کا شریعت پر عمل نہیں تو وہ ہرگز اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا۔

● ولی وہ ہے جو فرائض کے ذریعہ قربِ الٰہی میں مشغول رہے اور اطاعتِ الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلالِ الٰہی میں مستغرق ہو۔ (تفسیر کبیر)

● ولی وہ ہے جس نے نفس و شیطان اور دنیا اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ لیا اور اپنے چہرے کو مولیٰ عزوجل کی طرف پھیر دیا اور دنیا و آخرت (دونوں) سے بے رخی اختیار کرکے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا طالب نہ ہو۔

● ولی وہ ہے جس کے چہرے پر حیا، آنکھوں میں تری، دل میں پاکی، زبان پر تعریف، ہاتھ میں بخشش، وعدے میں وفا اور بات میں شفا ہو۔

ولی کی پہچان: حقیقت یہ ہے کہ ولی اللہ کی پہچان بہت مشکل ہے۔ شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ خدا کا پہچاننا آسان ہے مگر ولی کی پہچان مشکل۔ کیوں کہ رب تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں مخلوق سے اعلیٰ و بالا ہے اور ہر مخلوق اس پر گواہ۔ مگر ولی شکل و صورت، اعمال و افعال میں بالکل ہماری طرح۔ (روح البیان)

بعض اولیاء فرماتے ہیں کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ دُنیا سے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

بے پرواہ ہو اور فکر مولیٰ میں مشغول ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جو فرائض ادا کرے، رب تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے، اُس کا دل نورِ جلالِ الٰہی کی معرفت میں غرق ہو، جب دیکھے دلائلِ قدرت دیکھے، جب سنے تو اللہ کی باتیں سنے، جب بولے تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ بولے اور جو حرکت کرے اطاعت الٰہی میں کرے، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے۔ (خزائن العرفان)

﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ﴾ (یونس/۶۳) جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

﴿اِنْ اَوْلِيَآءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ (الانفال/۳۴) اولیاء تو پرہیزگار (متقی) ہی ہیں۔

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ (الفرقان/۶۳) اور رحمٰن کے (خاص) بندے (وہ ہیں) جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا﴾ (الفرقان/۶۴) اور جو اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

حضور مخدوم المشائخ کی شخصیت میں ولایت کے یہ سارے اوصاف حمیدہ پائے جاتے ہیں اور یقیناً جس نے آپ کے چہرۂ پُرضیاء کو دیکھا وہ وقت کے ولی کامل کی زیارت سے سرفراز ہوا۔ آپ کے علم وکمال اور فضل وجلال کے آگے صاحبانِ بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے تھے۔ علوم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے بحرِ بیکراں تھے۔ حضور مخدوم المشائخ کے مواعظِ حسنہ بلکہ آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر ہزاروں فساق وفجار بداعتقاد لوگ راہِ راست پر آ گئے۔ خدا کے منکرین بھی آپ کو دیکھ کر خدا کو یاد کرنے لگے، کئی علاقوں میں آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر کفار نے جوق درجوق اسلام قبول کیا۔

حضور مخدوم المشائخ ساری زندگی سلسلۂ اشرفیہ کی اشاعت اور دینی خدمات میں مصروف رہے آپ کے ذریعہ فیضانِ مخدومی پورے عالم میں برستا رہا۔ حضور مخدوم المشائخ کی ولایت وہدایت کے آثار قیامت تک انشاء اللہ باقی رہیں گے۔ ملک وبیرونِ ملک ہزاروں علمائے کرام، مشائخ عظام، زعمائے ملت اور کروڑوں عقیدت مند، آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں اور مسلسل فیضانِ مخدومی سے سرشار ہو رہے ہیں۔ حضور مخدوم المشائخ سے فیضاب ہونے والی شخصیتوں میں ایسے اکابرین اُمت بھی ہیں جن کے مُریدین اور عقیدت مندوں کا حلقہ بھی لاکھوں میں جن میں قابلِ ذکر حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی، شیخ اعظم مولانا الحاج الشاہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی (سجادہ نشین سرکارکلاں)، امیر کشورِ خطابت غازیٔ ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی، حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی اشرفی (صاحبِ فیوض الباری شرح صحیح البخاری)، عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ اشرفی بھاگلپوری —— شامل ہیں جن کے فیوض سے کروڑوں لوگ بہرمند ہو رہے ہیں۔ حضور مخدوم المشائخ سیدنا مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ جس سمت سے گزرے اور جس علاقے میں رونق افروز ہوئے وہاں کے ذرات کو اپنے فیضان سے چمکا دیا اور اشرفی بنا دیا۔ ایک اشرفی بہت قیمتی ہوتا ہے۔ اب جس کے دامن سے وابستہ کروڑوں اشرفی ہوں وہ ذاتِ بابرکت کتنی قیمتی ہوگی۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز
کا
حضرت مخدوم المشائخ سرکارکلاں
پر
خاص فیضان وکرم

علامہ ومولانا محمد طبیب الدین اشرفی

کارپاکاں راقیاس از خود مگیر
گرچہ ماند در نوشتن شیر وشیر
شیرآں باشد کہ مردم را درو
شیرآں باشدکہ مردم می خورد
اولیاء راہست قدرت ازالہ
تیر جستہ باز گرداند زراہ

اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم سوائی

میرے اولیاء میری رحمتوں کے حجاب میں ہیں میرے سوا کوئی ان کونہیں پہچانتا ہے۔

حضرت مخدوم المشائخ مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی قدس سرہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ المعروف اور دنیا والوں کی اس معاملہ میں کبھی پرواہ نہیں کی۔آپ کی ولایت ومحبوبیت کی سب سے بین دلیل اور روشن ترین کرامت ہے۔مخالفت کرنے والوں کی مخالفت بھی آپ کو ضرر نہیں پہونچا سکی اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ومقرب بندوں کو مخالفتوں کے ہی حجاب میں رکھتا ہے کہ لوگ ان کی شخصیت نہ پہچان سکیں۔جیسا کہ حضرت شیخ علاؤ الدین سمنانی قدس سرہ نے اسکی وضاحت فرمائی ہے۔

بچپن سے لے کر آخر عمر تک ایسے لوگوں کا سلسلہ رہا ہے۔ان مخالفتوں کے باوجود آپ کی بارگاہ میں ایسے لوگوں کی گردنیں جھکیں رہیں، جب بھی وہ اپنی کسی حاجت کو لے کر آپ کی بارگاہ میں پہونچے محروم نہیں لوٹائے گئے، یہی اللہ والوں کا وطیرہ وطریقہ رہا ہے۔

آسایش دو گیتی تفسیر این دو حرف است
با دوستان تلطف و با دشمناں مدارا

حضرت سرکارکلاں علیہ الرحمہ جب پیدا ہوئے چھٹے دن آپ کے جدّ کریم قطب الارشاد اعلیٰ حضرت سید شاہ ابواحمد محمد علی حسین اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سر پر تاج رکھا اور فرمایا میرا ولی عہد ہے۔آپ کے والد بزرگوار عالم ربانی حضرت مولانا سید شاہ ابوالمحمود احمد اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا ولی عہد میری موجودگی میں حضور نے مقرر فرمایا، جواب میں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا غوث العالم حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز کے حکم کے مطابق فقیر نے انجام دیا ہے حضرت سن کر خاموش ہو گئے۔حضرت پیر ومرشد سرکارکلاں علیہ الرحمہ نے مکتب کشائی کا واقعہ خود بیان فرمایا کہ ۴ سال ۴ ماہ ۴ دن پورے ہونے پر اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ نے بذات خود بسم اللہ خوانی کرائی اور خود ہی اعلیٰ حضرت نے پڑھا، یعنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد پورے حروف اپنی زبان مبارک سے ادا فرمائے اور حضرت پیرومرشد علیہ الرحمہ ان کے سامنے بیٹھے سنتے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

رہے۔ اس لیے کہ حضرت اُس وقت بات نہیں کر پاتے تھے حالانکہ آپ گونگے نہیں تھے سب باتیں سنتے اور سمجھتے تھے لیکن بات نہیں کر پاتے تھے جو گونگا ہوتا ہے وہ باتیں نہیں سن پاتا ہے۔ حضرت کی یہ کیفیت نہیں تھی۔ اعلیٰ حضرت نے بسم اللہ خوانی کے بعد فرمایا چالیس دن کا مع پرہیز جلالی و جمالی حضرت مخدوم قدس سرہ کے آستانہ پر بابو کا چلہ کرایا جائے۔ حسب الحکم جملہ انتظام کیا گیا اور پورے پرہیز کے ساتھ حضرت کا چلہ شروع ہوا حضرت پیر و مرشد علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ والد بزرگوار مولانا احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو مہمان پرہیزی کھانا چاہیں وہ خانقاہ میں رہیں اور جو اس کے سوا کھانے کے خواہشمند ہوں وہ کچھوچھہ گھر پر آجائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ چلہ کے دوران آستانہ حضرت مخدوم ہی پر کثرت سے رہتا تھا اور مجاوروں سے حضرت مخدوم قدس سرہ اور حضرت نور العین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کا صندل مانگ مانگ کر کھایا کرتا تھا بسا اوقات مجاور یہ کہہ کر صندل نہیں دیتے تھے کہ یہ کھانا نہیں ہے کہ پیٹ بھر کھاؤ یہ تبرک ہے یہ جواب سن کر میں خاموش ہو جاتا تھا اسی طرح چلہ پورا کیا جب چالیسواں دن ہوا، میں حضرت مخدوم کے آستانہ پر شام کے وقت حاضر تھا اور حضرت کے سرہانے شمال مغرب گوشہ میں غنودگی طاری ہونے کے سبب جالی سے لگ کر سو گیا۔ آستانہ بند کرتے وقت مجھے کسی مجاور نے نہیں دیکھا اور آستانہ بند کر دیا (مجاوروں پر حجاب پڑ جانا اور حضرت کو نہیں دیکھ پانا یہ پیش بندی تھی پیدائشی ولی پر ان عنایات و کرم خاص کی جس کے آثار بعد میں ظاہر ہونے والے تھے اور ظاہر ہوئے) حضرت نے فرمایا جب میری آنکھ کھلی تو مجھے گھبراہٹ بالکل نہیں تھی اور میں مطمئن ہو کر حضرت مخدوم کے مزار کا صندل نکال نکال کر خوب کھاتا رہا جب طبیعت سیر ہو گئی اور کچھ ٹھنڈک محسوس ہوئی تو دونوں مزاروں کے درمیان مزاروں کا غلاف کھینچ کر سو گیا۔ حضرت نے فرمایا اب باہر کا حال سنئے کہ باہر گھر میں خانقاہ میں پورا کچھوچھہ، بسکھاری میں میری گم شدگی کا ہنگامہ ہو گیا اور تمام جگہ تلاش کر لیا گیا، یہاں تک کہ کنواں، تالاب اور نیر شریف میں بھی تلاش کر لیا گیا میرا کہیں پتہ نہ چلا۔ والد صاحب بہت زیادہ پریشان ہوئے والدہ حد سے زیادہ حیران و پریشان تلاش بسیار کے بعد والد صاحب نے حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز کی جانب رجوع ہو کر فرمایا حضور تمام میں تلاش کر لیا گیا اب حضور ہی کا آستانہ باقی ہے، جب صبح ہوئی اور آستانہ کھولا گیا تو لوگوں نے مجھے مزار کی جالی کے پاس بے خبر سویا ہوا پایا۔ فوراً خادم نے دوڑ کر مجھے اُٹھا لیا اور پوچھا بابو سردی بھی لگی تھی، میں نے کہا سردی کیوں لگے گی، میں تو اپنے دادا کے پاس تھا اور مطمئن تھا۔ یہ جواب سن کر لوگ بولنے لگے یہ تو جواب دیتے ہیں اتنے میں والد صاحب قبلہ تشریف لائے اور فرمایا جلدی بابو کو میرے پاس لاؤ ورنہ ان کی والدہ کا ہارٹ فیل ہو جائے گا اور پھر حضرت نے جھپٹ کر مجھے سینے سے لگا لیا اب جتنا معاملہ رات میں مشاہدہ کرایا گیا میں سب بھول گیا۔ والد صاحب نے بچہ جان کر کہ کہیں راز کی بات بھی لوگوں پر ظاہر نہ کر دے فوراً سلب فرما لیا سچ ہے۔

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد

کچھ لوگوں نے اس حقیقت کا انکار کیا ہے۔ بظاہر اس کی ایک ہی وجہ سمجھ میں آتی ہے کہ کوئی شخص جب اپنے اندر یہ صلاحیت نہیں پاتا کہ جس سے وہ اس کمال کو پا سکے تو ایسی صورت میں وہ احساس کمتری میں مبتلا ہو کر سامنے والے کے فضل و کمال کا انکار کر بیٹھتا ہے یہ احساس کمتری ہی اُسے حسد کی آگ میں ڈال دیتا ہے۔ ورنہ حق و سچ یہی ہے کہ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے بارگاہ مخدوم

قدس سرہ کے حضور شب گذاری اور ان کی بے حساب عنایت وکرم سے مستفیض ہوئے اور یہ آپ کے روحانی ارتقاء کی پہلی منزل تھی جس نے عروج روحانی کے تمام منازل آسان کردیئے اور سارے بند دروازے کھل گئے۔ ممکن ہے کسی کو شبہ ہو کہ بچپن اس روحانی عروج کا متحمل نہیں ہوتا.........تو کہا جائے گا کہ روحانیت کا عروج عمر سے نہیں، نہ جسمانی توانائی سے تعلق رکھتا ہے غوث زمانہ حضرت سید عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے 'الابریز' میں ارشاد فرمایا کہ بچہ جب پالنا میں ہوتا ہے اُس وقت وہ فرشتوں کو دیکھتا ہے اوراس کی روحانی توانائی غوث وقت کے برابر ہوتی ہے معلوم ہوا کہ روحانیت کا تعلق قلب سے ہوتا ہے قلب آلائش دنیا سے جتنا پاک ومصفی ہوگا روحانیت اُسی اعتبار سے بلند ہوگی۔ حدیث میں 'قلب المومن عرش اللہ' آیا ہے جسم المومن کا لفظ نہیں آیا ہے۔ قلب کی وسعت وتوانائی کا اندازہ عقل کرنے سے قاصر ہے۔ اس کا جسم کی توانائی پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ قلب کا اندازہ حضرت قدوۃ الکبریٰ کے ارشاد سے کیا جاسکتا ہے آپ فرماتے ہیں :

''کونین کی وسعت میرے قدموں کے نیچے اورعرش کی وسعت میرے قلب کی وسعت میں ایک تل کے برابر ہے'' یہی وجہ ہے کہ غوث العالم حضرت مخدوم قدس سرہ العزیز کی نگاہ خدا بین نے دیکھا کہ یہ میرا پوتا روحانیت کی کس عظیم بلندی کا مستحق ہے قریب بلاکر سارے منازل کھول دیئے اور وہاں تک پہونچا دیا یہ ازلی سعادت خداوند قدوس کی عطاء کردہ تھی کسی انسان کی نہیں جس کا اندازہ کیا جاسکے۔ آپ کے جدّ کریم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے جس وقت آپ کو منصب سجادگی اوراس سے متعلق تمام تر ذمہ داریوں کو آپ کے سپرد کرنے کا ارادہ فرمایا تو رابعۂ زمانہ آپ کی والدہ ماجدہ علیہا الرحمہ نے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے مؤدبانہ درخواست کی کہ حضور بابو کے کاندھوں پر اتنا بڑا بوجھ نہ ڈالیں ابھی بچے ہیں گھر میں کسی اور کے سپرد کردیں تو بہتر ہے۔ جواب میں حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے فرمایا ''فقیر جو کچھ کررہا ہے وہ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کے حکم سے ان کی مرضی سے کررہا ہے بابو ان ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی ادا کریں گے، انہیں کے ہاتھوں مسجد اور خانقاہ بنے گی'' آپ کی والدہ ماجدہ جواب سن کر خاموش ہوگئیں۔ جب اس کی تیاری ہوگئی تو علماء ومشائخ اور خاندان کے علاوہ کثیر تعداد مریدین ومعتقدین کی موجودگی میں آپ نے حضور سرکارِکلاں علیہ الرحمہ کے کاندھوں پر یہ ذمہ داری ڈال دی، اس وقت بھی اُسی مجلس میں خاندان ہی کے ایک فرد نے یہ کہا: حضور یہ ابھی بچے ہیں اتنی اہم ذمہ داری ان کو نہ دیجائے۔ یہ سن کر حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے جلال میں فرمایا بچہ سمجھنے والے سن لیں ایسا ولی خاندان میں سات پشت میں نہیں پیدا ہوا اور فقیر حضرت مخدوم قدس سرہ کے حکم ومرضی سے اس کام کو انجام دے رہا ہے۔ اس کام کو انجام دینے کے کچھ ہی دنوں بعد آپ نے زیارت حرمین شریفین کی تیاری کی اور زیارت کے لئے روانہ ہوئے تو حضور سرکارِکلاں علیہ الرحمہ بھی آپ کو ممبئی پہونچانے تشریف لے گئے۔ ممبئی سے ایک خط اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے اپنے مرید وخلیفہ حافظ محمد صدیق اشرفی شہزاد پور کو لکھا۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ فقیر جہاز کے عرشہ پر سے جب اور جدھر لوگوں کے مجمع پر نظر ڈالتا ہے فقیر کو اپنا پوتا ان سب میں نمایاں نظر آتا ہے معلوم ہوتا ہے میرا پوتا اپنے باپ دادا سے بھی بلند وبالا مقام حاصل کریگا ان سے بھی آگے جائے گا۔ بحمدہ تعالیٰ وہ بشارت، زندگی کا اک دور آیا جس میں ظاہر ہوئی۔ ہارون سیٹھ چشتی مالیگاؤں بیان کرتے ہیں کہ ایوب شاہ مجذوب جو قادری سلسلہ کے بزرگ ہیں انکے گھر پر تشریف

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

لائے گفتگو کے دوران ہارون سیٹھ نے ایوب شاہ سے دریافت کیا آج ہندوستان کے اندر سب سے بڑی ہستی روحانیت میں کون ہیں۔ ایوب شاہ صاحب آنکھیں بند کر کے مراقب ہوئے اور تقریباً پندرہ منٹ کے بعد آنکھیں کھولیں اور دریافت کیا یہ سامنے کے مکان میں کون بزرگ آتے ہیں۔ ہارون سیٹھ کے مکان کے بالکل سامنے خانقاہ اشرفیہ ہے۔ اُسی کی جانب اشارہ کر کے انہوں نے پوچھا، ہارون سیٹھ نے جواب دیا کہ کچھوچھہ مقدسہ کے سجادہ نشین سید شاہ محمد مختار اشرف صاحب تشریف لاتے ہیں وہی قیام فرماتے ہیں۔ ایوب شاہ صاحب نے جواب دیا کہ اس وقت ہندو پاک میں سب سے بڑی ہستی آپ کی ہے۔

جناب محمد اکبر خان صاحب سہسرام والے اپنے ایک مقالہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک وقت معاشی پریشانی میں مبتلا ہوا بالکل بحرانی حالت ہوگئی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہورہی تھی۔ غایت درجہ پریشان ہوگیا۔ اتفاقاً اسی دوران میں نے حضرت غوث العالم مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا آپ فرمارہے ہیں کہ تم کچھوچھہ آؤ میرے سجادہ سے ملو آستانہ پر حاضری دو تمھاری پریشانی دور ہوجائے گی۔ اکبر صاحب کبھی کچھوچھہ نہیں آئے تھے سہسرام میں ان کے ایک دوست تھے جو اکثر کچھوچھہ آیا کرتے تھے۔ اکبر صاحب نے اپنا خواب اپنے دوست سے بیان کیا تو ان کے دوست نے بتایا کہ بھئی وہاں سجادہ کئی لوگ ہیں۔ تم کو کن سے ملنا ہے ان کا نام پتہ بتاؤ یہ سن کر اکبر صاحب پریشان ہوئے کہ اب کیا کروں؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رات میں سوتے وقت بارگاہ مخدوم میں عرض کیا کہ حضور آپ کے سجادہ کون ہیں کن سے ملنا ہے یہ بھی واضح فرمادیں۔ یہ کہہ کر وہ سو گئے رات میں پھر خواب دیکھا کہ حضرت سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ کی جانب اشارہ کر کے حضرت مخدوم قدس سرہ نے فرمایا کہ میرے سجادہ یہ ہیں۔ صبح بیدار ہونے کے بعد دوست سے رات کی سرگذشت بیان کی اور پھر سفر کی تیاری کر کے دوست کو ساتھ لے کر کچھوچھہ روانہ ہوئے۔

ان دنوں حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کچھوچھہ ہی میں قیام فرما تھے۔ جس دن یہ لوگ درگاہ پہونچے اور خانقاہ حسنیہ میں آئے حُسنِ اتفاق سرکار کلاں علیہ الرحمہ پر نظر پڑی فوراً پہچان گئے کہ یہی وہ بزرگ ہیں جن کے بارے میں حضرت مخدوم نے فرمایا یہ میرے سجادہ ہیں۔ پھر وہ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ سے ملے آستانہ پر حاضری دی ان کا مسئلہ حل ہوگیا۔ اس واقعہ نے ظاہر کر دیا کہ آستانہ کے سجادہ تو بہت سے ہیں لیکن حضرت قدوۃ الکبریٰ غوث العالم قدس سرہ کے سجادہ حضور سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ تھے۔ اور آپ کے ساتھ حضرت مخدوم کی بے پناہ عنایت وکرم شامل تھی۔ خود حضور پیر ومرشد سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ فقیر وہیں جاتا اور قیام کرتا ہے جہاں حضرت مخدوم کا حکم ہوتا ہے جہاں کی اجازت نہیں ہوتی وہاں نہیں جاتا ہوں۔

حضرت غوث العالم قدس سرہ کی مرضی پر اپنی مرضی نچھاور کردی تھی انہیں کی مرضی پر جیتے رہے اور غوث العالم علیہ الرحمۃ کی ہمیشہ توجہ خاص آپ پر رہی۔ یہاں تک کہ آپ اپنے محبوب حقیقی کے جوار قدس میں پہونچ گئے قطرہ دریا میں جا کر پرسکون ہوگیا۔

☆☆☆☆

سرکار کلاں اپنے علم و فضل کے آئینے میں

مولانا محمد عارف اللہ مصباحی استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو

کسی انسان کی شخصیت سازی میں اس کے خاندان اور گردوپیش کا بڑا اہم کردار ہوتا ہے وہ ان کے طرز گفتگو، نقل وحرکت، رہن سہن اور سیرت و کردار کو دیکھ کر ان کی نقل کرتا ہے اور رفتہ رفتہ انکے نقوش اس کے ذہن و دماغ میں راسخ ہوتے جاتے ہیں۔اپنی نشوونما کی ابتدائی منزلیں طے کرلینے کے بعد جب اس کا شعور کچھ پختہ ہوتا ہے تو اسے پہلے سے زیادہ وسیع ماحول سے تعلق رکھنے والے مختلف خیالات اور رجحانات کے حامل افراد سے سابقہ پڑتا ہے اس طرح اب زیادہ وسیع پیمانے پر خارجی اثرات اس کی زندگی کا حصہ بننے لگتے ہیں اسی لئے والدین کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ گھر سے باہر بھی اپنے نونہالوں کو ایسا ماحول فراہم کرنے کی مسلسل کوشش کریں جہاں ان کی جسمانی صحت وتندرستی کے ساتھ ان کی ذہنی وفکری نشوونما ہو اور ان کے تصورات وخیالات کو تعمیری اور مناسب سمت وجہت ملے۔ کیونکہ نوعمری میں کسی کی زندگی پر مرتب ہوئے والے اثرات اس کے ذہن ودماغ میں اس طرح رچ بس جاتے ہیں کہ بعد میں انھیں محو کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوتا ہے۔

اگر ماں باپ تعلیم یافتہ، شایستہ، مہذب، دین دار اور دیانت دار ہوں اور اپنے تمام مظاہر حیات میں ان اعلیٰ اوصاف پر سختی کے ساتھ کاربند بھی ہوں اور گھر سے باہر کی دنیا میں بچے کو صحت بخش، موزوں، تعمیری، دین پسند اور کردار ساز ماحول فراہم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بچہ پوری قوم کے لئے مایۂ افتخار نہ بنے اور خاندان کا سرفخر سے اونچا نہ کرے۔

جب ہم اس پہلو سے حضرت والا عالی مرتبہ علامہ سید محمد مختار اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان معروف بہ محمد میاں کی مبارک زندگی پرایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت پورے جلال وکمال کے ساتھ واشگاف ہوجاتی ہے کہ ان کا پورا گھرانا نور علم سے منور، زیور تہذیب وشائستگی سے آراستہ، دین داری ودیانت داری میں مشہور زمانہ اور سیادت وکرامت کے تاج زرنگار سے رشک آفتاب تھا۔

جب ہم اس پہلو سے حضرت والا عالی مرتبہ علامہ سید محمد مختار اشرف صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان معروف بہ محمد میاں کی مبارک زندگی پرایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو یہ حقیقت پورے جلال وکمال کے ساتھ واشگاف ہوجاتی ہے کہ ان کا پورا گھرانا نور علم سے منور، زیور تہذیب وشائستگی سے آراستہ، دین داری ودیانت داری میں مشہور زمانہ اور سیادت وکرامت کے تاج زرنگار سے رشک آفتاب تھا۔ دادا اعلیٰحضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہ اپنے دور کے زبردست عالم دین، عالمی سطح کے مبلغ اسلام، مرشد ربانی، مصلح قوم وملت اور ولی کامل تھے۔ والد ماجد حضرت علامہ سید احمد اشرف صاحب علیہ الرحمہ بھی بلند پایہ عالم دین محقق یگانہ اور خطیب باکمال تھے۔والدہ ماجدہ بھی بڑی عبادت گزار، پاکیزہ نفس، ہمدرد اور اعلیٰ اخلاق واوصاف کی مالک تھیں گویا آپ کا پورا خاندان ”ایں خانہ ہم آفتاب است“ کا بجا طور پر مصداق تھا۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ظاہر ہے کہ جس شخصیت نے ایسے پاکیزہ ماحول میں آنکھیں کھولی ہوں اور جس کی پرورش وپرداخت میں ایسے صاحبان علم وعمل اور اہل تقویٰ وطہارت نے حصہ لیا ہو اور باہر کی دنیا میں بھی جسے قابل رشک حد تک صالح، پاکیزہ اور علمی وفکری ماحول ملا ہو وہ بلاشبہ تمام ممکنہ اعلیٰ انسانی اخلاق وکردار کے ساتھ خاندانی اوصاف وکمالات اور عادات واطوار کی بھی وارث وامین ہوگی۔ چنانچہ یہ ان کے گھر کے پاکیزہ اور صالح علمی ودینی ماحول ہی کا اثر تھا کہ انھیں بچپن سے ہی لہو ولعب میں کوئی دلچسپی نہ رہی۔

وہ اپنے مربیوں کے ساتھ علماء اور صلحاء کی بابرکت مجلسوں میں بیٹھتے۔ چھ سال کی ننھی سی عمر میں اپنے دادا جان کے ساتھ پنج وقتہ نمازوں میں شریک ہوتے اور ماہِ رمضان میں جب دادا جماعت کے ساتھ نماز تراویح ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لے جاتے تو وہ بھی ان کے ہمراہ ہوجاتے اور مسجد کے ایک گوشے میں بیٹھ کر نماز ختم ہونے تک جھومتے رہتے۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جس کا بچپن کھیل کود سے نفرت، علماء وصلحا کی مقدس صحبت اور والد بزرگوار اور جد کریم کی معیت وتربیت میں گزرا ہو اس کا عہد شباب بھی ان تمام بے اعتدالیوں اور بے راہ رویوں سے پاک ہوگا جوان لوگوں سے سرزد ہوجایا کرتی ہیں جو اچھی تعلیم وتربیت کی نعمت عظمیٰ سے محروم ہوتے ہیں۔

تعلیم: جب عمر شریف اس لائق ہوئی کہ باقاعدہ علم دین حاصل کرنے کے لئے کسی دینی دانش گاہ میں داخل ہوں تو انہیں کچھوچھہ شریف ہی میں قائم جامعہ اشرفیہ میں ایسے باکمال اور نادرۂ روزگار اساتذہ کے سپرد کردیا گیا جن کی ادنیٰ نگاہ التفات نے نہ جانے کتنے تشنگانِ علم کو علم ودانش کے منبع صافی سے سیراب وشاد کام کیا تھا اور جو عالم گیر شہرت ومقبولیت کے سرنامۂ امتیاز سے ممتاز تھے۔ چنانچہ پورے انہماک اور توجہ قلب کے ساتھ انہوں نے علم دین کے حصول کا مبارک آغاز کیا اور جب آغاز اچھا ہوا تو باذن الٰہی انجام بھی اچھا ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے اپنی انتھک محنت، پرخلوص لگن اور اساتذہ کرام کی پیہم مشفقانہ توجہات کی بدولت مروجہ تمام نقلی اور عقلی علوم میں مکمل مہارت اور کامل دستگاہ حاصل کرلی جس کا صحیح اندازہ شیخ المشائخ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے ان جملوں سے بخوبی ہوجاتا ہے جوان کے حقیقت نگار قلم سے حضرت والا کو اپنا ولی عہد مقرر کرنے کے وقت معرض تحریر میں آنے والے وصیت نامے میں صادر ہوئے۔ آپ نے لکھا:

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب ان کی دستار بندی ہوچکی ہے اور تمام علوم معقول ومنقول، تفسیر وحدیث، فقہ ومعانی اور تصوف کو بکمال جاں فشانی جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف (جو اس فقیر کا بنایا ہوا ہے) سے حاصل کیا اور فقیر نے اپنی آرزو کے موافق انکو دیکھ لیا اور اپنا سچا ولی عہد بنایا (سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل ص ۱۷، از مولانا رضاء الحق صاحب)

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جس کا بچپن کھیل کود سے نفرت، علماء وصلحا کی مقدس صحبت اور والد بزرگوار اور جد کریم کی معیت وتربیت میں گزرا ہو اس کا عہد شباب بھی ان تمام بے اعتدالیوں اور بے راہ رویوں سے پاک ہوگا جوان لوگوں سے سرزد ہوجایا کرتی ہیں جو اچھی تعلیم وتربیت کی نعمت عظمیٰ سے محروم ہوتے ہیں یہی وجہ کہ جس طرح ان کی بستی سے دور کے لوگ ان کے چہرۂ زیبا، قرآن وسنت کا عملی نمونہ پیش کرنے والی اور اعلیٰ ظاہری وباطنی خصوصیات کمالات سے آراستہ وپیراستہ ان کی زندگی کو دیکھ کر دل وجان سے ان کے گرویدہ وشیفتہ ہوجاتے ہیں اور کشاں

کشاں انکے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کو اپنی حیات مستعار کی بڑی سعادت سمجھتے ہیں اس طرح ان کے عظیم خانوادے اور قرب وجوار کے لوگ بھی ان کی بے داغ، سنجیدہ، متین اور یگانہ علم وفضل شخصیت سے متاثر ہوکر انکے ارادت مندوں کی صف میں شامل ہونے کو اپنے لئے سرمایۂ افتخار تصور کرتے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ مدظلہ العالی اس حقیقت کا برملا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''اپنا شہر چھوڑ کر ہم سب سے بڑے متقی بن سکتے ہیں ہم عالم کا ڈھونگ بھی رچا سکتے ہیں نہ جانے کیا کیا القاب ہم خود ہی ایجاد کر کے پھیلا سکتے ہیں۔ کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ مگر گھر والوں کو نہیں منوا سکتے۔ گھر والا ہمارا بچپن بھی دیکھتا ہے۔ ہماری جوانی دیکھ چکا ہوتا ہے۔ ہماری صبح وشام کو دیکھ چکا ہوتا ہے۔ گھر والوں کو جھکانا بس کی بات نہیں۔ اس لئے نبی کریم ﷺ کی سچائی کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ سب سے پہلے ایمان لانے والی ان کی بیوی، سب سے پہلے ایمان لانے والا ان کا بھائی، سب سے پہلے ایمان لانے والا ان کا ساتھی جو قریب تھا وہ لپک گیا تو حضرت مخدوم المشائخ کی ولایت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ انکے خاندان کا ہر بڑا بوڑھا انھیں کا مرید ہے۔ (سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل)

زینت مسند سجادگی

۱۳۵۵ھ میں جد امجد حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد بائیس سال کی عمر میں انھوں نے مخدوم سمنانی کے آستانۂ پاک کی سجادہ نشینی اور عرس مقدس کی جملہ تقریبات کی انجام دہی کا بارگراں اٹھایا۔ سجادہ نشین ہونے کی حیثیت سے مخدوم سمناں کے پہلے عرس کے موقع پر انھوں نے اپنے دور کے اکابر علماء ومشائخ طریقت کو مدعو کیا اور ان سب نے تشریف ارزانی فرما کر بکمال اعزاز واکرام منصب سجادگی پر جلوہ افروز ہونے پر آپ کو تہنیت پیش کی اور انھوں نے بندگان خدا کی ہدایت اور اصلاح اور مذہب اہلسنت کی ترویج واشاعت کی عظیم تحریک زیادہ وسیع پیمانے پر شروع کی اور تادم واپسی اپنے اس اہم فریضے کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف رہے۔

تصوف: تصوف حقیقتاً تصفیۂ قلب اور اتباع شریعت کا نام ہے۔ سیدی ابوعبداللہ محمد بن خفیف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ **التصوف: تصفية القلب و اتباع النبى ﷺ فى الشريعة** (امام احمد رضا اور تصوف ۱۵ از حضرت علامہ محمد احمد مصباحی)

اس لحاظ سے حضرت والا کا تصوف میں بہت بلند مقام ہے۔ وہ پوری زندگی شریعت کے احکام پر کاربند رہے اور جادۂ حق سے سرمو انحراف نہ کیا۔

ولایت:

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ ولی وہی ہوسکتا ہے جس سے حیرت انگیز کرامتوں کا ظہور ہو یہی وجہ ہے کہ کوئی لاکھ متبع شریعت اور پابند احکام خدا اور رسول ہو لوگ اسے ولی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوتے حالانکہ اکابر اولیاء وعرفاء کے نزدیک اصل کرامت اتباع شریعت ہے اور یہی لوگوں کے درمیان متعارف، ولایت کی شناخت اور کرامت کی ناگزیر کسوٹی ہے اگر اتباع شریعت سے گریز کرنے والا شخص پانی پر مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھے یا آسمان کی بلندیوں میں اڑتا پھرے وہ ہرگز اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا ہاں! وہ شیطان کا دوست ضرور ہوگا۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ **﴿کرامت الولى استقامة فعله على قانون قول النبى ﷺ﴾** ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی ﷺ کے قول کے قانون پر ٹھیک اترے۔'' (امام احمد رضا اور تصوف ۶)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ فرماتے ہیں اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ جسے ایسی کرامت دی گئی کہ ہوا پر چار زانوں بیٹھ سکے تو اس سے فریب نہ کھانا جب تک یہ نہ دیکھو کہ فرض وواجب ومکروہ وحرام اور محافظت حدودو آداب شریعت میں اس کا حال کیسا ہے۔ (امام احمد رضا اور تصوف ٦)

ارباب ولایت اور کرامت کے ان بیانات کی روشنی میں ہم پورے یقین کے ساتھ کہ سکتے ہیں کہ ثقہ اور معتمد راویوں کی بیان کردہ حضرت والا کی کرامتیں برحق اور ہر شک وشبہ سے بالاتر ہیں کیونکہ وہ سفر میں ہوں یا حضر میں سخت بیماریوں یا پورے طور پر صحت مند بہر حال فرائض و واجبات، سنن اور اورادو وظائف اور دوسرے معمولات میں کوئی فرق نہیں آنے دیتے۔ مکروہ اور حرام سے پرہیز کرتے اور ہمیشہ محافظت حدود وآداب شریعت کا پورے طور پر پاس ولحاظ کرتے۔

ارشاد

مولانا رضاء الحق صاحب اپنی کتاب سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل میں لکھتے ہیں "مرشد کامل وہ ہے، جس کی جانب بغیر کسی ترغیب کے خلق خدا کا میلان ہو اور جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے، دل میں خشیت الٰہی پیدا ہو جائے۔" یہ تعریف حضرت والا کی شخصیت پر پورے طور پر صادق آرہی ہے کیوں کہ اسلامیان عالم خصوصاً مسلمانان ہند و پاک، بنگلا دیش اور سری لنکا میں ان کو جو محبوبیت اور مرجعیت حاصل تھی اور انکی طرف خلق خدا کا میلان جس عظیم پیمانہ پر تھا وہ کم شخصیتوں کو ہی نصیب ہوا۔ وہ جہاں جاتے ان کا نورانی چہرہ مرکز قلب ونظر بن جاتا ان کی باخدا اور ظاہر وباطن کی یکسانیت سے معمور زندگی لوگوں کو بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتی اور دل خشیت الٰہی کے نور سے جگمگا اٹھتے۔

فقہ وحدیث:

حضرت کو دوسرے علوم کے علاوہ فقہ وحدیث میں بھی بڑا عبور اور کمال حاصل تھا چنانچہ مشہور عالمی دانشگاہ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے سالانہ امتحانات کے موقع پر ہر سال بخاری شریف کا امتحان لیا کرتے۔

افتاء

آج کل فن افتاء کو بہت آسان اور معمولی فن سمجھ لیا گیا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ انتہائی مشکل پر پیچ عمل ہونے کے ساتھ مدت دراز تک کسی ماہر، دیدہ ور اور دقیقہ رس مفتی کی بارگاہ میں مشق و ممارست کا متقاضی ہے۔ فقہی قواعد و جزئیات کے اس استحضار اور اصول افتاء سے مکمل آگہی کے ساتھ حالات زمانہ کا گہرا شعور وادراک بھی ازبس ضروری ہے۔ فقہا فرماتے ہیں ﴿ **من لم یعرف حال زمانہ فھو جاھل** ﴾ (جو مفتی اپنے زمانے کے حال سے واقف نہ ہو وہ جاہل ہے) اسی طرح استفتاء میں مستفتی کے مخفی ارادوں اور اس کے پنہاں اغراض و مقاصد سے بھی آگاہ ہونا ضروری ہے ورنہ مفتی خود بھی گمراہی کے قعر عمیق میں گریگا اور دوسروں کو بھی گرائے گا۔ لیکن حضرت والا کی نظر فقہی قواعد وجزئیات کو حاوی اور حالات زمانہ سے پوری طرح آگاہ ہے۔ وہ نہایت سادہ اور واضح انداز میں شرعی مصادر مراجع کی روشنی میں سائل کو مطمئن کرتے ہیں۔

پاسداریٔ حقوق

حقوق کی دو قسمیں ہیں (۱) اللہ کے حقوق جیسے توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ (۲) بندوں کے حقوق جیسے اولاد پر والدین کے حقوق اور والدین پر اولاد کے حقوق وغیرہ۔

اگر اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت یا کوتاہی ہو تو امید کی جا

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سکتی ہے کہ وہ اپنی رحمت بے نہایت سے معاف کردے مگر بندوں کے حقوق اس وقت تک معاف نہیں ہو سکتے جب تک خود صاحب حق نہ معاف کرے۔

مگر واہ رے انسان کی بوالعجبی وہ سب سے زیادہ بندوں کے حقوق ادا کرنے میں ہی غفلت اور کوتاہی کا شکار ہوتا ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ناجائز طریقوں سے دوسروں کا مال ہڑپ کرلینا، اپنے اختیارات کا بیجا استعمال کرتے ہوئے دوسروں کے ساتھ ناانصافی کرنا، اپنے دبدبے، قوت اور زور آوری سے دوسروں کو ایذائیں پہنچانا اور سبز باغ دکھا کر لوگوں کے ساتھ چھل اور فریب کرنا وغیرہ سماجی بیماریاں ہیں جو پورے معاشرے کو گھن کی طرح کھائے جارہی ہے اور سماج کے تانے بانے کو پوری طرح بکھیر دینے پر آمادہ ہیں۔ اسی لئے اسلام نے اس ضمن میں سخت ہدایات جاری کی ہیں اور اپنے پیروکاروں کو ان سے باز رہنے کی زبردست تاکید کی ہے اور ان کے مرتکبوں کو سخت سزا کا مستوجب قرار دیا ہے۔

چونکہ حضرت والا ایک خدا ترس اور متبع شریعت وطریقت شخصیت کے مالک تھے اور ان کے والد کریم نے انہیں فرائض و واجبات کی پابندی اور دروغ گوئی سے احتراز کے ساتھ حقوق عباد کی رعایت کی وصیت بھی فرمائی تھی اس لئے ان کی ادائیگی کا بھی انہوں نے پورا اہتمام والتزام فرمایا۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ ورسول کے حقوق کے بعد بندوں کے حقوق میں والدین کے حقوق کی سب سے زیادہ تاکید آئی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ قرآن کریم ذکر توحید کے فوراً بعد حقوق والدین کا بیان بڑے پرزور انداز میں کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔ ''وقضیٰ ربک ان لا تعبدو االا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلا ھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ار حمھما کما ربیانی صغیرا''

''اور تمہارے رب نے حکم دیا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ خوب اچھا سلوک کرو۔ اگر تمہاری موجودگی میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ گئے ہوں تو انہیں اف تک نہ کہو اور نہ جھڑکو، بلکہ ان سے اچھے اور نرم لب و لہجے میں کوئی بات کہا کرو اور ہمدردی ورحم دلی کے سبب ان کے ساتھ تواضع کا برتاؤ کیا کرو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرتے ہوئے یوں کہا کرو، اے میرے رب! ان دونوں پر اسی طرح رحم فرما جس طرح ان دونوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کرتے وقت مجھ پر رحم کیا تھا۔'' (سورۂ اسراء ۱۵)

محشیٔ جلالین علامہ صاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آیت کریمہ ''وقضیٰ ربك ان لاتعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا'' کے تحت فرماتے ہیں۔ ''ولما کان حق الوالدین اکد الحقوق بعد حق اللہ ورسولہ ذکر بعد التوحید وشدد فیہ دون بقیۃ التکالیف لان امر الحقوق فظیع جدا وفیہ الوعید الشدید ففی الحدیث: قل لعاق والدیہ یفعل مایشاء فان مصیرہ الی النار''

(برحاشیہ جلالین ص ۲۳۲)

''چونکہ والدین کا حق اللہ اور اس کے رسول کے حق کے بعد سب سے زیادہ مؤکد ہے اس لئے توحید کے بعد صرف اس کا ذکر تاکید اور قوت کے ساتھ کیا گیا ہے جب کہ دوسری تکالیف کا ذکر نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین کی نافرمانی بہت قبیح ہے اور اس سلسلے میں سخت وعید وارد ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے'' والدین کے نافرمان سے کہہ دو کہ وہ اس دنیا میں جو چاہے کرے اس لئے کہ آخرت میں اس کا ٹھکانا آتش جہنم ہوگا۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت والا کے والدگرامی چونکہ ان کی نوعمری (۱۴ سال) ہی میں راہیٔ ملک بقا ہوگئے اس لئے انہیں ان کی خدمت کا زیادہ موقع تو میسر نہ آیا مگر والدہ کی خدمت، خبر گیری اوران کی رضاو خوشنودی حاصل کرنے کا انہیں بھر پور موقع ملا۔ وہ اپنے تمام کام والدہ کی اجازت سے کرتے یہاں تک کہ درگاہ مخدوم سمناں میں بھی ان کی اجازت کے بغیر تشریف نہ لے جاتے۔

زندگی کے آخری لمحات میں انہوں نے والدہ ماجدہ سے عرض کیا''امی جان! جہاں تک ہوسکا میں نے آپ کی خدمت واطاعت کی۔ دانستہ طور پر کوئی ایسا کام نہیں کیا جو آپ کی خفگی وناراضگی کا باعث ہو پھر بھی اگر مجھ سے کچھ فروگزاشت ہوگئی ہو، کوئی کام آپ کی طبیعت اور رضا کے خلاف ہوگیا ہو تو آج مجھے معاف کر دیجئے۔ والدہ نے فرمایا: میرے پیارے بیٹے! میں تم سے راضی ہوں تم نے کوئی کام میری خوشی کے خلاف نہیں کیا میرے علم میں تمہاری کوئی خطا نہیں ہے پھر بھی میں آج تمہیں معاف کرتی ہوں اور تم سے خوش ہوں۔

(سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل ص ۵۱)

میں نے اس باب میں تھوڑی سی تفصیل اس لئے کردی کہ عصر حاضر میں بہت سے ایسے مسلمان خاندان ہیں جہاں والدین کے ساتھ اولاد کے برتاوے مزاج شریعت کے بالکل خلاف ہیں۔ لہذا جولوگ اپنے والدین کے ساتھ بدسلوکی اوران کی ایذارسانی کے مجرم ہوں وہ قرآن وحدیث کی تعلیمات پرعمل اور حضرت والا کی حیات طیبہ سے سبق حاصل کریں۔

ان خوبیوں کے علاوہ عشق رسالت مآب ﷺ اولیاء اللہ رحمھم اللہ سے حسن عقیدت، ان کے ادب واحترام کی رعایت، تواضع و انکساری، حسن معاملہ، صبرورضا، عفوودرگزر، سخاوت وایثار اور عطاونوازش ان کی زندگی کا طرۂ امتیاز ہیں۔

رب کریم ان کے فیوض وبرکات سے ہمیں مالا مال کرے۔ آمین! ☆☆☆ ☆☆☆☆☆

مخدوم المشائخ سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل

مفتی محمد شہاب الدین اشرفی ماچھی پور بھاگلپور

علم وادب اور رشد وہدایت کی تاریخ میں کچھوچھہ مقدسہ مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے جس کی ضیابار، روشن کرنیں عرب وعجم کے ایک عظیم خطہ میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس نوری کرن سے بے شمار تاریک دل کو روشنی ملی، نفس کی تاریکی دور ہوئی، قلب کو پاکیزگی اور روح کو بالیدگی نصیب ہوئی، فکر ونظر کو شادابی ملی۔ گم گشتہ بادیۂ ضلالت نے راہ پائی۔ راہِ حق کے متلاشی کو حقیقت کا سراغ ملا۔ کاروانِ شوق کو عشق کا پیغام ملا۔ راہِ سلوک کی دشوار گزار گھاٹیاں طے کرنے والوں کی رسائی منزل مقصود تک ہوئی راہ مولیٰ کے طلب میں سرگرداں آبلہ پا کو محمل نشیں اور سوار بنایا گیا۔ محبت کے بیمار کو مسیحائے روزگار بنایا گیا امید وبیم کی کشمکش میں مبتلا کو مژدہ جانفزا سنایا گیا، جذبات محبت کے ہیجان میں مبتلا عاشق زار کو لذت وصال سے شادکام کیا گیا، دیدۂ بیتاب کو جلوہ شاداب کی ٹھنڈک حاصل ہوئی۔ کچھوچھہ مقدسہ عشق ومحبت کی وہ آماجگاہ ہے جس کے ہر زاویہ سے علم ومعرفت کی شعائیں نکل رہی ہیں اس کے درودیوار سے اس کی عظمت کے نقوش اجاگر ہیں جس زاویۂ نظر سے دیکھئے کچھوچھہ مقدسہ رشد وہدایت کا سرچشمہ نظر آئے گا۔ ایک طرف علماء، وصلحاء، فقہاء اور محدثین کی جماعت نظر آئے گی۔ دوسری طرف ادباء، شعراء، اور سیاسی رہنما صف بہ صف استادہ نظر آئیں گے۔ کچھوچھہ مقدسہ نے اپنی آغوش میں بے شمار ارباب علم ودانش کو پروان چڑھایا ہے۔ اس سرزمین پر لاتعداد ادباء، خطباء اور شعراء نے جنم لیا ہے۔ طالبان علم ومعرفت پر ایک قافلہ ہمیشہ کچھوچھہ مقدسہ میں زانوئے ادب طے کرتا رہا ہے۔ ہر دور میں کچھوچھہ مقدسہ تشنگان علم ومعرفت کی پیاس بجھاتا رہا ہے۔ شریعت وطریقت کے پیچیدہ مسائل کی عقدہ کشائی میں کچھوچھہ مقدسہ کا نمایاں مقام ہے۔ الغرض: آج بھی کچھوچھہ مقدسہ کے فلک بوس مینارے سے علم وحکمت کی شعائیں منعکس ہورہی ہیں۔

سات سوسال قبل کچھوچھہ مقدسہ میں کفر کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ انسانی عقل وشعور پر جہالت کا پردہ پڑا ہوا تھا۔ جادوگروں اور سادھوؤں کا سماج پر مکمل قبضہ تھا، عام لوگوں پر ان لوگوں کی اجارہ داری قائم تھی۔ ان لوگوں نے جادوگری کے شعبدے اور سفلی اعمال کے طلسمات کے ذریعہ عوام کے دلوں کو مسخر کر رکھا تھا۔ سادہ لوح عوام نے ان لوگوں کی طاغوتی طاقت کو ان کی روحانی عظمت سمجھ کر ان کو اپنا پیشوا بنالیا تھا بلکہ عملی طور پر ان لوگوں کو خدا کا درجہ دے رکھا تھا۔ کسی شخص کو ان لوگوں کی خواہش کے خلاف کسی کام کو انجام دینے کی اجازت نہیں تھی۔ ان کو خوش رکھنا اور ان کی ہر خواہش کو پورا کرنا لوگوں کی زندگی کا سب سے اہم فریضہ بن چکا تھا۔ ان لوگوں کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات کو آسمانی فرمان کا درجہ دیا جاتا تھا۔ یہ لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کبریائی اور عظمت کو ظاہر کرنے کے بجائے خود تکبر ونخوت کے بت بنے ہوئے تھے۔ توہم پرست عوام ان لوگوں کے مصنوعی تقدس کے شیش محل پر عقیدت ومحبت کے پھول نچھاور کرتے تھے۔ ان لوگوں کی جھوٹی کی عظمت کے سامنے اپنی جبینِ عقیدت خم کرتے تھے۔ غرضیکہ انسانی عظمت

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

خود انسان کے سامنے سجدہ ریز تھی اور ضلالت و گمراہی کی وادی میں بھٹک رہی تھی۔

جب قدوۃ الکبراء غوث العالم میں اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے کچھوچھہ مقدسہ کو اپنے قدم میمنیت سے شرف لزوم بخشا تو کچھوچھہ مقدسہ سے کفر کی تاریکی دور ہوئی۔ جہالت کا پردہ چاک ہوا، انسان اپنے قدر ومنزلت سے آشنا ہوا، اس کا تقدس بحال ہوا۔ طاغوتی طاقت کا خاتمہ ہوا جادوگروں کا طلسماتی محل مسمار ہوا۔ حق کا پرچم بلند ہوا۔ باطل سرنگوں ہوا، الغرض کچھوچھہ مقدسہ امن وآتشی کا گہوارہ بن گیا۔ اس سرزمین سے دنیا کو انسانیت کا پیغام ملا۔ قدوۃ الکبراء غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے قدم کی برکت سے یہ زمین رشد وہدایت کا ایسا مرکز بن گئی جس کا دائرہ علماء، صلحاء، فقہاء، محدثین سے لیکر مختلف پیشہ میں مشغول عام لوگوں پر محیط ہے۔ آپ کے خاندان میں ایسے ایسے مخدوم الآفاق ہستیوں نے جنم لیا جو اہل عشق ومحبت کی نگاہوں کا مرکز تھے ان برگزیدہ ہستیوں میں یگانہ بارگاہ صمدیت، مقرب بساطِ احدیت، دریائے اسرارِ حقیقت، خورشیدِ انوارِ معرفت شمعِ دودمانِ مصطفوی، چراغِ خاندانِ مرتضوی، مظہر فیوضاتِ الٰہی مورد مراحم شنشاہی، قبلۂ ارباب تحقیق، کعبۂ اصحاب تدقیق، معدن الطاف انسیہ، مخزنِ معارف قدسیہ، شمعِ محفلِ فضلا، سراجِ مجلسِ علماء، حجۃ الاسلام والمسلمین، وارث الانبیاء والمرسلین، سیدی ومرشدی سید شاہ مختار اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی ہے۔

مخدوم المشائخ سید مختار اشرف رحمۃ اللہ علیہ شریعت وطریقت کے مجمع البحرین تھے، ان کی زبان سے شریعت کا چشمہ بہتا تھا، اور کردار وعمل میں طریقت کا دریا موجزن نظر آتا تھا ان کی پوری زندگی امانت داری، احتیاط پسندی، سچائی، ہمدردی، خیرخواہی، خداترسی، ایمان کی پختگی اور زہد وپارسائی کا آئینہ دار تھی۔ ان کے حرکات وسکنات وشب روز کے معمولات سے انسانی کمالات کی تابانی اور عقل ودانش، فکر ونظر کی بلندی کا ظہور ہوتا تھا۔ علم ودانش کی وہ کون سی محفل ہے۔ جس کے وہ شمع نہیں تھے۔ تقویٰ وطہارت، زہد وقناعت، شرافت وکرامت، اصابت واستقامت اور ذکاوت وفراست کی وہ کون سی شاہراہ ہے جہاں ان کے نقوش قدم نہیں ملتے ہیں۔ آپ ایسے مرشد کامل تھے جن کی بارگاہ میں طالبان معرفت ہزاروں میل کا سفر طے کر کے حاضری دیتے تھے۔ آپ کی بارگاہ میں علماء، فقہاء اور محدثین اپنی جبینِ عقیدت خم کرتے تھے۔ علماء ومشائخ کا مرجع ہونے کے باوجود انسانوں تک اسلام کا پیغام پہنچانے کیلئے اکثر دور دراز علاقوں کا سفر کرتے تھے۔ آپ کی ذات رسول اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ کی تفسیر تھی آپ جس محفل میں ہوتے رسول اکرم ﷺ کی سنت کی جیتی جاگتی تصویر نظر آتے آپ کی مسکراہٹ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیث یاد آجاتی جس میں رسول اللہ ﷺ کے تبسم کی کیفیت درج ہے۔ آپ کے انداز گفتگو میں رسول اکرم ﷺ کے تکلم کا جلال نظر آتا تھا۔ آپ کے نشست وبرخاست میں رسول اکرم ﷺ کے متانت ووقار کا جلوہ نظر آتا تھا۔ گویا آپ اپنے دور کے مرشد کامل تھے، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں ایک حدیث روایت کی ہے جس کو قدوۃ الکبراء غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے ملفوظات لطائف اشرفی میں نقل کیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ یعنی شیخ کا اپنی قوم میں وہی مرتبہ ہے جو ایک نبی کا اپنی امتیوں کے درمیان ہے۔

پیر ہونے کے لئے چار بنیادی شرطیں ہیں جس کے بغیر کوئی شخص پیری کے لائق نہیں ہوسکتا ہے۔ لیکن ایک مرشد کامل میں ان چار شرائط کے علاوہ دوسرے اوصاف بھی پائے جاتے ہیں جس کے بغیر وہ قافلہ اصفیاء کا سردار اور گروہ اولیاء کا پیشوا نہیں بن سکتا

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ہے۔ مخدوم المشائخ کی ذات میں پیری کے بنیادی شرائط بدرجۂ اتم موجود تھے۔ اور دیگر اوصاف حمیدہ سے متصف ہونے کیسبب پیری وپیشوائی کے منصب عالیہ پر بھی فائز تھے۔ آپ شیخ واصل اور مقتدائے کامل تھے۔ عام لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ سے آشنا کرنا آپ کا نصب العین تھا۔ نیک اور پسندیدہ اوصاف کو اجاگر کرنا اور خصائل ذمیمہ کو ختم کرنا آپ کا بنیادی فریضہ تھا۔

پیری کی ایک بنیادی شرط احکام شرعیہ کا عالم ہونا اور اس کے مطابق عمل کرنا ہے لطائف اشرفی میں قدوۃ الکبراء غوث العالم سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول منقول ہے کہ ''شیخ کو شریعت میں فرائض، سنن، نوافل، اور محرمات وممنوعات کا عالم ہونا چاہئے۔ تاکہ حلال وحرام، فرض، سنت ونوافل میں فرق کر سکے'' — پیر بننے کے لئے احکام شرعیہ کا عالم ہونا اس لئے شرط قرار دیا گیا ہے کہ راہِ سلوک میں علم شریعت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ علمِ شریعت کے بغیر طریقت اور حقیقت کے منازل کو طے کرنا ناممکن ہے۔ اگر کوئی شخص علم شریعت کے بغیر طریقت میں قدم رکھے گا گمراہ ہوجائے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص فقہی مسائل کو جانتا ہے لیکن علم طریقت سے جاہل ہے تو وہ مسائل شرعیہ پر پوری طرح عمل نہیں کر سکے گا بلکہ اس کے سارے اعمال ظاہری ریا، حسد، بغض اور ظلم کے سبب ضائع ہوجائیں گے۔ ملاعلی قاری قدس سرہٗ نے مرقاۃ المفاتیح میں امام مالک اور ابوطالب مکی کا قول نقل کیا ہے۔ **لذا قال الامام مالك من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن جمع بينهما فقد تحقق وقال ابوطالب المكى هما علمان اصليان لايستغنى احدهما من الآخر بمنزلة الاسلام والايمان كل منهما مرتبط بالآخر كالجسم والقلب لاينفك احدعن صاحبه**۔ یعنی اسی وجہ سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ جس نے احکام فقہیہ کو سیکھا اور علم تصوف کو نہیں سیکھا وہ فاسق ہوگیا۔ اور جس نے علم تصوف کو سیکھا اور احکام فقہیہ سے نابلد رہا تو وہ بے دین ہوگیا۔ اور جس نے دونوں کو سیکھا وہ حقیقت تک پہنچا۔ ابوطالب مکی (مصنف قوۃ القلوب) نے فرمایا علم شریعت اور علم طریقت دونوں بنیادی علم ہیں کہ دونوں علم میں سے کوئی دوسرے سے بے نیاز نہیں ہے۔ جیسا کہ اسلام اور ایمان میں سے ہر ایک دوسرے سے مرتبط ہے۔ اور جسم اور دل میں سے کوئی دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتا ہے۔ مذکورہ عبارتوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ علم شریعت کے بغیر طریقت کے منازل طے کرنے والا گمراہ وبے دین ہوجائے گا۔ اسکے برخلاف اگر کوئی شخص علم شریعت سے آراستہ ہوکر طریقت کے منازل کو طے کرے گا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگا۔ اگر ایسا اپنی کسی لغزش یا غلطی کے سبب مقام حقیقت سے گریگا تو وہ طریقت پر آکر رک جائے گا۔ اگر وہ طریقت سے گرے گا تو شریعت پر اس کا قدم جما رہے گا۔ اگر کوئی پیر علم شریعت سے آراستہ نہیں ہے تو وہ راہِ شریعت سے ہٹ جائے گا۔ خود گمراہ ہوگا اور دوسروں کو گمراہ کریگا۔

مخدوم المشائخ علوم شرعیہ کے جلیل للقدر عالم تھے۔ تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، تاریخ ودیگر علوم نقلیہ وعقلیہ کے مسلم الثبوت عالم تھے۔ منصب افتاء کے عظیم منصب پر فائز تھے۔ آپ کے فتاویٰ سے آپ کی بالغ نظری، دقیقہ شناسی اور نکتہ سنجی ظاہر ہوتی ہے۔ فراغت کے بعد چند سالوں تک درس وتدریس کے کام میں منہمک رہے اور آخر عمر تک جامع اشرف کے طلباء کو بخاری شریف کی پہلی اور آخری حدیث کا درس دیتے رہے۔ آپ کا مخصوص کمرہ ایک لائبریری کی طرح تھا۔ جس میں مختلف علوم وفنون کی تقریباً دو ہزار کتابیں موجود تھیں۔ کچھوچھہ مقدسہ میں قیام کے دوران آپ کا زیادہ تر وقت کتابوں کے مطالعہ میں صرف ہوتا تھا۔ عصر سے مغرب تک عام لوگوں

سے ملاقات کرتے تھے۔ آپ نے اپنے وصال سے چند ماہ قبل ساری کتابیں مختار اشرف لائبریری کو وقف کردی۔ آپ کے کمال علم کی وجہ سے جلیل القدر علماء آپ کی بارگاہ میں نیاز مندی سے پیش آتے تھے۔

مخدوم المشائخ علم شریعت کے ساتھ ساتھ علم طریقت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے۔ راہ سلوک کے تمام نشیب وفراز سے آگاہ تھے۔ دنیائے حقیقت کے تمام مقامات سے آشنا تھے اوراس کے منازل تکوینات وتمکینات کو طے کر چکے تھے اور مکاشفات کے بلند مرتبہ تک پہنچ گئے تھے۔ بعض اہل نظر کا بیان ہے کہا آپ مکاشفات کے درجہ سے ترقی کر کے مشاہدہ ومعاینہ کے مقام تک پہنچ گئے تھے۔ فنا سے بقا تک ترقی کر چکے تھے اوراللہ تبارک وتعالیٰ کی عظمت وکبریائی کا مظہر بن کر راہ خدا کے سالکین اورلقائے کبریا کے طالبین کے مربی ومرشد تھے۔ آپ کی خلوت وجلوت کے بعض امور سے ان اہل نظر کے موقف کی تائید بھی ہوتی ہے اس لئے کہ آپ کی بعض مجلسی گفتگو میں اہل معرفت کوان علوم ومعارف کا ذائقہ محسوس ہوتا تھا جس کوالفاظ کا جامہ پہنانا ممکن نہیں ہے۔ صرف اس بیان پر اکتفا کرنا پڑتا ہے کہ آپ کے الفاظ وانداز گفتگو میں دریائے حقیقت کے ایسے اسرار پائے جاتے تھے جس سے اہل مجلس پر نا قابل بیان کیفیت طاری ہوجاتی تھی اور ایسا محسوس ہوتا تھا کہ عالم قدس سے ایک نور اتر رہا ہے جودل کو منور ومجلّیٰ کررہا ہے اگر چہ مخدوم المشائخ کے خلوت کی روحانی کیفیت پر خفا کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ لیکن بعض کیفیتیں اہل نظر پر اسی طرح ظاہر ہیں جس طرح مشک عطار کے بکس میں روپوش ہونے کے باوجود اپنی خوشبو سے ظاہر ہوتا ہے۔ اہل نظر نے آپ کو انوار وبرکات کی تجلی کا مرکز قرار دیا ہے۔ جس طرح جلوت میں ظاہر ہونے والے قال کی کیفیت کو کما حقہ بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کی خلوت کے حال کی کیفیت کی تفسیر ناممکن ہے۔ اہل نظر سمجھتے تھے لیکن بیان کرنے سے عاجز تھے اور میں سمجھنے اور بیان کرنے دونوں سے عاجز ہوں اور اسی بیان پر اقتصار کرتا ہوں

بعد از اشرفی بزرگ توئی قصہ مختصر

سبع سنابل میں ہے "طریقت میں پیری کی شرط اکل حلال ہے۔ پیر کو غذا کے معاملہ میں احتیاط کلی برتنی چاہئے۔ ہرگز ہرگز کوئی ایسا لقمہ جو غیر حلال طریقے سے حاصل کیا گیا ہو یا مشتبہ ہو اس کے پاس نہ پھٹکے اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے" **کل لحم نبت من الحرام فالنار اولیٰ به** "یعنی ہر وہ گوشت جو حرام سے پیدا ہو وہ دوزخ ہی کے لئے مناسب ہے۔" لطائف اشرفی میں ہے۔ پیر کے لئے ساتویں شرط یہ ہے کہ ابتدائے تربیت میں مرید کو یقین دلائے پاک غذا کے بارے میں۔ کیونکہ مریدوں کے لئے زیادہ آفت غذا ہی کے بدولت ہے۔ کیونکہ اکثر پیٹ کے بندے ہیں اور ساری ہمت کھانے ہی کے متعلق مصروف رکھتے ہیں"۔

مخدوم المشائخ غذا کے معاملے میں بہت محتاط تھے۔ حرام اور مشتبہ کھانا کبھی تناول نہیں فرماتے تھے اور مریدوں کو بھی حلال غذا کھانے کی تلقین فرماتے تھے۔ اس دور میں بعض لوگ عبادت وریاضت میں کافی مشقت برداشت کرتے ہیں۔ اور حرام یا مشتبہ کھانا کھانے سے پرہیز نہیں کرتے ہیں۔ حالانکہ عبادت کے قبولیت کا مدار حلال غذا کے کھانے پر ہے۔ قرآن کریم میں ہے: **کلوا من الطیبات واعملوا صالحاً** یعنی پاکیزہ چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ قران کریم میں نیک عمل کرنے پر پاکیزہ غذا کے کھانے کو اس لئے مقدم رکھا گیا ہے کہ نیک عمل کا مدار پاکیزہ غذا کے کھانے پر ہے۔ جو جسم حرام غذا سے پروان چڑھتا ہے وہ نیک عمل کے لئے معاون نہیں ہوتا ہے۔ اگر بظاہر نیک عمل پایا بھی جائے گا تو مقبول نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسا جسم جہنم میں جانے کا مستحق ہے۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اللہ کے رسول

ﷺ ارشاد فرماتے ہیں لایدخل الجنة جسد غذی بالحرام یعنی ایسا جسم جنت میں نہیں داخل ہوگا جس کی پرورش حرام غذا سے ہوئی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص حرام غذا کھاتا ہے اس کے فرائض ونوافل مقبول نہیں ہوتے، اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ فرائض ونوافل کے قبولیت کا مدار حلال غذا پر ہے۔ لہذا اسلام کے اہم ارکان کی قبولیت حلال غذا پر موقوف ہے اور فرض کا موقوف علیہ بھی فرض ہوتا ہے۔ اہل عقول کا ضابطہ مسلمہ ہے کہ واجب قطعی جس چیز پر موقوف ہوتا ہے وہ بھی واجب قطعی ہوتی ہے۔ مسلم الثبوت کے مصنف نے نظر وفکر کو واجب قطعی قرار دیا ہے۔ اور اس کے واجب قطعی ہونے کی دلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان لانے اور رسول اکرم ﷺ کی تصدیق کرنے کا تحقق نظر وفکر پر موقوف ہے۔ لہذا نظر فکر بھی واجب قطعی ہوا اس لئے کہ واجب قطعی جس چیز پر موقوف ہوتا ہے وہ بھی واجب قطعی ہوتی ہے۔ نماز اور روزہ کو اس طرح ادا کرنا ضروری کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہو اور نماز اور روزہ حلال غذا کے بغیر مقبول نہیں ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حلال غذا کے طلب کرنے کو فرض قرار دیا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **طلب الحلال فریضة بعدالفریضة** یعنی حلال مال کو طلب کرنا فریضہ (نماز، روزہ وغیرہ) کے بعد فرض ہے۔

مخدوم المشائخ ''ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة'' پر عمل کرتے ہوئے اپنے مریدوں کو حکیمانہ انداز میں حلال غذا کھانے کا حکم دیتے تھے اور اس سلسلہ میں حضرت فرید بابا گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ بیان کرتے تھے کہ ایک بار بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک عالم دین سے سوال کیا کہ اسلام کے ارکان کتنے ہیں؟ اس عالم دین نے جواب دیا اسلام کے ارکان پانچ ہیں۔ حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا۔ مولانا! اسلام کا ایک رکن اور ہے۔ اس عالم دین نے عرض کیا حضور! حدیث شریف میں ہے کہ اسلام کے ارکان پانچ ہیں آپ ایک رکن اپنی طرف سے کیونکر بیان کر رہے ہیں۔ حضرت بابا فریدؒ نے فرمایا مولانا اسلام کا ایک رکن اور ہے۔ وہ روٹی (حلال غذا) ہے۔ اس عالم دین کو حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے بہت تعجب ہوا۔ ان کا ذہن کسی طور پر ان کی بات کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوا۔ ایک بار اس عالم دین نے حج بیت اللہ کا ارادہ کیا اور سفر حج سے قبل حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ حضرت بابا فرید نے اس عالم دین کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا۔ مولانا! یاد رکھئے گا کہ اسلام کا ایک رکن اور ہے اور وہ روٹی (حلال غذا) ہے۔ وہ شخص ایک بار پھر ورطۂ حیرت میں مبتلا ہوگیا لیکن زبان سے کچھ نہیں کہا اور زیارت حرمین شریفین کے لئے روانہ ہوگیا۔ سفر حج سے واپسی میں اس عالم دین کا جہاز حادثہ کا شکار ہوگیا۔ کچھ لوگ پانی میں ڈوب گئے۔ وہ عالم دین کسی طرح ایک بے آب وگیاہ ویران جزیرہ میں پہنچ گئے۔ بھوک وپیاس کی شدت کا غلبہ تھا کھانا اور پانی کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہے تھے کہ ایک شخص کو سر پر روٹی اور ہاتھ میں پانی لے کر جاتے ہوئے دیکھا۔ اس عالم دین نے اس شخص کا پکارا۔ وہ شخص ٹھہر گیا۔ عالم دین نے اس کے پاس جاکر کھانا اور پانی مانگا۔ اس شخص نے کہا۔ میں مفت کھانا اور پانی نہیں دوں گا عالم دین نے کہا کہ میرے پاس ایک درہم بھی نہیں ہے۔ اس شخص نے کہا تم اپنی تمام نمازوں کا ثواب مجھ کو بخش دو تو میں تم کو روٹی اور پانی دے دوں گا۔ اس عالم دین نے اس کو اپنی تمام نمازوں کو ثواب بخش دیا۔ اس

شخص نے اس عالم دین سے اس کوایک کاغذ پر لکھوالیا اور روٹی اور پانی دیدیا۔ پھر دوسرے دن وہ عالم دین بھوک اور پیاس سے بے تاب ہوکر کھانا اور پانی کی تلاش میں سرگرداں تھا کہ اس شخص کو روٹی اور پانی لے جاتے ہوئے دیکھا۔ اس شخص کے پاس جاکر روٹی اور پانی طلب کیا اس شخص نے کہاتم اپنے تمام روزے کا ثواب اس روٹی اور پانی کے عوض میں دیدو اس شخص نے روٹی اور پانی کے عوض میں اپنے تمام روزے کا ثواب اس شخص کودے دیا اور اس کواس کاغذ پر لکھدیا۔ تیسرے دن زکوٰۃ کا ثواب اور چوتھے دن حج کا ثواب اور پانچویں دن اپنے تمام نیک اعمال کا ثواب روٹی اور پانی کے عوض اس شخص کودے دیا۔ اور اس کو اسی کاغذ پر لکھ دیا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عالم دین کے لئے گھر لوٹنے کے اسباب مہیا کردیئے جب وہ عالم دین حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا۔ مولانا! اسلام کے ارکان کتنے ہیں؟ اس عالم دن نے جواب دیا۔ حضور! کتابوں میں لکھاہے کہ اسلام کے ارکان پانچ ہیں۔ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ نے بے آب وگیاہ ویران جزیرہ میں اس عالم دین کی لکھی ہوئی اس تحریر کو پیش کردیا۔ اپنی اس تحریر کو دیکھ کر وہ عالم دین مبہوت ہوگیا۔ اور آپ کی عظمت وبزرگی کا دل سے معترف ہوگیا۔

''سبع سنابل شریف میں ہے۔''طریقت میں پیر کے لئے دوسری شرط صدق مقال (سچ بولنا) ہے پیر کو چاہئے کہ ہرگز جھوٹ نہ بولے۔ اور فحش بات زبان پر نہ لائے کہ سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔ پیر کو سچ بولنے اور جھوٹ سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ اس لئے کہ سچ نیکیوں اور جھوٹ برائیوں کی راہ کو ہموار کرتا ہے'' ۔اسی طرح پیر کو فحش کلام سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہر پیر قیامت کے دن اپنے مرید کا سفارشی ہوگا۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ فحش بولنے والے کو قیامت کے دن شفاعت کی اجازت نہیں دی جائے گی۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کوفرماتے ہوئے سناان **اللعانین لایکون شھداء علی الناس ولاشفعاء یوم القیٰمۃ** ۔یعنی بہت زیادہ لعن طعن کرنے والے قیامت کے دن لوگوں پر گواہ نہیں ہوں گے اور نہ گنہگاروں کے لئے سفارشی ہوں گے۔''

مخدوم المشائخ ہمیشہ سچ بولتے تھے جھوٹ سے آپ کوسخت نفرت تھی۔ معاملات میں سچائی کی وجہ سے کچھوچھہ مقدمہ اور اس کے اطراف کے لوگ آپ کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور عزیز واقارب احترام کرتے تھے۔ بچپن سے آخری عمر تک آپ کی زبان سے فحش کلمہ نہیں نکلا آپ فضول اور لغویات سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ عام طور پر انسان کا بچپن کھیل کود اور لہوولعب میں گزرتا تھا اس عمر میں طرح طرح کی شرارتیں کرتا ہے اور شرارتوں پر سزا یا زجروتوبیخ سے بچنے کے لئے جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتا ہے ہجولیوں کے ساتھ کھیل کود میں اس کی زبان سے فحش کلمات نکل جاتے ہیں۔ مخدوم المشائخ کی یہ امتیازی شان ہے کہ آپ کا بچپن بھی فحش اور فضول باتوں اور لغوکاموں سے محفوظ ہے۔ اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ جس شخص کو رشد وہدایت کے لئے منتخب کرتا ہے اس کو عادت قبیحہ اور خصائل ذمیمہ سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس کا بچپن، اس کی جوانی اور اس کا بڑھاپا سب دوسروں کے لئے نمونۂ عمل ہوتا ہے۔

سبع سنابل شریف میں ہے۔ پیری کی تیسری شرط دنیا کی حرص، اس کی لذتیں، اس کی خواہش ترک کردینا اور مخلوق کے اس کی جانب رجوع اور قبولیت پر کوئی توجہ نہ دینا ہے۔ اگر تمام مالدار اور تمام دنیادار اس کی طرف رجوع کریں تو پیر پرواجب ہے کہ کسی رغبت اور دل کا میلان اس سے ظاہر نہ ہو۔ اوران کے مابین

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

قبولیت کی وجہ سے پیر میں کوئی گھمنڈ نہ اس کے ظاہر میں آئے نہ باطن میں''۔۔۔۔ پیری کے لئے دنیا کی حرص اس کی لذتیں اور اس کی خواہش کو ترک کر دینا اس لئے ضروری قرار دیا گیا کہ جب انسان کے دل میں دنیا کی لالچ اور اس لذت وخواہش جاگزیں ہو جاتی ہے تو دنیا اس کی نظر میں اس قدر محبوب ہو جاتی ہے کہ وہ دنیا کے معائب کو دیکھنے سے اندھا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی برائیوں کو سننے سے بہر ہو جاتا ہے۔ ابوداؤد شریف میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا **حبك الشئی یعمی ویصم** یعنی تمہارا کسی چیز سے محبت کرنا اس چیز کے عیبوں کو دیکھنے سے تم کو اندھا کر دیتا ہے۔ اور اس کی برائیوں کو سننے سے تم کو بہرہ بنا دیتا ہے۔ اس حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس شخص کے دل پر دنیا کی محبت کے سلطان کا تسلط ہو جاتا ہے تو اچھی اور بری چیز کے درمیان تمیز کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور جو شخص اچھی اور بری چیز کے درمیان تمیز نہیں کرسکتا ہے وہ منصب رشد وہدایت کے لائق نہیں ہے۔ اس طرح ہر وہ چیز جو دل میں غرور اور گھمنڈ کو پیدا کرتی ہے مرشد کی شان کے لائق نہیں ہے۔

مخدوم المشائخ کی زندگی کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ آپ ہر کام اللہ تبارک وتعالی کی رضا اور خوشنودی کیلئے کرتے تھے۔ دنیاوی حرص وہوس سے کوسوں دور تھے۔ دنیاوی خواہش اور اس کی لذتوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کو مقدم رکھتے تھے آپ کی پیشانی میں خوف آخرت اور خشیت ربانی کا نور دکھائی دیتا تھا اور حرکات وسکنات سے قدسی صاف کا ظہور ہوتا تھا۔ آپ ہر چھوٹے، بڑے، امیر وغریب کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملاقات کرتے تھے۔ بڑوں کی عزت کرتے تھے اور بچوں کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے۔ تمام ملاقاتیوں کیساتھ مساویانہ برتاؤ کرنا آپ کا شیوہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ سے ملاقات کرنے والا ہر شخص یہی کہتا ہے کہ مخدوم المشائخ مجھ کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ آپ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مقبول انام تھے جس جگہ جاتے زیارت کرنے والوں کا سیلاب امنڈ آتا۔ لیکن آپ کی کسی حرکت میں اور کسی قول میں غرور اور گھمنڈ کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا تھا۔ کسی ملاقاتی کے سامنے ٹیک لگا کر نہیں بیٹھتے تھے۔ مہمانوں کو باعزت طریقے سے رخصت کرتے تھے۔ علماء ومشائخ کو رخصت کرنے کے وقت شفقت ومحبت کے طور پر کھڑے ہو کر مصافحہ کرتے تھے۔ مہمانوں کو مطعومات ومشروبات اپنے ہاتھوں سے پیش کرتے تھے۔ بعض اوقات خود اندرونِ خانہ سے کھانا لاتے تھے تکبر وگھمنڈ دور کی بات ہے آپ رسول اکرم ﷺ کے خلقِ عظیم کے سراپا پیکر تھے۔

سبع سنابل شریف میں ہے: ''پیر کی چوتھی شرط مال کا نہ جمع کرنا ہے۔ اگر اسے کثرت سے فتوحات اور نذرانے میسر ہوں تو چاہئے کہ راہ خدا میں خرچ کردے۔ انہیں سمیٹ کر نہ رکھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ

بروفائے زمانہ کیسہ مدوز
بگذرانش بخرچ روز بروز

''یعنی زمانہ کے وفا سے تھیلی کو نہ سی۔ بلکہ اس سے مصارف کے مقدار برابر خرچ کرتا رہ'' ۔۔''ہاں! اگر متواتر مال نہ آتا ہو اور دوسری جگہ سے کبھی کبھی مال مل جاتا ہو تو اس حالت میں اہل وعیال کے نفقہ کی طرف سے دلجمعی اور عبادت کے لئے فراغت قلبی کی نیت سے مال کو حفاظت سے رکھے تو جائز ہے۔'' پیر کو دنیا پرست لوگوں کی طرح دنیا کیلئے مال جمع کرنے سے اس لئے روکا گیا ہے کہ جو مال دنیا کے لئے جمع کر کے رکھا جاتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے میں رکاوٹ بنتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کے رسول ﷺ نے دنیا میں منہمک ہونے کے خوف کے سبب صحابہ کرام کو جائداد بنانے سے منع فرمایا۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا "**لاتتخدو الضیعة فترغبوا فی الدنیا**" یعنی تم لوگ اس طرح جائداد مت بناؤ کہ دنیا میں منہمک ہوکر رہ جاؤ"۔ بال بچوں کے اخراجات کے لئے اور کار خیر میں صرف کرنے کے لئے جو مال جمع کیا جاتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کے لئے رکاوٹ نہیں بنتا ہے اس دور میں مال لوگوں کے ایمان اور ان کے تقویٰ و پرہیز گاری کا محافظ ہے۔ اس لئے کہ اس دور میں عام انسانوں میں عزت و استقلال مفقود ہے۔ جس شخص کے پاس مال نہیں ہوتا ہے شیطان اس شخص کو مال کے عوض اپنا دین بیچنے پر آمادہ کرلیتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ **کان المال فیما مضی یُکرہُ فاماالیوم فھوتُرسُ المؤمن وقال لو لا ھذہٖ الدنانیر لتبذل بنا ھٰؤلاء الملوك فمن کان فی یدہٖ من ھٰذہٖ شئیٌ فلیصلحه فانه زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینه وقال الحلال لایتحمل السرف** یعنی مال گزشتہ ایام میں ناپسند تھا لیکن آج وہ مومن کی ڈھال ہے۔ اور فرمایا اگر یہ دینار نہ ہوتے تو ضرور یہ بادشاہ ہم لوگوں کو اپنے گندے مال کا مصرف بنا لیتے۔ اور فرمایا جس شخص کے ہاتھ میں ان مال میں سے کچھ بھی ہے تو اس کو اس کی اصلاح کرنا چاہئے۔ یعنی تجارت کے ذریعہ اس کو بڑھانا چاہئے۔ اس لئے کہ یہ ایسا زمانہ ہے کہ اگر وہ محتاج ہوگا تو وہ پہلا شخص ہوگا جو دنیا کو حاصل کرنے کے لئے اپنے دین کو صرف کرے گا۔ اور فرمایا۔ حلال مال فضول خرچی کا احتمال نہیں رکھتا ہے۔ ان اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا کے لئے مال جمع کرنا قبیح ہے اور اپنے بال بچوں کے اخراجات کیلئے کارِ خیر میں خرچ کرنے کے لئے، خویش و اقارب اور مسکینوں کی امداد کے لئے اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے جمع کرنا جائز بلکہ مستحب ہے۔

مخدوم المشائخ کی پوری زندگی زہد وقناعت میں گزری ہے۔ آپ کی بارگاہ میں بسا اوقات فتوحات اور نذرانے آتے تھے آپ اپنے اور بال بچوں کے اخراجات کے علاوہ مال کو غریب اور حاجت مندوں کی امداد اور دیگر کار خیر میں خرچ کردیتے تھے مہمانوں کے لئے آپ کا دسترخوان کشادہ تھا۔ تمام مہمانوں کو اپنے دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے جس میں کافی رقم خرچ ہوتی تھی۔ بعض اوقات آپ کو اپنی موروثی جائیداد بیچنے کی نوبت آجاتی تھی۔ ایک زمانہ تک جامع اشرف کے شیخ الحدیث کی تنخواہ اپنے جیب خاص سے دیتے رہے۔ ایک بار فتوحات اور نذرانہ کی رقم دوسرے کاموں میں خرچ کردینے کے سبب اپنی زمین بیچ کر شیخ الحدیث کی تنخواہ دی۔ حضرت شیخ اعظم صاحب قبلہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ مخدوم المشائخ ہر نازک موقع پر جامع اشرف کی امداد فرماتے تھے۔ مولانا احمد اشرف ہال کی تعمیر کے لئے ایک خطیر رقم آپ نے عنایت فرمائی غرضیکہ مخدوم المشائخ نے کبھی دنیا کے لئے رقم جمع کرکے نہیں رکھی۔ مخدوم المشائخ اپنے مریدوں کو بھی صرف دنیا کے لئے مال جمع کرنے اور اسی میں منہمک رہنے سے روکتے تھے اور فرماتے تھے اگر تم دین کی طرف متوجہ ہوگے تو دنیا تمہارے پیچھے دوڑے گی اگر تم دنیا کی طرف دوڑو گے تو دین سے دور ہوگے۔ اور دنیا بھی تم سے دور ہوتی جائے گی۔ آپ اس بات کو ایک مثال کے ذریعہ ذہن نشین کرانے کی کوشش کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو انسان سورج کی طرف چلتا ہے تو اس کا سایہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ اگر وہ سورج سے منھ موڑ کر سایہ کا پیچھا کرے گا تو سایہ اس کے آگے چلے گا اور وہ اس کے پیچھے ہراساں ہوکر دوڑتا رہے گا۔ دین سورج کے مثل ہے اور دنیا

اس کے سایہ کی طرح ہے۔

سبع سنابل شریف میں ہے ”پیری کی پانچویں شرط اچھی خصلتیں اور مخلوق کی خیرخواہی ہے۔ پیر کو چاہئے کہ مخلوق کی ایذا رسانی اور رنج دہی سے دور رہے اس لئے کہ جو شخص لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے بیزار رہتا ہے“۔ پیر کیلئے مذکورہ اوصاف کو ضروری قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ پیر کی عادت اور اس کے طور وطریقہ کو مرید اختیار کرتے ہیں۔ اگر پیر میں بری خصلتیں ہوں گی تو مرید لامحالہ اس کو اختیار کریں گے۔ بسا اوقات پیر کے ان بری خصلتوں کو مرید بطور دلیل پیش کرتے ہیں۔ اس طرح پیر کے لئے مخلوق کی خیرخواہی کرنا اور اس کو تکلیف پہچانے سے بچنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ حقیقت میں مرشد وہی شخص ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کے مخلوق کی دنیاوی اور اخروی بھلائی چاہتا ہے اور اس کے لئے راہ ہموار کرتا ہے۔ ایسا شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک محبوب ہوتا ہے مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ الخلق عیال الله فاحب الخلق الی الله من احسن الی عیالہ یعنی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں (یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی پرورش میں ہیں) تمام مخلوق میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ وہ شخص ہے جو اس کے عیال کی ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے۔

مخدوم المشائخ کے شب وروز کا مشاہدہ کرنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ آپ کی زبان سے کبھی ایسی بات نہیں نکلی جس سے کسی شخص کا دل دکھا ہو۔ آپ ہر انسان کی بھلائی چاہتے تھے رہے۔ دشمن کے حق میں بددعا کرنے کے بجائے ہدایت کی دعائیں دیتے تھے بے گناہوں پر ظلم وتشدد کے سخت مخالف تھے۔ جب ہندستان کی تقسیم کے بعد فساد کی آگ بھڑک اٹھی تو اس وقت آپ دہلی میں مقیم تھے۔ دہلی کے مسلمانوں پر خوف وہراس طاری تھا۔ لوگ دہلی کو خالی کر کے پاکستان جا رہے تھے۔ ایسی حالت میں دہلی میں اقامت پذیر رہنا خطرہ سے خالی نہیں تھا حالات کے مخدوش ہونے کے سبب تنہا دہلی سے کچھوچھہ مقدسہ بھی واپس نہیں ہو سکتے تھے۔ آپ بھی مسلمانوں کے ساتھ لاہور روانہ ہو گئے۔ خوف ودہشت کے سائے میں دہلی سے لاہور تک کا راستہ طے کیا جب لاہور پہنچے تو وہاں بھی مسلمانوں کو ہندوؤں کے خلاف مشتعل پایا۔ آپ نے لاہور کے مسلمانوں سے فرمایا میں ہندوستان میں آگ اور خون کا کھیل دیکھ کر آیا ہوں۔ کیا تم لوگ یہاں بھی مجھے یہی نظارہ دکھانا چاہتے ہو؟ ہندستان کے ظالموں کا بدلہ یہاں کے بے گناہوں سے کیوں لے رہے ہو؟ آپ کی سخت تنبیہ کے سبب لاہور کے مسلمان ہندوؤں کے قتل عام سے رک گئے۔

سبع سنابل شریف میں ہے۔ ”پیر کی چھٹی شرط یہ ہے کہ اپنے آپ کو عزت کی نظر سے کبھی نہ دیکھے۔ اور خود بینی اور خود نمائی کی صفت کو صدق اور اخلاق کے مقام پر اتار دے (یعنی خود نمائی کے بجائے صدق واخلاص کرے) چونکہ پیر مرجع خلائق ہوتا ہے لوگوں کی عقیدت ومحبت کا مرکز ہوتا ہے اس لئے پیر کا لوگوں کی نظر میں معظم ہونا ضروری ہے۔ آدمی لوگوں کی نظر میں معظم اسی وقت ہو سکتا ہے جو ب وہ اپنے آپ کو حقیر سمجھے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ جو شخص خود کو حقیر سمجھے گا اس کے کام میں اخلاص پایا جائے گا۔ اور لوگوں میں اس کی قدر ومنزلت ہوگی۔ اس کے برخلاف جو شخص خود معظم ومکرم سمجھے گا اس کے کسی کام میں اخلاص نہیں پایا جائے گا۔ وہ ہر کام اپنی عظمت وبڑائی ظاہر کرنے کے لئے کرے گا۔ ایسا شخص لوگوں کی نظر میں ذلیل ہوگا اور وہ مقام رشد وہدایت کے لائق نہیں ہوگا۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے ”من تواضع لله رفعه الله فهو في نفسه حقير وفي

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعه اللّٰه فهو فی اعین الناس حقیر وفی نفسه کبیر حتیٰ لهواهون علیهم من کلب اوخنزیر ''یعنی جوشخص اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے تواضع کرے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو بلند کرے گا۔ وہ خود کو حقیر سمجھے گا لیکن لوگوں کے نزدیک عظیم ہوگا۔ اور جوشخص تکبر کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے مرتبہ کوگھٹادیگا وہ لوگوں کے نزدیک حقیر ہوگا لیکن وہ خود کو بڑا سمجھے گا یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتایا خنزیر سے بھی زیادہ حقیر ہوگا۔

مخدوم المشائخ کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کی ذات خود بینی اور خودنمائی کے مرض سے پاک تھی۔آپ کے مزاج میں سادگی تھی۔سجادگی کے عظیم منصب پر فائز ہونے کے باوجود جاہل ،عالم ،چھوٹے بڑے ہر انسان کوعزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔زہد، پارسائی ،تقویٰ وطہارت کا حامل ہونے کے باوجود ہم جیسے سیاہ کار اور خطا کار کی قدر ومنزلت آپ کے دل میں تھی۔آپ نے کبھی کسی شخص کوایسے الفاظ یا انداز سے مخاطب نہیں کیا جس سے پکارنے والے کی بڑائی کے ساتھ دوسروں کی حقارت ظاہر ہوتی ہے آپ کی عبادت میں بھی معاملات کی طرح خودنمائی کے بجائے صدق واخلاص پایا جاتا تھا۔ آپ ضعف ونقاہت اورمرض کے عالم میں رخصت کے بجائے عزیمت پرعمل کرتے تھے۔جوآپ کے عبادت میں صدق واخلاص کے پائے جانے کی بیّن دلیل ہے۔اس لئے کہ جس انسان میں خود بینی کا عنصر غالب ہوتا ہے وہ خودنمائی کے لئے عبادت وریاضت میں خود کومشغول ظاہر کرنے کا تکلف تو برداشت کرلیتا ہے لیکن وہ ضعف ونقاہت اورمرض کے عالم میں رخصت ہی پرعمل کرتا ہے ایسے شخص کے متعلق عزیمت پرعمل کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔ مخدوم المشائخ کی یہ امتیازی شان ہے کہ آپ ضعف ونقاہت اور بیماری کے عالم میں بھی عزیمت پرعمل کرتے رہے۔عمر کے آخری ایام میں مرض کا شدید غلبہ تھا۔خود سے کھڑے نہیں ہوسکتے تھے۔چلنا پھرنا دشوار تھا۔ایسے عالم میں آپ کھڑے ہوکر مکمل اطمینان اور سکون کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے جب نماز کا وقت آتا آپ اپنے خادم افضل کوفرماتے مجھ کو مصلیٰ پر کھڑا کردو، آپ کا خادم افضل عرض کرتا حضور آپ بیٹھ کر پڑھ لیجئے۔آپ کے لئے رخصت ہے۔آپ فرماتے مجھ کو مسئلہ مت بتاؤ۔ مصلیٰ پر کھڑا کرو، اس طرح جب آپ رمضان کے دنوں میں بیمار ہوجاتے تو خویش اقارب عرض کرتے کہ آپ کو روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے۔تندرست ہونے کے بعد قضا کرلیجئے گا۔آپ فرماتے بچپن سے بڑھاپا تک میرا کوئی روزہ قضانہیں ہوا۔ میں نہیں چاہتا ہوں کہ رخصت پرعمل کرکے رمضان شریف کا روزہ قضا کروں۔

سبع سنابل شریف میں ہے ''پیری کی ساتویں شرط ہے کہ مرید بنانے پر حریص نہ ہو۔اگر کوئی شخص سچے دل سے اس کی طرف رجوع لائے تو اسے بیعت کرلے ورنہ فراغ خاطر کے ساتھ خدائے برتر کی عبادت میں مشغول رہے۔اور اپنے عزیز وقت کوکہ عمر کی پونجی ہے برباد نہ کرے''۔

مخدوم المشائخ لوگوں کو مرید بنانے کے لئے اپنے زہد وریاضت کا چرچا نہیں کرتے تھے جھوٹی کرامات نہیں بیان کرتے تھے آپ اپنے قدسی صفات اور روحانی کمالات کے سبب مقبولِ انام تھے۔آپ جس جگہ تشریف لے جاتے تھے طالبانِ ارادت کا سیلاب امنڈ آتا تھا۔عاشقوں کا ایک میلہ لگتا تھا عشاق جلوۂ خدانما کے نظارہ کے لئے صف بہ صف استادہ رہتے تھے دیوانے جذبۂ شوق کی بیخودی میں جلوہ گاہِ یار کا طواف کرتے تھے پروانے چراغِ خاندان مرتضوی پر بیتابانہ نثار ہوتے تھے،آپ کے تبلیغی دورہ کا مقصد اپنے حلقہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ارادت کو وسیع کرنا نہیں تھا۔ بلکہ آپ کا مشن لوگوں تک عشق رسول کا پیغام کو پہچانا اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کا تحفظ تھا۔

سبع سنابل شریف میں ہے۔ ''پیری کی آٹھویں شرط مخلوق کی زیادتیوں کو برداشت کرنا اور لوگوں سے جو تکلیف پہنچے اس پر صابر رہنا ہے۔ اس لئے کہ درویشوں کا خرقہ رضائے الٰہی کا جامہ ہے۔ جو شخص اس خرقہ کو پا کر اپنی نامرادیوں کو برداشت نہ کرے وہ محض فقر کا مدعی ہے اور خرقہ اس پر حرام ہے''۔

مخدوم المشائخ نے اپنی حیاتِ ظاہری میں بے انتہا آلام ومصائب کو برداشت کیا ہے لیکن کبھی آپ کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آئی آپ کو گالیاں دی گئیں۔ طنز و تشنیع کا نشانہ بنایا گیا۔ بدنام کرنے کی سازش رچی گئی۔ لیکن آپ نے صبر و تحمل کا دامن نہیں چھوڑا۔ رسول اکرم ﷺ کے کردار کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا۔ ہوا پرستوں نے آپ کو اذیت دینے کے ساتھ آپ کے حقوق پر شب خون بھی مارا۔ جب کچھ لوگوں نے جاہ حشمت اور اقتدار کے حصول کے خاطر اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ ادارہ ''الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور'' پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تو بہت سے لوگوں نے کورٹ سے رجوع کرنے اور مدرسہ میں تالا لگوانے کا مشورہ دیا آپ نے فرمایا کہ کورٹ میں مقدمہ دائر کر کے مدرسہ میں تالا لگوانے سے قوم کا نقصان ہوگا۔ تعلیم و تعلم کا سلسلہ رک جائے گا۔ اپنے مفاد کی خاطر دین وملت کو نقصان پہنچانا مومن کامل کو شیوہ نہیں ہے۔ مخدوم المشائخ نے اپنی نامرادی کو برداشت کیا۔ لیکن تعلیم و تعلم کا سلسلہ منقطع نہیں ہونے دیا۔ آپ میدان تسلیم و رضا کے شہسوار تھے۔ ایثار و محبت کے خوگر تھے۔ قوم وملت کے بہی خواہ تھے۔

سبع سنابل شریف میں ہے۔'' پیری کو نویں شرط گناہ اور نافرمانیوں کو یکسر چھوڑ دینا ہے۔ پیر کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بجالانا اور اس کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنا اپنے اوپر نہایت اہتمام سے لازم کر دے۔''

مخدوم المشائخ کی حیات طیبہ کے مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ کی ساری زندگی تقویٰ و پرہیز گاری کی آئینہ دار تھی۔ بچپن سے بڑھاپے تک گناہوں اور نافرمانیوں کے اسباب وعوامل سے بچنے کا اہتمام کرتے رہے۔ آپ کا بچپن اور آپ کی جوانی کا زمانہ بڑھاپے کی طرح بے مثال تھا۔ آپ کی زندگی کا ہر دور روشن اور تابناک اور عائلی زندگی صاف و شفاف تھی مریدین اور معتقدین کے درمیان آپ کے شب و روز کے جو معمولات ہوتے تھے وہی گھر کے اندر بھی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ خانوادہ اشرفیہ کے جلیل القدر مشائخ اور مقتدر علمائے کرام آپ کی جوانی ہی کے ایام میں آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہوگئے۔ باہر والوں کی نگاہوں میں متقی اور پرہیز گار بننا آسان ہے۔ لیکن گھر والوں سے تقویٰ وطہارت کی سند حاصل کر لینا بہت مشکل امر ہے۔ آپ کے مرشد کامل ہونے کی سب سے بیّن دلیل یہ ہے کہ آپ کے گھر کے بچے اور عورتیں حتیٰ کہ آپ کی بیوی تک آپ کی مرید تھیں اور معتقدین کے حلقہ میں داخل تھیں۔

سبع سنابل شریف میں ہے۔ ''پیری کی دسویں شرط یہ ہے کہ کشف و کرامات کا متوالا نہ ہو بلکہ استقامت کا شیدائی ہو۔ اس لئے کہ خلاف عادت امور اور کشف تو دنیا دار سے بھی ظاہر ہو جاتا۔ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ یعنی ''حق پر ثابت قدم رکھنا کرامت سے بڑھ کر ہے''۔ مخدوم جہاں شیخ الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات صدی میں لکھا ہے کہ '''معجزہ کے لئے اظہار شرط ہے اور کرامت کے استتار (چھپانا) شرط ہے۔'' مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحییٰ منیری نے اپنے قول مذکورہ کو واضح کرتے ہوئے مکتوبات صدی میں دوسری جگہ لکھا ہے کہ ''صاحب کرامت کرامت سے بھاگتا ہے ڈرتا ہے فریاد کرتا ہے اور اپنی ذات کو ذلیل اور حقیر تصور کرتا ہے۔ یہاں تک

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس راہ میں حجاب اوردوری اسی کرامت کے بدولت ہوتی ہے۔اس لئے کہ بندہ نے حق کے سوا دوسرے کے ساتھ جس قدر آرام وسکون اختیار کیا اس قدر قطعیت اور دوری ہوئی اور مثال اس کی یہ ہے کہ ماں جب چاہتی ہے کہ اپنے بچے کو گود سے علحدہ کردے یا وہ کہیں باہر چلا جائے تو ایک ٹکڑا مٹھائی کا بچہ کے ہاتھ میں دے دیتی ہے۔ اگر چالاک بچہ ہے تو مٹھائی دیکھنے کے ساتھ ہی ماں کے گلے سے لپٹ جاتا ہے۔اور اگر نادان ہے تو مٹھائی لیکر خوشی خوشی چلتا ہوگا۔نتیجہ یہ ہوگا کہ کسی گڈھے میں گرے گا یا کسی جانور کی لات کھائے گا کیونکہ اس نے حلوہ دیکھا۔ماں کا دوری کا خیال نہیں کیا۔نادان نے حلوا لے کر ماں کو چھوڑ دیا۔اگر ماں کا دامن پکڑلیا ہوتا تو حلوا کہاں جاتا ہے وہ تو اسی کی چیز تھی۔

مخدوم المشائخ صاحبِ کشف وکرامت بزرگ تھے۔لیکن آپ کرامت کو اس طرح چھپاتے تھے جس طرح لوگ اپنے عیب کو چھپاتے ہیں۔بعض لوگ اپنی کرامتوں کو اس طرح بیان کرتے ہیں جس طرح مداری کرتب دکھانے سے پہلے ڈینگ مارتا ہے۔کرامت دکھانے کی چیز نہیں ہے اولیائے کرام سے کرامت کا صدور اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے ظہور سے پہلے اولیاء کرام کو اس کا علم نہیں ہوتا ہے۔ مجھے ایک واقعہ اچھی طرح یاد ہے کہ بھاگلپور ریلوے اسٹیشن پر مخدوم المشائخ گاڑی کی آمد کا انتظار کررہے تھے۔پلیٹ فارم پر معتقدین کی جماعت موجود تھی۔ایک صوفی صاحب نے مخدوم المشائخ سے عرض کیا حضور! مجھے کرامت چاہئے۔مخدوم المشائخ اس صوفی صاحب کے معروضہ پر مسکرا پڑے اور ناصحانہ انداز میں فرمایا کہ کرامت کوئی دینے کی چیز نہیں ہے۔ولی کو خود خبر نہیں ہوتی کہ اس سے کرامت کس طرح صادر ہورہی ہے؟ ولی کرامتوں کا شیدائی نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ خود کو حقیر سمجھتا ہے۔مخدوم المشائخ کے مذکورہ جملہ کی تائید مخدوم جہاں شیخ شرف الدین یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے ہوتی ہے جو مکتوبات میں مذکور ہے۔مخدوم جہاں فرماتے ہیں ”اگر تم سوال کرتے ہو کہ معجزہ اور کرامت میں کیا فرق ہے؟ تو سنو! معجزہ کے لئے اظہار شرط ہے۔اور کرامت استتار شرط ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انبیائے کرام کو معلوم ہے کہ یہ معجزہ مجھ کو ملا ہے۔اور ظاہر کرنے سے پہلے فرمادیتے ہیں مگر اولیا نہیں جانتے کہ یہ کرامت مجھ کو ملی ہے نہ صدور کرامت کی خبر رکھتے ہیں اور نہ کرامت سرزد ہونے سے پہلے خبر دیتے ہیں۔اس کا سبب یہ ہے کہ ولی محل ولایت پر اس وقت ثابت قدم نہیں ہوتا ہے جب تک کہ اپنے کو کمترین خلق نہیں جانتا جب وہ اپنے کو ایسا ہیچ جانتا ہے تو اسے دعویٰ کرامت کب ہوگا اور جب اس کو دعویٰ نہیں تو کرامت کے آنے جانے کی کیا خبر ہوگی۔

مذکورہ عبارت سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ طریقت میں پیری کے دس شرائط ہیں مخدوم المشائخ میں وہ تمام شرائط بدرجہ اتم موجود تھیں۔آپ رشد وہدایت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔آپ کی زندگی کا ہر گوشہ پیر ومرید، عالم وجاہل ہر شخص کے لئے نمونہ عمل ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ ہر شخص کو آپ کی سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔

☆☆☆☆☆☆

حضرت شیخ المشائخ اور حضرت محدث اعظم ہند علیہما الرحمہ

ڈاکٹر صابر سنبھلی، سیف خان سرائے، سنبھل ضلع مرادآباد

حضرت شیخ المشائخ الحاج مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کی شخصیت برصغیر میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ روئے پرنور افشاں لمعات اہل وید کی نظروں کو سرور اور دلوں کو قرار بخشتے تھے۔ علاوہ ازیں رشد و ہدایت کے جس مقام بلند پر حضرت والا فروکش تھے اس سے انکار کرنا نصف النہار میں سورج کے وجود کا انکار کرنا ہے۔ حضرت اپنے عہد رشد و ہدایت میں دنیا کے ان چند شیوخ میں شمار ہوتے تھے جن کے مریدوں کی تعداد ان گنت تھی۔

حضرت محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی علیہ الرحمہ عظیم عالم، زباں داں، صاحب طرز ادیب، اعلیٰ درجے کے مصنف، سحر البیان واعظ ہونے کے ساتھ ساتھ بے نظیر مترجم قرآن بھی تھے۔ برصغیر میں محدث تو بہت ہوئے، مگر محدث اعظم ہند کا خطاب انہیں کے حصے میں آیا اور انہی کو زیب دیتا تھا۔ ان سے پہلے یا بعد میں دوسرا ''محدث اعظم ہند'' پیدا نہیں ہوا۔

حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ معجز بیاں نعت گو ہونے کے ساتھ ساتھ مدح اور قدح پر بھی قدرت رکھتے تھے اور ان دونوں اصناف میں بڑے دلچسپ انداز میں نکتہ آفرینی فرماتے تھے ایک ایک مثال درج کرتا ہوں

کسی مخالف ذکر میلاد کی تحریر کارد کرتے ہوئے ایک مقام پر ایک مطلع (شاید خود ہی موزوں کیا تھا۔ حوالہ اس وقت پیش نظر نہیں تھا کہ باذوق طبیعت اس کو سن کر نہ صرف پھڑک جاتی ہے بلکہ اسلوب بیان کا مزہ بھی لیتی ہے۔ بعض لوگوں کو تو ان مصرعوں کو یاد کر کے ہنسی سے بے قابو بھی ہوتے دیکھا گیا ہے۔ مخالف ذکر میلاد مصطفی علیہ کے ایک فقرے کی گرفت اور تردید فرما کر تحریر فرماتے ہیں۔

کھل گیا سب پہ ترا بھید، غضب تو نے کیا
کیوں کھلا منھ کا ترے چھید، غضب تو نے کیا

قافیے کا جواب نہیں اور جس موقع کے لئے یہ شعر کہا گیا ہے اس سے بہتر شاید ممکن بھی نہیں تھا۔

مدح کا نمونہ بھی درج کردوں گا اگر چہ نادر و نایاب نہیں ہے۔ تصنیف لطیف ''فرش پر عرش'' میں موجود ہے۔ خواجہ خواجگاں سلطان الہند سید معین الدین ثم اجمیری علیہ الرحمہ کی شان اقدس میں فرماتے ہیں

تمہاری ذات سے میرا بڑا تعلق ہے
کہ میں غریب بڑا تم بڑے غریب نواز

اور خواجۂ خواجگاں و غوث اعظم کی مشترکہ مدح اس طرح فرماتے ہیں

غوث کو یا غوث کہنے والے ہو جاتے ہیں غوث
خواجگی مل جاتی ہے، خواجہ کا تو دم بھر کے دیکھ

ان تین اشعار سے حضرت کی مدح اور قدح کے معجزانہ انداز کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت محدث اعظم ہند نے حضرت شیخ المشائخ کی بھی مدح

فرمائی ہے۔حضرت شیخ المشائخ کوئی ماضی کی شخصیت نہیں تھے۔ حضرت کے ہم عصر تھے، ہم عصر ہونے کے ساتھ برادر نسبتی بھی تھے،عموماً بہنوئیوں کی نظر میں برادران زوجہ عزیز تو ہوتے ہیں مگر محترم کم ہی ہوتے ہیں۔حضرت شیخ المشائخ حضرت محدث اعظم ہند کی نظر میں محترم و معظم بھی تھے۔ایک قطعہ ملاحظہ فرمائیے۔ جو جناب مولانا عابر قالین آبادی اشرفی کی عنایت سے احقر کو موصول ہوا ہے۔احقر آں موصوف کا اس عطیے کے لئے ممنون ہے۔قطعہ ملاحظہ فرمائیے۔

بنازم گر تو بر فرقم نشینی
کہ بہر اشرفیاں نازنینی
جناب سید مختار اشرف!
بنازد بر تو سجادہ نشینی

کسی ذات پر کسی شاعر کا ناز کرنا کوئی بہت بڑی بات نہیں ہے۔مگر جب شاعر صرف شاعر نہ ہو بلکہ محدث اعظم بھی ہو تو اس کا ناز کرنا اہمیت رکھتا ہے خصوصاً جبکہ وہ شخصیات ورجال کی شناخت میں بھی ید طولیٰ رکھتا ہے اور یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ناز کس بات پر ہے اس بات پر نہیں کہ ممدوح سے شاعر کی قرابت داری ہے، اس بات پر بھی نہیں کہ ممدوح شاعر کا ہم عصر ہے یا ہم وطن ہے اس بات پر بھی نہیں کہ لوگ دونوں کے تعلق خاطر سے واقف ہیں۔بلکہ ناز ہے تو اس بات پر کہ ممدوح اس کے سر کو اپنی نشست گاہ بنائے اور سر پر قدم رکھے۔

سبحان اللہ یہ بیان کسی ایسے شاعر کا نہیں ہے جو دولت دنیا کے لئے کسی امیر یا رئیس کی مدح کرتا ہے۔بلکہ شاعر کا مرتبہ یہ ہے کہ آل رسول ہے، علم کے بلند ترین مقام پر فائز ہے۔ رشد و ہدایت کے سجادہ پر بھی متمکن ہے اور بڑی بات یہ ہے کہ اس کا سینہ احادیث رسول اللہ ﷺ کا گنجینہ ہے۔ایسا شخص مداح ہو تو کیا کہنے۔غور کیجئے تو ایسے صاحب عظمت مداح تو بڑے بڑے شہنشاہوں کو نہیں ملے۔اس نکتے پر غور کریں تو حضرت شیخ المشائخ کا مرتبہ کچھ سمجھ میں آتا ہے۔

چوتھا مصرعہ قطعہ ہٰذا کی روح ہے۔ پہلے مصرع میں تو شاعر خود ہی نازاں تھا اور اس بات پر نازاں تھا کہ ممدوح کے قدم اس کے سر کا تاج ہوں۔مگر چوتھے مصرعے میں جو تاثرات بیان کئے ہیں وہ ممدوح کا مرتبہ بہت بلند کر رہے ہیں۔حضرت شیخ المشائخ پر سجادہ نشینی ناز کرتی ہے۔سبحان اللہ۔اب تو حال یہ ہے کہ شیوخ کرام سجادہ نشینی پر ناز کرتے ہیں اور اس کے حصول کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دیتے ہیں۔

حضرت محدث اعظم ہند کا ایک دوسرا قطعہ بھی فقیر حقیر کو ماہنامہ غوث العالم کے لائق معاون مدیر اور مختار اشرف لائبریری کے لائبریرین حضرت مولانا عبدالعظیم عابر اشرفی قالین آبادی کی وساطت سے موصول ہوا ہے۔قارئین کرام اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اجماع کردہ اند ہمہ صاحب نظر
درآل اشرف اشرفی گشتہ بزرگ تر
پس ہمچناں اے سید مختار اشرفی!
بعد اشرفی بزرگ توئی قصہ مختصر

اس قطعے میں ایک ثقہ شاعر (حضرت محدث اعظم ہند سید کچھوچھوی علیہ الرحمہ) نے بڑی سچی اور کھری بات یہ کہی ہے کہ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے بعد بزرگی جناب سید مختار اشرف علیہ الرحمہ کی جانب ہی مراجعت کرتی ہے۔یہ تو شاعر کی فکر ہے مگر اس قطعے میں شاعر علیہ الرحمہ نے ایک عمدہ فن کاری سے بھی

کام لیا ہے۔ یعنی چوتھا مصرع فارسی کے ایک قدیم شاعر (شاید حضرت جامی علیہ الرحمہ) کے مصرع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

میں معمولی سا تصرف کر کے شیخ المشائخ کے مدح کا جزء بنادیا گیا ہے۔ گویا ایک مدحیہ قطعے میں فکر وفن کا عمدہ امتزاج پایا جاتا ہے۔

دونوں فارسی قطعوں میں یا تو پہلے مصرع سے بحث کی گئی ہے یا پھر چوتھے مصرعوں سے دوسرے اور تیسرے مصرعوں کو شامل بحث نہیں کیا گیا ہے۔ اس کی دو وجہیں ظاہر ہیں۔ پہلی یہ کہ ایک ضعیف وعلیل وناتواں ذہن کی رسائی اس سے آگے ممکن نہ تھی۔ دوسرے حضرت شیخ المشائخ کے مرتبے کا کچھ کچھ اندازہ تین مصرعوں سے بھی ہو سکتا ہے کوئی اچھا فارسی داں اگر باقی ماندہ پانچ مصرعوں سے بھی اہم نکات برآمد کرے تو فبہا۔ سبحان اللہ۔

☆☆☆☆☆☆

سرکارکلاں کی زندگی کے چند اہم گوشے

مولانا نصراللہ رضوی مصباحی استاذ مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع مئو

آپ کی ذات گرامی عظیم قدرومنزلت کی حامل ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ہندوستان کے کثیر علاقوں میں آپ کی بے حد مقبولیت ہے بلکہ ہندستان سے باہر ملکوں میں بھی آپ کی پذیرائی ہے ہنداور بیرون ہند میں عقیدت مندوں اور ارادتمندوں کا شمار کیاہے؟اس کا صحیح اندازہ لگانا بڑادشوار ہے۔ کتنے لوگوں کا کہنا ہے کہ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے والوں کی تعداد لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔ جبکہ متوسلین وعقیدت کیشوں کا شمار کثرت کے سبب کیا ہی نہ جاسکا۔

آپ جس بلندو بالا خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں اس کے سامنے ہمیشہ خلق خدا کے دلوں کی جبین عقیدت سجدہ ریز رہی ہے۔ اس پرعلم وفضل کا تاج کرامت مزید تابشیں پیدا کرتا رہا۔ پھراس پر مستزاد منصب سجادگی ہے جس نے آپ کی کلاہ افتخار میں چار چاند لگائے اور پھر دلوں کی دنیا ویرانوں سے آبادیوں میں تبدیل ہونے لگی۔

آپ نے ابھی اپنی عمر کی صرف اٹھارہ بہاریں ہی دیکھی تھیں کہ جدامجد حضور اشرفی میاں قدس سرہ العزیز نے آپ کوتاج خلافت سے نواز دیا۔ آپ کے والد ماجد حضورسیدی احمداشرف علیہ الرحمہ کا وصال ۱۵ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ کو ہو چکا تھا اور انہیں کی مجلس چہلم وہ مبارک تقریب ہے جس میں حضور اشرفی میاں نے اپنے پوتے حضور سید محمد مختار اشرف عرف محمد میاں کو اپنی بیعت وولی عہدی کے شرف سے مشرف فرمایا اور اس کا اعلان عام فرمایا۔

انہوں نے اپنی حیات ہی میں ان کی سجادہ نشینی کا اعلان عام تمام مریدین ومتوسلین،عقیدتمندوں نیز خانوادہ کے ہرخردوکلاں کے درمیان فرمایا اور اس اعلان وانتباہ کودستاویزی شکل دیتے ہوئے یوں قبلہ نامہ تحریر فرمایا۔

اس کے بعد تمام حلقوں میں آپ کی پذیرائی اور مقبولیت ہوگئی۔ رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کی مقبولیت اور پذیرائی عام بندوں کے دلوں میں اتاردی اور ایک دنیا ان کی گرویدہ بحبت ہوگئی جوآپ کے اخلاص عمل اور پیکر فضل وکمال ہونے کا اثر تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمٰن ودا“ (سورۂ مریم: آیت ۹۶)

معتقدین اپنے اپنے حلقوں میں انھیں دعوت دیتے اور اس طرح ہر علاقے میں پہنچ کر آپ تبلیغی فرائض انجام دیتے ہم نے اپنے دور طالب علمی میں مبارکپور کے اندر آپ کے عقیدت مندوں کی ایک بھیڑ دیکھی۔ کبھی اعلیٰ حضرت حضور اشرفی میاں آیا کرتے تھے اور لوگ انھیں اپنے سروں پر بٹھاتے (دارالعلوم اشرفیہ مصباح العلوم کے سنگ بنیاد کے موقع پر لوگوں کا والہانہ تعلق قابل ذکر ہے) اور پھر اسی حلقے میں انکے سجادہ نشین سرکارکلاں تشریف لاتے رہے۔

دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور میں سالانہ امتحان کے موقع پر دورۂ حدیث کے طلباء کا بخاری شریف کا امتحان لیتے اور طلباء کی کثیر نمبرں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سے خوب حوصلہ افزائی فرماتے۔ سالانہ اجلاس میں اسٹیج کی رونق ہوتے اور ''سکھٹی مبارکپور'' تو گویا عقیدت مندوں ہی کی پوری بستی تھی۔

یہاں محمد آباد گوہنہ ضلع مئو میں بھی برابر ان کی تشریف آوری ہوتی رہتی تھی۔ ان کے ماننے والوں، انکے مریدین ومتوسلین کی اچھی خاصی تعداد ہے۔ بلکہ محمد آباد گوہنہ تو وہ تاریخی جگہ ہے جس کو مخدوم سمنانی نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا ہے۔

محمد آباد میں اکثر صوفی عبدالحق صاحب اشرفی کے یہاں ان کا قیام ہوتا پھر دیگر محلوں میں اہل عقیدت کے گھروں پر جانے کے لئے وہیں سے پروگرام طے پاتا۔ لوگ اپنے گھروں پر لے جاتے، برکتیں حاصل کرتے اور دعاؤں کے خواستگار ہوتے۔

مدرسہ عربیہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ جس کا سنگ بنیاد حضور محدث اعظم نے رکھا تھا اور سرکارکلاں کی سرپرستی میں چلتا تھا۔ ارکان واساتذہ کی گزارش پر تشریف لاتے، اپنی نیک دعاؤں سے نوازتے، خواہشمند لوگوں اور طلباء کو داخل سلسلہ بھی فرماتے، یہاں کے سالانہ اجلاس کو بھی رونق بخشی اور ایک مرتبہ مدرسہ ہذا کے سالانہ جلسے میں اپنے نوارنی خطاب اور دعائیہ کلمات سے بھی لوگوں کو نوازا۔

غالبًا ۱۹۸۰ء کی بات ہے محمد آباد کے لئے حضرت سرکارکلاں کا پروگرام لینا تھا۔ صوفی عبدالحق صاحب اشرفی نے کسی ذریعہ سے پتہ لگوایا کہ حضرت سرکارکلاں اس وقت اپنے دولت کدے پر تشریف فرما ہیں۔ ارکان واساتذہ کی رائے کے مطابق راقم الحروف اور صوفی عبدالحق صاحب حضرت سے ملاقات کے لئے کچھوچھہ شریف روانہ ہوگئے۔ صوفی صاحب کا طریقہ تھا کہ جب وہ کچھوچھہ شریف جاتے تو محمد آباد کی مشہور امرتی (ایک قسم کی مٹھائی) ایک ٹوکری ضرور لے جاتے معمول کے مطابق آج بھی پہلے اس کی خاص دوکان پر پہونچ کر ایک ٹوکری امرتی وزن کرائی۔ دام چکائے اور ہم لوگ بذریعہ بس کچھوچھہ شریف روانہ ہوگئے۔ گیارہ بجے کے قریب حضرت سرکارکلاں کے دولت خانے پر پہنچے۔ سلام ودست بوسی کے بعد وہیں نشست گاہ میں ہم لوگ بھی بیٹھ گئے اور صوفی صاحب نے امرتی نذر گزاری۔ بنگلہ دیش کے دو موقر مہمان وہاں پہلے سے موجود تھے۔ جلد ہی موقع ملا اور صوفی صاحب نے میرا تعارف کراتے ہوئے عرض مدعا کیا۔ تھوڑی دیر بعد دسترخوان لگنے لگا، ہم لوگ وہاں سے کھسکنا چاہتے تھے مگر حضرت نے وہیں کھانا کھانے کا حکم دیا اور ہم لوگ حضرت سرکارکلاں اور ان دونوں مہمانوں کے ساتھ شریک طعام ہوگئے۔ آخر میں حضرت صوفی صاحب کی نذر گزاری کی ہوئی امرتی دسترخوان پر رکھنے کا حکم دیا۔ حضرت نے بھی اس میں سے قدرے تناول فرمایا اور ہم چاروں اہل دسترخوان بھی لطف اندوز ہوئے۔ کھانے کے بعد ظہر کی نماز مختار المساجد میں ادا کی گئی اور وہیں اس علاقہ میں پہلی بار دھوپ گھڑی ہم نے دیکھی۔ پھر پروگرام طے کرکے حضرت سے اجازت لے کر ہم لوگ وہاں سے رخصت ہوئے۔

محمد آباد کے لوگ ساداتِ کچھوچھہ مقدسہ سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ موقع بہ موقع ان سے پروگرام لیتے رہتے ہیں اس طرح ساداتِ کرام کی یہاں تشریف آوری ہوتی رہتی ہے۔ جس سے مسلک وجماعت کی تبلیغ بھی ہوتی رہتی ہے اور لوگ اپنی عقیدتوں کے ہار اور پھول بھی نچھاور کرتے رہتے ہیں۔ بیعت وارادت کا سلسلہ بھی برابر جاری رہتا ہے۔ کتنے خوش نصیب تو وہ ہیں جو یہیں سادات کرام کی آمد پر داخل سلسلہ ہوتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جنہیں یہاں پر یہ سعادت حاصل نہیں ہو پاتی تو کچھوچھہ مقدسہ جاکر داخل سلسلہ ہوجاتے ہیں۔ اس طرح مریدین کی

ایک بھاری جمیعت ہے اور شکر ہے کہ سارے مریدین مسلک اہل سنت و جماعت کے سختی سے پابند ہیں۔ نیز ان میں بیشتر سال بہ سال مخدوم سمناں کے عرس مقدس کے موقع پر کچھوچھہ شریف میں حاضری بھی دیتے رہتے ہیں۔

عقیدتوں کا یہ سلسلہ صرف سرکارکلاں کی حیات تک ہی جاری نہ رہا، بلکہ بعد وصال بھی عقیدتوں کی دنیا اسی طرح سجی ہوئی ہے اور ابھی تھوڑے ہی دنوں پہلے یہاں کے باحوصلہ نوجوانوں اور عقیدتمندوں کی عرضداشت پر حضرت سرکارکلاں کے صاحبزادے عالی وقار، جانشین سرکارکلاں حضرت علامہ سید اظہار اشرف صاحب قبلہ دام ظلہ العالی بھی محمد آباد گوہنہ تشریف لائے۔ محلّہ میں مختلف لوگوں کے یہاں ان کا قیام رہا اور پھر کثیر ہمراہیوں کے ساتھ مدرسہ عربیہ فیض العلوم میں ان کی تشریف آوری ہوئی جہاں اساتذہ اور طلباء نے ان کا پرجوش استقبال کیا اور نعرہائے تکبیر و رسالت سے فضا گونج اٹھی۔ ضیافت کے انتظامات پہلے ہی مکمل ہو چکے تھے، پھر ضیافت کے فرائض انجام پذیر ہوئے۔ اس کے بعد ایک وسیع ہال میں تمام اساتذہ، طلباء اور سامعین کے درمیان حضرت نے اپنے نورانی کلمات سے نوزا، مفید مشورے دیئے، طلباء کرام کو بہتر نصیحتوں سے سرفراز فرمایا۔

حضرت سرکارکلاں کی تبلیغی سرگرمیاں ملک اور بیرون ملک برابر جاری ہیں اور ان کے علمی افادات نیز فتاوے عام ہوتے رہے۔ ماہنامہ غوث العالم اور دیگر کتب کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے خود بھی فتاویٰ لکھے اور فتاویٰ کی تصدیق بھی فرمائی بلکہ جامع اشرف کے مفتیان کرام کے فتاوے حضرت کی تصدیق کے بغیر جاری ہی نہیں ہوتے تھے۔ استاذ جامع اشرف مولانا غلام غوث صاحب اشرفی لکھتے ہیں:

''سرکارکلاں شیخ المشائخ کی علمی صلاحیت وقابلیت اور رعب ودبدبہ ایسا تھا کہ جامع اشرف سے جو فتوے دیئے جاتے تھے موصوف کے زمانہ میں بغیر ان کی تصدیق کے نہ بھیجے جاتے تھے

(سرکارکلاں کے آخری سفر کا حال، ص ۲۱)

اب ہم یہاں پر مسئلۂ وقف کے متعلق خود سرکارکلاں کا تحریر کردہ فتویٰ ماہنامہ ''غوث العالم'' کے حوالے سے ہدیہ قارئین کرتے ہیں جس سے ان کی علمی وجاہت نمایاں ہوتی ہے۔

سوال مسجد کے خرچ سے زائد آمدنی سے متعلق ہے، جو ضروریات مسجد کی تکمیل کے بعد بچ جائے اسے دوسرے مصارف خیر میں استعمال کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ ساتھ میں مدرسہ امینیہ دہلی کے نائب مفتی حبیب المرسلین کا جواب بھی منسلک ہے۔ جس کی تصدیق یا تردید کا سائل خواستگار ہے۔ اس نائب مفتی نے جواب میں بغیر حوالۂ کتب فقہ اپنے اجتہاد سے فرمادیا کہ اسے کسی بھی کار خیر میں صرف کردینا جائز ہوگا جیسے ان کے پیشوا رشید احمد کا بھی یہی حال تھا کہ جواب رقمکرتے اور کہہ دیتے فقط بندہ رشید احمد عفی عنہ، گویا یہ خود ہی سند ہیں چاہے جیسے بھی شریعت کو توڑ مروڑ کر پیش کریں۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

سرکارکلاں نے اپنے جواب میں اس نائب مفتی کی بھی اچھی طرح خبر لی ہے۔

اب حضرت کا جواب بعینہ یہاں نقل کیا جاتا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

صورت مسئولہ میں مسجد کا بچا ہوا مال کسی بھی کار خیر

میں صرف کرنا جائز نہیں خواہ اس مال کی مسجد کو آئندہ ضرورت ہو یا نہ ہو۔ عالمگیری میں ہے:"الفاضل من وقف المسجد هل يصرف الى الفقراء قيل لايصرف وانه صحيح ولكن يشترى به مستغلاً للمسجد" نیز اگر مسجد پر وقف شدہ مال دوسرے کار خیر میں صرف کیا گیا تو یہ واقف کی شرط کے خلاف ہے کیونکہ واقف نے اس مسجد پر وقف کیا تھا اور مسلمان دوسری جگہ خرچ کررہے ہیں۔ حالانکہ واقف کی شرط کی مخالفت جائز نہیں۔ ردالمحتار میں ہے "فان شرائط الواقف معتبرة اذالم تخالف الشرع" شرعاً تو ایک مسجد کا بچا ہوا روپیہ دوسری مسجد میں بھی ضرورۃً لگانا جائز نہیں چہ جائیکہ مسجد کے علاوہ کسی اور کام میں خرچ کرنا۔ ہاں اگر ایک ہی شخص نے دو مسجدیں بنوائیں اور دونوں پر علاحدہ علاحدہ وقف کیا تو اس صورت میں ضرورتاً ایک مسجد کا بچا ہوا مال دوسرے میں بھی لگا سکتے ہیں کیونکہ یہاں پر واقف بھی ایک اور وقف بھی ایک ہے۔ درمختار میں ہے۔"اتحد الواقف والجهة وقل مرسوم بعض الموقوف عليه بسبب خراب وقف احدهما جاز للحاكم ان يصرف من فاضل الوقف الآخر عليه لانهماحينئذ كشئى واحد۔ اور اگر واقف دو ہوں جیسے کہ دو آدمی مسجدیں بنوادیں یا واقف تو ایک ہو مگر وقف دو ہوں جیسے کہ ایک آدمی ایک مسجد اور ایک مدرسہ بنادے تو دونوں صورتوں میں بھی کسی ایک وقف کا مال دوسرے وقف پر خرچ نہیں کرسکتے۔ جیسا کہ درمختار میں ہے۔"وان اختلف احدهما بان بنى رجلان مسجدين اورجل بنى مسجداو مدرسة ووقف عليهما اوقافاً لايجوز ذالك" جب کہ ایک غنی مسجد کا مال دوسری محتاج مسجد پر اگر صرف کرنا ہو تو بھی اتنی شرائط درکار ہیں۔ اولاً تو دونوں مسجدیں ایک شخص کی ہوں۔ دوسرے دونوں وقف پر بھی ایک ہی نے کیا ہو۔ تیسرے موقوف ایک ہی قسم کی چیز ہو۔ یعنی دو مسجدیں ہوں یا دو مدرسے تو دوسرے کار خیر میں مسجد کا بچا ہوا پیسہ کس طرح خرچ ہوسکتا ہے۔ لہذا مسجد کا بچا ہوا مال یا روپیہ کسی بھی کار خیر میں ہرگز ہرگز خرچ نہیں کرسکتے۔

حبیب المرسلین کوئی جاہل شخص ہے کہ بلا حوالۂ کتاب فقہ کا اتنا اہم مسئلہ بالکل غلط بیان کردیا۔ افسوس کہ وہی زمانہ آگیا جس کی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی تھی کہ "اتخذ الناس رئووساجهالا فسئلوا فافتوا بغير علم ،فضلو و اضلوا" (مشکوۃ) علماء اٹھ جائیں گے اور لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے۔ وہ جاہل پیشوا بغیر علم فتویٰ دیں گے۔ خود گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

مسلمانو! دیوبندی حضرات کے اکثر مسائل غلط ہوتے ہیں۔ ان کے یہاں کتابیں غلط چھاپ دیتے ہیں حتیٰ کہ بہشتی زیور بھی غلط مسائل کا مجموعہ ہے اس سے بچنا لازم ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ العبد الجانی محمد المدعو بہ مختار اشرف الاشرفی الجیلانی ناظم جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد

۲؍شعبان المعظم ۱۳۹۵ھ یوم دوشنبہ مبارکہ

کتب فقہ میں یہ حکم مصرح تھا اگر مدرسہ امینیہ دہلی کے نائب مفتی صاحب کتب فقہ کا مطالعہ کرلیتے تو ایسی جاہلانہ بات نہ کہتے اس کے برخلاف آپ ملاحظہ کریں حضرت سرکار کلاں کا فتویٰ کس طرح فتوے کو عبارات فقہائے مدلل فرمادیا ہے کہ اب حکم مسئلہ میں کسی طرح کا شک وارتیاب باقی نہیں رہ جاتا۔ یہی فتوے کی شان ہوتی ہے اور یہ کہ صرف اپنا ایک جبروتی حکم صادر فرمادیا خواہ فقہائے کرام کچھ بھی کہتے ہوں۔ یہ کسی شرعی فتویٰ کی شان نہیں ہوتی اور علمی دنیا میں ایسے فتویٰ کی کوئی وقعت نہیں رہ جاتی۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ہاں جب تنقیح مسئلہ کرتے ہوئے فتویٰ کو فقہائے کرام کے اقوال اور آیات واحادیث سے مدلل کردیا جائے تو وہی فتویٰ ارباب علم ودانش کے نزدیک معیاری، قابل عمل، لائق استدلال ہوتا ہے اور اس طرح کی خوبیاں آپ سرکار کلاں کے اس فتوے سے ملاحظہ کریں گے۔

اس نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی تو فقہاء کے اقوال کی روشنی میں کہنا چاہئے تھا کہ یہ زائد آمدنی امانۃ جمع رہے گی، جیسے زیادت ممکن ہے اور برسوں میں کمی بھی محتمل ہے۔ وہ کمی اس سرمایہ جمع شدہ سے پوری کی جائے گی۔ علامہ ابن نجیم مصری رقم طراز ہیں:

"سئل ابوبکر عن رجل وقف دار اعلی مسجد علی ان مافضل من عمارته فهو للفقراء فاجتمعت الغلة ،والمسجد لایحتاج الی العمارة هل تصرف الی الفقراء ؟ قال لا تصرف الی الفقراء وان اجتمعت غلة كثيرة لانه يجوز ان يحدث للمسجد حدث والدار بحال لاتغل (بحوالہ فتاویٰ رضویہ ص ۶/۳۶۹)"

حاصل یہ ہے کہ سرکار کلاں کثیر الجہات شخصیت کے مالک تھے مختصر انداز میں ان کا حلیہ زیبایوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

چہرہ: روشن، رنگ گورا گندمی، قد: درمیانہ، ذات قدآور، جسم: بھراہوا۔ توانا ومضبوط کاندھوں پر بار رشد وہدایت، چہرے سے وقار تمکنت کے آثار نمایاں، سر پر کلاہ افتخار، عمامۂ فضل وکمال، اونچے گھرانے کا علامتی تاج شرافت، پیشانی سے آثار بزرگی ہویدا، چہرے پر گھنی اور پروقار ریش مبارک کسی صاحب فضل وکمال کی آئینہ دار، نوعمری ہی سے منصب سجادگی پر فائز الرام درازی عمر کے ساتھ عقیدت مندوں، نیاز مندوں کا ہجوم، شیخ المشائخ۔ مرشد کامل۔ مفتی زمانہ۔ قائد العلماء قدوۃ السالکین۔ زبدۃ العارفین۔

ابر رحمت انکے مرقد پر گہرباری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

☆☆☆☆☆

سرکار کلاں ایک مومن کامل

علامہ ارشد جمال اشرفی، استاذ جامع اشرف

ایمان ہی ایک ایسا درخت ہے جس میں عمدہ اوصاف واخلاق پھلتے ہیں۔ یہ وہ ایمان ہے جو آدمی کے ظاہر کو سجاتا اور باطن کو نکھارتا ہے۔ اگر آدمی ایمان سے محروم ہے تو وہ ظاہر و باطن کی بے شمار خوبیوں سے محروم ہوتا ہے۔ خصوصاً اس کا باطن تاریک اور آلودہ ہوتا ہے۔ اور جب باطن تاریک اور آلودہ ہوجاتا ہے تو آدمی کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں اور اس کا کردار انسانیت کیلئے ایک مصیبت بن جاتا ہے۔ باطن جس قدر تاریک ہوگا اسی قدر اس کا اخلاق وکردار بھی تاریک ہوگا۔ اور جب باطن تاریک ہوتا ہے تو اس کا اثر ظاہر پر بھی پڑتا ہے۔ باطن کی یہ تاریکی ایمان کے نور سے ختم ہوتی ہے۔ جس کا ایمان جس قدر روشن، منور اور کامل ہوگا اسی قدر اس کا باطن بھی روشن ہوگا۔ اور جب باطن روشن ہوگا تو آدمی کا اخلاق وکردار بھی صاف ستھرا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ جو مومن کامل ہوتا ہے اس کا اخلاق سب سے بہتر، اس کے اوصاف سب میں نمایاں اور اس کا کردار سب سے عظیم ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم ایک مومن کے اعلیٰ اخلاق اور عمدہ اوصاف کو دیکھ کر اس کے مومن کامل ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔

اس روشنی میں جب ہم مخدوم المشائخ، مولانا مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت اور ان کے نمایاں اوصاف واخلاق کو دیکھتے ہیں تو دل گواہی دیتا ہے کہ اللہ کا یہ نیک بندہ ایک مومنِ کامل مرد تھا۔

آیئے! اس زاویے سے ہم سرکارکلاں علیہ الرحمہ کے بعض اوصاف واخلاق کا جائزہ لیتے ہیں۔

اس روشنی میں جب ہم مخدوم المشائخ، مولانا مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی شخصیت اور ان کے نمایاں اوصاف واخلاق کو دیکھتے ہیں تو دل گواہی دیتا ہے کہ اللہ کا یہ نیک بندہ ایک مومنِ کامل مرد تھا۔

تقویٰ کی شان

ایک مومن بندے کا جو سب سے نمایاں وصف ہوتا ہے وہ تقویٰ کا وصف ہے۔ بغیر اس کے کوئی مرد کامل نہیں ہوسکتا۔ سرکارکلاں علیہ الرحمہ اس وصف میں اپنے معاصرین سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ وہ ان چھوٹی باتوں میں بھی شریعت کی پاسداری کا خیال کرتے تھے، جس طرف عام طور سے لوگوں کا دھیان بھی نہیں جاتا یا تو رخصت ہونے کی وجہ سے یا جس پر عمل کرنے میں ضرورت سے زیادہ تکلف اور مشقت کرنی ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ صبح کے وقت بیدار ہوتے تو سب سے پہلے لنگی اتار کر پاجامہ پہنتے، ٹوپی لگاتے پھر استنجا وغیرہ کے لئے جاتے جبکہ لنگی پہنے بغیر بھی ضرورت سے فراغت حاصل کی جاسکتی تھی، مگر وہ ایسا نہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کرتے کیونکہ حکم ہے کہ "بقدر ضرورت ہی ستر کھولنا چاہئے"۔ لنگی میں ضرورت سے زیادہ ستر کھلتا ہے اور پاجامے میں ضرورت بھر۔(۱)

لہذا سرکارکلاں شریعت کے اس حکم پر عمل کرنے کے لئے ایسا اہتمام کیا کرتے تھے۔

نماز کا اہتمام

مومن بندے کی سب سے بڑی پہچان یہ ہوتی ہے کہ وہ زیادہ تر اپنا وقت اللہ کی عبادت میں صرف کرتا ہے، اسے نماز سے والہانہ محبت ہوتی ہے اور وہ ہر وقت نماز جیسی اہم عبادت کے لئے تیار رہتا ہے۔ کبھی اس سے غفلت نہیں برتتا۔

یہی شان سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی بھی تھی۔ انہیں نماز سے بڑی محبت تھی وقت ہوتے ہی وہ اس کے لئے فکرمند ہوجاتے، یہاں تک کہ مجلس میں اہم سے اہم گفتگو چل رہی ہو، مگر نماز کے وقت ان کے نزدیک سب سے زیادہ اہمیت نماز کو حاصل ہوتی۔

مجھے ایک آدھ مرتبہ ہی ان کی مجلس میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے پھر بھی میں نے دیکھا کہ مجلس جمی ہوئی تھی اور وہ گفتگو کر رہے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوا تو آپ کو نماز کی فکر دامن گیر ہوگئی۔ انھیں اپنے مریدوں اور معتقدوں کی دلجوئی کا بھی خیال تھا اور نماز کی فکر بھی کچھ دیر تک وہ بڑی کشمکش میں تھے۔ بار بار کلائی گھما گھما کر گھڑی دیکھتے اور پھر لوگوں کی طرف آنکھ اٹھاتے۔ کلائی گھما گھما کر بار بار گھڑی دیکھنے کا انداز بھی عجب پیارا انداز تھا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہو رہے ہیں اور جماعت کا وقت قریب ہوتا جارہا ہے۔ تو ایک دم سے یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے کہ "چلیں بھئی نماز پڑھیں"۔

یہ بڑی بات ہے کہ "مجلس کا لطف" انھیں نماز سے غافل نہ کر سکا اور کسی کا لحاظ کئے بغیر نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے بلکہ نماز کی فکر میں مجلس سے ان کا دل اچاٹ ہوچکا تھا۔ ان کی لو اللہ سے لگی ہوئی تھی، جبھی وہ بار بار کلائی گھما گھما کر گھڑی دیکھنے لگے تھے۔

عزیمت پر عمل

انھیں واقعی نماز سے بڑی محبت تھی۔ اپنے رب کے حضور کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے انھیں سکون ملتا تھا، بیماری کے دنوں میں بھی انہوں نے سستی اور کوتاہی سے کام نہ لیا۔ جبکہ انھیں بیڈریسٹ (Bed Rest) کی ضرورت تھی۔ کھڑا ہونا تو کیا، دیر تک بیٹھنا بھی مشکل تھا۔ ڈاکٹروں نے آرام کا مشورہ دیا تھا۔ ایسی حالت میں شریعت کی طرف سے رخصت ہے کہ آدمی کھڑے ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتا تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ مگر انھیں کھڑے ہوکر نماز پڑھنے پر عجب اصرار تھا۔ انھیں اندیشہ تھا کہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں کمزوری کی وجہ سے گر نہ پڑوں، پھر بھی بیٹھ کر نماز پڑھنے سے وہ راضی نہ تھے۔ وہ اپنے خادم (افضل) کو کہتے ہیں کہ جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوں تو تم میرے پیچھے کھڑے رہنا، اگر تمہیں محسوس ہو کہ میں لڑھک رہا ہوں تو بس پیچھے سے پیٹھ کو ہاتھ کا سہارا دے دینا۔(۲)

چنانچہ ہزار کمزوری کے باوجود کھڑے ہوکر نماز پڑھی۔ رخصت کو چھوڑ کر عزیمت پر عمل کیا جو اللہ کا محبوب ہوتا ہے، اس کی زندگی عزیمتوں پر گزرتی ہے۔

خوفِ آخرت

نماز کا اس درجہ اہتمام خوفِ آخرت کی دلیل ہے۔ جس کے دل میں آخرت کا خوف ہوتا ہے، وہ کبھی نماز سے غفلت نہیں برتتا۔ جو کل قیامت میں اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے، وہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

آج ہی اپنے رب کے حضور کھڑا ہوجاتا ہے۔

نماز کا اس درجہ اہتمام بتاتا ہے کہ حضرت سرکارکلاں علیہ الرحمہ کا دل خوف آخرت سے لبریز تھا۔ آخرت کا یہی خوف ان کی دوسری حالتوں سے بھی ظاہر ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مختار المساجد (کچھوچھہ شریف) کے مؤذن کا کھانا سرکارکلاں ہی کے گھر سے آتا تھا۔ ایک دن حضرت کے ایک قریبی خادم سے کچھ اَن بن ہوگئی۔ خادم نے ناراض ہوکر گھر میں منع کر دیا کہ مؤذن کو کھانا نہیں دینا۔ گھر کی عورتوں کے علاوہ یہ بات کسی اور کو معلوم نہ ہوسکی۔ عورتوں نے خادم پر اعتماد کرکے حضرت سے اس معاملے کی کوئی تحقیق بھی نہیں کی۔ تقریباً ایک ہفتہ اسی حالت پر گزر گیا اور خادم نے ایک دن بھی اسے کھانا نہیں پہنچایا۔

ایک دن حضرت اپنے دونوں پاؤں کھڑے کرکے بیٹھے ہوئے تھے اور مؤذن ان کے پنجے داب رہا تھا۔ اسی درمیان مؤذن نے کہنا شروع کیا: حضرت! آج کل بڑی کمزوری محسوس ہورہی ہے حضرت نے پوچھا کیوں؟ مؤذن نے جواب دیا: ہفتے بھر سے کھانا نہیں کھارہا ہوں۔ اتنا سنتے ہی حضرت نے اپنے دونوں پاؤں سمیٹ لئے۔ پوچھنے لگے: کھانا کیوں نہیں کھارہے ہو؟ تو مؤذن نے پورا ماجرا کہہ سنایا۔ بس کیا تھا۔ حضرت کو جلال آگیا۔ زور زور سے کہنے لگے: کھانا کس نے بند کیا۔ یہ سب کس کا انتظام ہے؟ یہاں میرا انتظام چلتا ہے۔ میں قیامت میں خدا کو کیا جواب دوں گا؟!

حضرت بہت زیادہ ناراض تھے۔ یہاں تک کہ کھانے کے وقت جب خادم کھانا لے کر حاضر ہوا تو حضرت نے ناراض ہوکر کہا: لے جاؤ! میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔ قاری صاحب کا کھانا ان کے کمرے میں پہنچادو۔

کچھ دیر کے بعد حضرت کے بڑے صاحبزادے (موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا سید محمد اظہار اشرف صاحب قبلہ مدظلہ العالی) حضرت کی خلوت میں حاضر ہوئے۔ معلوم نہیں وہاں کیا باتیں ہوئیں۔ مگر حضرت راضی ہوچکے تھے۔ پھر سب نے بیٹھ کر کھانا کھایا وہ مؤذن بھی شریک تھا جس کے لئے حضرت اس قدر جلال میں آگئے تھے۔ جب کہ وہ بڑے سنجیدہ اور نرم گفتار انسان تھے۔ (۳)

حضرت سرکارکلاں علیہ الرحمہ کو صرف اس بات کا دکھ ہی نہیں تھا کہ بے چارہ مؤذن کھانے سے محروم تھا، بلکہ انہیں یہ خوف بھی کھائے جارہا تھا کہ جس کے کھانے کی ذمہ داری میرے سر ہے، اگر وہ کھانے سے محروم رہتا ہے تو قیامت میں گرفت میری ہوگی اور خدا مجھ سے پوچھے گا، جبکہ میرے پاس کوئی جواب نہ ہوگا اور مجھے اپنے رب کے حضور شرمندہ ہونا پڑے گا۔

آخرت کے اس غم نے انھیں نڈھال کرکے رکھ دیا تھا۔

نوازش وبخشش

جہاں تک کھانا کھلانے کی بات ہے تو ایک مؤذن ہی کیا؟ سرکارکلاں کئی لوگوں کی پرورش کرتے تھے اور ان کی ضرورتوں کا خیال رکھتے تھے۔ خاندان کے کچھ لوگ ان سے مالی تعاون پاتے تھے۔ غریبوں اور ضرورتمندوں کی پیسوں سے مدد کرتے تھے بلکہ باقاعدہ کچھ لوگوں کی کفالت کی ذمہ داری انہوں نے اپنے سر لے رکھی تھی اور انھیں ہر مہینہ منی آرڈر روانہ کرتے تھے۔ سرکارکلاں یہ کام تنہائی میں کیا کرتے تھے تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے اور ان ضرورتمندوں کی غیرت کو ٹھیس نہ پہنچے (۴)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حیاداری

مومن بڑا حیادار ہوتا ہے۔ حدیث میں ''حیا'' کو ایمان کا ایک درجہ کہا گیا ہے۔ حیا ایمان کی روشنی ہے۔ جہاں سچا ایمان ہوگا، وہاں حیا ضرور ہوگی۔ ایمان والا اللہ کے بندوں کے درمیان حیا کے بھیس میں رہتا ہے۔

سرکارکلاں علیہ الرحمہ بڑے باحیا انسان تھے۔ ان کی حیا کا عالم یہ تھا کہ انھیں کسی نے پاؤں پھیلا کر بیٹھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بیماری میں بھی تیمارداروں کے سامنے پاؤں پھیلانے سے گریز کرتے تھے۔ اسٹیجوں پر چارزانو بیٹھتے، پوری پوری رات گزر جاتی، مگر نہ کبھی پاؤں پھیلاتے، نہ دوزانو ہوتے، نہ ایک پاؤں کھڑا کرکے دوسرے پاؤں پر بیٹھتے نہ ٹیک لگاتے جبکہ کئی مسند ان کے پیچھے دھرے ہوتے، نہ باربار پہلو بدلتے، بس اتنا ہوتا کہ چارزانو بیٹھنے میں کبھی وہ اپنا داہنا پاؤں نیچے کرلیتے اور کبھی بایاں پاؤں۔

گھر پر بھی نہ کبھی کھلے سر لوگوں سے ملاقات کرتے اور نہ لنگی پہن کر ہی بلکہ انھیں خوابگاہ سے باہر لنگی میں نہیں دیکھا جاتا۔

حدتو یہ تھی کہ جب آپ کسی کے یہاں مہمان ہوتے تو غسل کرنے کے لئے گھر کے کسی آدمی کے سامنے نہ کرتا اتارتے اور نہ پاجامہ، بلکہ ٹوپی سے لے کر پاجامہ تک پورا لباس پہنے پہنے غسل خانے میں جاتے اور غسل سے فارغ ہوکر اسی طرح دوسرا لباس پہنے ہوئے باہر آجاتے۔(۵)

ایفائے وعدہ

جس طرح حیا ایمان کا ایک حصہ ہے، ویسے ہی وعدہ وفا کرنا بھی مومن کی ایک شان ہے۔ حدیث میں وعدہ خلافی کو منافقت کی پہچان بتایا گیا ہے۔ مومن بندہ وعدہ خلافی سے بڑا خوف کھاتا ہے اور ہر قیمت پر وہ اپنے کئے ہوئے وعدے کو پورا کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں سرکارکلاں علیہ الرحمہ کے وعدہ وفا کرنے کا ایک عبرت انگیز واقعہ ہے۔

حضرت سرکارکلاں ہڈی کے علاج کے سلسلہ میں حاجی انیس الرحمٰن اشرفی صاحب کے یہاں مقیم تھے۔ ڈاکٹروں نے مشورہ دیا تھا کہ آپ روزانہ کمرے میں کچھ دیر قدم گن گن کر چلا کریں اور ہر روز قدموں کی تعداد میں اضافہ کرتے رہیں۔ مشورہ کے مطابق وہ ہر روز اس پر عمل کرتے اور قدموں کی تعداد میں اضافہ کرتے رہتے۔ بیماری اور کمزوری کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے کے قابل نہ تھے۔ انھیں قدم گن گن کر چلنے کی مشق کرنی پڑرہی تھی اسی دوران مالیگاؤں کے ایک اجلاس کی تاریخ قریب آگئی جس میں شرکت کا انہوں نے پہلے ہی سے وعدہ کررکھا تھا۔

ایک روز معمول کے مطابق وہ چلنے کی مشق کررہے تھے، ڈیڑھ دوسو قدم چل لینے کے بعد انہوں نے حاجی انیس الرحمٰن اشرفی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ: اب میں ٹھیک ہوں، چل پھر سکتا ہوں۔ جایئے! مالیگاؤں کا ٹکٹ بنوالیجئے۔ وہاں مجھے ایک اجلاس میں شرکت کرنی ہے۔

جب حاجی صاحب نے یہ سنا تو گھبراگئے اور کہنے لگے حضرت! ابھی آپ کی حالت ٹھیک نہیں ہے، آپ کو اور آرام کی ضرورت ہے۔ سفر سے آپ کی تکلیف بڑھ جائے گی۔ لیکن حضرت تو مالیگاؤں جانے کے لئے بے چین تھے۔ کہنے لگے: ''مجھے جانا ہوگا'' وعدہ کیا ہے بھئی! لوگ کیا سوچیں گے''۔

آخر کار حضرت حاجی صاحب کو اپنے ہمراہ لے کر مالیگاؤں پہنچ گئے۔(٦) انہیں اپنے کئے ہوئے وعدے کا اتنا خیال تھا کہ اسے وفا کرنے کے لئے اپنے آپ کو سفر کی مشقت میں ڈال دیا۔ جبکہ وہ

پہلے ہی سے ہڈیوں کے درد میں مبتلا تھے کہ چلنا پھرنا دشوار ہو چکا تھا، مگر انہیں کسی طرح وعدہ خلافی منظور نہیں تھی۔ سچ ہے کہ مومن ہر قیمت پر اپنا وعدہ وفا کر کے رہتا ہے۔

دلجوئی:

جس طرح مومن وعدہ خلافی نہیں کرتا، اسی طرح وہ لوگوں کی دلآزاری سے بھی کوسوں دور رہتا ہے۔ اور ہر شخص کی دلجوئی میں لگا رہتا ہے۔ چاہے اس کے لئے خود اسے تکلیف اٹھانی پڑے۔

سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے بھی کچھ ایسا ہی مزاج پایا تھا۔ وہ لوگوں کی دلجوئی کا بڑا خیال رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ بنارس میں جب حضرت سرکار کلاں زیر علاج تھے، ایک شخص نے عرض کیا کہ حضور! میرے گھر میں آپ اپنا قدم رکھ دیجئے۔ سرکار کلاں لوگوں کے ساتھ اس کے مکان کی طرف چلے۔ اتفاق سے اس کا کمرہ تیسری منزل پر تھا، جبکہ حضرت کی حالت ایسی نہ تھی کہ وہ تیسری منزل پر آسانی سے چڑھ سکتے لوگوں نے یہ دیکھ کر بڑی ناگواری ظاہر کی اور اسے کوسنے لگے کہ تمہیں پتہ ہے کہ حضرت کی طبیعت ٹھیک نہیں، پھر بھی تم حضرت کو لے کر آ گئے، حضرت تیسری منزل پر کیسے جائیں گے؟

لیکن حضرت نے کسی قسم کی ناگواری ظاہر نہیں کی، بلکہ الٹا کہنے لگے کہ: ارے بھئی! اس کے گھر میں میں اپنا قدم رکھوں گا، نہیں تو اس کا دل ٹوٹ جائے گا۔ (۷)

چنانچہ حضرت تکلیف اٹھا کر اس کے کمرے تک گئے، انہیں اپنی تکلیف گوارا تھی لیکن یہ منظور نہ تھا کہ کسی کا دل ٹوٹ جائے۔

ان تمام اوصاف واخلاق کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ مومن کامل انسان تھے۔ ان کے اخلاق وکردار سے ایمان کی روشنی پھوٹتی نظر آتی تھی۔ تقویٰ وطہارت ان کی شان تھی۔ اخلاص ومحبت سے ان کا دل لبریز تھا۔

جب بندۂ مومن اس شان کا ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیتا ہے تو اللہ بھی اس کا ہو جاتا ہے اور اس پر اپنی رحمت کی خاص تجلی نازل فرماتا ہے۔ جب ایسا مومن بندہ اللہ کی مخلوق کی خدمت ومحبت میں خود کو وقف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی محبت کے دامن میں چھپا لیتا ہے، پھر اس کی بات اللہ کی بات ہوتی ہے اور اس کا کام اللہ کا کام ہوتا ہے۔

کشف اور فراست

سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی شان بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ ان کی زندگی کی ایک نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ انھیں لوگوں کے احوال کا بہت جلد کشف ہو جاتا تھا۔ ان کی نظر لوگوں کے باطن کو معلوم کر لیتی تھی۔

یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی خدمت میں بہت سے لوگ اپنے دل میں کچھ مدعا لے کر آتے، مگر ان کے بیان کرنے سے پہلے ہی وہ ان کے مدعا کو جان لیتے اور پھر اسی کے مطابق ایک ایسی گفتگو کرنے لگتے جس سے آنے والے لوگ اپنے مسائل کا حل معلوم کر لیتے۔

اس سلسلہ میں حاجی انیس الرحمٰن اشرفی صاحب کا ایک بڑا ہی دلچسپ واقعہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ جب حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ بنارس تشریف لائے تو میں نے اپنے چند دوستوں سے کہا کہ چلو! آج حضرت سے پوچھتے ہیں کہ کیا ایسا کوئی راستہ نہیں کہ جس سے ہم لوگوں کو نماز سے چھٹکارا مل جائے؟ یہ سوچ کر ہم لوگ حضرت کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ اس وقت حضرت کسی دوسرے موضوع پر گفتگو

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

فرما رہے تھے۔ پھر اچانک اپنی گفتگو کا رخ موڑتے ہوئے کہنے لگے: کیا میں ایک ایسا طریقہ نہ بتلا دوں کہ آدمی کو نماز پڑھنے سے چھٹکارا مل جائے؟ ہم لوگوں نے دل ہی دل میں خوش ہوتے ہوئے کہا: حضور! ارشاد فرمائیں۔ تب حضرت نے کہنا شروع کیا کہ آدمی اتنی نماز پڑھے اور اتنا روزہ رکھے کہ اللہ کی یاد اور اس کی محبت میں گم ہو کر رہ جائے اور وہ پورا مجذوب ہو جائے تو اس سے تمام احکام شرعیہ اٹھ جائیں گے۔ پھر وہ نماز کا بھی مکلف نہیں رہ جائے گا۔

ہم لوگ جو بات دل میں سوچ کر آئے تھے، ہمارے کچھ کہنے سے پہلے ہی حضرت نے اسے جان لیا اور ایک ایسی گفتگو شروع کردی جس سے ہم لوگوں کو اپنے سوال کا جواب مل گیا۔(۸)

دوسرا واقعہ: سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے کشف کا ایک اور حیرت انگیز واقعہ بھی ہے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب ہندوستان کی وزیر اعظم اندرا گاندھی کا قتل ہوا تھا، اسی دن حاجی انیس الرحمٰن اشرفی اپنے سات ساتھیوں اور ایک ڈرائیور کے ساتھ حضرت سے ملاقات کرنے اپنی گاڑی سے کچھوچھہ روانہ ہوئے۔ ابھی میڈیا والوں نے ''اندرا'' کی موت کا کوئی اعلان نہیں کیا تھا، وہ بس اتنا کہہ رہے تھے کہ ''اندرا گاندھی ہسپتال میں زیر علاج ہیں''۔ لہٰذا کوئی یقین سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ اندرا گاندھی گولی لگنے سے مرچکی ہے۔ حاجی صاحب اور ان کے ساتھیوں کو بنارس ہی میں خبر لگ چکی تھی کہ ''اندرا'' پر اس کے محافظوں نے گولی چلا دی ہے۔

بہر حال اس کے باوجود وہ لوگ کچھوچھہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ جب حضرت کے دروازے تک پہنچے۔ ابھی دروازہ کھٹکھٹانے کا یہ لوگ ارادہ ہی کر رہے تھے کہ سرکار کلاں نے خود ہی اندر سے دروازہ کھول دیا۔ جیسے وہ انہی لوگوں کے انتظار میں بیٹھے تھے اور انہوں نے اندر ہی سے دیکھ لیا کہ وہ لوگ دروازے پر آپہنچے ہیں۔ پھر ان لوگوں کو دیکھتے ہی نہایت جلال میں کہا کہ ''جب آپ لوگوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ اس (اندرا گاندھی) کو گولی لگ چکی ہے تو پھر کیوں چلے آئے؟ وہ مرچکی ہے، یہ صرف میڈیا والوں کا ناٹک ہے کہ وہ زیر علاج ہے۔ وہ مرچکی ہے۔ خیر جب آگئے ہیں تو پہلے کھانا کھائیے''۔ ابھی میڈیا کی طرف سے ''اندرا'' کی موت کی خبر بھی شائع نہ ہوئی تھی، مگر سرکار کلاں علیہ الرحمہ کو یقین سے معلوم تھا کہ ''اندرا'' مرچکی ہے۔ پھر سرکار کلاں نے پوچھا: ایک آدمی اور کہاں ہے؟ ان لوگوں نے جواب دیا: حضرت! ہم لوگ آٹھ آدمی پورے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ نہیں! آپ لوگ نو آدمی ہیں۔ ایک آدمی اور کہاں ہے؟ انہوں نے اپنے لوگوں کو گنا اور پھر وہی جواب دیا کہ ہم لوگ آٹھ آدمی پورے ہیں۔ سرکار کلاں نے جواب دیا: نہیں! کھانا نو آدمی کا بنا ہے۔ ایک آدمی اور کہاں ہے؟ اچانک ان لوگوں کو خیال آیا کہ ان کے ساتھ ایک ڈرائیور بھی ہے جسے وہ گننا بھول رہے تھے۔ اس طرح وہ پورے نو آدمی تھے۔

سرکار کلاں کو کس نے بتا دیا تھا کہ ان کے یہاں نو مہمان آرہے ہیں اور نو مہمانوں کا کھانا پہلے ہی سے تیار کرا رکھا تھا۔

بہر حال ان لوگوں نے کھانا کھایا۔ کھانے سے فارغ ہوگئے تو سرکار کلاں نے کہا کہ اب آپ لوگ سیدھے بنارس لوٹ جائیے۔ ان میں سے کسی کی مرضی نہیں تھی کہ ابھی آئے ہیں اور ابھی کیسے واپس ہو جائیں؟

بہر حال حضرت کے اصرار پر وہ لوگ بخیر و عافیت بنارس پہنچ گئے۔ جب بنارس پہنچے تو ان میں سے ایک صاحب کی والدہ ملک کے بگڑے ہوئے حالات سن کر بہت زیادہ گھبراہٹ میں مبتلا ہوگئی

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

تھیں کہ معلوم نہیں ان حالات میں ان کے بیٹے کا کیا حال بنا؟ لوگوں کا کہنا تھا کہ اگر آپ لوگ آج واپس نہ آتے تو ممکن تھا کہ ان کی والدہ کا ہارٹ اٹیک (Hart Attack) ہوجاتا۔

شاید سرکارکلاں کے اصرار کی وجہ یہی رہی ہو کہ وہ ان صاحب کی والدہ کی بگڑی ہوئی حالت کچھوچھہ ہی سے ملاحظہ فرمارہے تھے۔

سچ ہے کہ مومن کامل کا کشف اور اس کی فراست بہت تیز ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''مومن کی فراست سے ڈرو، کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے''۔

ایک کرامت

سرکارکلاں علیہ الرحمہ کا ایمان اس درجہ کمال کو پہنچا ہوا تھا جسے ''ولایت'' کہتے ہیں۔ ''ولی'' ہونے کے لئے کسی مومن کا کامل اور متقی ہونا ہی کافی ہے۔ مگر اللہ کے بعض ''ولی'' اللہ کی قدرتوں کے ''مظہر'' ہوتے ہیں۔ اللہ اپنی حیرت انگیز قدرتوں کو اپنے ان چہیتے ولیوں کے ہاتھ سے ظاہر کرتا ہے، جسے ''کرامت'' کہتے ہیں۔

سرکارکلاں بھی اللہ کے چہیتے تھے۔ ان سے کرامتیں بھی ظاہر ہوا کرتی تھیں، چنانچہ بنارس میں حاجی انیس الرحمٰن اشرفی صاحب کے دسترخوان پر روزانہ ہی کرامتیں ظاہر ہوتی تھیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حاجی صاحب سرکارکلاں کے لئے ناشتے میں بکری کے چار پائے (گوڑی) اور کھانے میں ڈیڑھ پاؤ (375 گرام) گوشت کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ چونکہ صبح وشام سرکارکلاں کی خدمت میں لوگ حاضر ہی رہا کرتے تھے، اس لئے انھیں بھی دسترخوان پر بٹھا دیا جاتا تھا۔ حاجی صاحب پکا ہوا کھانا لاکر حضرت کے سامنے رکھ دیتے اور حضرت سب کو اپنے ہاتھ سے بانٹتے جاتے۔ مختصر سا ناشتہ اور کھانا کم از کم بارہ تیرہ لوگوں کو کافی ہوجاتا تھا۔ اور سارے ہی لوگ شکم سیر ہوکر دسترخوان سے اٹھتے۔ یہاں تک کہ کچھ بچ بھی جاتا جسے بعد میں گھر کے لوگ کھاتے۔

حاجی صاحب کا کہنا ہے کہ حضرت کی مہمان نوازی ہم پر کبھی بوجھ نہیں ہوئی۔

ان تمام اوصاف وکردار اور اخلاق واطوار سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سرکارکلاں علیہ الرحمہ ایک مردِ پاکباز اور مومن کامل انسان تھے۔ اور مومن کامل ہی اللہ کا ''ولی'' ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(۱) بروایت خلیفۂ سرکارکلاں قاری محمد ہارون اشرفی صاحب، بنارس۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو تہمند استعمال کرتے تھے، وہ نہایت کشادہ اور بغیر سلا ہوتا جو پاجامے سے بھی زیادہ ستر پوشی ہوتی تھی۔

(۲) بروایت خلیفۂ سرکارکلاں قاری محمد ہارون اشرفی صاحب، بنارس۔

(۳) بروایت خلیفۂ سرکارکلاں قاری محمد ہارون اشرفی صاحب، بنارس۔

قاری صاحب ان دنوں سرکارکلاں کی خدمت میں حاضر تھے۔ خادم جب ان کے پاس کھانا لیکر آیا تو انھوں نے جواب دیا: جب حضرت نہیں کھائیں گے تو میں کہاں سے کھاؤں گا۔

(۴) بروایت حاجی انیس الرحمٰن اشرفی صاحب، بنارس

(۵) بروایت حاجی انیس الرحمٰن اشرفی صاحب، بنارس

ادب وحیا کے طور طریقے ہر زمانے میں معاشرے اور مزاج کے اعتبار سے بدلتے رہتے ہیں۔

(۶) بروایت حاجی انیس الرحمٰن اشرفی صاحب، بنارس

(۷) بروایت حاجی انیس الرحمٰن اشرفی صاحب، بنارس

(۸) بروایت حاجی انیس الرحمٰن اشرفی صاحب، بنارس

☆☆☆☆☆

ایک پیغام سرکارکلاں کے حوالے سے

علامہ محمد عبدالمبین نعمانی قادری دارالعلوم قادریہ، چریاکوٹ مئو۔ ۲۷۶۱۲۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم والہ وصحبہ اجمعین

شیخ المشائخ سرکارکلاں حضرت مولانا سید شاہ مختار اشرف عرف محمد میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ علماء ومشائخ اہلسنت وجماعت میں مقتدر شخصیت کے مالک تھے۔ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں قدس سرہ کے نبیرہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی کے ممدوح حضرت علامہ سید شاہ احمد اشرف قدست اسرار ہما کے شہزادۂ والا تبار تھے، جد امجد نے خود ہی اپنا جانشین وصاحب سجادہ بنادیا تھا، حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے بعد جن بزرگوں نے سلسلۂ اشرفیہ کی زیادہ اشاعت کی ان میں دونام زیادہ نمایاں ہیں۔ ایک تو مخدوم الملت محدث اعظم ہند حضرت علامہ سید شاہ محمد اشرفی جیلانی، دوسرے حضرت صاحب سجادہ اشرفیہ سرکارکلاں قدست اسرار ہما۔ اول ذکر کی زیارت سے تو ناچیز محروم رہا لیکن سرکارکلاں قدس سرہ کے نورانی چہرہ کی زیارت کا کئی بار موقع نصیب ہوا، آپ کی اولین زیارت دارالعلوم اہل سنت اشرفیہ مبارکپور میں دوران طالب علمی ہوئی، کیوں کہ ہر سال سالانہ امتحان کے سلسلے میں آپ کی تشریف آوری ہوا کرتی تھی، بخاری شریف کا امتحان بھی راقم الحروف اور ہم سبق ساتھیوں کا حضرت نے ہی لیا تھا، ساتھ میں حضرت علامہ محمد یونس صاحب نعیمی علیہ الرحمہ بھی تھے، دونوں ہی حضرات نے مل کر امتحان لیا تھا، ہم لوگوں کی سندوں پر آپ کے دستخط بھی ثبت ہیں۔

آپ کی قدر ومنزلت دل و دماغ میں اس لئے بھی پیدا ہوگئی تھی کہ حضرت استاذی حافظ ملت علامہ شاہ حافظ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کو آپ کا احترام کرتے دیکھا، حتی کہ بعض انتظامی امور میں اختلاف رائے کے زمانے میں بھی حضرت حافظ ملت آپ کا نام نہایت احترام سے لیتے، جس کا میں خود شاہد ہوں اور حضرت حافظ ملت علیہ الرحمہ نے بھرپور کوشش بھی کی کہ اختلافات ختم ہوجائیں، مگر کچھ نادان دوستوں اور مفاد پرستوں نے ان دونوں بزرگوں کو قریب نہ ہونے دیا، جس کا قلق حضور حافظ ملت کو تازیست رہا، جس کا اثر یہ ہوا کہ حضور حافظ ملت کا جب وصال ہوا تو حضرت سرکارکلاں بشوق فراواں وبہ نفس نفیس خود جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور مجھے یاد آتا ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ کی تعمیر کے بعد بھی ایک بار حضرت سرکارکلاں جامعہ میں تشریف لائے تھے اور کچھ دیر قیام فرمایا تھا اور دعاؤں

حضرت استاذی حافظ ملت علامہ شاہ حافظ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمہ کو آپ کا احترام کرتے دیکھا، حتی کہ بعض انتظامی امور میں اختلاف رائے کے زمانے میں بھی حضرت حافظ ملت آپ کا نام نہایت احترام سے لیتے، جس کا میں خود شاہد ہوں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سے نوازا تھا۔ ہمیں چاہئے کہ ان دونوں بزرگوں کے مشن کو آگے بڑھائیں اور دونوں کا احترام وعقیدت سے نام لیں، اسی میں ہماری بھلائی کا راز پوشیدہ ہے۔ دونوں ہی کا مشن تھا کہ مسلک اہلسنت و جماعت کی ترویج واشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے اور تعلیم کو فروغ دیا جائے، فروعی مسائل میں اختلاف کو بنیادی اختلاف کی شکل نہ دی جائے اور اکابر اہلسنت کا احترام بجا لایا جائے لہذا ہمیں چاہئے کہ اس دور انحطاط میں اپنی قوتوں کو سمیٹیں، اتحاد واتفاق کی فضا قائم کریں، اسلام کے خلاف خارجی حملے بھی تیز تر ہیں اور داخلی طور پر بدعقیدگی بھی پروان چڑھ رہی ہے، دونوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں اور فروغ علم دین میں حصہ لے کر تاریکی کو دور بھگائیں اور علم جو نور ہے اس سے سارے عالم کو جگمگادیں، حالات حاضرہ کے تقاضوں کے تحت بہت سے کام کرنے ہیں ان کی طرف توجہ دیں، جہاں جہاں دینی مدارس کی ضرورت ہے، مدارس قائم کریں، جو قائم ہیں، ان کو اوپر اٹھائیں، ان میں توسیع کا عمل جاری رکھیں، اچھے اور باعمل عالم پیدا کرنے کی کوشش کریں، جو محقق بھی ہوں اور مصنف بھی ہوں اور دین کے داعی اور مبلغ بھی ہوں، ساتھ ہی ساتھ صبر وضبط اور تحمل کے بھی پیکر ہوں، جو دین کا درد رکھیں اور قوم کی فکر کریں، جو ارشاد وہدایت کا کام کریں یا خطابت و امامت کا اخلاص وللّٰہیت کو ہمہ وقت مطمح نظر رکھیں، میں سمجھتا ہوں حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ بھی زندگی بھر یہی پیغام اپنے کردار وعمل سے نشر کرتے رہے اور اسی کی دعوت دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی تربت پر رحمت کی بارش برسائے۔ آمین

اب ذیل میں سرکار کلاں علیہ الرحمہ والرضوان کا ایک اہم مفید فتوی ہدیۂ قارئین ہے، جو عصر حاضر کے صلح کل عقیدہ والوں کے لئے تازیانۂ عبرت بھی اور حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ کے مسلک وموقف کا سچا ترجمان بھی۔

سرکارکلاں کا ایک اہم فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا مرید ہے اور ان کے عقائد رکھتا ہے۔ بکر مسجد کا امام ہے لیکن مولوی اشرف علی کے معتقدوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد امبیٹھوی، قاسم ناتونوی کافر ہیں۔ انھوں نے شان رسالت میں گستاخیاں کی ہیں ہرگز نماز نہ پڑھاؤں گا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ بکر حق پر ہے یا بکر کو ان کی اقتدا یا جنازہ پڑھنا چاہئے۔ کیا ان پر یعنی اشرف علی تھانوی وغیرہ پر جعلی فتوی مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے؟ بینوا وتوجروا

زید یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تھوڑی تھوڑی عبارتیں لکھ کر فتوی دھوکا دے کر مولویوں سے لیتے ہیں۔

المستفتی

عبدالحمید خاں ٹھیکیدار مہتمم جامع مسجد پورہ رانی کھیت ضلع الموڑہ کھڑا بازار۔

جواب: یہ سوال حقیقت میں تین سوالوں پر مشتمل ہے:

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی کے عقائد رکھنے والے اور اس کو اپنا پیشوا ماننے والے کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہیں؟

(۲) ان کو اپنا امام بنایا جائے یا نہیں؟

(۳) یہ لوگ نیز مولوی اشرف علی تھانوی وخلیل احمد وغیرہ مسلمان ہیں یا خارج از اسلام؟ لیکن ان میں (۳) سوال ایسا اہم ہے کہ اس کے جواب سے ہی (۱)، (۲) کے جوابات خود بخود ظاہر ہو جائیں گے۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ ایمان کا رکن اعلیٰ عظمت خدا و رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر بڑے سے بڑا عابد ادنیٰ گستاخی

جناب رسالت میں کرے تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اور اس کے اعمال ختم ہوجاتے ہیں۔قرآن کریم نے ارشاد فرمایا **تعظموه وتوقروه** یعنی ہمارے محبوب ﷺ کی تعظیم اور عزت کرو اس آیت کریمہ سے حضور کی عظمت وتوقیر کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ **الا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجهرو اله بالقول کجهر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون** ۔یعنی اپنی آوازوں کو حضور ﷺ کی آوازوں پر بلند نہ کرو ورنہ تمام اعمال مٹا دیئے جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ظاہر ہے کہ اعمال کفر سے ہی مٹائے جاتے ہیں ارشاد فرمایا: **یٰا یها الذین آمنوا لا تقولوا راعنا و قولوا انظر نا.** یعنی اے ایمان والو! ہمارے محبوب کی بارگاہ میں "راعنا" عرض نہ کرو بلکہ ''انظرنا'' عرض کرو۔صحابہ کرام نہایت صحیح معنی میں اس لفظ کو بارگاہ نبوی میں عرض کیا کرتے تھے یعنی ہمارا لحاظ فرمایئے لیکن چونکہ ایک برے معنی کا ادنیٰ شائبہ تھا اس لئے اس لفظ کے استعمال کو حرام فرمادیا گیا ان قرآنی آیات سے ایماندار یہ ضرور سمجھ سکتا ہے کہ عظمت محبوب خدا ﷺ ایمان کی جان ہے اور ادنیٰ توہین کفر وارتداد ہے۔فقہاء تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کے بال مبارک کو چھوٹا کر کے استعمال کیا تو کافر ہوگیا۔عالمگیری میں ہے۔ **ولوقال لشعر النبی** ﷺ **شعیر یکفر** اور اگر کہا کہ ''محمد ﷺ درویش تھے'' یا کہا کہ ''پیغمبر ﷺ کا جامۂ مبارک گندا تھا'' یا کہا ''ناخن بڑے تھے'' تو وہ شخص کافر ہوگیا۔عالمگیری میں ہے۔" **ولو قال محمد درویشک بود اوقال جامۂ پیغمبر ریمناک بود اوقال قدکان طویل الظفر یکفر مطلقا.**

اور اگر حضور اکرم ﷺ کے متعلق کہا کہ ''اس شخص نے ایسا کہا'' کافر ہوگیا۔عالمگیری میں ہے۔" **ولو قال للنبی علیه الصلوة والسلام ذالک الرجل قال کذا کذا انه یکفر**" ان آیات اور مسائل فقہیہ سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی شان میں ادنیٰ سی گستاخی کرنے سے خارج از اسلام ہو جاتا ہے اور جب حضور کو ''ایک شخص'' کہنے سے کافر ہوجاتا ہے تو ان لوگوں نے تو حضور اقدس ﷺ کی شان میں بڑی بڑی گستاخیاں کی ہیں لہذا یہ لوگ بطریق اولیٰ کافر ومرتد ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی حفظ الایمان میں لکھتے ہیں:''پھر یہ کہ آپ کی (یعنی حضور ﷺ کی) ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم یعنی جانوروں کے لئے بھی حاصل ہے۔

نعوذ باللہ! (حفظ الایمان از مولوی اشرف علی تھانوی،مطبوعہ دیوبند،ص ۸)

مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۳ میں لکھتے ہیں ''بسیار چیز است کہ ظہور آن در مقبولین حق از قبیل خرق عادات شمردن میشود حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقوی واکمل ازاں درباب سحر اصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد''یعنی بہت سی چیزیں ہیں کہ مقبولوں کا معجزہ یا کرامت گنی جاتی ہیں حالانکہ ایسی قوت وکمال میں ان سے بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں۔ان کے نزدیک انبیاء،اولیاء کے معجزہ،کرامت سے قوت وکمال میں بڑھ کر جادوگر اور طلسم والے کر سکتے ہیں۔نعوذ باللہ۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں۔ ''شیطان وملک الموت کو حضور ﷺ سے زائد علم ہے۔''نعوذ باللہ! (اصل عبارت ملاحظہ ہو۔الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے،شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے

چیف ایڈیٹر:اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ثابت ہوئی کہ فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(براہین قاطعہ ۵۱ مصنف خلیل احمد گنگوہی ومصدقہ رشید احمد گنگوہی، مطبوعہ دیوبند)

مولوی قاسم نانوتوی اپنی کتاب تحذیر الناس میں لکھتے ہیں:

''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی سے ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی انبیاء سے مساوی (برابر) ہو جاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''
(تحذیر الناس ص ۵ مطبوعہ دیوبند)

ان کے نزدیک اعمال میں امتی انبیاء کرام سے بڑھ جاتے ہیں نعوذ باللہ ان عبارات ملعونہ کا توہین ہونا بالکل ظاہر ہے اگر انہیں عبارات کو مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہم کے لئے استعمال کیا جائے تو ان کا کوئی معتقد گوارا نہ کریگا۔

مثلاً کوئی شخص کہے کہ شیطان کا علم تو نص سے ثابت ہے مولوی اشرف علی کے علم میں کون سی نص آئی ہے؟ یقین ہے کہ خود مولوی اشرف علی اس کو نہیں سن سکتے۔ کوئی بھی اردو جاننے والا ہندوستانی اس کے توہین ہونے سے انکار نہیں کرسکتا اور حضور کی توہین کرنے والا تمام مرتدین میں بدتر مرتد ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔'' و کل مسلم ارتد فتوبتہ مقبولة الا الکافر بسب نبی و من شک فی کفرہ و عذابہ فقد کفر......

لہذا یہ لوگ اسلام سے خارج اور بدترین مرتد ہیں جب یہ معلوم ہو گیا تو سوال (۱) اور (۲) اس میں داخل ہو گئے کہ نہ ان کو امام بنانا جائز ہے اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنا کیونکہ نماز جنازہ کے لئے شرط ہے کہ میت مسلمان ہو اور امام مسلمان متقی بنایا جاتا ہے۔ درمختار میں ہے فی صلوۃ الجنازہ ستة اسلام المیت ۔ معلوم ہوا کہ اس کی نماز جنازہ ناجائز ہے۔ درمختار میں ہے۔ وان انکر ا بعض ما علم من الدین ضرورة کفر بها فلا یصح الا قتداً به اصلا فلیحفظ'' معلوم ہوا کہ مولوی اشرف علی ودیگر مولوی جنہوں نے حضور کی شان میں گستاخیاں کیں نیز جو ان کی گستاخیوں سے واقف ہو کر ان کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان جانے وہ کافر و مرتد ہیں۔ لہذا ان کے پیچھے نماز جائز اور نہ ان کے جنازہ کی نماز جائز۔ ایا کم و ایا هم لا یضلو نکم و لا یفتنو نکم واللہ اعلم بالصواب.

حررہ

سید محمد مختار اشرف عرف محمد میاں سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف۔

نوٹ: قوسین میں حوالے کی عبارتیں اضافہ شدہ ہیں تاکہ قاری کو اچھی طرح ان عبارتوں کے قبیح ہونے پر یقین آجائے، مزید تفصیل کے لئے ''دعوت فکر'' نامی کتاب مصنفہ مولانا محمد منشا تابش قصوری اشرفی دام ظلہ کا مطالعہ کیا جائے، جو علمائے دیوبند کی کفری اور گمراہ کن عبارات کا البم ہے تمام عبارتیں اصل کتابوں سے بعینہ عکس لے کر دی گئی ہیں، ہر کتاب کا ٹائٹل کا عکس بھی شامل ہے تاکہ ناشر کا بھی بخوبی پتہ چل سکے، اسی طرح آگے پیچھے کی عبارتیں بھی سامنے آجاتی ہیں اور شرک کا جو جھوٹا الزام لگایا جاتا ہے اس کی بھی قلعی کھل جاتی ہے۔ ہر انصاف پسند کو چاہئے کہ عبارت سیاق وسباق سے ملا کر پڑھ لے اور غور کرے کہ یہ عبارتیں واقعی شان رسالت میں گستاخانہ ہیں یا نہیں۔ ہیں اور یقیناً ہیں پھر علمائے اہل سنت پر بلا وجہ تکفیر کا الزام لگانا کہاں تک درست ہے، قصور تو جرم کرنے والے کا ہے، فیصلہ سنانے والا تو اپنا فرض پورا کرتا ہے اور وہ اسے کرنا ہی چاہئے۔ جرم ثابت ہو جانے پر سزا دلوانا جج کا کام ہے اور جج کا منصب یہی ہے کہ مجرم کو سزا دلوائے اگر کوئی جج کو قصور وار ٹھرائے تو اس کے مجنوں ہونے پر شبہ نہیں کرنا چاہئے۔

☆☆☆☆☆

حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ بحیثیت فقیہ وقت

مولانا سید ممتاز اشرفی، اورنگی ٹاؤن، کراچی پاکستان

حمد وثناء اس واجب الوجود کے لئے جس نے لفظ کن سے کائنات کی تخلیق کی ۔جس نے زمین کو منتشر اور آسمان کو نزول رزق کا مبدا بنایا۔ جس نے شمس کو ضیاء اور قمر کو نور بخشا۔ لاتعداد درود وسلام صنعت الٰہی کے اس بے مثال مصنوع پر جس نے اپنی ضیاء پاشیوں سے تاریک دنیا کو منور فرمایا۔ منورین میں سے سلام ہو ان پر جنہوں نے براہ راست ذات نور سے نوری شعاع حاصل فرمائی۔ سلام ہو ان پر جنہوں نے بواسطہ ذات نور سے شعاع حاصل فرمائی۔

دین اسلام قیامت تک رہنے والا دین ہے۔ اس لئے اس کے اصول وضوابط پر مشتمل لاریب کتاب نازل فرمائی گئی تاکہ قیامت تک پیش آمدہ مسائل کا حل ان اصول وضوابط سے حاصل کیا جاسکے ہر زمانہ اپنے دامن میں بہت سے مسائل لے کر آتا ہے اور ان مسائل جدیدہ کا حل انہیں اصول وضوابط سے فقیہ وقت فرماتا ہے جب کوئی زمانہ مسائل جدیدہ سے خالی نہیں رہتا تو یہ بھی تسلیم ہے کہ کوئی زمانہ فقیہ وقت سے خالی نہیں رہتا۔ ان ہی زمانوں میں سے ایک زمانہ حضرت مخدوم المشائخ سید شاہ مختار اشرف رضی اللہ عنہ کا ہے جب آپ کے زمانہ میں کوئی مسئلہ درپیش آتا تو آپ اس مسئلہ کا حل فقیہانہ انداز سے فرماتے اور کیوں نہ ہو۔ آپ ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے دین کی سمجھ (فقہ کا علم) عطا فرمائی تھی نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ”من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین“

(صحیح بخاری ۱/۱۷)

”اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے، پیش کردہ حدیث کی روشنی میں حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمۃ کا فقیہ ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ آپ کی فقاہت پر گفتگو کرنے سے پہلے لفظ فقہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کرنا ضروری ہے کیونکہ جب صفت کی معرفت ہوگی تو جو اس صفت سے موصوف ہوگا اس کی معرفت آسان ہو جائے گی۔

فقہ کا لغوی معنی

اس کے لغوی معنی میں کافی وسعت ہے لیکن یہاں چند معانی بیان کئے جاتے ہیں (۱). **فهم غرض المتكلم من كلامه**

ترجمہ: متکلم کے غرض کو سمجھنا جو اس کے کلام سے مراد ہو۔

(۲) **فهم الاشياء الدقيقة.**

ترجمہ : دقیق اشیاء کا سمجھنا ،بایں سبب یوں نہیں کہا جا سکتا۔ فقهت ان السماء فوقنا ۔ کیونکہ آسمان کا ہمارے اوپر ہونا کوئی دقیق مسئلہ نہیں ہے۔ (۳) الفھم: سمجھنا، واضح رہے کہ فہم اور علم میں فرق ہے۔ فہم جودت ذہن کو کہتے ہیں اس لئے یوں کہا جا سکتا ہے: **كل عالم فهيم وليس كل فهيم عالماً** ۔یعنی ہر عالم فہم والا ہے اور ہر فہم والا علم والا نہیں۔

فقہ کا اصطلاحی معنی

پہلی تعریف: **العلم بالاحكام الشرعيه الفرعية المكتسب من ادلتها التفصيلية** (ردالمختار ۱/۲۸)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ترجمہ: علم فقہ ایسا علم ہے جس میں احکام شرعیہ فرعیہ ادلۂ تفصیلیہ سے مکتسب ہوں۔ (یہ تعریف اصولین کے نزدیک ہے)

دوسری تعریف: الفقہ فی الاصول علم الاحکام من دلائلها (ایضا)

ترجمہ: فقہ احکام شرعیہ کو اس کے تفصیلی دلائل سے جاننے کا نام ہے۔ (یہ تعریف فقہائے کرام کے نزدیک ہے)۔ تیسری تعریف: قال الحسن البصری الفقیه هو الزاهد فی الدنیا الراغب فی الآخر ة البصیر بامر دینه المداوم علی عبادة ربه (عمدۃ القاری ۲/۴۹)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فقیہ دنیا کو ترک کرنے والا، آخرت کا چاہنے والا، دینی امور پر بصیرت رکھنے والا اپنے رب کی عبادت پر ہمیشگی کرنے والا ہے۔ یہ تعریف صوفیائے کرام کے نزدیک ہے۔

اس تمہیدی بیان کے بعد اب ہم اصل مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں مذکورہ بالا تمہید کی روشنی میں فقیہ ہونے کے لئے چند باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ اولاً کلام سے متکلم کی غرض سمجھنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ یہ صلاحیت حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ کیونکہ اکثر مواقع ایسے گزرے ہیں کہ آپ نے کلام کرنے سے پہلے متکلم کو اس کے کلام کا مقصد بیان فرمادیا ہے۔ بمبئی میں ایک شخص یہ مسئلہ لے کر پہنچا حج سے پہلے اگر زیارت مدینہ کر لی جائے تو کافی ہے یا نہیں۔ کسی نے بتایا کہ کافی نہیں ہے۔ جب وہ شخص آپ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ حضرت کچھ مطالعہ فرمارہے ہیں پھر آپ نے آنے والے شخص کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کچھ لوگ لاعلمی کی بنا پر کہہ دیتے ہیں کہ حج سے پہلے زیارت مدینہ منورہ کافی نہیں ہے حالانکہ حج سے پہلے زیارت مدینہ منورہ کر لی جائے تو کافی ہے۔ (سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

سبحان اللہ کیا فقیہانہ شان ہے کہ قبل از تکلم متکلم کی غرض بتا رہے ہیں۔

ثانیاً اشیائے دقیقہ کا سمجھنا، حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ کو اس میں کس درجہ مہارت حاصل تھی آپ کے فتاویٰ کے مطالعہ سے اندازہ ہو جائے گا۔ ہندوستان میں بددین لوگوں نے مل کر امارت شرعیہ کے نام سے رویت ہلال کے لئے ایک تنظیم بنائی اور ظاہراً اس تنظیم کو اس انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کیا کہ عام آدمی اس کی حقیقت تک پہنچنے سے قاصر رہے۔ جب آپ سے امارت شرعیہ سمیت دس سوال جس میں "فیلتمسوا والیامسلما" سے متعلق بھی سوال کیا گیا تو آپ نے کتب فقہ میں پھیلے ہوئے وسیع وعریض بحث کو دقیقانہ انداز میں کوزے میں بند کرتے ہوئے فرمایا کہ والی کے لئے اسلام اور ولایت عامہ ضروری ہے اور امارت شرعیہ والوں کے پاس دونوں چیزیں ناپید ہیں۔ اس لئے انہیں والی بننے کا حق نہیں ہے۔ اس فتویٰ کے تفصیلی مطالعہ سے مجھے اندازہ ہوا کہ آپ نے طرز استدلال وہی اپنایا جو صاحب کنز الدقائق نے اپنایا ہے۔

ثالثاً فہم یعنی ذہن کی تیزی حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ فہم کے کس درجہ پر فائز تھے۔ یہ ہم عصر علماء ہی بتائیں گے لیکن میں یہاں پر آپ کی گفتگو کا ایک ٹکڑا پیش کرتا ہوں۔ جس سے آپ کے ذہن کی تیزی کا اندازہ ہو جائے گا ایک مرتبہ آپ نے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ مدرسہ میں علم ملتا ہے اور خانقاہ میں عشق، علم اور عشق دونوں کے شروع میں "عین" ہے، جس کے پاس دونوں عین یعنی دو آنکھیں ہیں وہ کامل ہے اور اگر علم ہے عشق نہیں تو ایک آنکھ والا۔ اس کے برعکس بھی ایک آنکھ والا ہوگا۔

(سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

آپ اس گفتگو سے بتانا یہ چاہتے ہیں کہ جس کے پاس شریعت وطریقت دونوں ہوں تو وہ انسان کامل ہے۔ سبحان اللہ! آپ نے اس گمبھیر مسئلہ کو کتنے شائستہ انداز میں سمجھا دیا۔ یہ وہ فہم ہے جو اللہ

تعالیٰ اپنے فقیہ بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

رابعاً : ادلہ تفصیلیہ سے احکام کا استخراج کرتا ہو۔ حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ سے چند مولویوں کے ایمان کے بابت سوال کیا گیا۔ آپ نے قرآن کی آیت سے اس سوال کا جواب عنایت فرمایا۔ چنانچہ آپ اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجھروا له بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون" یعنی اپنی آواز کو نبی ﷺ کی آواز پر بلند نہ کرو ورنہ تمہارے اعمال مٹا دیئے جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔ ظاہر ہے کہ اعمال کفر سے ہی مٹائے جاتے ہیں" کیا شاندار احکام کا استخراج ہے۔ تقریباً تمام فقہائے کرام اس مسئلے پر متفق ہیں کہ ارتداد سے تمام اعمال اکارت ہوجاتے ہیں۔ حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ نے ان مولویوں کے کفر پر اولاً قرآن کی آیت پیش فرمائی اور پھر اس آیت سے حکم کا استخراج کیا ایک فقیہ کی یہی شان ہوتی ہے۔

خامساً: احکام کو دلائل سے ثابت کرنے کا نام فقہ ہے اس تعریف کے پیش نظر جب آپ کے فتاویٰ کا مطالعہ کیا جائے تو نہایت عمدگی کے ساتھ آپ کے فتاویٰ دلائل سے بھرپور ہیں بلکہ آپ فقیہانہ انداز میں ایک مسئلہ پر کئی دلائل کو آسان کر کے مستفتی کی تفہیم کے لئے تحریر فرماتے۔ چنانچہ جب آپ سے ہندوستان کے دارالاسلام ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے اس سوال پر کافی وشافی دلائل پیش فرمایا اور پھر عام لوگوں کی تفہیم کی خاطر نہایت سہل اور مختصر الفاظ میں دارالحرب اور دارالاسلام کا فرق بتایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ "دارالحرب کی شرائط میں ایک شرط یہ ہے کہ جہاں احکام کفر شائع ہوں اور احکام اسلام بالکل جاری نہ ہوسکیں۔ بعض احکام مسلمانوں کے جاری ہوں اور بعض احکام کفار کے تو اس وقت دارالحرب نہ ہوگا اب تک بحمدہ تعالیٰ ہندوستان میں بہت سے احکام اسلام کے جاری ہیں۔ مسجدوں میں بالاعلان اذان دی جاتی ہے۔ نمازیں پڑھی جاتی ہیں حج وزکوٰۃ وغیرہ ادا کئے جاتے ہیں لہذا ہندوستان دارالاسلام ہے نہ کہ دارالحرب۔" اس مختصر اور سہل نما جواب کو پڑھ کر صاف اندازہ ہوگیا ہوگا کہ حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ احکام کو دلائل سے ثابت کرنے کی کس قدر صلاحیت رکھتے تھے۔ طوالت کی وجہ سے اس جگہ دلائل نقل نہیں کئے گئے۔

(رجسٹر فتاویٰ سرکارکلاں)

سادساً: زاھد فی الدنیا ، راغب فی الآخرۃ :امور دین پر بصیرت اور عبادت رب پر مداومت ۔ یہ ساری باتیں حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ میں کس حد تک پائی جاتی ہیں اگر ہر ایک پر کلام کیا جائے تو مستقل ایک رسالہ بن جائے گا اور یہاں کلام میں ایجاز مقصود ہے اس لئے اس تعریف کی کسوٹی پر مخدوم المشائخ کے فقہ کو پرکھنے کے لئے صرف ایک مثال دیتا ہوں جس سے آپ کا فقیہ ہونا ثابت ہوگا۔ واضح رہے کہ اس تعریف کی رو سے فقیہ کے لئے تقویٰ و پرہیز گاری کا ہونا ضروری ہے۔ جب حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ اپنی زندگی کا آخری ماہ رمضان گزار رہے تھے تو ضعف ونقاہت اس قدر بڑھ چکی تھی کہ چلنا پھرنا تو درکنار اٹھنے بیٹھنے ہی سے سر چکرا جاتا تھا۔ لیکن باوجود اس کے امتثال امر و اجتناب ونواہی میں کوئی کمی واقع نہ فرماتے۔ کسی نے کہا حضرت! شیخ فانی کو شریعت اجازت دیتی ہے کہ اگر روزہ نہ رکھ سکے تو فدیہ دے دیا کرے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا "جس بوڑھے سے بچپن میں کوئی روزہ نہیں چھوٹا ہو وہ آخر عمر میں کیونکر کوئی روزہ چھوڑے گا۔

(سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

حضرت کے اس جملے میں فقہ کی تیسری تعریف کے تمام شرائط

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

موجود ہیں لیکن میں طوالت کے خوف سے اس کی شرح کی طرف نہیں جانا چاہتا ہوں۔ تفکر وایا اولی الالباب۔

اب میں کلام کو سمیٹتے ہوئے یہ بتا تا چلوں کہ وہ تمام شرائط جو کسی کے فقیہ ہونے کے لئے ضروری ہیں حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمہ میں بدرجہ اتم موجود تھے۔ اس لئے آپ فقہائے کرام کے اعتبار سے بھی فقیہ وقت ہیں اور صوفیائے کرام کے اعتبار سے بھی فقیہ وقت ہیں۔

اللہ تعالیٰ فقیہ وقت حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمۃ کے صدقے دین و دنیا کی کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

سرکارکلاں کے پیرومرشد: حیات وخدمات

ڈاکٹر محمد قمرالدین اشرفی استاذ جامع اشرف

خانوادہ اشرفیہ کی وہ ممتاز ہستی جنھیں دنیا اعلیٰحضرت اشرفی میاں کے نام سے جانتی ہے۔ انھیں کی وہ مقدس ذات تھی جس نے مخدومی پیغام کو شرق سے غرب تک پہنچایا۔ جن کو حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت علیہ الرحمہ یا حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے آفتاب ولایت کا پرتو کہا جائے تو یقیناً کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

ان کا پورا نام ہے: مخدوم الاولیاء اعلیٰ حضرت سید شاہ محمد علی حسین اشرفی الجیلانی

ان کی ولادت: ۲۲رربیع الثانی ۱۲۶۶ھ (۲۴ فروری ۱۸۵۱ء) بروز پیر صبح صادق ہوئی۔

ان کا سلسلہ نسب حضور ﷺ تک اس طرح ہے۔

سید علی حسین بن سید سعادت علی بن سید قلندر بخش بن سید تراب علی بن سید محمد نواز بن سید محمد غوث بن سید جمال الدین بن سید عزیز الرحمٰن بن سید محمد عثمان بن سید ابوالفتح بن سید محمد بن سید محمد اشرف بن سید شاہ حسن بن سید عبدالرزاق نورالعین بن سید عبدالغفور حسن بن سید ابوالعباس احمد بن سید بدرالدین حسن بن سید علاءالدین علی بن سید شمس الدین محمد بن سید سیف الدین یحییٰ بن سید ظہیرالدین احمد بن سید ابونصر محمد بن سید محی الدین ابوصالح نصر ثانی بن سید تاج الدین عبدالرزاق بن غوث الثقلین سید محی الدین عبدالقادر جیلانی بن سید ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ جیلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد بن سید محمد داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ صالح بن سید موسیٰ الجون بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن بن سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

اساتذہ: آپ نے مولانا گل محمد خلیل آبادی، مولانا کرامت علی، مولانا امانت علی گورکھپوری اور مولانا قادر بخش کچھوچھوی جیسے جلیل القدر اساتذہ سے علوم اسلامیہ حاصل کی۔

بیعت وارادت: علم ظاہری کی تکمیل کے بعد تصوف وسلوک کی تعلیم کے لئے اپنے برادر حقیقی اشرف الاولیاء حضرت مولانا اشرف حسین علیہ الرحمہ سے ۱۲۸۲ھ میں بیعت کرکے مجاہدہ وریاضت اور بزرگان دین کی روش پر چلہ کشی کی۔

نکاح واولاد: آپ نے دو نکاح فرمایا: پہلا نکاح حضرت سید شاہ حمایت اشرف بن سید شاہ نقی الدین اشرف کی بڑی صاحبزادی سے ۱۲۸۵ھ میں کیا جس سے ایک فرزند عالم ربانی مولانا سید احمد اشرف اور ایک صاحبزادی ہوئی جو حکیم سید نذ اشرف (والد محدث اعظم) سے منسوب ہوئیں۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسرا نکاح حضرت سید شاہ تجمل حسین اشرف صالحپوری کی صاحبزادی سے کیا جس سے ایک فرزند عارف باللہ حضرت سید مصطفیٰ اشرف اور دو صاحبزادیاں ہوئیں جو سید شاہ یحییٰ اشرف رئیس مجھوا ضلع بستی کے دو فرزند سے منسوب ہوئیں۔

سجادہ نشینی:

۱۲۹۷ھ (۱۸۸۰) میں آپ کے پیرو مرشد اور بڑے بھائی حضرت سید اشرف حسین علیہ الرحمہ نے آپ کو مسند سجادگی عطا فرمائی۔ اس وقت سے لیکر وصال تک یعنی ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۶ء) تک آپ مخدوم اشرف کے سجادہ نشین کی حیثیت سے فرائض انجام دیتے رہے اس عرصہ میں آپ نے ایک عالم کو فیوض و برکات سے مالا مال کیا۔

مقامات مقدسہ کاسفر: ۱۲۹۳ھ میں آپ نے پہلا حج کیا۔ ۱۳۲۳ھ میں دوسرا اور ۱۳۲۹ میں تیسرا حج کیا جس میں مدینہ منورہ، طائف، بیت المقدس، شام، حلب، حامہ شریف، حمص شریف اور مصر کا سفر کیا۔ ۱۳۵۴ھ میں چوتھا اور آخری حج کیا۔ اس مقدس سفر میں مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے جلیل القدر علماء ومشائخ کثیر تعداد میں آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوکر خلافت حاصل کئے، جن میں قابل ذکر ہیں۔ علامہ الشیخ محمد علی حسین بن علامہ اعظم حسین، باب السلام مدینہ منورہ، علامہ حافظ محمد علاء الدین البکری بن علامہ محمد علی حسین، مدینہ منورہ، الشیخ علی ابوالجود بن الشیخ ابوبکر ابوالجود، مدینہ منورہ، علامہ سید مرتضی حسین بن سید آل رسول حسین اولاد حضرت بندہ نواز گیسودراز مکہ مکرمہ۔ سید احمد حلوانی بن سید ابرار حسین، مدینہ منورہ۔

جانشینی: چونکہ آپ کے فرزند عالم ربانی مولانا احمد اشرف کا وصال بسبب طاعون آپ کی حیات میں ۱۳۴۷ھ (۱۹۲۸ء) میں ہوگیا اس لئے اپنے پوتے مخدوم المشائخ سید مختار اشرف سرکارکلاں کو اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ۶ر جمادی الاخری ۱۳۵۵ھ (۱۹۳۶ء) کو ایک وصیت کے ذریعہ جانشیں وسجادہ نشیں بنادیا۔ وصیت نامہ کا اقتباس اس طرح ہے۔

"سب کے سامنے فقیر نے اپنے فرزند کے فرزند اپنے پوتے اور دلبند سید محمد مختار اشرف عرف محمد میاں کو اپنا مرید کر کے اپنا ولی عہد بنایا اور سب حاضرین نے بجمال احترام ان سے مصافحہ کیا اور ان کے علم وعمل وعمر واقبال کے لئے دعاء کی۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب ان کی دستار بندی ہوچکی ہے۔ اور تمام علوم معقول ومنقول، تفسیر، حدیث، فقہ، معانی، وتصوف کو بکمال جانفشانی جامعہ اشرفیہ (جو اس فقیر کا بنایا ہوا دارالعلوم ہے) سے حاصل کیا۔ اور فقیر نے اپنی آرزو کے موافق ان کو دیکھ لیا اور اپنا سچا ولیعہد پایا۔ اب اشارۂ غیبی سے اس فرمان واعلان کے ذریعہ سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ نور نظرم وعصائے پیرم مولانا سید شاہ محمد مختار اشرفی جیلانی زادہ اللہ علمہ وعمرہ میرے بعد سجادہ نشین جادہ اشرف السمنانی خاندان حسنی سرکارکلاں کے ہیں جو مثل میرے تمام مراسم عرس شریف ادا کرتے رہیں گے، مہمانوں کی بجمال کشادہ پیشانی خدمت کریں گے۔ اور ۲۸ر محرم کو حسب معمول فقیر عرس حضرت مخدوم اشرف تارک السلطنت محبوب یزدانی قدس سرہ کا کریں گے کہ تاریخ وصال ۲۸ر محرم ۸۰۸ھ ہے۔ میرے تمام فرزندان خاندانی ان کی اطاعت کریں اور مدد کرتے رہیں اور میرے مریدان ان کو اپنا مرشد جانیں، اللہ تعالیٰ میرے فرزند وجانشیں کو عارف کامل ولی صاحب دل بنائے۔ آمین۔"

خدمات: یوں تو اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی زندگی عبادت وریاضت سے پرتھی اوپر سے خاندانی اختلافات مسلکی شورش وفتنے اور اسباب کے فقدان، اس کے باوجود عامۃ الناس کو صراط مستقیم پرلانے کے لئے درج ذیل نمایاں خدمات انجام دیئے:

۱۔ ماہنامہ اشرفی کا اجراء: اعلیٰ حضرت اشرفی خانوادہ اشرفیہ کی پہلی ہستی ہیں جنہوں نے احقاق حق وابطال باطل کے لئے طباعت واشاعت کی طرف پوری توجہ فرمائی اور اس غرض کے لئے ایک پریس قائم کر کے ماہنامہ اشرفی جاری کیا۔ محمد زبیر علی گڑھ

مسلم یونیورسٹی لائبریری کا بیان ہے۔

''حضرت اشرفی میاں نے اپنی ذاتی مصارف سے اشرفی پریس قائم کیا جس میں بعض نادر کتب طبع ہوئیں۔۱۹۲۳ تا ۱۹۲۸ء اسی پریس سے مجلہ اشرفی نکلتا رہا''۔

(اسلامی کتب خانہ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دلی)

اس ماہنامہ کے لئے خود آپ کا دعائیہ بیان جنوری ۱۹۲۳ء کے شمارے میں شائع ہوا:

''میں اپنے رب تبارک وتعالی سے بصد عجز و نیاز دعا کرتا ہوں کہ جس طرح اپنے پیارے محبوب یزدانی حضور غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے نام نامی واسم گرامی کا عرب وعجم چاردانگ عالم میں سکہ جمادیا اوران کی بارگاہ عالم پناہ کو مرجع خلائق فرمادیا۔ اوران کے فیوض و برکات سے لاکھوں تشنگان کو سیراب کردیا۔ اوران کی نظر کیمیا اثر سے محتاج کو صاحب ثروت بلکہ جوہری ،اور مفلسی کو صاحب دولت بلکہ اشرفی بنادیا۔اسی طرح اس نام پاک کی طرف شرف انتساب کو وہ کرامت عطا فرمائے کہ رسالہ اشرفی کو پسندیدہ اہل ایمان فرما کر قلوب میں اس کا سکہ جمادے۔اے میرے رب اس ناچیز فقیر کی اس دعاء کو شرف قبولیت عطا فرما۔ جن لوگوں کو فقیر سے نسبت ارادت ہے ان کا فرض ہے کہ اس رسالہ کی خریداری ضرور کریں۔ اور دوسروں کو ترغیب دیں یہ میرا تاکیدی حکم ہے۔''

فقیر ابواحمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ کچھوچھہ شریف

(ماہنامہ اشرفی جنوری ۱۹۲۳ء)

رسالہ کے بارے میں عالم ربانی مولانا سید احمد اشرف علیہ الرحمہ کا بیان ہے۔

''اس پر آشوب زمانہ میں جبکہ لوگوں نے مذہبی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیا ہے اور ضلالت کے گھنگھور گھٹائیں امنڈ امنڈ کر عالم پر چھارہی ہیں ،بالخصوص کفرستان ہند میں کہ آئے دن ایک نیا مذہبی فتنہ کھڑا رہتا ہے اور جدت پسند طبیعتیں نئی گمراہی پر لبیک کہنے پر کمربستہ ہیں۔نہایت درجہ ضرورت تھی کہ ایک رسالہ خاص اہل سنت وجماعت کا شائع ہو جو عقائد حقہ کی اشاعت کرے۔ ایسی خصوصیت کے ساتھ کوئی رسالہ نظر سے نہیں گزرا۔عرصہ سے خیال تھا کہ اس گراں مایہ خدمت اسلام کی کمی کسی طرح پوری ہو سکے۔ میں اپنی اس مسرت کو لفظوں میں ظاہر نہیں کرسکتا۔ جو رسالہ اشرفی کے جاری ہونے سے ہوئی ہے۔میری مدت کی دعاء حق سبحانہ تعالی نے قبول فرمالی۔اور''اشرفی'' انھیں اغراض ومقاصد کے لئے کمربستہ ہوگیا جس کی تمنا فقیر کے دل میں تھی۔

فقیر سید احمد اشرف اشرفی جیلانی غفرلہ (ماہنامہ اشرفی ،جمادی الاولی ۱۳۴۱ھ ص۴)

اس رسالہ کی علماء میں بڑی مقبولیت تھی ،مولانا صوفی محمد حسین قادری چشتی الہ آبادی کا مراسلہ جو شعبان ۱۳۴۱ھ کے شمارے میں شائع ہوا ملاحظہ کریں:

''آپ کے ۱۲ رسالے جنوری تا دسمبر ۱۹۲۳ء الموسوم بہ اشرفی ماہوار فقیر کے پاس پہنچتے رہے جنکے مطالعہ سے روح کو راحت ، قلب کو قوت معنوی حصول ہوتی رہی واقعۂ مریضان عشق ومحبت وتشنگان زلال حقیقت ومعرفت کے لئے یہ صحیفہ شربت دینار کا کام دے رہا ہے۔ اس کے حق میں اللہ تعالی سے دلی دعا ہے کہ اس رسالہ اشرفی سے ہر وضیع وشریف کے خزینۂ دل کو معمور وقلب کو مسرور بواسطہ اپنے محبوب پاک اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے

مقبول فرمائے اور جنود عالم کو اس رسالہ اور اس کے رسالہ دار کی خدمت و معاونت سے تاابد تقویت پہنچائے اور اس کی ہمت میں برکت اور نیت میں استقلال و استقامت عطا فرمائے۔ آمین"

(ماہنامہ اشرفی ۱۳۲۱ھ شعبان۔ ص ۱)

۲۔ لطائف اشرفی کی طباعت: غوث العالم حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے ملفوظات، ارشادات و احوال کا مجموعہ جسے شیخ نظام الدین یمنی علیہ الرحمہ نے ۸۵۰ صفحات پر مشتمل کتاب کی شکل میں جمع کیا ہے۔ لیکن اس ضخیم کتاب کی طباعت نہ ہو سکی تھی کیونکہ اس دور میں طباعت کی آسانیاں نہ تھیں۔ یہ اعلیٰ حضرت اشرفی کی ذات تھی جنھوں نے اس کٹھن کام کا بیڑہ اٹھایا۔ اس کی طباعت پر آمادہ ہوئے، اس کے اسباب فراہم کئے اور کچھوچھہ مقدسہ سے سیکڑوں میل سفر کی زحمت اٹھا کر دو سال دلی میں قیام فرمایا اور بالآخر ۱۲۹۵ھ (۱۸۷۸ء) میں طباعت کے اہتمام میں کامیاب ہو کر بارگاہ غوث العالم میں سرخرو ہوئے۔ لطائف اشرفی کی طباعت و اشاعت سے حضرت غوث العالم کا نام نامی ان حلقوں میں بھی لیا جانے لگا جو بالکل بے خبر تھے۔ اور جنھیں آپ کے نام سے بھی واقفیت نہ تھی وہ مدارج و مراتب سے بھی آگاہ ہو گئے۔

۳۔ صحائف اشرفی: مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمہ کی تفصیلی سیرت و سوانح پر اردو میں ایک مکمل و مستند کتاب کی ضرورت ایک عرصہ سے تھی۔ اعلیٰ حضرت اشرفی نے اسے محسوس کی اور ۴۷۵ صفحات پر مشتمل ایک جامع کتاب بنام "صحائف اشرفی" تالیف فرمائی جو یقیناً انفرادی شان کی حامل ہے۔ لیکن قلت اسباب کی بناء پر اعلیٰ حضرت کی حیات میں یہ کتاب شائع نہ ہو سکی۔ ۱۹۸۴ میں دو جلدوں میں دار العلوم محمدیہ ممبئی سے شائع ہوئی ہے۔

۴۔ وظائف اشرفی: ۱۵۸ صفحات پر مشتمل اردو زبان میں وظائف و دعاؤں کی ایک مستند کتاب ہے جس میں ہر ماہ کے مخصوص اوراد و وظائف و اعمال سلسلہ غوث العالم مخدوم اشرف غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی و دیگر مشائخ کرام کا بیان ہے۔ نیز سلوک، ذکر اور مراقبہ کے طریقے کی وضاحت ہے۔ اس طرح اعلیٰ حضرت اشرفی کی یہ کتاب ارباب سلوک اور عوام دونوں کے لئے یکساں اہمیت کی حامل ہے۔

۵۔ تحائف اشرفی: اعلیٰ حضرت اشرفی کا شعری مجموعہ جو فارسی، اردو اور ہندی کلام پر مشتمل ہے۔ بقول ڈاکٹر سید امین اشرف "تحائف اشرفی" روحانی اضطراب اور عارفانہ سرمستی و سرشاری کا ایک خوبصورت امتزاج ہے، جسے آہ و واہ کی شاعری سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ان کی شاعری میں عشق رسول کی ایسی تڑپ پائی جاتی ہے جو بغیر قلبی تعلق کے نہیں پیدا ہو سکتی، ان کے جذبات کی شوریدگی اور سرمستی "تحائف اشرفی" کی ایک ایک لکیر سے ٹپکتی ہے۔ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت روح کی بےچینی ملاحظہ فرمائیں:

از محفل جاناں نہ من دور شدم امروز
برخود نہ چرا گریم مہجور شدم امروز
جز نالہ و آہ من نے مونس و غمخوارے
اے وائے بریں حالت معذور شدم امروز

وہ اپنی تمام آرزوؤں کا سرچشمہ اپنی زندگی کا حاجت روا رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی کو سمجھتے ہیں۔

کارھمہ دنیاودیں وابستہ مرضی تست
اے مرجع شاہ وگدا فریادرس فریاد رس

ایں اشرفی خستہ جاں گوید بصد آہ وفغاں
یا مصطفےٰ یا مجتبیٰ فریاد رس فریادرس

ان کے فارسی کلام کی طرح ان کے اردو کلام کے بھی رجحانات ہیں تصوف اور عشق رسول، لیکن عشق رسول میں عقیدت ومحبت کی فراوانی کے باوجود کلام میں بے اعتدالی کا وجود نہیں اور نہ شرعی حدود سے متجاوز ہے۔ اللہ اور اس کے پیارے حبیب کی محبت میں اعلیٰ حضرت کے رنگ تغزل میں کس قدر گہرائی اور پاکیزگی ہے ایک جھلک دیکھیں۔

نقشہ رخ انور کا جماجامرے دل میں
جلوہ قدرعنا کا دکھاجامرے دل میں
میں دیدۂ دل اشرفی راز کے حاضر
آجامری آنکھوں میں سماجا مرے دل میں
نہیں کچھ اشرفی دل میں سودا
تمارا ہی اسے ہردم قلق ہے

اعلیٰ حضرت کا دل مرکز تجلیات ربانی اور آماجگاہ عقیدت ومحبت مصطفیٰ بن چکا تھا:

شبیہ جاناں سمجھ کے ناداں نہ دیکھ حسرت سے مہرومہ کو
کہ جس نے شق القمر کیا تھا وہ ماہ منزل گزیں ہے دل میں

تحائف اشرفی میں نعتیہ غزلوں کے علاوہ مناجات ،سلام ،مسدس اور بزرگوں کی شان میں مناقب بھی ہیں۔

فارسی اور اردو کے علاوہ اعلیٰ حضرت اشرفی نے ہندی شاعری کے مختلف اصناف پر بھی طبع آزمائی کی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ کریں۔

اشرف پیا موری بہیاں پکڑلو
ڈوبت ہوں منجدھار رے
پریتم ندیا اگم بہت ہے
سوجھت دار نہ پار رے
ناں مورے نیا ناموے بیڑا
ناں کوئی کھیون ہار رے
بیں اکارتھ جات ہے کہت اشرفی روئے
بویا بیج ببول کا آنبھ کہاں سے ہوئے
دیکھ اشرفی سوچ کے دوٗ وینین پیار
جگ میں کٹوٗ آپن نہیں جھوٹا ہے سنسار
کہت اشرفی دوکر جوڑے
جاؤں کہاں تو رچھانڈ دوریا

اس طرح ان کی ہندی شاعری بھی دل کو موہ لیتی ہے۔

اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت اشرفی نے دینی وملی فلاح وبہبود کے لئے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن میں قابل ذکر ہیں۔

فتنہ ارتداد کا دفاع: ۱۹۲۲ء میں آریہ سماج کے کارکنوں نے پوری تیاری کے ساتھ مذہب اسلام اوراس کے نام لیواؤں پر بھرپور حملہ کیا اور ملکانہ وراجستھان کے ساڑھے تین لاکھ نومسلم راجپوت حلقہ کو مرتد بنانے کا اعلان کیا۔ اس ارتدادی تحریک کو کچلنے کے لئے ضعیف العمری کے باوجود اعلیٰ حضرت اشرفی نے خود بنفس نفیس میدان جہاد میں قدم رکھا اور آگرہ تشریف لے گئے جہاں ان کا شاہانہ استقبال کیا گیا۔ محدث اعظم علیہ الرحمہ کا بیان ''ماہنامہ اشرفی میں ہے:

''اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ سید محمد علی حسین صاحب قبلہ اشرفی جیلانی سجادہ نشیں ،ملکانہ کے ارتداد کی خبر سن کر بے چین ہوگئے اور مجاہدانہ طریق پر اشرفی جھنڈا بلند فرما کر اس علاقہ میں متوسلان

سلسلہ عالیہ اشرفیہ کودعوت دیتے ہوئے تشریف لے گئے ہیں ۔جماعت رضائے مصطفیٰ کی سرکردگی میں مسلمانان آگرہ نے جیسا پرجوش استقبال حضور کا کیا اورجیسی شاہانہ سواری آگرہ کے عام گزرگاہوں پرحضور کی نکلی ہے اس نے مشرکین ہند کے دلوں کوہلادیاہےاوررعب جلالت نے انکےقلوب پرقبضہ کرلیاہے''۔

وہاں اعلیٰ حضرت اشرفی کی تقریر کایہ اثر ہوا کہ لوگ جوق درجوق اسلام کی طرف رجوع ہونے لگے۔

ماہنامہ اشرفی کا بیان ہے:

''دولت کی جاٹ میں جواسلامی گروہ حلقہ ارتداد میں آچکا تھاوہ برابر اسلامی حلقہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔اورحضور شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت کے دست حق پرگروہ کا گروہ بیعت کرکے ہمیشہ کے لئے اشرفی حصار کی پناہ لے رہاہے۔اس ماہ محرم میں حضور شیخ المشائخ عرس شریف کی وجہ سے مراسم سجادگی ادافرمانے اورحلقہ بگوشوں کوتبلیغی کام پر مامور فرمانے کے لئے آستانہ عالیہ اشرفیہ پرملکانہ سے تشریف لے آئے ہیں۔لیکن اشرفی جھنڈا بدستور ملکانہ میں نصب فرمادیاہے''۔(ماہنامہ اشرفی،محرم الحرام ۱۳۴۲ھ)

کچھوچھہ شریف میں جامعہ اشرفیہ کا قیام: کچھوچھہ شریف میں تعلیم کے لئے مدرسہ کی کی بڑی ضرورت تھی ،اعلیٰ حضرت اشرفی نے اس ضرورت کومحسوس کرتے ہوئے ایک عمارت تیار کراکر باضابطہ درسگاہ قائم کی اورمدرسین کاتقرر کیا۔سرکارکلاں علیہ الرحمہ اسی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہیں۔خودان کا بیان ہے:

''۱۳۴۰ھ میں میرے جد کریم اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ مولانا سیدعلی حسین اشرفی سجادہ نشیں کی سرپرستی اوروالد محترم حضرت سید احمد اشرف ولی عہد سجادہ نشیں کے اہتمام وانصرام میں جامعہ اشرفیہ کی بنیاد پڑی تھی۔ یہ جامعہ برسہابرس کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کرتارہا۔اسی جامعہ کے شیخ الحدیث محدث اعظم ہند، مفتی احمد یار خاں نعیمی ،علامہ سیدمحی الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ودیگر اکابرین علماء مختلف عہدوں میں ہوتے رہے اوریہاں کے فارغین طلباء آج اکابر ملت اسلامیہ میں شمار کئے جاتے ہیں''(حیات مخدوم الاولیاء)

کتب خانہ اشرفیہ کاقیام: لوگوں میں تعلیمی جذبہ پیدا کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت اشرفی نے عظیم الشان کتب خانہ قائم کیا۔ اس کے بارے میں محمد زبیر نائب ناظم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی لائبریری رقمطراز ہیں:۔تیرہویں صدی ہجری کے ابتدائی سالوں میں حضرت مولانا سیدعلی حسین اشرفی سجادہ نشیں نے ایک بارپھر خاندانی وقار کوبلند کیا۔اورحضرت مخدوم کی سنت عالیہ کوزندہ کرنے میں پوری تندہی کے ساتھ دلچسپی لی۔انہوں نے کتب خانہ اشرفیہ قائم کرکے مختلف مقامات سے نوادرات منگوائے۔انہوں نے عربی وفارسی کی طرح اردوکوبھی ترقی دی۔چنانچہ دواوین کے علاوہ مذہب ،تصوف، فلسفہ، کلام، تاریخ اورطب کا بھی جس قدرسرمایہ انھیں اردوزبان میں دستیاب ہواوہ سب کتب خانہ کی زینت بن گیا۔کتب خانہ میں مطبوعہ کتابوں کی مجموعی تعدادکم وبیش دس ہزار سے زیادہ ہے۔قلمی کتابوں کی تعدادساڑھےسات ہزار کے لگ بھگ ہے۔جن میں اکثرنہایت نادر ہیں۔عربی فارسی اوراردو تینوں زبانوں میں گرانقدر ذخیرہ موجود ہے۔''(اسلامی کتبخانہ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دلی،ص ۳۰۶) مذکورہ کتب خانہ اب بنام''مختاراشرف لائبریری''،شیخ اعظم حضرت علامہ سیداظہار اشرف سجادہ نشیں آستانہ عالیہ اشرفیہ کی سرپرستی میں ترقی کے راہ پر

گامزن ہے۔

خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کی تعمیر: ۱۳۹۸ھ (۱۸۸۱ء)
میں درگاہ معلی سے متصل زمین خرید اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے چلہ کشی، فاتحہ بزرگان، ذکر وفکر کی محفل اوران تمام روایات کے احیاء وتجدید کے لئے جو مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے زمانہ مبارک میں جاری تھیں، ایک خانقاہ تعمیر کرائی جس کی تاریخ تکمیل کا مادہ اشرف الاولیاء مولانا شاہ سید اشرف حسین علیہ الرحمہ نے یوں لکھا ہے۔

"خانقاہ جدید حاجی علی حسین صاحب سجادہ کچھوچھہ ۱۳۰۲ھ"
(حیات مخدوم الاولیاء)

اشرفیہ مبارکپور کا قیام:
اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کا مایہ ناز کارنامہ اشرفیہ مبارکپور کا قیام ہے۔ جو دین ودنیا دونوں میں ان کی عظمت کا شاہد ہے، جس کے بارے میں خود انہوں نے فرمایا تھا: "مدرسہ بہت ترقی کرے گا، فتنہ بھی بہت اٹھے گا۔ مگر اللہ تعالیٰ محافظ ہے"۔

اعظم گڑھ کوٹلہ بازار کے ایک تاجر ولی جان کا بیان ہے:
"میں بغرض تجارت قریب آٹھ سال سے مبارکپور آتا ہوں، چونکہ مجھ کو مدرسہ سے دلچسپی ہے۔ جب بھی آیا مدرسہ ضرور آیا۔ یہ مدرسہ تخمیناً تیس سال سے جاری ہے اس کی عمارت تنگ وخام وبوسیدہ ہے۔ یہ مدرسہ اعلیٰ حضرت قبلہ سلطان الصوفیہ شاہ ابواحمد علی حسین صاحب اشرفی جیلانی کچھوچھوی کے دست مبارک کا قائم کیا ہوا ہے"۔
(الفقیہ امرتسر۔ ۱۴؍اکتوبر ۱۹۳۱ء بحوالہ حیات مخدوم الاولیاء)

اس کے علاوہ بے شمار اداروں اور تنظیموں کی سرپرستی فرما کر اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے علم واسلام کے نمایاں خدمات انجام دیئے۔

وصال: اسلام کا یہ عظیم مرد مجاہد، سلسلہ اشرفیہ کا مجدد اور مخدوم اشرف سمنانی علیہ الرحمہ کے آفتاب ولایت کا پرتو آخر کار ۱۱؍رجب المرجب ۱۳۵۵ھ (۲۷؍ستمبر ۱۹۳۶ء) رات ایک بجکر بیس منٹ پر رفیق اعلیٰ سے جاملا۔ انکا مزار آستانہ مخدوم اشرف کے جنوبی سمت نیر کے کنارے مرجع خلائق ہے۔

☆☆☆☆☆☆

سرکار کلاں ایک جامع شخصیت

مولانا محمد قمر عالم اشرفی جامع تلجلا روڈ کولکاتا۔۴۶

عظیم ہستیوں اور مقدس شخصیتوں کے حالات قلم بند کرنا یہ کوئی آج کی نئی بدعت نہیں ہے، بلکہ زمانہ قدیم سے لوگوں کا یہ دستور رہا ہے کہ جب ان میں کوئی عظیم ہستی اور انقلاب آفریں شخصیت پیدا ہوتی تو وہ ان کے حالات اوران کی تاریخ محفوظ کرلیا کرتے، یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے مابین تاریخ وسیر کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود ہے کہ اگر کوئی شخص بالاستیعاب اس کا مطالعہ کرنا چاہے تو شاید عمر نوح بھی اس کے لئے کم پڑجائے۔لیکن سوال یہ ہے کہ آخر عظیم ہستیوں اور باکمال شخصیتوں کے حالات اوران کی تاریخ مرتب کرنے کا مقصد کیا ہے؟ کیا اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم ان کی تاریخ کو اپنے لئے تفاخر وتکاثر کا ذریعہ سمجھیں یا پھر محض قصہ وکہانی کے طور پر ایک دوسرے کو سنائیں اور کچھ دیر کے لئے اسے اپنی تسکین نفس کا سامان بنائیں؟ ہرگز نہیں! بلکہ ان کی سیرت نگاری کا مقصد دراصل تذکیر وموعظت ہے اور آنے والی قوموں کے لیے عروج وزوال کی راہوں کو متعین کرنا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب کوئی قوم اپنے اکابر اور اپنے اسلاف کی تاریخ کو فراموش کردیتی ہے تو وہ بہت جلد روبہ زوال ہوجاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ قرآن مقدس جو تمام اقوام عالم کے لئے صحیفۂ ہدایت ہے،اس میں جہاں عقائد واحکام اور معاملات واخلاقیات کا بیان ہے وہیں جگہ جگہ اسلاف کے تذکرے بھی ہیں،اس میں تخلیق آدم کے قصے اور طوفان نوح کے حادثے بھی ہیں، ابراہیم ونمرود کے مکالمے اور فرعون وموسیٰ کے مناظرے بھی ہیں،اس میں حضرت عیسیٰ کے معجزے اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے بھی ہیں۔

ظاہر ہے کہ علم وعمل انسانی زندگی کے دو بنیادی نقطے ہیں جن پر انسان کے عروج وزوال کا مدار ہے۔لھذا علم کے ذریعہ محض اشیاء کی حقیقتیں اوران کی ماہیتوں کا ادراک ہوتا ہے،اس کے ذریعہ خیر وشر کی تمیز اور خبیث وطیب کی پہچان ہوتی ہے تاہم اسلاف کی سیرت اوران کی تاریخ ان محرکات میں سے ہے جو انسان کو بھلائی کی دعوت دیتے ہیں اور برائی سے دور رہنے کی تاکید کرتے ہیں۔

اللہ عزوجل اسلام کی حفاظت وصیانت اور بنی نوع انسان کی اصلاح حال وتزکیۂ نفس کی خاطر ہر دور میں ایسی انقلاب آفریں شخصیتوں کو بھیجتا رہا ہے، جن کی وجہ سے آج چودہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی اسلام اپنے حقیقی خدوخال کے ساتھ ہمارے مابین جلوہ گر ہے۔ اگر ایک طرف مجاہدین کا وہ عظیم لشکر ہے جنہوں نے اپنی رگوں میں دوڑتے ہوئے خون سے اسلام کی آبیاری کی ہے تو دوسری طرف علماء ومصلحین کا وہ مقدس گروہ ہے جنہوں نے لوگوں کے سامنے اسلام کا نکھرا ہوا خالص تصور پیش کیا، کفر وشرک، بدعت وضلالت اور جہالت وگمرہی کی طاغوتی قوتوں کو توڑ مروڑ کر رکھ دیا۔ یہ وہ قدسی صفات ہستیاں ہیں جنہوں نے اپنے علمی وتحقیقی کارنامے، اپنے حسن اخلاق اور اپنے اعلیٰ کردار کے ذریعہ اسلام کو ایک مجسمہ کی صورت میں پیش کیا اور لوگوں کو بتایا کہ اسلام محض کسی واہمہ یا خیالی قانون کا نام

نہیں، بلکہ اسلام ایک مجسم ضابطۂ حیات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی آنکھوں سے اسے دیکھنا چاہے تو اللہ کے ان قدسی صفات بندوں کی صورت میں دیکھ سکتا ہے۔

میں نے اسی سلسلۃ الذہب کی ایک ایسی عظیم ہستی پر کچھ قلم بند کرنے کا ارادہ کیا ہے جنہیں دنیا شیخ طریقت ورہبر شریعت حضرت علامہ ومولانا مفتی الحاج سید شاہ "مختار اشرف" اشرفی الجیلانی المعروف بہ سرکار کلاں کے نام سے جانتی ہے۔حضور سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی ذات گرامی تاریخ کا وہ سنہرا باب ہے کہ اگر انہیں فراموش کردیا جائے تو پھر چودھویں صدی کی تاریخ ادھوری ونامکمل رہ جائے گی ،لیکن ساتھ ہی ساتھ میرے لیے یہ مشکل مرحلہ بھی ہے کہ میں حضرت پر لکھوں بھی تو کیسے لکھوں اور پھر مجھے یہ حق بھی نہیں ہے کیوں کہ آپ کی شخصیت جامع الحیثیات ومتعدد الجہات شخصیت تھی ،جنہیں احاطۂ تحریر میں لانا اسی شخص کے لئے ممکن ہے جو آپ جیسا جامع حیثیات ہو، پھر یہ کہ حضرت کی ذات حقیقت ومعرفت کی ایک بحر بیکراں تھی جسے اس مختصر مضمون میں بیان کرنا دریا کو کوزے میں سمونے کے مماثل ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کام خواجۂ پاک ہندالولی علیہ الرحمہ کے کسی خاص صحبت یافتہ ہی کا ہوسکتا ہے، تاہم یہ سوچ کر کہ حضرت کی ہمہ جہت شخصیت کو احاطۂ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا، اس سے صرف نظر کرنا سراسر اس اصول سے انحراف کرنا ہوگا "ما لا یدرک کله لا یترک کله" ہروہ چیز جس کو کلی طور پر حاصل نہیں کیا جاسکتا اسے کلی طور چھوڑا بھی نہیں جاسکتا۔

شیخ المشائخ حضور سیدنا سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات علم وفضل، توحید وتوکل، حقیقت ومعرفت، شریعت وطریقت، حمیت وغیرت، محبت وشوق، مروت وشرافت، فقر وغنا، تسلیم ورضا، زہدواتقا، جودوسخا، صبروشکر، صدق واخلاص، عفوواحسان، دینی بصیرت ودوراندیشی، حیاء وروا داری، تواضع وانکساری غرض کہ آپ کی ذات جملہ کمالات وخوبی کی مظہر جمیل تھی۔

آپ نبی کرم ﷺ کے اس فرمان کے صحیح آئینہ دار تھے:"ان المومن لدی الحق اسیر، یعلم ان علیه رقیباً علیٰ سمعه وبصره ولسانه ویده ورجله وبطنه وفرجه حتی اللمحة ببصره وکحل عینه وجمیع سعیه ان المومن لا یامن قلبه ولا یسکن روعته ولا یامن اضطرابه یتوقع الموت صباحاً ومساءً فالتقوی رقیبه والقران دلیله والخوف حجته والشرف مطیته والحذرقرینه والوجل شعاره والصلوٰة کهفه والصیام جنته والصدقة فکاکه والصدق وزیره والحیاء امیره وربه تعالیٰ من وراء ذٰلک کله بالمرصاد"

(حلیۃ الاولیاء ج۱،صفحہ۵۹)

ایمان والا تو حق کا ہی اسیر ہوتا ہے وہ اس بات کو بخوبی جانتا ہے کہ اس پر کسی کی نگاہ ہے جو اس کے کانوں، اس کی آنکھوں، اس کی زبان، اس کے ہاتھ اور پاؤں یہاں تک کہ وہ اس کی اچٹتی نظروں پر نگاہ رکھنے والا ہے وہ اس کی آنکھوں کے سرمے کا بھی نگراں ہے اور ہر وقت وہ اس کی حرکات وسکنات کو دیکھ رہا ہے۔ایمان والے کا دل خشیت الٰہی سے لبریز ہوتا ہے وہ دنیاوی زندگی میں ہمہ وقت پریشان رہتا ہے، وہ صبح وشام موت کے انتظار میں رہتا ہے۔تقویٰ اس کا محافظ ہے، قرآن اس کا رہنما ہے ،خوف اس کا راستہ ہے ، شرافت اس کی سواری ہے، پرہیزگاری اس کا ساتھی ہے، خشیت الٰہی اس کا شعار ہے، نماز اس کی پناہ گاہ ہے، روزہ اس کی ڈھال ہے، صدقہ اس کا فدیہ ہے، سچائی اس کا وزیر ہے، حیا اس کا سپہ سالار ہے۔سب سے بڑھ کر یہ کہ ان سب کے پردے میں اللہ اسے دیکھ رہا ہے۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت کی پوری زندگی اتباع رسول کے جذبۂ صادقہ سے سرشار تھی، آپ کا بچپن، آپ کی جوانی، آپ کا بڑھاپا، آپ کی حرکات وسکنات، آپ کی نشست وبرخاست، آپ کی رفتار وگفتار، آپ کی خلوت وجلوت، الغرض آپ کی زندگی کا ہر ہر لمحہ اور آپ کی ہر ہر ادا اتباع رسول کے رنگ میں رنگی ہوئی تھی، آپ کی زندگی کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ گویا قرن اول کا کوئی وجود ہے جو چلتا پھرتا چودہویں صدی میں پہونچ گیا ہے۔

کچھ لوگوں کی زبان سے یہ باتیں سننے کوملتی ہیں کہ آج کے ماحول میں کلی طور پر شریعت پر عمل کرنا بڑا ہی دشوار ہو گیا ہے، لیکن میں حضور سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی صورت میں ایک ایسی نظیر پیش کرسکتا ہوں جنہوں نے اپنے عمل سے قرن اول کی یاد کو تازہ کر دیا تھا۔ شریعت کی پاسداری کا اس قدر التزام کہ زندگی کے آخری ایام میں جب کہ جسمانی قوتیں جواب دے چکی ہیں، مسلسل مرض کی وجہ سے شدید تکلیف ہے، چلنے پھرنے کی سکت ہے اور نہ پاؤں پر کھڑے ہونے کی طاقت ہے، اس کے باوجود جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اپنے خادم سے فرماتے ہیں ''ارے بھئی مجھے مصلّٰی پر کھڑا کر دو'' کبھی ایسا بھی ہوتا کہ جب خادم آپ کی شدت تکلیف کو دیکھتا تو کہہ بیٹھتا: حضور آپ کے لئے تو رخصت ہے آپ بیٹھ کر ہی نماز پڑھ لیں۔ اس پر حضرت فرماتے: ''ہاں ہاں بھئی مجھے بھی مسئلہ معلوم ہے مگر میں جو کہہ رہا ہوں وہ تم کرو''۔

ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ آپ کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے اچانک سخت نقاہت کی وجہ سے غش کھا کر گر پڑتے ہیں جب آپ کو افاقہ ہوتا ہے تو پھر دوبارہ آپ کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کرتے ہیں۔ یونہی جب رمضان شریف آتا ہے تو آپ پورے مہینے کی تراویح جماعت کے ساتھ کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور مسلسل روزہ بھی رکھتے ہیں، اگر کسی نے کہا بھی کہ حضرت آپ کو تو شریعت کی جانب سے افطار کی اجازت ہے تو آپ اسے یہ کہہ کر خاموش کر دیتے:

''جس بوڑھے سے بچپن میں کوئی روزہ نہ چھوٹا ہو وہ اخیر عمر میں کیوں کر کوئی روزہ چھوڑ سکتا ہے۔''

ان واقعات سے جہاں اس بات پر استدلال کیا جا سکتا ہے کہ حضور سرکارکلاں علیہ الرحمہ شریعت کی پابندی کا حد درجہ التزام کرنے والے تھے وہیں ان سے اس بات پر ابھی استشہاد کیا جا سکتا ہے کہ آپ ''احسان'' کے اعلیٰ مرتبے پر فائز تھے، آپ کو شہود و حضور کا مقام حاصل تھا، آپ ''ان تعبداللہ کانک تراہ'' کی لذت سے سرشار ہو چکے تھے، آپ کی نماز کو ''ان المصلی لیناجی ربہٗ'' کا لطف حاصل ہو چکا تھا، آپ کی آنکھیں اللہ کی تجلیات اور اس کے انوار کا مشاہدہ کر چکی تھیں، آپ اپنی خودی کو خدا کی خودی میں کھو چکے تھے، آپ کو فنافی اللہ کا مرتبہ مل چکا تھا، یہی وجہ ہے کہ اس قدر نقاہت وکمزوری کے باوجود بھی جب آپ اللہ کے حضور کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کو کچھ ہوا ہی نہیں ہے، پوری تراویح کھڑے ہو کر جماعت کے ساتھ ادا کرتے لیکن کسی نے آپ کو آرام کے لئے کبھی پہلو بدلتے نہ دیکھا۔ ظاہر ہے کہ جب کسی انسان کو فنافی اللہ کا مقام حاصل ہو جاتا ہے، جب اس کا وجود لطیف اس کے وجود کثیف پر غالب آجاتا ہے تو پھر وہ ہر طرح کے تقاضے اور ہر طرح کے بشری احساسات سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ شاید اسی وجہ سے کہا گیا ہے

''ان الحب یعمی ویصم''

بہر کیف میں نے جو کچھ لکھا ہے یہ اصل حقیقت کی تعبیر نہیں ہے، بلکہ یہ تو حقیقت ذات کی تمثیل ہے کیوں کہ اصل حقیقت کی تعبیر تو مرے لئے اس وقت ممکن ہوتی جب کہ اس تک میری رسائی بھی ممکن ہوتی۔ میں کھلے لفظوں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ شیخ المشائخ حضور سیدنا

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکارکلاں علیہ الرحمہ اپنی چوراسی سالہ زندگی گذار کر اپنے رفیق اعلیٰ اور محبوب حقیقی سے جا ملے مگر ہم لوگ انکے مقام ومرتبہ کو پہچان نہ سکے اور آپ کے مقام ومرتبہ کو نہ پہچاننا یہ بھی دراصل آپ کی شان محبوبی کی ایک پہچان ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں وارد ہے۔"**احب العباد الی اللہ تعالیٰ الاتقیاء الاخفیاء الذین اذاغا بوالم یفتقدوا واذا شهدو الم یعرفوا اولئک هم ائمة الهدیٰ ومصابیح العلم**" (حلیۃ الاولیاء ۱/۴۷) اللہ کی بارگاہ میں محبوب بندے اتقیاء اور اخفیا حضرات ہی ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جب نظروں سے روپوش ہو جاتے ہیں تو نظریں انہیں ڈھونڈتی نہیں اور جب یہ نظروں کے سامنے ہوتے ہیں تو نظریں انہیں پہچانتی نہیں حالانکہ یہی لوگ دراصل ائمہ ہدیٰ ہیں اور یہی لوگ دراصل علم وعرفان کے روشن چراغ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہمیں حضور سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی بارگاہ سے فیض یابی کا شرف بخشے۔

(آمین بجاہ سید المرسلین وبحرمۃ اولیائہ المتقین)

☆☆☆☆☆

حضور سرکارکلاں سید محمد مختار اشرف علیہ الرحمہ جنہوں نے تبلیغ دین حق کے لئے اپنی زندگی کا ہر لمحہ قربان کر دیا جنکی زبان فیض نے لاکھوں بے دینوں کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا جو ۹ رجب المرجب بروز جمعرات ۱۴۱۷ھ کو اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملا۔

اس بار آپ کے عرس کے موقع سے ادارہ ماہنامہ غوث العالم کی جانب سے 'سرکار کلاں نمبر' کی اشاعت پر ہم حضور شیخ اعظم مخدوم العلماء مدظلہ العالی کی بارگاہ میں تہہ دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

مولانا مسعود اشرفی

سجادہ نیشن آستانہ پاک حضرت امین اشرف

مالیگاؤں (مہاراشڑ)

عالم باعمل مرشد برحق عارف باللہ حضرت مولانا مفتی الحاج الشاہ

سید محمد مختار اشرف علیہ الرحمہ

مفتی محمد اختصاص الدین اجملی اشرفی خلیفۂ حضرت مخدوم المشائخ سرکارکلاں و ناظم اعلیٰ مرکزی مدرسہ اہلسنت اجمل العلوم سنبھل ضلع مرادآباد یوپی

نحمده ونصلي على حبيبه الكريم

حضرت سرکارکلاں کی ذات بابرکات محتاج تعارف نہیں۔آپ علم وعمل کے پیکر تھے اور ولی کامل بزرگ تھے۔صوم وصلوٰۃ کے سخت پابند تھے۔نماز باجماعت کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔آپ شہزادۂ رسول فرزند غوث اعظم ہیں۔آپ پیدائشی ولی ہیں آپ کے دادا جان شیخ المشائخ عارف باللہ قدوۃ السالکین حضرت مولانا مفتی الحاج الشاہ سید علی حسین صاحب اشرفی میاں سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ سرکارکاں کچھوچھہ مقدسہ ارشاد فرماتے تھے کہ میرا پوتا ولی ہے۔اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آپ کا نام گرامی محمد مختار رکھا۔اس نام میں سن ہجری موجود ہے۔آپ کا سن ولادت (جس کے اعداد ۱۳۳۳ھ نکلتے ہیں) محمد مختار سے ظاہر ہے۔آپ نے ایک زمانہ تک کلام نہیں فرمایا صرف ہاتھوں کے اشاروں سے گفتگو فرماتے تھے حضرت قبلہ نے اس خاکسار سے خود ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک زمانہ تک کچھ نہیں بولا ایک مرتبہ بعد نماز عصر حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس پر حاضر ہوا اور رات بھر درگاہ شریف کے اندر رہ گیا صبح جب خادم نے دروازہ کھولا تو حضرت قبلہ کو کلام کرتے ہوئے پایا یعنی حضرت قبلہ نے قریب دس بارہ سال کی عمر میں کلام فرمایا۔حضرت قبلہ عالم باعمل صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔آپ حضرت صدر الافاضل مولانا مفتی محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی قدس سرہ کے شاگرد تھے اور جامعہ نعیمیہ مرادآباد سے آپ کی فراغت ہوئی۔

حضرت قبلہ مفتی بھی تھے،آپ کا علم بڑا وسیع تھا میری ختم بخاری شریف حضرت قبلہ نے ۷۳ء میں مدرسہ اجمل العلوم کے اندر کرائی۔تقسیم ملک کے بعد حضرت قبلہ پاکستان جانا چاہتے تھے اسی دوران حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی ارشاد فرمایا کہ تم پاکستان چلے جاؤ گے تو ہماری مزار ومسجد کا کیا ہوگا یہ درگاہ ومسجد تو ہندستان میں رہے گی۔ان کے پاکستان جانے کا تو سوال ہی نہیں ہوتا حضرت قبلہ نے اس خواب کے بعد پاکستان جانے کا ارادہ ملتوی کردیا اور انڈیا ہی میں قیام فرمایا۔۴۷ء کے ہنگاموں میں حضرت قبلہ لاہور سے بذریع ٹرین جب لکھنؤ آرہے تھے تو پنجاب میں جب ٹرین کسی اسٹیشن پر رکی تو بلوائیوں نے ٹرین کو گھیر لیا اور مسلمانوں کو شہید کرنا شروع کردیا۔حضرت قبلہ ٹرین کے جس ڈبہ میں تشریف فرما تھے بلوائیوں کو حضرت قبلہ نظر نہیں آئے نہ ہی بلوائی حضرت قبلہ کو تکلیف پہنچا سکے بلکہ پورا ڈبہ جس میں حضرت قبلہ تشریف فرما تھے محفوظ رہا اس ڈبہ میں جتنے مسلمان تھے وہ سب حضرت قبلہ کے پاس آگئے حضرت قبلہ نے فرمایا کہ تم مطمئن رہو انشاءاللہ بلوائی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور ایسا ہی ہوا جیسا کہ حضرت قبلہ نے فرمایا تھا یہ دونوں واقعات حضرت قبلہ نے اس خاکسار کو خود سنائے تھے۔حضرت قبلہ کے مریدین ومعتقدین میں بڑے بڑے علماء،حفاظ ،قراء ومفتیان کرام تھے خاکسار کو بھی حضرت قبلہ سے خلافت کا شرف حاصل ہے۔خاکسار نے حضرت قبلہ کی تقریباً پینتیس سال زیارت کی ہے۔میں نے حضرت قبلہ کو متبع شریعت پایا حضرت قبلہ کا چہرہ بڑا نورانی

تھا آپ مرجع خلائق تھے ہندوستان کے بہت سے مدارس کے آپ سرپرست تھے،عوام وخواص آپ کے بیحد معتقد تھے۔حضور سرکار کلاں کے اساتذہ میں میرے تایا حضرت مولانا عماد الدین صاحب قبلہ سنبھلی بھی تھے حضور قبلہ نے عمدۃ المحققین جامع معقول ومنقول حضرت مولانا عماد الدین صاحب قبلہ سے ابتدائی عربی وفارسی سے لیکر شرح جامی تک کی تعلیم حاصل کی مجھ سے میرے استاذ حضرت مولانا الحاج چراغ عالم صاحب قبلہ شیخ الحدیث مدرسہ اجمل العلوم سنبھل نے بارہا بیان فرمایاان سے حضرت مولانا عماد الدین صاحب قبلہ سنبھلی نے بیان فرمایاان سے حضور اشرفی میاں قبلہ کچھوچھوی نے ارشاد فرمایا کہ میرا پوتا سید مختار اشرف ولی ہے یہ حقیقت ہے کہ حضرت قبلہ سرکار کلاں اپنے دور کے بڑے عابد وزاہد عالم باعمل متقی گزرے ہیں یہی وجہ ہے کہ خانوادہ اشرفیہ کے اکثر وبیشتر حضرات نے آپ ہی سے بیعت وارادت وخلافت حاصل کی ہے۔کچھوچھہ مقدسہ کے مسلم وغیر مسلم سبھی آپ کا بے حد احترام کرتے تھے آپ علم وعمل،تقویٰ وطہارات،امانت ودیانت میں اپنی مثال آپ تھے حضرت سرکار کلاں کا مفتی اعظم ہند بھی بہت احترام واکرام کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ خانوادۂ رضویہ کے ذمہ دار افراد حضرت سرکار کلاں سے بہت عقیدت ومحبت فرماتے تھے۔اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضور قبلہ نے حضرت سرکار مفتی اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی جبکہ نماز جنازہ میں اور بھی علماء کرام ومشائخ عظام ومفتیان اسلام ہزاروں کی تعداد میں موجود تھے۔سب نے حضرت سرکار کلاں کی امامت پر اتفاق کیا۔ دوسرے حضرت مولانا محمد حسین صاحب سنبھلی کا انتقال بوقت نماز عشاء ہوا اور حضرت سرکار کلاں اسی دن بوقت نماز عصر حضرت مولانا نعیم اشرف صاب کی شادی میں شرکت فرمانے کے لئے سنبھل تشریف لا چکے تھے۔حضرت مفتی سنبھل کے جنازہ میں اکابر علماء کرام ومفتیان عظام موجود تھے۔جس میں بریلی شریف سے حضرت قبلہ ازہری میاں صاحب مفتی قاضی عبدالرحیم صاحب دار العلوم منظر اسلام کے اساتذہ کرام ودار العلوم مظہر الاسلام کے ذمہ دار علماء کرام موجود تھے۔مراد آباد سے حضرت مولانا طریق اللہ صاحب وحضرت مولانا مفتی محمد ایوب خاں صاحب رضوی ودیگر علماء واہلسنت جامعہ نعیمیہ موجود تھے ان کے علاوہ قرب وجوار کے کافی تعداد میں علماء حفاظ قراء نے جنازہ میں شرکت فرمائی۔حضرت مفتی سنبھل کی نماز جنازہ حضرت سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ نے پڑھائی اور سب علماء مشائخ، حفاظ وقراء نے حضرت سرکار کلاں کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کی۔یہ حضرت سرکار کلاں کی بے پناہ مقبولیت کی بات ہے۔آپ نمونۂ اسلاف تھے اور حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے سچے جانشین تھے۔برصغیر کے علماء اہلسنت وجماعت آپ سے بے پناہ عقیدت ومحبت اور آپ کا احترام واکرام کرتے تھے اور آپ کو اپنا مقتداء وپیشوا جانتے تھے۔آپ کے مریدین ومتوسلین کی تعداد پاک وہند،بنگلہ دیش وبرطانیہ وافریقہ میں لاکھوں کی ہے۔آپ کے خلفاء کی تعداد بھی کافی ہے۔خانوادۂ اشرفیہ کے علاوہ حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب سابق شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مراد آباد حضرت مولانا مفتی غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی سابق صدر المدرسین دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف آپ کے مریدین وخلفاء میں سے گزرے ہیں۔حضرت سرکار کلاں دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کے سرپرست اعلیٰ ودار العلوم جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے سرپرست رہے ہیں۔آپ اوراد ووظائف کے سخت پابند تھے۔اور دعائے سیفی کے عامل تھے۔آپ نے کچھوچھہ مقدس میں مسجد شریف مختار المساجد کے نام سے تعمیر فرمائی ہے۔جنات کے علاج میں آپ لاجواب تھے کبھی کبھی جلسوں میں نعت شریف اپنے مخصوص انداز میں پڑھتے تھے اور آپ کی تقریر بھی نہایت موثر ہوتی تھی۔

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر:اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکارِکلاں کی ایمانی فراست کا ایک حیرت انگیز واقعہ

مفتی محمد اعجاز اصغر نوری الجامعۃ الصمدیہ، تیلتا کٹیہار، بہار

ظاہر از اہل بیت نور نبی
ہمچو در ماہ نور خورشید است

اہل بیت میں آنحضور ﷺ کا نور جلوہ گر ہے جس طرح چاند میں آفتاب کا نور ہوتا ہے۔

اتر پردیش کا مشہور و معروف شہر، شہر مرادآباد کہ جسے پیتل کا شہر کہا جاتا ہے۔ اس کے وسط میں حضور صدر الا فاضل سید مفتی الحاج نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ نے ایک ادارہ بنام ''جامعہ نعیمیہ'' کی بنیاد رکھی، جس کی چہار دیواری اور فلک بوس عمارت سے آج بھی علم وفن کی شعاعیں بکھر رہی ہیں۔ میں بھی اسی مرکزی ادارہ کا تعلیم وتربیت یافتہ ہوں۔ ۱۹۷۶ء میں، میں جماعت سابعہ کا طالب علم تھا اور جامعہ نعیمیہ سے متصل محلہ نئی سڑک میں ''تمنا والی'' مسجد کا امام بھی۔ نمازِ عشاء کے لئے اذان کی صدا بلند ہوئی تو مسجد کے اتری دروازہ سے ایک وجیہ قامت، خوبصورت چہرہ والا شخص داخل ہوا جن کے وضع وقطع میں سادگی، چلنے میں میانہ روی تھی جو کسی بزرگ صفت شخصیت کا پتہ دے رہی تھی، آگے پیچھے محلہ کے چند ایسے چہرے بھی نظر آئے جو ہمارے جانے پہچانے تھے۔ صفوں میں بیٹھے مقتدی حضرات اس بزرگ شخصیت کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے نمازی حضرات تو سادات کرام کا ایک فرد اور سرکارکلاں سمجھ کر تعظیماً کھڑے ہوئے ہونگے، مگر میں ایک عالم دین سمجھ کر احتراماً اٹھا اور عرض کیا! حضرت نماز پڑھائیں۔ آگے بڑھے اور نماز بڑے اطمینان سے پڑھائی۔ جب میں سنت کی ادائیگی کے لئے اٹھا تو ایک دیوبندی طالب علم کو صف کے کنارے نماز کے لئے تحریمہ باندھتے ہوئے دیکھا۔ سنت ونوافل سے فارغ ہونے کے بعد نمازیوں سے مخاطب ہو کر حضرت نے فرمایا ''آج کل رشوت لینے اور دینے کا رواج عام ہو چکا ہے'' اور پھر رشوت سے متعلق احادیث ومسائل بڑے مبسوط انداز میں بیان فرمانے لگے۔ اندازِ بیان نے مجھے بے حد متاثر کیا اور اپنے سے قریب ایک مقتدی سے پوچھا ''یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟'' جواب ملا، یہ سید مختار اشرف صاحب ہیں اور سرکارکلاں ہیں'' نہ میں لفظ ''سید'' کو سمجھ سکا اور نہ ہی سرکارکلاں کا لفظ میرے ذہن میں اتر سکا۔ اس لئے کہ ابھی تک میں لفظ ''سرکارکلاں'' سے نا آشنا تھا اور نہ ہی سادات کرام کی فضیلت پر کوئی کتاب ہمارے مطالعہ سے گذری تھی۔ ابھی پیر طریقت سرکارکلاں کا بیاں شائستہ انداز میں جاری تھا کہ وہ طالب علم قریب آ کر بیٹھ گیا اور ذہن وفکر کی ساری توجہ ساعت کی جانب مرکوز کردیا، پھر کچھ لمحہ گذرنے کے بعد خاموشی کو توڑتے ہوئے جذباتی انداز میں کہا۔ اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں! بولو بیٹا کیا پوچھنا ہے؟ حضرت کی لب کشائی پر مجمع میں سکتہ طاری ہو گیا۔ طالب علم نے چند سوالات کا سلسلہ شروع کردیا۔ پہلا سوال یہ ہے کہ میں آپ کا کون سا بیٹا ہوں؟ دوسرا سوال! بیعت کیوں ضروری ہے؟ تیسرا سوال! کیا مجلس میلاد شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں؟ اگر آتے ہیں تو ہم لوگ دیکھتے کیوں نہیں! یہ سنتے ہی کسی جذباتی مرید نے کہا، حضور

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اگراجازت ہوتو اسے باہر نکال دوں یہ دیوبندی ہے جو فضول باتیں کرنے کے لئے آگیا ہے۔حضرت نے بڑی متانت سے ارشاد فرمایا،نہیں! یہ جواب لے کر یا جواب دے کر یہاں سے جائے گا۔ پھر مسکراتے ہوئے جواب کا بند اس طرح سے باندھا۔ بیٹا تمہارے اول سوال کا جواب بعد میں دیا جائے گا اور دوسرا جواب اسی اول جواب میں پوشیدہ ہے رہا تیسرا سوال تو پہلے تم اپنی جیب سے پانچ کا نوٹ تو نکالو، یہ جملہ نکلتے ہی جمالی چہرۂ اقدس پر جلالی رنگ چڑھنے لگا۔مختصر سا مجمع خاموشی کے عالم میں تھا اور میں نظریں جمائے حضور کے چہرۂ انور کی طرف دیکھ رہا تھا۔اس کی جیب میں کوئی نوٹ نہیں تھا اس لئے یہ سوال طالب علم کو بے محل نظر آیا اور برجستہ کہا، ہماری جیب میں کوئی نوٹ نہیں ہے۔حضرت نے فرمایا! تم ہاتھ ڈالو ملے گا۔حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ہاتھ ڈال کر باہر نکالا تو پانچ کا نوٹ ہاتھ میں تھا۔وہ طالب علم اس منظر کو دیکھا تو حیرت واستعجاب کی گہرائی میں ڈوبتا چلا گیا،اس کا چہرہ پسینہ سے بھیگ رہا تھا۔حضرت نے فوراً ارشاد فرمایا،"یہ تم نے کیسے کہا کہ نوٹ نہیں"،جیب میں نوٹ رہنے کے لیے دیکھنا یا رکھنا ضروری نہیں ہے، اسی طرح مجلس میلاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کے لئے دیکھنا ضروری نہیں ہے اس جواب کو سن کر اور ظہور پذیر کرامت کو دیکھ کر وہ طالب علم دیوبندیت سے تائب ہو کر اسی وقت سنیت کا عہد وپیمان لیا اور مریدین کی فہرست میں شامل ہو گیا۔مریدین میں شامل کرنے کے بعد حضرت پیر طریقت علیہ الرحمہ نے فرمایا،اب تم ہمارے "مرید بیٹا" ہو یہی جواب ہے تمہارے اول سوال کا۔اور بیعت ہونا اس لئے ضروری ہے تا کہ عظمت رسول سے دل خالی نہ رہے جیسا کہ اس سے پہلے تمہارا قلب وجگر پراگندہ تھا۔یہی جواب ہے تمہارے دوسرے سوال کا۔اللہ اکبر! یہ کیسی کرامت تھی جس میں سارا جواب پوشیدہ تھا۔ بقول شاعر۔

مصفیٰ مثل آئینہ ولی اللہ کا دل ہے
دلوں کا راز کھل جانا نہیں کچھ مشکل ہے

☆☆☆☆☆☆☆

☆ جملہ کمالات وستودہ صفات کے حامل
☆ کردار وعمل سے تبلیغ کرنے والے ایک عظیم مبلغ
☆ مخدومی مشن کے سچے محافظ
یعنی سرکارکلاں علیہ الرحمہ
کی حیات وخدمات پر مشتمل سرکارکلاں نمبر کی اشاعت قابل تحسین ہے۔

مولانا راشد رضا جامعی اشرفی
دارالعلوم شمس تبریز اوناجوناگڑھ گجرات

حقیقت ومعرفت کا حسن امتزاج، شریعت وطریقت کا مینارۂ نور جنہیں دنیا حضرت سرکارکلاں علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کرتی ہے کی زندگی کے مختلف گوشے اور مختلف زاویئے پر شائع ہونے والا "سرکارکلاں نمبر" قوم وملت کے لئے ایک عظیم تحفہ ہے۔

شیخ شبیر اشرفی
اشرفی نگر، مالیگاؤں ناسک (مہاراشٹر)

سرکار کلاں: اپنے گھر اور محلہ میں

مولانا محمد جابر حسین اشرفی بھاگلپوری لائبریرین مختار اشرف لائبریری کچھوچھہ شریف

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیر کم خیر کم لاهله و اناخیر کم لاهلی : یعنی تم میں بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لئے بہتر ہو، اور میں تم میں سب سے بہتر ہوں (ترمذی)

اس حدیث کے آئینے میں سرکار کلاں کا عکس جمیل دیکھئے اور اندازہ لگائیے کہ سرکار کلاں اس حدیث پر کس قدر کھرے اترتے ہیں۔

زندگی دو طرح کی ہوتی ہے ایک داخلی زندگی اور ایک خارجی زندگی، اسی کو دوسرے الفاظ میں ایک کو انفرادی زندگی اور دوسری کو اجتماعی زندگی بھی کہہ سکتے ہیں۔

انسان کی سب سے بڑی آزمائش خود اس کے گھر میں ہوتی ہے۔ ایک شخص ہوسکتا ہے کہ گھر کے باہر متقی، پرہیز گار، خدا ترس اور عابد وزاہد جیسے ناموں سے جانا جاتا ہو لیکن عین ممکن ہے کہ وہی شخص جب اپنے گاؤں اور گھریلو زندگی میں داخل ہو، تو وہ فاسق، فاجر، خاطی، پاپی، بدچلن، آوارہ، بدکردار، اوباش، عیاش اور ناعاقبت اندیش ہو۔ انسان دوسری جگہ اپنی خوبیوں اور اچھائیوں کی خوب ڈینگیں ہانک سکتا ہے وہ خود بھی اپنی صالحیت اور پارسائی کا ڈنکا پٹوا سکتا ہے لیکن جوں ہی وہ گھریلو زندگی میں داخل ہوگا اس کے ڈھول کا پول کھلنا شروع ہو جائے گا کیونکہ گاؤں والوں اور گھر والوں کے سامنے ان کی صبح وشام اس کا چلنا پھرنا، اس کا اٹھنا بیٹھنا ان کا سونا جاگنا، بلکہ اس کا ہر ہر عمل ہوتا ہے۔ اس لئے وہ لوگ اس کے من گڑھت فضائل ومناقب کا انکار کردیں گے۔

گھریلو زندگی، جس سے عام انسان کے اچھے یا برے ہونے کی تمیز ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص کا معیار زندگی کیا ہے۔ اپنے والدین کا فرماں بردار ہے یا نہیں؟ اپنی بیوی کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتا ہے؟ اپنے بچوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے؟ خادموں کے ساتھ کیسا برتاؤ ہے، پڑوسیوں اور محلہ والوں کے حقوق ادا کرتا ہے یا نہیں۔ بڑوں کا ادب اور چھوٹوں پر شفقت کرتا ہے یا نہیں؟ ہم اسی معیار پر آئندہ سطور میں سرکار کلاں کی زندگی کا جائزہ لیں گے۔

سرکار کلاں طبعی طور پر نیک طبیعت اور منکسر المزاج تھے اور یہ خصلت بچپن ہی سے آپ میں نمایاں تھی۔ غلط صحبت سے ہمیشہ دور رہے۔ آپ کا بچپن زیادہ تر اپنے والدین، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں، محدث اعظم اور اپنے اساتذہ کے ساتھ گزرا۔ حتی کہ کھیل بھی کھیلتے تھے تو محلّہ کے عام شریر بچوں سے ہٹ کر خود محدث اعظم اور مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی جیسے لوگوں کے ساتھ۔ اس لئے بچپن میں جو رنگ آپ پر چڑھ گیا تھا وہ آخری سانس تک غالب رہا۔ ہمیشہ اچھے لوگوں کی صحبت اٹھائی۔ آپ کی طبیعت میں نیکی اور شرافت اس حد تک رچ بس گئی تھی کہ اگر محلّہ کے کسی شریر بچے سے کھیل کود کا اتفاق ہو بھی جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ اس کا اثر قبول کرتے اپنا ہی اثر اس پر ڈالنے کی کوشش کرتے۔ یہ تھی ان کے بچپن کی گھریلو زندگی۔

انسان کی پرکھ اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنے والدین کا

کس قدر فرماں بردار ہے جب ہم سرکارکلاں کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ پہلو بھی اس قدر تابناک ہے کہ اس زمانے میں ایسی مثال کم ہی مل سکتی ہے۔ ہم سب سے پہلے آپ کی اپنے والد کے ساتھ فرماں برداری کا حال لکھتے ہیں، سرکارکلاں کے والد کا انتقال اس وقت ہوا جب آپ کی عمر صرف چودہ سال تھی۔ سرکارکلاں کے والد محترم مولانا سید احمد اشرفی جیلانی نے اپنے انتقال سے قبل سرکارکلاں کو تین باتوں کی نصیحت کی تھی۔

☆ بندوں کے حقوق ادا کرنا۔

☆ فرائض کی ادائیگی میں پابندی کرنا۔

☆ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔

ان باتوں کا کہنا تو آسان ہے، کرنا بہت مشکل ہے۔ ان باتوں پر وہی عمل کرسکتا ہے جسے توفیق رب حاصل ہو لیکن سرکارکلاں خود فرماتے ہیں کہ:

''میں بحمدہ تعالیٰ آج تک والد صاحب کی ان نصیحتوں پر عمل پیرا ہوں'' یہ سرکارکلاں کا اپنے منہ میاں مٹھو بننا نہیں۔ اس کی گواہی دینے والے آج بھی کچھوچھہ شریف کے اکثر لوگ ہیں۔

والد محترم کے انتقال کے بعد والدہ محترمہ ایک طویل عرصہ تک باحیات رہیں۔ والدہ کی زندگی بھر اطاعت وفرماں برداری آپ کا شعار رہا۔ والدہ کی مرضی کے خلاف کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہیکہ بچپن میں آپ اپنی والدہ کی اجازت کے بغیر گھر سے درگاہ چلے آئے۔ جب واپس گھر آئے تو آپ کی والدہ نے کہا۔ اب تم میں اتنی آزادی آگئی ہے کہ اب تم میری اجازت کے بغیر جہاں جی میں آئے چلے جاؤ۔ والدہ کی اس بات کا آپ پر اس قدر اثر ہوا کہ آپ نے زندگی کا معمول بنالیا کہ ہم جب بھی گھر سے نکلیں گے والدہ کی اجازت کے بغیر نہیں نکلیں گے اور والدہ کی زندگی کی آخری سانس تک اپنے معمول پر عمل پیرا رہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ آپ ایک سجادہ نشین تھے اور آپ کے مریدین کا ایک بڑا حلقہ تھا، ہر جگہ شہرت ومقبولیت تھی لیکن والدہ کی اطاعت وفرماں برداری کا یہ عالم تھا جو میں نے اوپر بیان کیا۔ یہ آپ کی گھریلو زندگی کا ایک ایسا تابناک پہلو ہے جس کی مثال اس زمانہ میں ڈھونڈنے سے نہیں مل سکتی ہے۔

اب آپ دیکھئے کہ سرکارکلاں کا اپنے پڑوسی کے ساتھ کیا برتاؤ تھا۔ سرکارکلاں کی زندگی کا یہ ایک ایسا روشن باب ہے جس کی شہادت کچھوچھہ شریف کی پوری آبادی دے گی۔ میں اس پہلو کو اجاگر کرنے کے لئے ایک واقعہ نقل کروں گا۔ کچھوچھہ شریف میں ایک مدرسہ تھا جس میں گاؤں کے غریب ونادار اور ہر قسم کے بچے زیر تعلیم تھے۔ سرکارکلاں اس مدرسہ کے مہتمم تھے۔ مدرسین کی تنخواہ اور دیگر اخراجات کے لئے کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلایا، بلکہ اپنی ذاتی زمین جو اکبرپور ریلوے اسٹیشن کے قریب تھی اس کو فرخت کرکے مدرس کی تنخواہ دی۔ اسی طرح گاؤں کے غریب اور پچھڑے لوگوں کی آپ کے پاس ایک فہرست تھی۔ اس فہرست کے مطابق حسب استطاعت کچھ نہ کچھ رقم دیتے رہتے تھے۔ محلّے کے رہنے والے جو بھی آپ سے شادی بیاہ اور دیگر ضرورتوں میں تعاون کی اپیل کرتے آپ اسے فوراً پوری کرنے کی کوشش کرتے۔

آپ کا معمول تھا کہ آپ جب بھی کھانا کھاتے، تو تنہا نہیں کھاتے۔ آپ کے دسترخوان پر ضرور کوئی نہ کوئی مہمان یا محلّہ اور پڑوس کے لوگ ہوتے، اگر کوئی موجود نہ ہوتا تو گھر کے باہر ٹہلتے رہتے، جوں ہی کوئی نظر آجاتا اسے پکڑ کر اپنے ساتھ گھر لے جاتے اور اسے اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔

خادموں کے ساتھ حسن سلوک کا یہ حال تھا کہ ہر وقت ان کے حالات سے باخبر رہتے اور انھیں جب کوئی ضرورت پیش آتی اسے پوری کرتے۔ خادموں کے ساتھ حسن سلوک کا اندازہ اس بات

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا اس وقت آپ نے اپنی کل رقم کا ایک بڑا حصہ اپنے خادم محمد افضل کو دینے کا حکم دیا اور باقی رقم غریب ونادار لوگوں اور اپنے ایصال ثواب میں خرچ کرنے کے لئے کہا۔ واضح ہو کہ سرکار کلاں اپنا پیسہ نیک کاموں میں خرچ کرنے کے اس قدر عادی تھے کہ آخری وقت میں آپ کے پاس اس قدر قلیل رقم بچی تھی کہ اس میں ان کے وارثین کو شاید کچھ ہی رقم ملی ہوگی۔

اب آپ سرکار کلاں کا اپنے بیوی بچوں کے ساتھ حسن سلوک کا حال سنئے ۔دنیا میں سب سے زیادہ اگر مرد سے کوئی قریب ہوتا ہے تو وہ اس کی بیوی ہوتی ہے۔ بیوی سے زیادہ شوہر کے حالات سے عموماً کوئی واقف نہیں ہوتا۔ اگر بیوی اپنے شوہر کی عظمت کا دل سے معترف ہے تو وہ آدمی طبعی طور پر ایک اچھا انسان ہوگا۔

اب آپ سرکار کلاں کی اہلیہ محترمہ کو دیکھئے خاندان اشرفیہ میں ایک سے بڑھ کر ایک پیران طریقت موجود تھے۔ لیکن جب انھیں مرید ہونا ہوا تو انہیں ادھر ادھر جانے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ وہ سرکار کلاں کی بارگاہ میں آئیں اور انھیں سے مرید ہوئیں۔ یہ سرکار کلاں کے لائق وفائق اور نیک خصلت ہونے کا منھ بولتا ثبوت ہے۔

جہاں تک اولاد کا سوال ہے، سب کی اچھی تعلیم وتربیت کی۔ شیخ اعظم مولانا سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آپ ہی کی تعلیم وتربیت کے شاہکار ہیں۔ ان کی دینی وعلمی خدمات کا اعتراف ایک عالم کو ہے۔ مختار اشرف لائبریری اور جامع اشرف آپ ہی کی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ اور بے شمار دینی واصلاحی اداروں اور دیگر فلاحی کاموں میں حصہ لیتے ہیں وہ الگ۔

اب آپ دیکھئے آپ کا لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا کیسا تھا، آپ کے اندر سلیقہ مندی کیسی تھی، گفتگو کس قسم کی کرتے تھے۔ عام طور پر آپ فجر اور عصر کے بعد بیٹھتے ،وہ آپ کی عام ملاقات کا وقت تھا۔ گاؤں اور محلّہ کے لوگ اکثر انھیں اوقات میں آپ سے ملاقات کرتے ۔ آپ کی مجلس دنیاوی گفتگو سے پاک ہوتی۔ عالم ہوتے تو عالمانہ گفتگو کرتے اور اگر عام لوگ ہوتے تو ان کے معیار کے مطابق باتیں کرتے ۔ ہر شخص خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، امیر ہو یا غریب سب کو اپنے ہاتھ سے پیالی میں ڈال کر چائے پلاتے، اگر کوئی چاہے بھی کہ ہم اپنے ہاتھ سے پیالی میں انڈیل کر چائے پلائیں تو اسے آپ منع کر دیتے۔ طبیعت میں نظافت اور پاکیزگی کا خیال رچا بسا ہوا تھا۔ کپڑا، بستر ،کمرہ، اور نشستگاہ وغیرہ بالکل صاف ستھرا ہوتا۔ سلیقہ مندی کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سامان ادھر ادھر پڑا ہوا نہیں رہتا۔ جو سامان جہاں رکھا جاتا تھا ہمیشہ وہیں رکھتے تھے حتی کہ جو چابی جس کھونٹی میں ٹانگتے اسی میں برابر ٹانگتے تھے۔

القصہ مختصر سرکار کلاں کے اعلیٰ شخصیت ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان کی بیوی، بچے، محلّہ کے اپنے پرائے سارے لوگ آپ ہی سے مرید تھے۔ ان لوگوں میں بیشتر وہ لوگ بھی تھے جو خود اپنی ذات میں ایک انجمن تھے اور خود ان کے مریدین ومتوسلین کا ایک بہت بڑا حلقہ ہے انہیں میں شیخ اعظم مولانا سید اظہار اشرف سجادہ نشین بھی ہیں۔ مولانا سید محمد مدنی اشرفی جیلانی جانشین محدث اعظم شیخ الاسلام کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں عالمی شہرت یافتہ خطیب مولانا سید ہاشمی میاں بھی آپ ہی کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں۔ حکیم سید قطب الدین اشرف، سید حسن مثنی انور (علیگ) ،مولانا سید محبوب اشرف، مولانا سید انوار اشرف، یہ وہ حضرات ہیں جو خاندان اشرفیہ ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں سارے ہی ایسے لوگ ہیں جن کی ہندستان ہی نہیں بیرون ہند بھی شہرت ومقبولیت ہے۔ یہ سب لوگ سرکار کلاں ہی کے مرید بھی ہیں اور خلیفہ بھی اور یہی ان کی عظمت وشرافت بتانے کے لئے کافی ہے۔

☆☆☆☆☆

سرکارِکلاں سرکارکلاں تھے

حضرت علامہ مفتی اسحاق رضوی مصباحی شیخ الحدیث مدرسہ جمال مصطفیٰ ٹانڈہ جدید، بلاس پور، رام پور (یو پی)

کسی بھی شخصیت پر جو بھی لکھا جاتا ہے وہ یا تو خاکہ ہوتا ہے جیسے حالی اور مالک رام اور پروفیسر رشید احمد اور مولوی عبدالحق کے قلم سے نکلے ہوئے خاکے ہیں۔ یا پھر سوانح حیات کی طرز پر لکھا جاتا ہے۔ سوانح حیات کی ترتیب کے لئے شخصیات کے تعلق سے معلومات، واقعات اور طویل مطالعہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ خاکہ نگاری کسی بھی شخصیت کی وہی کرسکتا ہے جو اس شخصیت سے ربط میں رہا ہو، کچھ شب وروز خدمت میں گزارے ہوں۔ آج میں جس شخصیت کے تعلق سے لکھ رہا ہوں، میں نہ ان کی خدمت کرسکا اور نہ ہی سوانح حیات میرا یہاں موضوع۔ ظاہر ہے کہ اب اس مبارک شخصیت کے بارے میں میری یہ تحریر تاثرات کی ہی حیثیت رکھتی ہے اور یہ صرف تقریباً دو گھنٹے کے اندر اندر لکھنا پڑ رہا ہے۔ دنیا میں لوگ کئی طرح کے ہوتے ہیں، کوئی تجارت میں ماہر ہے کوئی صنعت وحرفت میں کوئی محقق عالم ہے، کوئی سائنس داں ہے، ہر ایک کے کمال کا ایک دائرہ ہے۔ تاجر کا کمال یہ ہے کہ عظیم نفع کمائے، صانع کا کمال یہ ہے کہ نئی صنعتیں تیار کرے، عالم محقق کا کمال یہ ہے کہ مسائل کی گتھیاں سلجھائے، سائنس داں کا کمال ہے کہ دنیا کو نئی تحقیقات وایجادات عطا کرے۔ ہر میدان کے ماہر کا کمال یہی ہے کہ وہ اپنے میدان میں پورے طور پر کامیاب ہو۔ اسی طرح اللہ کے نیک بندوں اور اس کے محبوب ولیوں کا بھی ایک کمال کا دائرہ ہے ولی کامل وہی ہے جو اس میدان میں کامیاب ہو۔ مومن کا کمال یہی ہے کہ اس کو ولایت نصیب ہو اور ولی کا کمال یہ ہے کہ وہ مقرب بارگاہِ الٰہی ہو۔ کتابوں کی تصنیف، وعظ وارشاد کی مجالس، رسم ورہ خانقاہ، عمامہ ودستار، مدرسہ ودانش گاہ، حاشیہ وشرح، تقریر وتحریر تفصیل افکار، خامہ زرنگار، کتابوں کے انبار یہ سب مومن کے اصل مقصد کے لئے معاون ہیں، ذرائع ہیں، مقصود اصلی نہیں ہیں، مقصود اصلی ہے ایمان کا کمال بارگاہ الٰہی کا قرب جس کو یہ نصیب وہی کامیاب وہی بڑا قابل وہی لائق انسان ہے۔ جس کو یہ ملا اس کو تصانیف کی کیا ضرورت۔ جس کا قلب صاف ہو اگر اس نے کچھ نہ لکھا تو کوئی نقصان نہیں۔ کتابیں ہدایت کے لئے ہوتی ہیں جنہوں نے ایک دم ہزاروں کو ہدایت دی ان کا یہ نیک کام ہزاروں تصانیف پر بھاری جن تصانیف سے یہ حاصل نہ ہو۔

لٰہذا اولیاء اللہ کی ذاتوں کو اسی جہت سے سمجھا جائے کہ بارگاہ الٰہی میں وہ کتنے مقبول ہیں، انکے ذریعہ کتنے پیاسوں کے دل سیراب معرفت ہوئے ہیں کتنوں کو انہوں نے شبہات اور شکوک کی غاروں سے اٹھایا اور کتنوں کے دامن کو انہوں نے راہ سلوک میں شہوات اور وساوس کے کانٹوں سے صاف کیا۔

حضور سرکار کلاں سید والا مرتبت ولی جہاں مختار اشرف قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات پاک قرآن کی عملی تفسیر، سنت کی تطبیق، فقہ اسلامی کا نمونہ، تصوف کا آئینہ، دعوت وتبلیغ کی جہد مسلسل ہے۔ جنہوں نے انہیں دیکھا ولایت کی گواہی دی جو ان کے ساتھ رہے انکے اخلاق کے گرویدہ ہو گئے۔ جو ان کے مرید ہوئے دلوں کو روشن پایا جو ان کے خلیفہ ہوئے شمع شبستان بنے۔ جن کی خوبی اور ولایت کا سب ولیوں کو اعتراف، جن کے علم کا سب کو یقین، جن کی

روشن ضمیری پر سب متفق ،جن کی سخاوت پر ان کے غلاموں کی شہادت، جن کی عطاء و بندہ نوازی پر مسلمانوں کو خوشی ،اب کون انہیں ولی کامل نہ مانے اب کون ہے جو انہیں قطب وقت نہ جانے۔

فقیر جامعہ نعیمیہ میں حضرت علامۂ عصر فقیہ دہر الحاج مبین الدین امروہوی رحمۃ اللہ علیہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کر رہا تھا غالبًا ۱۹۸۱ء کا زمانہ تھا، مجھ کو معلوم ہوا کہ مراد آباد میں سرکار کلاں تشریف لانے والے ہیں ۔ میں نے دیکھا کہ علماء اور طلبہ سب شوق دیدار میں بے خود ہوئے جاتے ہیں۔ حضرت تشریف لائے پاک نورانی چہرہ، سفید نورانی لباس زیب تن، بھرا ہوا بدن ،سیدھا قد ،سبحان اللہ نسل فاطمہ کا گل سر سبز، خاندان سادات کا چاند، آج اپنی نورانی کرنوں سے جامعہ کے در و دیوار کو روشن کر رہا ہے محفل تھی کہ نور کی بارش چھن چھن کر گر رہی تھی۔ ہم جیسے ہزاروں ذرے قدم بوسی کو آگے بڑھ رہے تھے اور وہ خورشید ولایت اپنی شعاع سے ہر ایک کو آفتاب زمانہ بنا رہے تھے۔

میرا دل اور ایک میرا ہی دل کیا سارے دل ان کے قدموں پر قربان ہونے کو تیار تھے، اگر محفل اتنی طویل ہوتی کہ قیامت آجاتی تو کوئی اس کی بساط سمیٹنے کو نہ کہتا۔ مگر پھر رخصت کا وقت آیا اور وہ محبوب اپنے رُخِ زیبا کی رقت انگیز چمک کے ساتھ دل و جاں کو ساتھ لے کر رخصت ہو گیا، وہ نورانی چہرہ آج بھی میرے سامنے ہے، اس دیدار کی تشنگی باقی رہی۔ اس سے قبل بھی اس قامت جانانہ پر نثار ہونے کا موقع ملا تھا۔ یہ وقت ایک عظیم ولی کی رخصت دنیا کا تھا۔ جب بریلی شریف میں شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کا وصال ہوا فقیر اس وقت رابعہ کا طالب علم تھا بریلی شریف حاضر ہوا دوسرے دن نماز جنازہ کی ادائیگی کے لئے عاشقان مفتیٔ اعظم بریلی کے اسلامیہ کالج کے میدان میں اپنے عظیم رہنما کو آخری سلام کہنے کو حاضر ہو رہے تھے۔ سات لاکھ کا مجمع تھا۔ صف بندی ہو رہی تھی لاکھوں علماء، ہزاروں اولیاء حاضر تھے۔ اب نماز جنازہ کی تیاری تھی۔ میں نے اچانک دیکھا کہ ایک چمکتا دمکتا چہرہ جس کے ارد گرد پروانوں کی بھیڑ ہے آگے کو بڑھ رہا ہے ۔ جیسے آسمان میں چاند چودھویں رات میں ستاروں کے جلو میں رواں ہو۔ غلغلہ ہے ، سرکار کلاں تشریف لاتے ہیں۔ راستہ دیں! حضرت کو نماز جنازہ پڑھانا ہے یہ میرے لئے پہلا موقع تھا دیدار کا۔ میں سوچنے لگا جو دنیا سے جا رہا ہے وہ کوئی معمولی نہیں ہے وہ ہے جس کو دنیا ولی کامل کہتی ہے ، جو مفتیٔ اعظم ہند ہے ، فقہی فیصلوں کا جس کو محقق مانا گیا ہے ، جس کو ولی باتصرف تسلیم کیا گیا ہے، آج اس کی نماز جنازہ کے لئے کس کا انتخاب کیا گیا ہے سرکارِ کلاں کا۔ ولی ولی کو پہچانتا ہے۔ روح کو روح سے عنایت ہوتی ہے۔ مفتیٔ اعظم ہند کو کس سے بڑا تعلق ہے دل نے گواہی دی جب جانے والا کوئی معمولی نہیں ہے تو رخصت کرنے والا، نماز جنازہ پڑھانے والا بھی کوئی معمولی نہیں ہے۔ بڑھ کر میں نے سرکارِ کلاں کے چہرہ پاک پر نظر ڈالی۔ نماز جنازہ کے لئے بڑھ رہے تھے مگر چہرہ پاک پر عجب عالم تھا، جذب کی کیفیت تھی، میں نے آج تک کافی دنیا دیکھی ہے، ماؤں کو اپنے جگر پاروں پر بلکتے دیکھا ہے، والدوں کو اپنے لخت جگر پر روتے دیکھا ہے۔ مگر میں نے کوئی منظر ایسا نہ دیکھا ہے جس منظر کو میں سرکارِ کلاں کے اس غم سے تشبیہ دے سکوں جو آپ کو وفات مفتیٔ اعظم پر تھا، آنکھوں کی نمی، چہرۂ پاک کا سکوت، جذب کی سی حالت ، پیروں کی لرزش، واللہ ان اداؤں سے اس غم کا اظہار تھا جس کو میں نے آج تک نہ دیکھا۔ میں سمجھا تھا کہ حقیقت میں اس ذات پاک کو معلوم ہے کہ مفتیٔ اعظم کون تھے، ان کا وجود ملت اسلامیہ کے لئے کتنا ضروری تھا۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

اس کے بعد فقیر کچھوچھہ مقدسہ سن ۱۹۸۳ء میں حاضر ہوا مگر اس وقت مجھے حضرت کا دیدار نہ ہوسکا۔ اپنے ایک استاد بزرگ کے ساتھ کئی روز اس مبارک زمین پر قیام رہا۔ جامع اشرف میں ٹھہرا، محدث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کے مزار پر اور مخدوم پاک کے مزار پُر انوار پر حاضری ہوئی۔

خاندان اشرفیہ کے بزرگوں کے حالات پڑھتا رہا، وقت گزرتا گیا، یہاں تک کہ وہ آفتاب ولایت خورشید جہاں یعنی سرکارکلاں دنیا سے تشریف لے گئے۔ جس مقصد کے لئے ایک ولی کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔ آج ہم ان کی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو مقصد ہمیں معلوم ہوتا ہے، کہ پورا حاصل ہوا اور ان کی خدمات کا اعتراف ایک دنیا کو کرنا پڑا ہے۔

مدارس کے سرپرست تھے، دانش کدوں کے نگراں تھے، مجالس مواعظ کے صدر ہوتے تھے، مرجع علماء ہوتے تھے، سخاوت میں باکمال تھے۔ ان کی جو یادگاریں ہمارے سامنے ہیں ان میں اخلاص کی خوشبو مہک رہی ہیں، مکتوبات کا مجموعہ سے ایک ایک خط پڑھتے جائے لگتا ہے ایک ایک حرف سے دین کی محبت ابلتی ہے۔ ان خطوط کے ذریعہ اپنے مریدوں کو بلکہ تمام مسلمانوں کو وہ کچھ اس طرح نصیحت کرتے ہیں جیسے عالم اسلام کا نگراں، خلیفۂ وقت پیغام روانہ کررہا ہو اور کیوں نہ ہو۔ امت محمد یہ کی نگرانی تو آخر ان کو ہی کرنی تھی یہ علماء سادات، اولیاء سادات ہیں سب سے بڑے ذمہ دار اسلام کے یہ ہی تو ہیں۔ دین مصطفی کے نگراں یہ ہی تو ہیں :

ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش ہی نہیں، دنیا کے کافی ممالک میں تبلیغی دورے فرمائے اور لاکھوں تشنگان ہدایت کو ہدایت کا جام پلایا۔ کلام میں علمیت اور لطیفہ سنجی اس قدر کہ کوئی سنتا تو حیرت میں رہتا اور سمجھنے میں کوئی دقت نہیں۔ بڑے بڑے علمی مسائل معمولی سے انداز میں اور مختصر سے الفاظ میں سمجھا دیتے۔ ایک مرتبہ تو آپ نے کلمہ محمد ﷺ اور کلمہ محمد میں تضایف کا بیان کر کے ایک بڑا علمی مسئلہ حل فرمادیا کہ مؤثر، اور تاثر، کو ایک ساتھ ہی سمجھنا ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کو ساتھ ساتھ سمجھنا ہوگا۔ تضایف میں ایک دوسرے کو الگ کر کے سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔

مگر اس مسئلہ کے بعد جو آپ نے صفات واجب تعالیٰ کے بارے میں سمجھایا، اس سے مسئلۂ صفات میرے لئے حل ہوگیا۔ اصل عبارت یہ ہے :

''ذرا سوچو! آپ کی ذات پاک محمد اور محمد کے معنی، جس کی خوب خوب تعریف کی جائے۔ یہ صیغۂ اسم مفعول ہے۔ لہٰذا خوب خوب تعریف کرنے والا، محمد بصیغۂ اسم فاعل ہوگا۔ رب تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب کی تعریف فرماتا ہے۔ لہٰذا رب تعالیٰ محمد بصیغہ اسم فاعل اور نبی محمد اور پیارے نبی اپنے رب کی خوب خوب تعریف فرماتے ہیں۔ لہٰذا نبی محمد اور رب تعالیٰ محمد۔ اب بتاؤ کون محمد ہے اور کون محمد۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں۔ محمد خدا نہیں مگر خدا سے جدا نہیں۔ اس کو ایک واضح مثال سے سمجھو۔ دیکھو! شئی کا سایہ نہ اس کا عین ہے نہ غیر۔ معتزلہ یہ نہ سمجھ سکے اور بہک گئے اور انہوں نے صفات باری کا انکار کردیا۔ **لا ھی عینہ ولا ھی غیرہ** انکی عقل میں نہ آسکا۔ نبی کی ذات ظل الٰہی ہے۔ اس لئے نہ آپ کی ذات عین خدا اور نہ غیر خدا۔ نہ وہ واجب نہ امر ممکن۔

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں
حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
حق یہ کہ ہیں عبداللہ اور عالم امکاں کے شاہ
برزخ میں وہ سرخدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

(امام احمد رضا)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

جب نبی ظل الٰہی ہیں تو آپ کا سایہ کیسے ہوتا ؟ کیونکہ سایہ کا سایہ ہوتا ہی نہیں۔ اسی لئے لباس بشری میں ہونے کے باوجود آپ کا سایہ نہیں —— پھر رب تبارک وتعالیٰ کو یہ کیسے گوارا ہوتا کہ میرے محبوب کا سایہ زمین پر پڑے اور وہ پامال ہو''

——ایک موقع پر پُر جوش انداز میں ارشاد فرمایا :

عشق ومحبت کے دیوانوں کا مذاق اڑایا جاسکتا ہے، ان پر طنز وتشنیع کا تیر برسایا جاسکتا ہے، مگر دیوانوں سے آج تک زمانہ کو آنکھ ملانے کی تاب نہ ہوسکی —— دیوانے ہمیشہ آگے آگے رہتے ہیں اور زمانہ ان کے پیچھے پیچھے ہوتا ہے۔ عشق ومحبت کے دیوانوں نے ہی قیصر وکسریٰ کی آہنی دیواروں کی چولیں ہلا کر رکھ دی ہیں، دشت وصحرا کو اپنے قدموں سے مسخر کرلیا ہے اور، بحر ظلمات کے سینے کو چاک کردیا ہے۔ اصل علم تو ان بزرگوں کے پاس ہوتا ہے۔ حقیقی علم تو وہ نور ہے جو اللہ اپنے مبارک بندوں کے سینوں میں جاگزیں فرماتا ہے۔

میدان معرفت کے شہسوار جن خوبیوں کے حامل ہوتے ہیں، وہ تمام خوبیاں ہم اس مبارک ذات میں پاتے ہیں۔ آپ کی سوانح حیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ :

جودوسخا، صبر ورضا، حلم وبردباری، تقویٰ وورع، خشیت الٰہی، قوم وملت کا درد، دلوگوں کو ہدایت پہنچانے کا جذبہ، خلق خدا پر شفقت، عبادت کے لئے مجاہدے، صفائے قلب کے لئے علم ظاہری سے آراستگی، دنیا سے بے نیازی، توکل علی اللہ، تبتل الی اللہ، حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم، اتباع سنت، تلاوت قرآن مجید، فکر واوراد، یہ تمام باتیں ان میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔

اللہ نے بے شک آپ کو بڑا بنایا تھا۔ اپنے وقت کے ایک بڑے ولی بھی تھے اور ایک عظیم مربی بھی تھے، حقیقت میں وہ سرکارکلاں کے خطاب کے مستحق تھے۔ حضور مفتیٔ اعظم ہند جیسی عظیم شخصیت، عظیم مرشد، عظیم ولی ان کے سامنے مرید نہ کرے، محدث اعظم جیسی بے مثال شخصیت نے جن کو احترام کی نظر سے دیکھا کوئی کیا اندازہ کرسکتا ہے ان کی عظمت کا، انکی عظمت اس سے ظاہر ہے کہ تمام ملت اسلامیہ انکے سامنے سر جھکاتی، تمام خانقاہوں، تمام اہل سنت کے مدرسوں تمام علماء وصلحاء کا ان کو خیال تھا اور ان کی وصیت پر خاندانِ اشرفیہ عالیہ کے تمام بزرگ، علماء وصلحاء، وطلبہ کے لئے آنکھیں بچھائے رہتے ہیں۔

ان کے خوابوں کو آج بھی یہ خاندان تعبیر کی حقیقت میں بدل رہا ہے۔ عظیم لائبریریاں، عظیم درسگاہیں، آج جو بھی کچھوچھہ مقدسہ میں قدم رکھتا ہے ان بزرگوں کی عظمت پر روشن دلیل بن کر اس آنے والے کا خیر مقدم کرتی ہے۔ یہ سب فیض ہے سرکارِ کلاں جیسی عظیم ہستیوں کا جنہوں نے آپنے بعد آنے والوں کے لئے خدمت خلق اور خدمت اسلام کی ایسی شاہراہ تعمیر کی ہے، جس پر بے خوف وخطر اہل سنت کا قافلہ گزرتا جائے گا۔

خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو بھی اپنے ان پیارے بندوں کے ساتھ حشر کرے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین . وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ کا عشق رسول

مولانا غلام محبوب سبحانی اشرفی کٹیہاری (استاذ جامع اشرف)

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست
بحر وبردر گوشئہ دامان اوست
بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دین ہمہ اوست
و گر باونرسیدی تمام بولہبی است

عشق کی تاثیر بڑی عجیب وغریب ہے۔ عشق نے بڑے بڑے مشکلات میں عقل انسانی کی رہنمائی کی ہے۔ عشق نے بہت سے لاعلاج مریضوں کا کامیاب علاج کیا ہے۔ عشق کے کارنامے آب زر سے لکھے جاتے ہیں۔

عشق رسول اگر پورے طور پر دل میں جاگزیں ہو تو اتباع رسول کاظہور ناگریز بن جاتا ہے۔ احکام الٰہی کی تعمیل اور سیرت نبوی کی پیروی عاشق کے رگ وریشہ میں سما جاتی ہے۔ دل ودماغ اور جسم وروح پر کتاب وسنت کی حکومت قائم ہو جاتی ہے۔ ایمان والوں کی معاشرت سنور جاتی ہے، آخرت نکھر جاتی ہے، تہذیب وثقافت کے جلوے بکھرنے لگتے ہیں اور بے مایہ انسان میں وہ قوت رونما ہو جاتی ہے جس سے جہاں بینی وجہاں بانی کے جوہر کھلتے ہیں، ایسا کیوں نہ ہو کہ اس عشق حقیقی کے لئے رب قدیر نے ارشاد فرمایا ہے:

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا (نساء)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ لوگ جنت میں انہیں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگوں کے ساتھ اور یہ لوگ کتنے اچھے ساتھی ہیں۔

نیز اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ثلث من کن فیه وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسوله احب الیه مما سواهما وان یحب المرء لایحبه الا اللہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار (بخاری ومسلم)

یعنی تین چیزیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں اسے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اُسے تمام ماسوا سے زیادہ محبوب ہو اسے جس شخص سے محبت ہو اللہ ہی کے لئے محبت ہو اور کفر کی طرف پلٹنا اتنا ہی ناگوار ہو جتنا اس کو آگ میں ڈالا جانا ناگوار ہے۔

صحابۂ کرام کو اسی عشق کامل کے طفیل دنیا میں اختیار واقتدار اور آخرت میں عزت ووقار ملا، یہ ان کے عشق کا کمال تھا کہ مشکل سے مشکل لمحات میں بھی انہیں اتباع رسول سے انحراف گوارا نہ تھا ہر موڑ پر اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش پا ڈھونڈتے اور اسی کو مشعل راہ بنا کر زندگی بسر کرتے۔ اسی عشق اتم کے پرتو حضور مخدوم المشائخ ابوالمسعود سید محمد مختار اشرف سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ ہیں۔

بہتر سمجھتا ہوں کہ حضور مخدوم المشائخ کے عشق رسول کے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

گوشے کواجاگر کرنے سے قبل مختصراً آپ کا تعارف کرادوں۔

منبع فیض وسرچشمۂ رشدوہدایت کچھوچھہ شریف جسے غوث العالم محبوب یزدانی حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اپنے قدم میمنت لزوم سے شرف لزوم وامتیاز بخشا اور کفروالحاد کا قلع قمع فرمایا، تاریخ بتاتی ہے کہ جس دور میں آپ کا ورود مسعود ہوا تھا وہ دور ساحروں، جوگیوں کا دور تھا حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کا آج جہاں مقبرہ ہے وہ درپن ناتھ جوگی کا ٹیلہ تھا جس نے اوہام باطلہ کے ذریعہ لوگوں کو گمراہیت کی دہلیز پہ لا کھڑا کر دیا تھا لیکن رب قدیر نے اس خطہ پر خصوصی انعامات نازل فرمائے اور اس خطے کو تمام کدورتوں سے صاف ومنزہ کر دیا اور قیامت تک فیض رسانی وبندہ نوازی کا ایسا منبع بنادیا جس سے تشنگان علوم ومعرفت تشنگی بجھاتے رہیں اور ہر خاص وعام، آسیب زدگان زمانہ شفایاب ہوتے رہیں۔ اسی سلسلۃ الذہب اور شجر لامقطوعہ کی اولیں کڑی آپ کے فرزند معنوی وروحانی موردالطاف سبحانی حضور مخدوم الآفاق سید عبدالرزاق نورالعین رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والاصفات ہے۔

حضور مخدوم پاک کی دعاؤں کی برکتوں سے حضور سید عبدالرزاق نورالعین رضی اللہ عنہ کی نسل پاک سے بڑے بڑے عالی مرتبت مشائخ، غواصان، بحرمعرفت، اجلۂ علماء وفضلاء، میدان خطابت کے شہنشاہ علم وہنر کے تاجور پیدا ہوئے۔

اسی پُرعظمت وعالی مرتبت خانوادہ کی ایک نمایاں شخصیت کا نام سید محمد مختار اشرف سرکارکلاں ہے جو سرزمین کچھوچھہ شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ پروردۂ سہ محبوباں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے پوتے اور مناظر اہل سنت حضرت علامہ سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند ہیں۔

حضور مخدوم المشائخ رسول خدا کے ایک سچے عاشق تھے اطاعت رسول کا جذبۂ صادق ان کے اقوال وافعال سے ظاہر ہوتا تھا۔ عشق کی یہ آگ ابتداء ہی سے آپ کے سینے میں سلگ رہی تھی، پیرومرشد کی صحبت وتربیت نے اسے شعلۂ جاں گداز وایمان افروز بنادیا تھا جس کے اثر سے آپ کی پوری زندگی منور اور سوزوگداز سے معمور رہی۔ اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے عشق رسول کو اپنا رہبر اور رہنما بنایا تھا تو بے جانہ ہوگا۔ بچپن کے ایام گذر گئے لیکن کبھی بھی آپ کھیل کے میدانوں اور تفریح گاہوں میں نظر نہیں آئے دیکھنے والوں نے مدرسہ اور مسجد ہی میں دیکھا۔ نوجوانی کا عالم ہے آپ لوگوں کو سلوک کے منازل طے کرا رہے ہیں۔ علماء ومشائخ کی روحانی تربیت فرما رہے ہیں۔ یہ سب عشق ہی کی جلوہ گری ہے جس نے آپ کی ذات سے کدورات جسمانیہ اور خصائل رذیلہ کو خاکستر کر دیا تھا اور ولایت کے اعلیٰ مقام پر فائز کر دیا تھا۔

حضور مخدوم المشائخ ایسے محبوب خدا اور عاشق مصطفیٰ تھے جن کی مثال ماضی قریب میں نہیں ملتی، مکمل چوراسی سالہ زندگی میں آپ نے کبھی بھی خلاف شریعت کوئی کام انجام نہیں دیا بچپن سے لے کر جوانی اور جوانی سے لے کر آخری سانس تک کوئی قدم خلاف شریعت نہیں اٹھایا جو خوبیاں ایک عاشق صادق میں ہونی چاہیے بدرجہ اتم آپ میں موجود تھیں۔ بھلا کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے بچپن ہی سے مشائخ عظام وبزرگان دین کی صحبت میں اٹھنے بیٹھنے کا سنہرا موقع عنایت فرمایا تھا۔ جب آپ کی عمر تقریباً چھ برس کی ہوئی تھی تو دادا جان، ہم شبیہہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ معمول کے مطابق مسجد میں نماز تراویح کے لئے تشریف لے جایا کرتے ساتھ میں حضور مخدوم المشائخ بھی جایا کرتے اور جب تک تراویح کی نماز ختم نہیں ہو جاتی مسجد میں بیٹھ کر حضرت مخدوم المشائخ تسبیح وتہلیل میں مستانہ وار جھومتے رہتے (ملاحظہ ہو سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھو چھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ذرا غور کریں چھ سال کی عمر میں بچوں کو اتنا شعور ہی نہیں ہوتا اور نہ ہی لہو ولعب سے فرصت ہی ملتی ہے لیکن حضور مخدوم المشائخ بچوں سے ممتاز ہوکر بچپن ہی میں عشق خداوندی کا دنیا کے سامنے مظاہرہ فرمارہے ہیں۔

شعلہ ہا آخر زہر موہم دمید
از رگ اندیشہ ام آتش چکید

اسی حرارت عشق کا نتیجہ تھا کہ جب آپ نے جوانی کی دہلیز پہ قدم رکھا تو داداجان آپ کے عشق حقیقی اور اعلیٰ جذبات کی قدر کرتے ہوئے وقت کے مایۂ ناز مشائخ کی موجودگی میں آپ کو اپنا جانشین اور سجادہ نشیں نامزد فرمایا۔ سجادہ نشینی کے عظیم منصب پر فائز ہونے کے بعد حضور مخدوم المشائخ نے جذبۂ عشق حقیقی کے تحت رضائے مولیٰ ورضائے مصطفیٰ کے لئے اگر کوئی پہلا کام انجام دیا ہے تو وہ خانۂ خدا کی تعمیر کا کام ہے وہ بھی اپنی جیب خاص سے ایک خطیر رقم لگا کر خانۂ خدا بنام مختار المساجد قائم فرمایا۔ ذرا غور کریں یہ ایثار، یہ جذبات یقیناً اللہ اور اس کے رسول کی رضا جوئی کے لئے تھے۔ اس سے مخدوم المشائخ کے عشق کا اندازہ لگائیں جوانی کے ایام میں عام انسان اپنے ذاتی اخراجات کو دوسرے تمام امور پر ترجیح دیتا ہے۔ بلاشبہ حضور مخدوم المشائخ کا جوانی کے عالم میں مسجد کا تعمیری کام انجام دینا آپ کے عاشق صادق ہونے کا بین ثبوت ہے۔

حضور مخدوم المشائخ کی حیات کا جب آپ بنظر غائر مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ جہاں آپ نے اپنے کردار کے ذریعہ عشق کا نمونہ پیش کیا ہے وہیں آپ نے خطابت کے ذریعہ بھی عشق کا پیغام لوگوں تک پہنچایا ہے۔ یہاں ایک بات عرض کردوں حضور مخدوم المشائخ بہت سی خوبیوں کے حامل تھے ان میں سے ایک نمایاں خوبی یہ تھی کہ آپ دقیق اور پیچیدہ بات کو آسان انداز میں سامعین کے اذہان میں بیٹھا دیا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی خطابت پیشہ ور خطیب کی طرح نہیں ہوتی بلکہ آپ کی خطابت عشق کا سرچشمہ ہوا کرتی جس سے سامعین پر وجد اور کیف کا سماں طاری ہوجاتا لوگ ہمہ تن گوش ہوکر آپ کی خطابت سماعت کرتے اور آپ تملل واکتاہٹ سے عاری پر مغز سراپا عشق رسول میں سرشار ہوکر خطاب فرماتے۔

۱۹۸۲ء میں ایک مرتبہ آپ نے سرزمین مبارک پور اشرفیہ سکٹھی میں اھدنا الصراط المستقیم کے عنوان پر خطاب فرمایا تھا اسی پر آپ نے ایک نکتہ بیان فرمایا تھا پھر اس کا ایسا انوکھا جواب ارشاد فرمایا تھا جو مکمل عشق حقیقی پر موقوف تھا۔

چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جب بندہ زبان سے کہہ رہا ہے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں تو بندہ اللہ تعالیٰ کو معبود مان رہا ہے اپنا مددگار بھی کہہ رہا ہے تو کیا اللہ کو معبود حقیقی ومددگار ماننے والا سیدھی راہ والا نہیں؟ کیا وہ صراط مستقیم پر چلنے والا نہیں؟ یقیناً وہ صراط مستقیم پر چلنے والا ہے تو جب بندہ پہلے ہی سے صراط مستقیم پر چل رہا ہے پہلے ہی سے ہدایت یافتہ ہے تو پھر یہ دعا کرنے کی کیا حاجت کہ اے اللہ تو ہمیں صراط مستقیم پر چلا!

لوگو سنو! اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ ہمیشہ ہمیشہ صراط مستقیم پر چلانا کبھی سیدھے راستے سے نہ ہٹانا تو نے ہمیشہ ہدایت دی ہم نے تیری ربوبیت کو مانا تیرے منعم حقیقی ہونے کو مانا اور ہم نے الحمد للہ رب العلمین کو ورد زباں بنالیا تجھے حقیقی معین ومددگار مان کر تیری بارگاہ میں اپنی بندگی کا اقرار کرتے ہیں کہا اے اللہ! اب تیری بارگاہ میں ایک ہی سوال ہے کہ تو ہمیں ہدایت کے راستے سے کبھی نہ ہٹانا مرتے دم تک ہدایت شامل حال رہے سانس ٹوٹے تو تیری حمد وثنا زبان پر ہو، دم نکلے تو تیری

عبادت کا ذوق دل میں ہو، آنکھوں کے سامنے تیری رحمتوں کے جلوے ہوں ہر حال میں تیری قضاوقدر سے راضی رہوں بس تیری عطا ہی عطا ہو تب ہی ہم نجات سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

(خطبات سرکار کلاں)

غور کریں خطاب فرمارہے ہیں تو زبان سے عشق کے نغمے پھوٹتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ ہر لمحے ہر گوشے محبت الٰہی و دیدار الٰہی میں گذارنے کی تمنائیں کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ یہ اوصاف ایک عاشق صادق ہونے پر دال ہیں۔ حضور مخدوم المشائخ کی عادت مبارکہ تھی کہ دوران خطاب سعادت ابدیہ کے تعلق سے دریافت فرماتے لوگوں کا ذہن اپنی باتوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے فرماتے کہ اے لوگو! تمہیں معلوم ہے کہ کامیابی کیا ہے۔ سنو! اگر حقیقی کامیابی و کامرانی کی دولت سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو تو دل میں خدا کی محبت پیدا کرو اور ساتھ میں سرکار کی الفت و محبت کا جام پیتے رہو کیوں کہ جب تک محبت الٰہی کے ساتھ محبت رسول نہ ہو تو وہ محبت قابل قبول نہیں۔ نیز فرماتے ہر کام اللہ ورسول کی رضا کے لئے کیا کرو۔

واقعات شاہد ہیں کہ آپ نے صرف لوگوں سے کہا ہی نہیں بلکہ عمل کر کے دکھایا چنانچہ ملک و بیرون ملک کے دورے میں نہ تو راستے کی تکالیف کی پرواہ کی بلکہ جب جیسی ضرورت پڑی بیل گاڑیوں، چھکڑوں، پیدل اور گاؤں گاؤں جا کر اپنے رسول کی بھولی بھالی امت کو دشمنان رسول کے شکنجے سے بچاتے رہے۔ بسا اوقات آپ نے لوگوں سے تنبیہاً فرمایا۔ لوگو!

"تمھارے پاس بہت سے دشمنان رسول چولے بدل بدل کر آتے ہیں جو کلمہ و نماز کی آڑ میں تمہارے ایمان وایقان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں تم ایسے لوگوں سے بچتے رہو اور انہیں خوب پہچان لو۔"

(سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل)

ذرا دل کی گہرائی سے مخدوم المشائخ کے وعظ وفرمان کو ملاحظہ کریں کہ آپ نے ناموس رسالت وصیانت ایمان وایقان کے لئے لوگوں کو کتنی تاکید فرمارہے ہیں۔ شاتمان رسول و گستاخان زمانہ، ایمان کے لٹیرے، بھیڑیے سے بچتے رہنے کی تلقین فرمارہے ہیں۔ بلاشبہ جس کا سینہ عشق رسول کا مدینہ ہوگا، عشق حقیقی سے لبریز ہوگا انہی کو ان باتوں کی فکر لاحق ہوگی۔ مذکورہ بیانات سے خود ہی آپ نے محسوس کرلیا ہوگا کہ حضور مخدوم المشائخ کیسے محبوب خدا وعاشق مصطفیٰ تھے۔

محال است کہ سعدی راہ صفا
تواں رفت جز برپے مصطفیٰ

اسی حرارت عشق کا نتیجہ تھا کہ آپ اپنی حیات میں چار مرتبہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ (۱۹۵۲ء)، (۱۹۷۲ء)، (۱۹۸۶ء)، (۱۹۹۲ء) میں (مکتوبات سرکار کلاں)

عام طور پر انسان کو بمشکل عمر میں ایک بار حج کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ دیار مقدسہ کی حاضری کو لوگ ترستے رہتے ہیں (خود ناچیز گدائے اشرفی مقدس دیار کی حاضری کو ترستا ہے اور دعائیں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مقدس دیار کی زیارت نصیب فرمائے آمین) بھلا کیوں نہ ہو جس بارگاہ کے بارے میں حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اول ارض مس جلد المصطفی ترابها ان تعظم عرصاتها وتنسم نفحاتها وتقبل ربوعها وجدرانها (شفا شریف) یعنی جس سرزمین کی مٹی کو حضور کے جسم مقدس کے ساتھ لگنے کا شرف حاصل ہوا ہے لازم ہے کہ اس کے میدانوں کی بھی تعظیم بجالائی جائے اور اس کی ہواؤں کو سونگھا جائے اور اس کے در و دیوار کو بوسہ دیا جائے۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم
اس خاک پہ قرباں دل شیدا ہے ہمارا

نیز ابن بطال کا قول ہے جو شخص مدینہ منورہ میں رہتا ہے وہ اس خاک مبارک اور در و دیوار سے خوشبو محسوس کرتا ہے (وفاء الوفاء)

خاک طیبہ از دو عالم خوشتر است
وے خنک شہرے کہ در وے دلبر است
(ڈاکٹر اقبال)

سیدی و مرشدی حضور شیخ اعظم سید اظہار اشرف صاحب قبلہ اشرف الجیلانی فرماتے ہیں:

طیبہ کی زمیں خلد بریں باغ ارم ہے
کیا رحمتِ عالم کا وہاں فیض کرم ہے
افضل ہیں وہ ذرات گہر اور قمر سے
سرکار مدینہ کا جہاں نقش قدم ہے

قربان جاؤ حضور مخدوم المشائخ کے "عشق حقیقی" پر کہ جب ایک دو دفعہ سے تشنگی دور نہیں ہوئی تو رب نے آپ کو چار چار مرتبہ دیار مقدسہ کی زیارت کا حسین موقع عنایت فرمایا یہ کچھ نہیں کہا جا سکتا بس عشق حقیقی کا کمال ہی کہا جا سکتا ہے۔

سچ ہے جب انسان عشق حقیقی کا اسیر ہو جاتا ہے رب قدیر بے شمار سعادتوں سے مالا مال کر دیا کرتا ہے۔

حضور شیخ المشائخ ایک سچے عاشق رسول اور عابد شب زندہ دار تھے۔

ایک مرتبہ آپ کے عشق کے تعلق سے خانوادۂ اشرفیہ کے چشم و چراغ قطب المشائخ حکیم سید قطب الدین اشرف صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی کچھوچھوی اپنے دولت کدے میں جامع اشرف کے چند طلبہ کی موجودگی میں اتفاقاً ناچیز بھی موجود تھا فرما رہے تھے کہ حضور صاحب سجادہ سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ کی صحبت میں رہنے کا کافی موقع میسر آیا۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضور سرکارِ کلاں علیہ الرحمۃ ایسے عاشق رسول و محبوب خدا تھے کہ کبرسنی و جسمانی نقاہت کے باوجود نہ تو کبھی ماہ مبارک کے روزے ترک کرتے اور نہ ہی جماعت ترک فرماتے اور جب کبھی ذکر کی محافل میں شرکت فرماتے تو جب نام نامی صلی اللہ علیہ وسلم سنتے تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں۔ دل مضطرب ہو جاتا، اور زباں سے درود شریف کے نغمے جاری ہو جاتے۔

حضور مخدوم المشائخ اطاعت رسول کے پیکر سچے عاشق مصطفیٰ تھے حضرت شیخ المشائخ نے زندگی بھر اتباع سنت کا خوب اہتمام فرمایا کیوں کہ راہِ صفا میں اتباع رسول کے بغیر ایک قدم بھی چلنا دشوار ہے۔

محال است کہ سعدی راہِ صفا
تواں رفت جز بر پے مصطفیٰ

مخدوم المشائخ اپنے خلفائے و مریدین کو بھی سخت تاکید فرماتے کہ وہ اطاعت الٰہی و اتباع رسول سے ہرگز غافل نہ رہیں۔ گویا ایک عاشق صادق کی علامتیں جو کتابوں میں ذکر کی جاتی ہیں حضور مخدوم المشائخ ان اوصاف کے حامل تھے۔

رب کریم تمام مسلمانوں کے سینے کو عشق رسول کے بحر بیکراں سے بھر دے اور انہیں اتباع حبیب و اتباع خدا حبیب سے دونوں جہاں میں سرفرازی و سرخروئی نصیب کرے۔ انہیں جینے اور مرنے کا سلیقہ عطا کرے اور غیروں کے بجائے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ امت نواز سے ہر لمحہ و ہر آن وابستہ رہنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

☆☆☆☆☆☆

سرکارکلاں نمبر” کی اشاعت پر مبارک باد

☆(مولانا) عبدالغنی اشرفی ☆ (مولانا)عبدالرشید اشرفی ☆ (مولانا) محمد اسلم اشرفی ☆(مولانا) ارشادعالم رضوی ☆ (مولانا)عبدالقیوم اشرفی ☆ (مولانا) غلام رسول اشرفی ☆(مولانا)فاروق رضوی ☆(حافظ)منیر حسین قدیری اشرفی ☆(انچارج)انور حسین اشرفی ☆(ماسٹر)خورشید احمد اشرفی کرمانی جنرل سکریٹری ☆ نورالدین (چیئرمین) ☆ ڈاکٹر احمد دین رضوی (خزانچی) ☆ عبدالعزیز اشرفی (نائب خزانچی) ☆ حاجی محمد حنیف (نگراں) ☆ ماسٹر نذیر حسین ☆ ماسٹر طارق حسین ☆ ماسٹر عبدالکریم اشرفی ☆ ماسٹر محمد حنیف ☆ ماسٹر عبدالحمید شاہ ☆ ماسٹر غلام محمد ☆ ماسٹر محمد اعظم ☆ ڈاکٹر عبدالکریم ☆ ماسٹر میر محمد ☆ حاجی محمد رشید ☆ سائیں منشی سرپنچ ☆ چودھری محمد رشید ☆ پی۔این محمد سخی ☆ فوجی غلام حسین ☆ فوجی محمد اسلم ☆ حاجی طفیل احمد ☆ میر طارق حسین کرمانی ☆ اشفاق حسین کرمانی ☆ منیر حسین کرمانی ☆ سجاد حسین کرمانی ☆ ماسٹر سید منیر حسین شاہ ☆ ماسٹر ذاکر حسین ☆ سرپنچ خواجہ محمد شفیع ☆ سرپنچ محمد دین ملک ☆ ماسٹر محمد اکبر ☆ غلام محمد بھٹی ☆ حاجی غلام حسین دھکڑ ☆ جے۔اے قمرالدین پیاری ☆ محمد رشید کھٹانا ☆ میٹ عبدالغنی بائلہ نمبردار ☆ ٹھیکیدار عبدالغنی قریشی ☆ چودھری محمد اسماعیل ☆ ڈاکٹر محمد شفیع ☆ ماسٹر محمد فاروق ☆ فارسٹر محمد شفیع جالیاں ☆ یار علی خاں ☆ مستری محمد شریف موربن ☆ ستار محمد دھکڑ ☆ گرداور منیر حسین کرمانی فتح پور ☆ عبدالحمید کرمانی ☆ حاجی محمد بھینچ ☆ ماسٹر محمد طارق حسین ☆ (مولانا) محمد امین قدیری ☆ ماسٹر عبدالرشید ☆ ماسٹر طالب حسین ☆ غلام محمد ☆ مولوی فاروق مدنی ☆ محمد عباس اشرفی ☆ محمد الطاف اشرفی ☆ حاجی محمد شریف اشرفی ☆ ٹیلر ماسٹر غلام حسین قدیری اشرفی ☆ (مولانا) طفیل احمد قادری اشرفی نہیڑیاں۔

وجملہ عقیدت مندان واسٹاف واراکین

دارالعلوم غوثیہ اشرفیہ درگاہ حضرت لال پاک شاہ غازی رحمتہ اللہ علیہ

ڈنہ دھکڑاں فتحپور تحصیل منڈی ضلع پونچھ (جموں کشمیر)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

منتظر ہیں آج بھی ان خوشگوار ایام کے

علامہ سید واقف علی اشرفی محلہ سادات سید پور، بدایوں شریف (یوپی)

کسی بھی نظام حیات کے تحت مختلف مزاج اور گونا گوں طبیعت کے لوگوں کو ایک صف میں لا کھڑا کرنا اہم اور مشکل ضرور ہوا کرتا ہے مگر محال نہیں۔ اس کام کو انجام دینے کے لئے دو امور از حد ضروری ہیں۔ ایک تو اس نظام کے ضوابط و احکام کی حفاظت، دوسرے اصولی کردار اور قانونی عمل کا سراپا۔ کسی بھی نظام کا نفاذ ورواج اور اس کی بقاء ان دونوں شرطوں کو پورا کئے بغیر ممکن ہی نہیں۔ اگر صرف اصول واحکام کی حفاظت ہو تو اس نظام کا نفاذ خیالی اور ذہنی دنیا میں تو ہوسکتا ہے مگر واقع میں نہیں۔ اور اگر صرف عمل وکردار پر نفاذ قوانین کا مدار رکھا جائے تو اس نظام اور ضابطے کی بقا شخصی اور خاندانی کردار کی بقا تک ہوگی۔ اس میں آئے دن طرح طرح کے فسادات رونما ہوں گے۔ اور قسم قسم کے تغیرات در آئیں گے جس کے نتیجے میں اصل نظام کی صورت مسخ ہو کر رہ جائے گی۔ شریعت اسلامیہ، جس کے کمال وتمام پر خود خالق کائنات نے مہر ثبت فرمائی اور جس کی حفاظت کو اپنے ذمہ کرم پر لیا۔ اس کے ہر دو رخ محفوظ فرمائے۔ چنانچہ کہیں اس نے محدثین وناقدین کو وجود بخشا جنہوں نے اصول وقوانین اسلام کے الفاظ وعبارات کی حفاظت میں اپنی زندگیاں وقف کردیں اور کہیں ان پاکیزہ خصال ہستیوں کے جلوؤں سے روئے زمین کو مشرف کیا جو قوانین اسلام کا سراپا اور احکام دین الٰہی کا عمل مجسمہ ہوا کرتیں ہیں۔ جن کے اعمال وافعال کو جواز وعدم جواز کے تحت موضوع بحث نہیں بنایا جاتا بلکہ ان کے اعمال وافعال خود حرمت وحلت کی دلیل ہوا کرتے ہیں جن کا سوانحی خاکہ شریعت کا مکمل ومفصل بیان ہوتا ہے جن کی نشست وبرخاست آداب اسلام کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ جن کی ہر ادا باعث ہدایت اور وجہ طمانینت ہوا کرتی ہے۔ غرض یہ کہ ان کی اداؤں کو اصول اسلامی کے میزان پر پرکھا نہیں جاتا بلکہ ان کی اداؤں سے اصول وقوانین کی وضاحت ہوا کرتی ہے۔ اور ان حضرات کی مکمل حیات ایک ایسی کھلی کتاب ہوتی ہے جس کی صحبت سے فیض یافتہ لوگ نہ صرف یہ کہ بآسانی اسلامی احکام کو سمجھتے ہیں بلکہ از خود شاہ راہ اسلام پر گامزن بھی ہوجایا کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ احکام واصول اسلام اور اسرار ورموز ایمان کو سمجھنے کے لئے فقط علم کا حصول کافی نہیں۔ بلکہ ان نیک طینت اشخاص کی مصاحبت ومحبت بھی ضروری ہے جو اسلامی شریعت کے حامل اور رموز طریقت سے آشنا ہوں۔ ان کے قدموں سے لپٹ کر جو جواہر پارے نصیب ہوتے ہیں وہ سالہا

غرض یہ کہ ان کی اداؤں کو اصول اسلامی کے میزان پر پرکھا نہیں جاتا بلکہ ان کی اداؤں سے اصول وقوانین کی وضاحت ہوا کرتی ہے۔ اور ان حضرات کی مکمل حیات ایک ایسی کھلی کتاب ہوتی ہے جس کی صحبت سے فیض یافتہ لوگ نہ صرف یہ کہ بآسانی اسلامی احکام کو سمجھتے ہیں بلکہ از خود شاہ راہ اسلام پر گامزن بھی ہوجایا کرتے ہیں۔

سال کی محنت شاقہ کے بعد بھی میسر نہیں ہوتے۔ جس کا انکشاف حضرت امام اعظم نعمان ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں فرمایا کہ ''اگر نعمان کی زندگی مین وہ دو سال نہ آئے ہوتے جن میں یہ حضرت جعفر ابن صادق کی صحبت سے شرفیاب ہوا تو نعمان کا اتنا عظیم نقصان ہوتا کہ نعمان ہلاک ہوجاتا۔'' اور اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مخبر صادق نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''قرآن مقدس اور میری پاکیزہ نسل سے وابستہ رہنا۔ ہرگز ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔'' یعنی ہر دور میں اسی نسل مطہرہ میں تمہیں ایسی قدسی صفات ہستیاں مل جائیں گی جن کو دیکھ کر قرآن کے اصول واحکام کی وضاحت ہوجائے گی۔ فقط یہی نہیں بلکہ متعدد مقامات پر نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے فضائل وخصائص کا تذکرہ کیا۔ اور ان کی تعظیم وتکریم، ان سے محبت والفت کو لازم قرار دیا۔ اہل بیت کے بارے میں تاکیدی احکام کا کچھ اندازہ ان روایات سے ہوتا ہے کہ افضل امت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ آل رسول سے محبت ومودت، میں اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ کوئی میری اولاد سے محبت کرے (۱) حضرت عبداللہ ابن مسعود کا فرمان عالی شان ہے کہ اہل بیت سے صلہ رحمی ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (۲) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل تو اس سے بڑھ کر درس دیتا ہے وہ یہ کہ ایک موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اچانک حضرت امام حسین صغر سنی کے عالم میں وہاں پہونچے اور فرمایا۔ انزل عن منبر ابی واذھب الی منبر ابیک . میرے والد کے منبر سے اتریئے اور اپنے والد کے منبر پر جایئے۔ یہ سن کر حضرت فاروق اعظم یوں لب کشا ہوئے۔ لم یکن لابی منبر . میرے والد کا کوئی منبر ہی نہیں۔ اور اپنے پہلو میں محبت وشفقت سے بٹھالیا (۳) دور رسالت وزمانہ صحابہ کا یہی سلوک دیکھ کر علماء ملت اسلامیہ وفقہائے شریعت محمدیہ نے ہمیشہ اہل بیت اطہار کو ایک نمایاں حیثیت اور ممتاز مقام عطا فرمایا۔ ان کی محبت کو فیروز بختیوں کا عروج اور سرمایۂ آخرت کی اصل پونجی قرار دیا۔ تاریخ کے صفحات پر منقوش ان کے اقوال وافعال آج تک اس امر پر شاہد ہیں کہ اہل بیت کی عظمت ومحبت ان کی رگوں میں خون کی طرح رواں دواں تھی۔ ان کے دلوں کی دھڑکنیں بھی اس محبت کا لحاظ کیا کرتی تھیں اور ان کا کاشانۂ ایمان محبت اہل بیت ہی کی شمع سے منور ہوتا تھا۔ لیکن ان تمام اقوال وافعال کو ضبط تحریر میں لانا میری استطاعت سے بالاتر بھی ہے اور اس مقام کے تقاضوں کے خلاف بھی تاہم اجمالاً ائمہ عظام اور علمائے کرام کے حوالے سے چند روایتیں پیش کرنا بے جا نہ ہوگا جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ پاکیزہ ہستیاں عشق رسول وآل رسول میں کس قدر سرشار تھیں آیئے سب سے پہلے اس امام مجتہد کی بارگاہ مین حاضری کا شرف حاصل کریں جس کے بارے میں (بقول بعض) دونوں جہاں کے مالک ومختار فرماتے نظر آتے ہیں کہ اگر علم ثریا کی رفعتوں میں جا چھپے تب بھی اہل فارس اسے ضرور حاصل کرلیں گے یعنی امام الائمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب آپ نے منصب قضا وافتاء کو قبول کرنے سے انکار کیا تو خلیفۂ وقت نے آپ کو قید کردیا۔ دراصل یہ قید وبند کی سختیاں آپ کو اس لئے برداشت کرنی پڑی تھیں کہ آپ نے گلشن فاطمی کے ایک مہکتے ہوئے پھول یعنی حضرت ابراہیم بن عبداللہ بن حسن مثنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حمایت ونصرت میں اپنی آواز بلند فرمائی کہ تمام لوگوں پر حضرت ابراہیم اور ان کے بھائی محمد کی اعانت لازم وضروری

ہے۔(۴) جس کو کسی وجہ سے بادشاہ وقت برداشت نہ کرسکا اور انکار منصب کے پردے میں سزا دے کر اپنے جذبات کی تسکین کا سامان فراہم کیا۔ ایسا ہی کچھ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی ہوا جب اہل بیت کی آزمائشوں میں آپ نے وہ دن بھی دیکھا کہ بیڑیاں ڈال کر آپ کو بغداد لے جایا گیا۔ نیز مخالفین ومعاندین کی جانب سے رفض کے الزام تراشے گئے لیکن اس عاشق رسول نے نہ صرف یہ کہ ان تکالیف کو برداشت کیا بلکہ ایسا خوش اسلوب جواب دیا جسے تاریخ رہتی دنیا تک فراموش نہیں کرسکتی۔

لو کان رفض حب آل محمد

فلیشهد الثقلان انی رافضی

اگر محبت اہل بیت ہی کو رفض کہا جاتا ہے تو اے الزام تراشی کرنے والو! صرف تم ہی نہیں بلکہ تمام جن وانس گواہ ہو جائیں کہ میں رافضی ہوں۔ اہل بیت سے آپ کی محبت کو خدا نے یہ کمال بخشا کہ اہل بیت کو مخاطب کر کے آپ ارشاد فرماتے ہیں :

یــا اهــل بیــت رسـول الله حبـکـم

فــرض مــن الله فــی الــقـر آن انـزلـه

نیز اسی مخاطب کے دوران ایک دندان شکن جواب دے کر ہمیشہ ہمیش کے لئے مخالفین کے مونھوں پر مہر سکوت ثبت فرمادی۔

یکفیکم من عظیم الفخر انکم . من لم یصل علیکم لاصلوٰة له(۵)

اے اہل بیت آپ کے لئے یہ عظیم فخر کافی ہے کہ جو شخص آپ پر درود نہیں بھیجتا اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان تو اس سے بھی زیادہ دل گداز اور رقت انگیز ہے کیوں کہ سادات کرام ہی میں سے کسی ایک فرد نے آپ کے کوڑے لگائے لیکن واہ رے عشق اہل بیت ! معتقدین ومحبین نے جب انتقام کی خواہش ظاہر فرمائی تو آپ نے فرمایا خبردار! خبردار! میں انہیں معاف کر چکا ہوں۔ جوں ہی میرے بدن سے کوڑا جدا ہوتا تھا میں فوراً ان کو معاف کر دیتا تھا کہ کل اہل محشر کے سامنے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ نہ ارشاد فرمائیں کہ اے مالک! کیا تم معاف نہیں کر سکتے تھے(۶) اللہ اکبر لاکھوں گردشوں کے باوجود چشمان فلک آج تک عشق والفت کا ایسا منظر دیکھنے کو ترس رہی ہوں گی۔ محبت اہل بیت ایسی عظیم نعمت ہے جو ہر کس وناکس کو ودیعت نہیں کی جاتی۔ یہی وہ نعمت ہے جس کے بارے میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ میں اہل بیت اطہار کے تعظیم وتوقیر کرتا ہوں۔ یہی وہ نعمت ہے جس کو امام تصوف شیخ اکبر عبادت سے تعبیر کرتے ہیں۔ تو مجدد الف ثانی جزو ایمان بلکہ سرمایۂ ایمان قرار دیتے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اس محبت کا بیاں یوں فرماتے ہیں :''اہل بیت کی نسبت اہل سنت کی طرف کرنا ایسا ہی ہے جیسے نور کو ظلمت اور آفتاب کو تاریک کہا جائے تو عارف رومی یوں نغمہ طراز ہوتے ہیں :

عناد اہل بیت مصطفیٰ گر سنیت باشد

خداوند از سنیت توبہ وصد توبہ(۷)

یہ وہ ارشادات عالیہ ہیں جن کے پیش نظر آج بھی علمائے اہلسنت اہل بیت کی تعظیم وتوقیر کو اپنا طرۂ امتیاز اور وصول الی اللہ کا ایک عظیم ذریعہ تصور کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ یہی محبت اصل سرمایۂ ایمان ہے اور یہی محبت نجات اخروی کا وسیلہ ہے۔

آج جس بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کا عزم کیا ہے اس پاک باز ہستی کا تعلق بھی خانوادۂ رسالت وکاشانۂ

نبوت سے ہے۔اور یہ بھی گلشن فاطمی کا ایسا شگفتہ پھول ہے جس کی مہک نے چودھویں صدی کے اواخر اور پندرھویں صدی کے اوائل میں فضاؤں کو معطر کیا۔ جس کی زندگی کا ہر گوشہ اتباع سنت کا بہترین نمونہ ہے تو ہر ادا رموز واسرار الٰہیہ کی غماز۔ جس کی زبان سے نکلا ہوا ہر ہر لفظ شریعت کی سلسبیل سے شستہ وفیضیافتہ ہے۔ تو سکوت آداب طریقت سے آراستہ وپیراستہ ۔ جس کا تکلم پیچیدہ مسائل میں مفتیان کرام کے لئے باعث راحت ہے تو تبسم شاہ راہ طریقت کے مسافروں کے لئے وجہ رشد وہدایت ۔ یہ وہ بلند پایہ شخصیت ہے جس کے دامن سے وابستگی کو ماوشما نے نہیں مشائخ وکبار نے اپنے لئے باعث افتخار سمجھا۔ جس کی قدم بوسی کرنے والے بھی چمک اٹھے اور زمانہ ساز کہلائے۔

آپ کا تعلق جس خانوادہ سے ہے اس خانوادہ کو دنیائے سنیت میں خانوادۂ اشرفیہ سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ یہ وہ خاندان ہے جس کا فیضان کرم کچھ ایسا جھوم کر برسا کہ ہر عام وخاص اپنی استعداد وصلاحیت کے مطابق مستفیض ہوتا رہا۔ خصوصاً اس علمی آبشار کے ارد گرد نکتہ سنج علمائے روزگار اور محقق ومدقق فضلائے نامدار کا ازدحام کثیر رہا جس نے بالواسطہ یا بلاواسطہ اس عملی وروحانی چشمے سے سیراب وفیضیاب ہوکر بامِ عروج تک پہونچنے کی راہیں ہموار کیں۔ اگر علماء وفضلاء کے اس جم غفیر پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے تو بے ساختہ یہ شعر زبان پر آجاتا ہے۔

ترا جو طفل ہے کامل ہے یاغوث
طفیلی کا لقب واصل ہے یاغوث

چنانچہ ملاحظہ فرمائیں کہ ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی (مجدد قرن تاسع) فیض اشرف سے سرشار ہیں تو حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی اس خرمن علم وعرفان کے خوشہ چیں۔ سلطان اورنگ زیب (مجدد قرن دہم) یہاں سے فیض یافتہ ہیں۔ تو بانی درس نظامی اسی در سے وابستہ وپیوستہ۔ مجدد الف ثانی ہوں یا علامہ شامی۔ مولانا عبدالعلی فرنگی محلی ہوں یا علامہ فضل حق خیرآبادی یا پھر حضرت علامہ فضل رسول بدایونی یہ تمام حضرات سلسلہ نظامیہ اشرفیہ سے فیض یافتہ ہیں۔ یہ صدر الافاضل کون ہیں؟ غلام اشرفی ہیں۔ یہ تاج العلماء علامہ محمد عمر کون ہیں؟ غلام اشرفی ہیں۔ یہ مفتی احمد یار خاں کون ہیں؟ غلام دربار اشرف ہیں۔ یہ استاذ العلماء مفتی عبدالرشید خاں ناگپوری کون ہیں؟ یہ مفتی عبدالعزیز خاں فتحپوری کون ہیں؟ یہ صدر العلماء میرٹھی کون ہیں؟ یہ مفتی اعظم پاکستان سید ابوالبرکات کون ہیں؟ یہ مجاہد ملت کون ہیں؟ یہ امین شریعت کون ہیں؟ علم وفضل کے یہ درخشاں آفتاب ومہتاب جن کی ضیاپاش کرنوں سے آج تک بزم اہل سنت جگمگا رہی ہے۔ سب کے سب اس دربار میں صف بستہ علم وعرفان کے خزینے لوٹتے نظر آتے ہیں اور اس کو اپنے لئے باعث نجات آخرت باور کرتے ہیں (۸) خلاصہ یہ کہ اس مقدس خانوادہ کی ایک عظیم تاریخ ہے! اس کے مورث اعلیٰ تارک السلطنت حافظ قرأت سبع حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ نے دنیاوی بادشاہت کو ٹھکرا کر تلاش مولیٰ کی راہ میں جست لگائی اور مقام غوثیت پر فائز ہوئے نیز منصب غوث العالم سے سرفراز فرمائے گئے ۔ آپ نے اپنے بھانجے حضرت سیدنا عبدالرزاق نورالعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا متبنیٰ کیا اور فرزند روحانی فرمایا جس کی وجہ سے خانوادۂ نورالعین کا تعارف خانوادۂ اشرفیہ سے ہوا۔ اس خاندان میں ایسی ایسی عظیم ہستیوں نے جنم لیا جن کے کمالات وخوارق عادات کو تحریر میں لانے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ گزشتہ سات صدیوں سے اس خانوادہ کے قدسی صفات حضرات دعوت وارشاد کے فرائض انجام دیتے رہے ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ قائم ودائم ہے۔ اسی سلسلے کی کڑیوں میں مجدد

سلسلہ اشرفیہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات والاصفات ہے۔ آپ ایک طرف راہ طریقت کے شہسوار تھے تو دوسری طرف علم کے بلند قامت پہاڑ۔ گو سجادگی کی ذمہ داریوں نے آپ کو بہت کم مہلت دی پھر بھی آپ نے ایسے کارنامے انجام دیئے کہ دنیا دیکھتی رہ گئی۔ ہر موقع پر تائید حق آپ کا امتیازی شیوہ رہا یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہم عصر علماء و مشائخ ہمیشہ آپ کے مداح وثناخواں رہے۔ آپ کا زمانہ وہ زمانہ ہے جب امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ میدان حق وصداقت میں نظر آتے ہیں۔ یہ دونوں بزرگ ہم زمانہ تو تھے ہی۔ ساتھ ہی ایک دوسرے کے زبردست مؤید و حامی بھی رہے ہیں۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی پرورش ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جس میں تعظیم واکرام اہل بیت کا ماحول تھا۔ جس کے صحن میں محبت آل رسول کی خوشگوار فضا قائم تھی، جہاں ہوائیں صبح وشام عشق اہل بیت کی پاکیزہ خوشبو سے ذہنوں کو معطر کیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے جدامجد علامہ رضا علی خاں صاحب کے عشق آل رسول کا ایک نمونہ یہ ہے کہ آپ نماز فجر کے بعد سادات کی مزاج پرسی کے لئے ہر روز نو محلہ تشریف لے جاتے۔ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ نقی علی خاں صاحب علیہ الرحمہ نے بھی اس روش کو اپنایا۔ اس خاندان سے وابستگی قائم رکھی اور ہر تقریب میں سادات کرام کو شریک کرکے اعزاز واکرام سے نوازتے رہتے (۹) دراصل انہیں برگزیدہ شخصیتوں نے اسلاف ومشائخ کے حب سادات سے متعلق اقوال وافعال کو پڑھ کر ان کے معانی ومفاہیم کو اچھی طرح سمجھا۔ اور اس پیغام کو ہر کس وناکس تک پہونچا کر حق فرض ادا کردیا۔ جس کی گھٹی میں حب آل رسول کی آمیزش ہو۔ جو ایسے خوشگوار ماحول میں پروان چڑھا ہو اور ایسی پاکیزہ فضا میں رہ کر منزل بہ منزل جوانی کی دہلیز تک پہونچا ہو اس کے عشق کا اندازہ کون لگا سکتا ہے چنانچہ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اگر کبھی ناخوش گوار حالات میں کھانا وغیرہ ترک کرکے غصے کا اظہار فرماتے تو سادات کرام ہی کی بارگاہ میں عریضہ رکھا جاتا تب آپ سادات کے حکم میں کسی انکار وتکرار کے بغیر کھانا تناول فرمانے پر رضامند ہوجاتے۔ ان مواقع کو دیکھ کر برجستہ زبان پر آجاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی مقدس اور قدیم حویلی میں آج بھی اللہ ورسول کے بعد سادات کرام ہی کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ (۱۰) اور آج بھی عشق آل رسول کا وہی پاکیزہ ماحول قائم ہے جو آپ کے جدامجد نے قائم فرمایا تھا۔ یہ اور اس جیسے بے شمار واقعات ہیں جن کے پیش نظر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ کو غور سے دیکھنے والا بھی صرف اتنا کہہ کر خاموش ہوجاتا ہے "عشق رسول کی بنیاد پر سادات نوازی اور دیوانگی کی حد تک ان کا احترام اور عزت وتوقیر کا جو مظاہرہ امام احمد رضا بریلوی کے یہاں ملتا ہے۔ صدیوں تک نظر ڈال جاتے ہیں مگر ایسی شخصیت نہیں" دیکھائی دیتی (۱۱) بلکہ اس گھرانے میں تربیت یافتہ افراد بھی تاحیات عشق آل رسول سے سرشار رہے اسی لئے حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ پر جب ایک اعتراض بشکل استفتاء کیا گیا کہ "فاسق کی تعظیم کرنا کیسا ہے؟ تو اس سوال کے جواب میں آپ نے اپنے زیر تربیت رہنے والے مفتی سے برجستہ فرمایا، لکھ دو کہ اگر وہ سید ہے تو اس کی تعظیم واجب ہے۔ تعظیم نسبت کی کی جاتی ہے۔ اور نسبت کبھی فاسق نہیں ہوتی۔" (۱۲) اللہ اکبر۔ اس جواب میں برجستگی کے ساتھ ساتھ الفاظ کے پردوں سے وارفتگی وحق پرستی کا ایک بحر ناپید کنار جھلکتا نظر آتا ہے۔ پھر یہ محبت وعقیدت خانوادۂ اشرفیہ سے تو

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

دو چند تھی۔ جس نے بھی خانوادۂ رضویہ کے افراد سے ملاقات کا شرف حاصل کیا وہ یہ تأثر دیئے بغیر نہ رہ سکا'' آل رسول اور سید زادوں کے بارے میں راہی نے سبھوں کے سینے میں عقیدت ومحبت کا روشن چراغ دیکھا۔ خاندان برکاتیہ اور خاندان اشرفیہ کا تو رضوی فیملی کا بچہ بچہ نیاز مند اور عقیدت میں ڈوبا ہوا ملا (۱۳) خانوادۂ اشرفیہ سے از دیاد محبت وفزوعقیدت کا آغاز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہما الرحمہ کی باہمی ملاقات سے شروع ہوا۔ حضرت شاہ سید آل رسول مارہروی علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ تک خلافت پہونچانے کے لئے جس واسطہ کا انتخاب فرمایا اس واسطہ کا نام ہے امام احمد رضا خاں آپ کے مرشد کچھ امانتیں آپ کے سپرد کر کے فرمایا، کہ دہلی میں حضرت محبوب الٰہی علیہ الرحمہ والرضوان کے مزار پر انوار پر اشرفی میاں ملیں گے۔ یہ امانتیں ان کے سپرد کر دیجئے۔ چنانچہ جب آپ دہلی پہونچے اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے چہرہ پرنور پر نظر پڑی جو تجلیات محبوب الٰہی کی شعائیں بکھیر رہا تھا تو اس عظیم شاعر نے برجستہ یہ شعر گنگنایا۔

اشرفی ایرخت آئینہ حسن خوباں۔
اے نظر کردہ و پروردۂ سہ محبوباں (۱۴)

اور اس کے بعد ہی سے باہمی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ ایک دن اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ بغرض ملاقات بریلی پہونچے تو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کا دلکش حسن وجمال دیکھ کر اسی شعر کو پڑھا اور معاً یہ اعلان بھی فضا میں گونج گیا۔'' جس نے غوث اعظم کو نہ دیکھا ہو وہ ہم شکل غوث اعظم کو دیکھ لے۔ (۱۵) اور پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کا عشق اشرفی اس نقطۂ عروج تک پہونچا کہ روایتوں کے مطابق آپ، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی قدم بوسی بھی فرماتے تھے۔ (۱۶) (**ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء**) ایک طرف دریائے عشق میں عظمت آل رسول کی موجیں یوں مچلتی تھیں تو دوسری طرف شفقتوں اور محبتوں کی باد بہاری بھی کچھ عجب انداز سے چلتی تھی۔ اور اس عشق وعقیدت کے پر بہار امتزاج کو آنے والی نسلیں بھی فراموش نہ کر سکیں۔ چنانچہ علامہ حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں :''اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی شفقت ومحبت تو آنکھوں دیکھی ہے''(۱۷)

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضا نے ''تحریک خلافت'' کے بالمقابل فتوے صادر فرمائے اور متعدد رسالے تحریر کئے جس کی وجہ یہ تھی کہ تنظیم کے مقاصد اگر چہ بہتر تھے لیکن قیادت پر غیر مسلم طاغوتی قوتیں قابض ہو گئیں اور تنظیم کی آڑ میں اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کرنے لگیں مگر چونکہ اس تنظیم میں خود علماء کرام کا ایک جم غفیر شریک کار تھا۔ لہٰذا بدایوں، رامپور، فرنگی محل (لکھنؤ) اور اجمیر کے علمائے ذوی الاحترام نے آپ کی زبردست مخالفت کی۔ یہاں تک کہ شہر کانپور کی سرزمین پر ''صوبہ متحدہ علماء کانفرنس'' میں امام اہل سنت علیہ الرحمہ والرضا کے مقاطعہ کا اعلان کر دیا گیا۔ تو اس شورش زدہ ماحول اور خار دار فضا میں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ اپنے محبوب وپسندیدہ مجدد کے سامنے سینہ سپر ہو گئے اور اعلان فرما کر رفاقت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے فتاویٰ کی تصدیق ان الفاظ میں فرما کر پرزور حمایت کی ''مولانا احمد رضا خاں صاحب عالم اہل سنت کے فتووں پر عمل کرنا واجب ہے۔ کافروں کا ساتھ دینا ہرگز جائز نہیں (۱۸) اہل سنت کے ان عظیم پیشواؤں کے درمیان کتنے گہرے قلبی روابط تھے اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ غور فرمایئے کہ امام اہل سنت فاضل بریلوی

علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر پہونچنے سے ایک روز قبل ہی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے اس المناک حادثہ سے اپنے معتقدین کو آگاہ کر دیا تھا۔

غرض یہ کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہما الرحمۃ والرضوان کے مابین مراسم محبت وعقیدت، دستور عظمت وشفقت اور نوازشات وتحفہ جات کا سلسلہ تاحیات قائم رہا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا امام سید احمد اشرف علیہ الرحمہ نے اسی ماحول میں آنکھیں کھولیں اور انہی حالات میں آہستہ آہستہ سن شعور کو پہونچے۔ چنانچہ آپ بھی خانوادۂ رضویہ سے وابستہ وگرویدہ رہے۔ آپ کا علمی قد اور فقہی شعور کیا تھا؟ اس کو بیان کرنا آفتاب کے سامنے شمع روشن کرنا ہے۔ آپ کے فضائل وخصائص، تذکرۂ بزرگان دین سے شغف رکھنے والے حضرات پر خوب خوب روشن ہیں۔ آپ نے کسی درسگاہ کو رسم دستار بندی ادا کرنے کی زحمت نہیں دی۔ بلکہ خود آپ کے جد امجد نبی کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں اپنے اس لاڈلے بیٹے کے سر پر دستار علم وفضل سجائی۔(۱۹) جس کے آثار ونشانات صبح تک ظاہر وواضح رہے۔(۲۰) اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ تبارک وتعالیٰ عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔ اپنی علمی یادگار میں دو لوگوں کو چھوڑ رہا ہوں۔ فرزند ارجمند مولانا احمد اشرف اور عزیز نواسہ سید محمد (محدث اعظم ہند) کو۔ یہ دونوں عظیم ہستیاں خانوادۂ بریلی کے تعلق سے اپنے مربی ومعلم کی روش پر تاحیات گامزن رہیں۔ نازک سے نازک مواقع پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو اور ان کے خاندان کو تنہا نہیں چھوڑا بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ان دونوں حضرات نے اپنی حیات مستعار کے شب وروز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی حمایت واطاعت میں وقف کر دیئے۔ جس کی غماز حضرت حجۃ الاسلام اور مفتی ابراہیم رضا خان صاحب علیہما الرحمہ کی وہ تحریریں ہیں جو اس وقت کے شائع ہونے والے اخبار ورسائل میں ملتی ہیں۔ جن میں جذبۂ تشکر وامتنان میں لبریز ہو کر بار بار ان حضرات کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔(۲۱) نیز دیوبندیت مخالف تحریک میں ہر جا شانہ بشانہ نظر آئے اور تائید حق فرما کر اپنا فرض منصبی نبھاتے رہے۔ جا بجا مناظرے فرماتے مخالفین کو شکست سے دوچار کرتے بلکہ ذلت کی خاک چٹا کر چھوڑتے جس کی طرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں اشارہ فرمایا ؎

احمد اشرف حمد وشرف لے،

اس سے ذلت پاتے یہ ہیں (۲۲)

صرف یہی نہیں کہ سلطان المناظرین نے مناظروں میں شرکت فرما کر احقاق حق وابطال باطل میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بلکہ ایک موقع پر آپ نے اپنے خواہر زادہ اور اپنے والد کی عظیم یادگار کو یہ کہہ کر امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے حوالہ کر دیا "حضور جو مناسب خیال فرمائیں ان سے کام لیں ارشاد ہو اضرور تشریف لائیں، یہاں فتوے دیں اور مدرسے میں درس دیں۔" (۲۳) اور پھر نہایت شان تکریم کے ساتھ حضور محدث اعظم ہند نے بعد فاتحہ کار افتاء کا آغاز فرمایا۔(۲۴) اور تقریباً دو سال تک محدث اعظم ہند نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے زیر تربیت رہ کر افتاء کے فرائض بحسن وخوبی انجام دیئے۔ اے کاش وہ فتاویٰ زیور طبع سے آراستہ ہو کر منصۂ شہود پر آجاتے جو اس عظیم محدث نے مجدد اعظم کے زیر تربیت رہ کر صادر فرمائے اور علم وعرفان کا ایک دلکش میخانہ اہل سنت کو نصیب ہوتا جس میں بادۂ اشرف رضا کے جام میں میسر آتا تو ہمارے قلوب اطمینان یاب اور آنکھیں شاداب ہوتیں۔ اگر ایک طرف سے یہ

محبت ورفاقت ہے تو دوسری طرف عقیدت والفت ایسے دلکش مناظر پیش کررہی تھی جس پر گلشن پر بہار بھی اپنی بہاروں کو نچھاور کررہا تھا۔ چنانچہ جب حضور محدث اعظم ہند نے اپنا ترجمہ قرآن بنام معارف القرآن متعدد مقامات سے پڑھ سنایا تو فاضل بریلوی نے فرمایا ''صاحبزادہ (صاحب)! آپ تو اردو میں قرآن لکھ رہے ہیں۔'' (۲۵) نیز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ مولانا سید احمد اشرف صاحب علیہ الرحمہ کو باہتمام خاص بریلی شریف بلاتے اور اپنی روحانی مجالس اور نورانی محافل کی رونق میں اضافہ فرماتے اور جب مولانا احمد اشرف صاحب علیہ الرحمہ خطاب فرماتے۔ آپ دست بستہ کھڑے ہوکر تقریر سماعت فرماتے رہتے مزید ارشاد فرماتے۔ یہ آل رسول اور فنافی الرسول ہیں۔ ان کی تقریر کے دوران سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں مجھے کھل کر حاضری نصیب ہوتی ہے۔ (۲۶) اور اکتساب فیض ہی کے لئے حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ سے خلافت بھی حاصل کی۔

۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ کو سلسلہ منوریہ معمریہ میں مثال خلافت سے نوازے گئے (۲۷) خلاصہ یہ کہ ایک طرف جوش عقیدت ووفور جذبات کا بحر بیکراں موجزن تھا تو دوسری طرف شفقتوں کا روحانی آبشار پھوٹا پڑ رہا تھا۔ اور باہمی الفت ومحبت اپنے کمال کو پہونچ چکی تھی۔ اس خوشگوار ماحول میں جب تک یہ دونوں عظیم خانوادے میدان حق وصداقت میں ہمقدم رہے۔ دیوبندیت کے مضبوط ومستحکم قلعے لرزہ براندام رہے تو نجدیت ایسی مرعوب رہی کہ آج تک اہل سنت سے نظر نہ ملا سکی۔ ان تمام تر قلبی تعلقات وجذبات کے باوجود یہ بات میری فہم نارسا سے بالاتر ہے کہ مولانا احمد اشرف صاحب کو امام اہل سنت فاضل بریلوی سے شرف تلمذ حاصل تھا۔ کیونکہ حاشیہ الاستمداد کے مطابق آپ نے ابتدائی کتابیں کچھوچھہ میں پڑھیں۔ درسیات کی تکمیل مفتی لطف اللہ صاحب علی گڑھی سے کی جس کے بعد خواب میں آپ کو دستار بندی سے نوازا گیا۔ اب اس درمیان میں وہ کون سا وقت گذرا جس میں آپ نے یہ شرف حاصل کیا۔ نیز اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا طرز سلوک بھی یہ پتہ دیتا ہے کہ آپ تلامذہ میں سے نہیں تھے۔ مثلاً الملفوظ میں منقول یہ جملہ— انہیں یہاں سے اچھا انشاء اللہ ہندوستان میں کہیں نہ پایئے گا۔ لیجئے آج اس عقل ودرایت کی تصدیق پر مہر روایت بھی ثبت ہوگئی۔ ایک مرتبہ شیخ المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ رحمۃ الحق والرضوان نے شاگردی سے متعلق سوال کے جواب میں اپنے خلیفۂ خاص حضرت مولانا طیب الدین صاحب قبلہ اشرفی صدیقی سے فرمایا نہیں! ابا ان کے شاگرد نہیں تھے۔ اب شاید یہ معاملہ کسی سنی کے لئے موضوع بحث وتکرار نہ ہوگا۔

اخیر میں شیخ المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ رحمۃ الحق والرضوان کی ذات والاصفات نمودار ہوتی ہے۔ ''یہ مطلع قادریت کا مہتاب'' ۲۶ رجمادی الآخر ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۲ رمئی ۱۹۱۵ء شب چہار شنبہ ڈھل جانے کے بعد ایک بجے مکمل آن بان کے ساتھ نمودار ہوا (۲۸) وقت ولادت ہی سے آثار شرافت کا کامل ظہور تھا۔ اور انوار ولایت پیشانی پر جھلملا رہے تھے آپ کا نام نامی امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے ہی محمد مختار تجویز فرمایا جیسا کہ مشہور ومعروف ہے۔ یہ مطلع قادریت کا مہتاب ابتداء ہی سے گونا گوں خصوصیات کا حامل اور ایک نمایاں حیثیت کا مالک تھا۔ گویا ظاہر ہوتے ہی اس کی ضیابار کرنوں نے ولایت کا خاموش اعلان کردیا تھا۔ جس کی پیشین گوئی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی فرمائی اور سجادگی کی ذمہ داریاں فرزند ارجمند کو نہ دے کر آپ کو دستار خلافت وجانشینی سے مزین فرمایا اور اس

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

منصب پر بٹھا کر ایک لطیف اشارہ بھی فرمادیا جس کو اہل عقل وخرد نے اسی وقت سمجھ لیا تھا۔ خلاصہ یہ کہ آپ زیور علم وعمل سے آراستگی اور اسرار طریقت کی وابستگی کے بعد تاحیات دعوت حق اور تبلیغ وارشاد کے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ کے علمی وروحانی فیض سے مستفیض ہونے والوں کی فہرست اسی طرح طویل ہے۔ جس طرح آپ کی سرپرستی میں چلنے والے مدارس کی۔ یوں تو آپ کی حیات ظاہری میں آپ کی ہر ایک ادا مکمل ومدلل فتویٰ اور ہر ہر حرکت شریعت کا وضاحتی بیان ہوا کرتی تھی مگر اس کے علاوہ آپ نے عدیم الفرصتی کے باوجود متفرق مقامات سے آئے ہوئے استفتاء کے جوابات تحریر فرمائے۔ جو آج بھی قلمی نسخہ کی شکل میں مختار اشرف لائبریری میں موجود ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ جلد از جلد وہ بخت آور دن لائے کہ یہ فتاویٰ طباعت کے مراحل سے گذر کر آنکھوں کے لئے باعث راحت وسکون بنیں۔ آپ سلوک ومعرفت کی منازل طے فرمانے کے بعد غوثیت کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور بالآخر یہ مطلع قادریت کا مہتاب مریدین ومعتقدین کو نصیحت ووصیت کرکے ۹ رجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات دوپہر ایک بجے اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ منبع قادریت وچشتیت، مہر شریعت وماہ طریقت شیخ المشائخ حضرت سرکار کلاں علیہ رحمۃ الحق والرضوان کی ذات ستودہ صفات کا شماران پاکیزہ ہستیوں میں ہوتا ہے جو کتابیں تحریر نہیں کرتیں بلکہ تادم آخر عوام کے لئے ایک کھلی کتاب ہوا کرتی ہیں۔ جنہیں دیکھتے ہی سینکڑوں ہدایت یاب ہوجاتے ہیں اور یہ ہستیاں اپنی یادگار میں قلمی کتابیں کم عملی کتابوں کی وافر مقدار قوم کے حوالہ کرجاتی ہیں آپ نے بھی اپنے آباء واجداد کے دیرینہ تعلقات کو بخوبی قائم رکھا۔ ادھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ والرضوان کے دونوں عظیم صاحبزادوں نے بھی حق ادا کردیا۔ اپنے اس مرکز عقیدت کا خاص خیال فرمایا۔ اور آمد ورفت کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک مرتبہ حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کچھوچھہ مقدسہ تشریف لائے تو آپ کی خدمت کے لئے حضرت مفتی احمد یار خاں صاحب نے حضرت سید شاہ مجتبیٰ اشرف صاحب علیہ الرحمہ کو متعین کردیا لیکن جب یہ شاہزادے اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے حرکت میں آئے تو حجۃ الاسلام نے فرمایا۔ شہزادے! آپ سید زادہ ہیں میں آپ سے خدمت نہیں لے سکتا۔ (۲۹) لوگ حیرت میں تھے کہ کسی تعارف کے بغیر سادہ لباس میں ملبوس شہزادے کو آخر کیسے پہچان لیا۔ وجہ وہی کہ مفتی اعظم ہند ہوں یا حجۃ الاسلام علیہما الرحمہ، یہ لوگ ایسے گھرانہ کے تربیت یافتہ وپروردہ تھے جہاں فضا میں بوئے آل رسول رچی بسی تھی تو ہوا میں عشق آل رسول کی نکہت سرایت کرچکی تھی۔ چنانچہ اس گلشن رضا کے دوسرے گل تر (یعنی حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ) سے بھی محبت آل رسول کی خوشبو عجم سے لے کر عرب تک فضاؤں کو معطر کرگئی چنانچہ جب حضرت مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ حضرت مخدوم المشائخ علیہ رحمۃ الحق والرضوان کی معیت میں حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں تو اقتدا کے لئے آپ ہی کی ذات کا انتخاب فرماتے ہیں اور چالیس وقتوں کی نماز آپ کی اقتدا میں ادا فرماتے ہیں۔ اسی دوران جمعہ آتا ہے اور مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کس طرح ادا کی جائے کیوں کہ سعودی حکومت کے زرخرید اعلانیہ جمعہ کی نماز پڑھنے نہیں دیں گے۔ غور وفکر کے بعد یہ تجویز طے پاتی ہے کہ حضرت سرکارِ کلاں علیہ رحمۃ الحق والرضوان کی قیام گاہ کے سامنے ایک کشادہ جگہ ہے فرداً فرداً تمام لوگ وہاں جمع ہوں اور نماز جمعہ وہاں ادا کرلی جائے۔ پروگرام کے مطابق وقت ہوتے ہی تمام لوگ جمع ہوگئے جب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ تشریف لائے تو آپ علیہ رحمۃ الحق والرضوان نے فرمایا کہ جمعہ کی نماز آپ پڑھائیں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

لیکن حضور مفتیٔ اعظم نے انکار فرمادیا اور پھر آپ ہی نے امامت کے فرائض انجام دیئے (۳۰) مفتیٔ اعظم ہند مرض الموت میں مبتلا ہیں۔ معتقدین ومریدین کا ایک جم غفیر آپ کی خدمت میں مصروف ہے۔ آپ نے اچانک آنکھیں کھول کر ارشاد فرمایا کہ آپ لوگوں میں سے مجھے سید کی خوشبو آرہی ہے واہ رے عشق اہل بیت! ضعف ونقاہت سے چشمان ظاہری پر پلکوں کا پردہ ہونے کے باوجود دل، جو عظمت آل رسول کا خوگر ہے۔ ذہن، جس کی پرورش بوئے اہل بیت کی عطر یز ہواؤں میں ہوئی اپنا کام کررہے ہیں اور یہ درس دے رہے ہیں کہ آل رسول کی عظمت ورفعت کو اہل دل ہی سمجھ سکتے۔ ان کے عشق میں ملنے والی لذتوں کا احساس وہی افراد کرسکتے ہیں جو ان لذتوں سے آشنا ہوں۔

کنارے سے کبھی اندازۂ طوفان نہیں ہوتا ع

اس کے بعد ہی آپ نے وصیت فرمائی میرا جنازہ کسی سید سے پڑھانا (۳۱) اس عاشق اہل بیت کی پرتاثیر زبان سے نکلے ہوئے یہ کلمات کچھ اس انداز میں آسمان سے ٹکرائے کہ دروازۂ رحمت وا ہوا اور اجابت نے بڑھ کر گلے لگالیا۔ پھر بغیر کسی خبر کے حضرت سرکارِ کلاں علیہ رحمۃ الحق والرضوان نماز جنازہ میں شرکت کے لئے پہونچ گئے۔ نماز گاہ میں پہونچے تو حضرت علامہ اختر رضا خاں صاحب امامت کے لئے قدم بڑھا رہے تھے۔ یکا یک مجمع کے درمیان آوازیں بلند ہوئیں کہ زیب سجادہ کچھوچھہ حضرت سرکارِ کلاں تشریف لے آئے اور اس ازدحام کثیر میں بھی چند لمحات میں آپ مصلیٰ امامت پر پہونچ گئے۔ پھر آپ کی اقتدا میں لاکھوں سنیوں نے نماز ادا کی۔ دنیا حیران تھی کہ کچھوچھہ شریف کوئی خبر تو گئی نہیں اور وہ موبائیل کا زمانہ بھی نہیں تھا کہ ادھر کوئی حادثہ رونما ہوا اور آناً فاناً ہند وبیرونِ ہند دنیا کے گوشے گوشے میں خبر پہونچ گئی۔ لیکن اہل محبت اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ جب محبتوں کے تار قائم ہوں عشق الفت کے سلسلے ہوں تو تار برقی کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بلا وساطت غیر ایک دل کا تعلق دوسرے دل سے ہوجاتا ہے اور ان حضرات کو جو "یاساریۃ الجبل" کہنے اور سننے والوں کی روش پر قائم ہوں کوئی واسطہ وآلہ درکار نہیں ہوتا۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھی ہے
پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

بعد میں علامہ ریحان رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے ایک شکریہ نامہ ارسال کیا کہ "میں آپ کا شکر گزار ہوں حضور والا کی تشریف آوری دوہری سعادت کا باعث ہوئی کہ حضور مفتی اعظم ہند کی نماز جنازہ نہ صرف آل رسول بلکہ شہزادہ حضور غوث الثقلین نے ادا فرمائی۔ خانوادۂ رضویہ اس کے لئے حضور والا کے بے حد ممنون ہے۔ (۳۲) حضور مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعد الفت وعقیدت کی یہ بارونق بہار کچھ پھینکی ضرور پڑی مگر قلبی روابط ومراسم محبت بدستور باقی رہے چنانچہ ایک موقع پر حضرت سرکارِ کلاں علیہ رحمۃ الحق والرضوان کسی ضروری معاملہ کے حل کے لئے بریلی شریف گئے اور محلّہ ذخیرہ کی خانقاہ اشرفیہ میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت علامہ ریحان رضا خاں صاحب کو جیسے ہی اطلاع ملی آپ نے عشائیہ کی تقریب کا اہتمام کیا۔ مگر چونکہ اس شمع کے پروانے ہزاروں تھے جنہوں نے اوقات طعام محفوظ کر رکھے تھے اس لئے آپ نے فرمایا مجھے ایک جماعتی مسئلے کی وجہ سے بریلی آنا ہوا ہے۔ میں آج عشا بعد آتا ہوں۔ میرا گھر ہے دعوت کی چنداں حاجت نہیں۔ کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس جملے میں پوشیدہ جذبات محبت وشفقت کا "وہ میرا گھر ہے" اور پھر وہ ساعت بھی آئی کہ یہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

دونوں بزرگ بڑی دیر تک سر جوڑ کر بیٹھے اور ملت کو درپیش مسائل کی عقدہ کشائی فرمائی اور جس مسئلے کو حل کرنے کے لئے علمائے اہل سنت کو کچھوچھہ شریف پہونچنے کی دعوت دی گئی تھی اس کے بارے میں حضرت نے فرمایا : میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے بریلی سے زیادہ موزوں جگہ کہیں نہیں ہوسکتی ۔ یہ ہمارا مرکز ہے۔ مگر پھر بعض وجوہ کی بنا پر ارباب حل وعقد کا یہ اجتماع عروس البلاد شہر ممبئی میں منعقد ہوا (۳۳) اس وقت بھی یہ قلبی روابط اتنے گہرے اور پر خلوص تھے کہ خانگی مسائل میں بھی باہمی مشوروں کے بعد ہی کوئی اہم فیصلہ ہوتا تھا۔ چنانچہ بریلی شریف میں جب خلافت وسجادگی کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت سرکارِ کلاں علیہ الرحمہ کی ذات پاکیزہ صفات نے بحیثیت سرپرست اس عظیم ذمہ داری کو محسوس کیا کہ صورت حال میں کچھ کشاکشی ہے اور اپنے حسن تدبر و پاکیزہ سیاست کے ذریعہ مسئلہ کو اس طرح حل فرمایا کہ تمام اندیشے اور شورشیں سرد پڑ گئیں۔

الحاصل دونوں ہی خانوادے باہم شیر وشکر کی حیثیت رکھتے تھے جب تک ان دونوں مراکز علم وادب میں ایک آواز کو دوسرے کی تائید وحمایت حاصل رہی۔ ہماری آواز کو کوئی نہ دبا سکا۔ اور ہندوستان تو ہندوستان بیرون ممالک میں بھی صدائے بازگشت کی طرح گونجتی رہی۔ ہماری مسلم شخصیتوں پر قلم تو کجا کوئی آنکھ اٹھانے کی جسارت تک نہ کرسکا۔ مگر افسوس صد افسوس کہ اب اس دریائے عشق وعقیدت میں تلاطم خیز موجیں ساکت وجامد ہوگئیں۔ آج تک ان کا سکوت دنیائے اہل سنت خصوصاً باشعور حضرات کو دعوت غور وفکر دے رہا ہے۔

رب قدیر کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ اپنے محبوب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ طفیل ان خوشگوار ایام سا پاکیزہ وشگفتہ ماحول دوبارہ لوٹا دے اور اہل سنت کی جماعت وحفاظت فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ اطیب الصلوٰۃ واعطر التسلیم۔

حوالہ جات:

(۱) محبت آل رسول اور اس کے اخروی ثمرات، ناشر، الاشرف اکیڈمی راج محل بہار۔
(۲) محبت آل رسول اور اس کے اخروی ثمرات، ناشر، الاشرف اکیڈمی راج محل بہار۔
(۳) محبت آل رسول اور اس کے اخروی ثمرات، ناشر، الاشرف اکیڈمی راج محل بہار۔
(۴) محبت آل رسول اور اس کے اخروی ثمرات، ناشر، الاشرف اکیڈمی راج محل بہار۔
(۵) محبت آل رسول اور اس کے اخروی ثمرات، ناشر، الاشرف اکیڈمی راج محل بہار۔ صفحہ۱۹
(۶) محبت آل رسول اور اس کے اخروی ثمرات، ناشر، الاشرف اکیڈمی راج محل بہار۔ صفحہ۹۳-۹۴
(۷) محبت آل رسول اور اس کے اخروی ثمرات، ناشر، الاشرف اکیڈمی راج محل بہار۔
(۸) محبت آل رسول اور اس کے اخروی ثمرات، ناشر، الاشرف اکیڈمی راج محل بہار۔
(۹) المناک واقعات۔ مصنف۔ مفتی محمود احمد رفاقتی۔ ناشر درگاہ امین شریعت مظفر پور، بہار۔
(۱۰) سیرت اعلیٰ حضرت۔ مصنف، مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ
(۱۱) سیرت اعلیٰ حضرت۔ مصنف، مولانا حسنین رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ ناشر بزم قاسمی برکاتی کراچی۔
(۱۲) ماہنامہ قاری کا امام احمد رضا نمبر صفحہ ۳۷۰-۳۷۱ مضمون نگار عبید اللہ خاں اعظمی
(۱۳) امام احمد رضا اور احترام سادات۔ مولف محمد نعیم الدین۔ استقامت

کا مفتی اعظم نمبر
(۱۴) المیزان جنوری ۱۹۷۶ء صفحہ ۲۷
(۱۵) ماہنامہ آستانہ کراچی صفحہ ۱۸، وحیات مخدوم الاولیا صفحہ ۱۴۴
(۱۶) امام احمد رضا اور احترام سادات۔
(۱۷) البریلویہ کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ۔ از۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب۔ رضا دار الاشاعت لاہور
(۱۸) سیرت اعلیٰ حضرت وحیات مخدوم الاولیاء
(۱۹) حیات مخدوم الاولیاء صفحہ ۳۳
(۲۰) حاشیہ 'الاستمداد' صفحہ ۹۲ وغیرہ کتب کثیرہ
(۲۱) المناک واقعات صفحہ ۱۱۵، از مفتی محمود احمد رفاقتی
(۲۲) المناک واقعات صفحہ ۱۱۵، از مفتی محمود احمد رفاقتی
(۲۳) الاستمداد صفحہ ۹۲ قادری بک ڈپو نو محلہ مسجد بریلی شریف
(۲۴) الملفوظ اول صفحہ ۱۰۶ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب کراچی، پاکستان
(۲۵) ماہنامہ قاری کا امام احمد رضا نمبر صفحہ ۲۲۸
(۲۶) ''آستانہ'' کراچی صفحہ ۱۸، اکتوبر ۹۸ء
(۲۷) امام احمد رضا اور احترام سادات
(۲۸) سیرت اشرفی۔ از: حضرت مولانا محمد طیب الدین صاحب صدیقی
(۲۹) روزنامچہ حضرت سید شاہ اشرف حسین صاحب سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ جلد ۳۳، صفحہ ۱۶۳
(۳۰) ''آستانہ'' کراچی صفحہ ۱۸ اور احترام سادات وغیرہ۔
(۳۱) سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل از مولانا رضاء الحق صاحب اشرفی شیخ الحدیث جامع اشرف
(۳۲) ''آستانہ'' کراچی اکتوبر ۹۸ء
(۳۳) ''استقامت'' کا مفتی اعظم نمبر مئی ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۵۷ و پیغام رضا مفتی اعظم نمبر شمارہ ۳ صفحہ ۱۰۳
(۳۴) ''المیزان'' جنوری ۱۹۷۶ء

☆☆☆☆☆☆

شیخ المشائخ حضور سرکارکلاں ایک ہمہ جہت شخصیت

علامہ قاری احمد جمال القادری خلیفہ سرکارکلاں شیخ التجوید جامعہ امجدیہ گھوسی

شیخ المشائخ حضور سرکارکلاں علامہ الحاج الشاہ سید مختار اشرف صاحب علیہ الرحمہ والرضوان کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ ایک جلیل الشان رفیع القدر عالم، ماہر مفتی، بے نظیر محدث اور باکمال خطیب تھے۔

اخلاص و وفا کے پیکر، جامع شریعت وطریقت، شمع بزم ولایت، امتیاز سنیت، شان اشرفیت، نقیب جماعت اہلسنت، استقامت کے کوہ محکم، بحر معرفت کے شناور تھے، آپ کی صورت نور کی تفسیر اور سیرت آیت تطہیر کی تنویر تھی۔ ترویج سنت اور استحکام اسلام کے لئے آپ نے جو نمایاں خدمات انجام دیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ کا شیوہ احقاق حق اور ابطال باطل تھا۔ آپ کی ذات ستودہ صفات بدعقیدوں کے لئے حسام بے نیام تھی۔ آپ نے باغ ملت کی پیہم تازہ کاری سے عشق وایمان کی فضاؤں کو معطر فرمادیا۔ گویا آپ اس شعر کے حسین مصداق تھے ۔

صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آ گئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے

اتباع شریعت:

شریعت محمدیہ کی پیروی ہی نجات اخروی کا زینہ اور قرب خداوندی کا ذریعہ ہے اس کے بغیر ولایت وکرامت تو کجا کمل ایمان بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر اولیا اللہ اور مقربین بارگاہ الٰہی خود احکام شریعت کے پیروکار رہے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہے۔

غوث اعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "اگر حدود شریعت میں سے کسی حد میں خلل آ جائے تو جان لے کہ تو فتنے میں پڑا ہوا ہے۔ بے شک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے۔" (طبقات اولیاء جلد ا ص ۱۳۱)

مشائخ سلسلۂ اشرفیہ ہمیشہ جادۂ شریعت پر گامزن رہے اور اپنے قول وعمل سے مریدین ومعتقدین کو شریعت کا درس دیتے رہے۔ اپنے اکابرین کی روایتوں کے امین اور خانقاہ اشرفیہ حسنیہ کے معمولات ومراسم کے پاسدار و پاسباں حضور شیخ المشائخ سرکارکلاں ہمیشہ جادۂ شریعت پر قائم رہے۔ آپ کی زندگی، آپ کے احوال و کوائف اور اعمال وکردار کا مشاہدہ کرنے والے آپ کے خلیفہ حضرت مولانا غلام غوث اشرفی سابق استاذ جامع اشرف لکھتے ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت کی طبیعت سخت خراب ہو گئی یہاں تک لکھنؤ لے جانا پڑا جس کے لئے ایک ایمبولینس لائی گئی اور آپ کو اس میں لٹادیا گیا۔ امبولینس میں میں اور حضرت کے دو خادم خاص محمد افضل، محمد رفیع تھے اس کے علاوہ حضرت سید انوار اشرف و حضرت سید محمود اشرف صاحبان کی کاریں امبولینس کے آگے پیچھے تھیں۔ راستے میں ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ حضرت سرکارکلاں سو رہے ہیں۔ اکبرپور سے پہلے ایک جگہ گاڑیاں رکیں اور ہم لوگوں نے چائے وغیرہ پی لی، حضرت اسی انداز میں سوئے رہے، جب اکبرپور سے گاڑی آگے نکلی تو حضرت نے لیٹے لیٹے بغیر گھڑی دیکھے اچانک ارشاد فرمایا گاڑی رکواؤ عصر کا وقت ہو چکا ہے۔ میں

نے ڈرائیور سے کہا جہاں ہینڈ پائپ نظر آئے گاڑی وہیں روک دینا چند منٹ بعد دائیں جانب ایک ہینڈ پائپ نظر آیا اور گاڑی روک دی گئی افضل سے میں نے کہا کہ جاؤ پانی لاؤ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ چھوڑ دو لوٹا، لوٹی مصلی بچھاؤ چنانچہ مصلی بچھا دیا گیا۔ حضرت نے عصر کی نماز پڑھی اور ہمیں بھی پڑھنے کا حکم دیا۔ اللہ اکبر ایسی عمر اور ایسی حالت میں آپ ظہر سے عصر تک باوضو تھے ہم لوگ تو یہ سمجھ رہے تھے کہ آپ سو رہے ہیں مگر حضرت تو صرف لیٹے ہوئے تھے سوئے نہیں۔ کہ لیٹے ہی لیٹے کمبل اوڑھے بارعب انداز میں فرماتے ہیں کہ گاڑی رکواؤ عصر کا وقت ہو گیا ہے ایسا کوئی پابند شرع اہل باطن ہی ہو سکتا ہے۔ جس کی آنکھیں بند ہو کر بھی اوقات کا مشاہدہ کر سکتی ہیں۔ بعد عصر گاڑی آگے بڑھی جب فیض آباد روڈ پر پہونچی تو اسی حالت میں کمبل اوڑھے ہوئے فرمایا، گاڑی رکواؤ مغرب کا وقت ہو گیا ہے۔ واقعی مغرب کا وقت ہو گیا تھا اتنے میں مختلف سمت کی مساجد سے اللہ اکبر کی صدائیں گونجنے لگیں البتہ اس مقام پر حضرت نے پانی منگوایا اور وضو کر کے نماز پڑھی پھر جب ہم لکھنؤ پہنچے تو فوراً لائف ہاسپیٹل میں ایڈمٹ کرا دیا گیا۔ حضرت نے وہاں پہونچتے ہی مغرب ہی کے وضو سے نماز عشاء ادا فرمائی۔

(سرکارکلاں کے آخری سفر کا آنکھوں دیکھا حال ص ۱۳۱۲)

علمی جلالت:

آپ آسمان علم کے شہباز، فضل و معرفت کے کوہ گراں اور کاروان علم کے ایک بے مثل سالار تھے، علوم و فنون میں حیرت انگیز مہارت رکھتے تھے۔ اپنے علمی کمالات کے سبب امتیازی شان کے حامل تھے۔ آپ اپنی تقریروں میں علم کے وہ گوہر آبدار لٹاتے کہ ارباب علم و دانش حیرت زدہ رہ جاتے۔ آپ اپنی مجلسوں میں علمی بحثیں فرماتے جس کا بارہا میں نے مشاہدہ کیا ہے نیز اپنے علمی افادات سے مجلس میں بیٹھنے والے لوگوں کو حظ وافر عطا فرماتے۔ آپ اپنی تقریر کو قرآن کریم و حدیث مبارکہ اور کتب تفاسیر کے حوالہ جات سے مزین فرماتے۔

حدیث دانی:

حضور سرکارکلاں اپنے وقت کے ایک عظیم محدث بھی تھے یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے اکثر بڑے مدارس میں بخاری شریف اور دیگر حدیث کی کتابوں کا سالانہ امتحان لیتے تھے اور ختم بخاری بھی کراتے تھے۔ جامعہ اشرفیہ عربی یونیورسٹی مبارکپور میں جس وقت میں زیر تعلیم تھا ہر سال شعبان المعظم میں بحیثیت ممتحن آپ تشریف لاتے اور بخاری شریف کا امتحان لیتے تھے۔ ۱۹۶۹ء میں جب راقم الحروف فضیلت میں پہنچا تو اس سال بھی حضرت ہی کے پاس ہم تمام ساتھیوں نے بخاری شریف کا امتحان دیا اس سال جماعت فضیلت میں ۴۵ طلبہ تھے جو آج علم و معرفت کے تاجدار بن کر چمکے مثلاً حضرت مولانا محمد احمد صاحب مصباحی پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، حضرت مولانا نصیر الدین صاحب عزیزی مدرس اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور، حضرت مولانا عبدالمبین صاحب نعمانی مہتمم جامعہ قادریہ چریا کوٹ، حضرت مولانا بدرالقادری صاحب (ہالینڈ)، حضرت مولانا قاری فضل حق صاحب غازی پور مہتمم جامعہ غوثیہ جمشید پور، حضرت مولانا قاری مبین الھدیٰ صاحب گیاوی وغیرہم۔

فتویٰ نویسی:

حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان فقہ و افتاء میں ید طولیٰ رکھتے تھے جزئیات فقہ پر کامل عبور تھا محققانہ فتوے قلم بند فرماتے تھے۔ کتب فقہ کے حوالوں سے مسائل شرعیہ کو محقق و منقح فرماتے تھے۔ آپ کی حیثیت ایک مقبول، معتدل مفتی کی تھی آپ

جس فتوے پر صرف دستخط کر دیتے تھے وہ فتویٰ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ آپ کا قول قول فیصل ہوتا، آپ کا فیصلہ سب کو قابل تسلیم ہوتا۔ حضرت علامہ مفتی عبدالجلیل صاحب قبلہ فقہ وافتاء میں آپ کی فقیہانہ بصیرت اور وسعت علم کا انکشاف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ سرکار کلاں شیخ المشائخ کی علمی صلاحیت و رعب و دبدبہ ایسا تھا کہ جامع اشرف سے جو بھی فتوے دئے جاتے تھے موصوف کے زمانے میں بغیر آپ کی تصدیق کے نہ بھیجے جاتے تھے جب میں (عبدالجلیل اشرفی خادم الافتاء جامع اشرف) کسی بھی سوال کا جواب لکھتا تو پہلے حضرت کی بارگاہ میں بھجواتا حضرت جب تصدیق فرما دیتے تب میں جواب روانہ کرتا لیکن صاحب سجادہ کا جوانداز ہوتا وہ قابل غور ہے جو کہ آپ کے ماہر مفتی ہونے پر قوی دلیل ہے ہوتا یوں کہ جب جوابات مع سوالات سرکار کلاں کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے تھے تو آپ پہلے اپنے مخصوص انداز میں سوالات کو بآواز بلند پڑھتے تھے اور سارے لوگ صاف صاف سنتے تھے جب پورا سوال پڑھ لیتے تو سامعین کی طرف متوجہ ہوکر جواب عنایت کرتے اور فرماتے آپ لوگوں نے جواب سنا؟ حاضرین عرض کرتے جی حضور! اس کے بعد سرکار کلاں فرماتے جیسا جواب میں نے بتایا ہے اگر مفتی صاحب نے ایسا ہی جواب دیا ہے تو میں اس کی تصدیق کروں گا ورنہ نہیں پھر مفتی صاحب کا لکھا ہوا جواب ویسا ہی ہوتا جیسا کہ پہلے حضرت صاحب سجادہ زبانی بیان کر چکے ہوتے۔ فتوے میں جو حوالات ہوتے کتاب نکال کر دیکھتے تاکہ کسی قسم کا شک وشبہ باقی نہ رہے پھر تصدیق کرتے اور مہر لگا دیتے تھے دیکھا آپ نے ایسا شخص جو فتویٰ نویسی سے فی الحال متصف نہیں جو مدتوں پہلے افتاء و درس نظامی کی خدمت انجام دے رہا تھا سوال پڑھتے ہی بغیر کتاب دیکھے جواب زبانی ارشاد فرما رہا ہے چاہے وہ طلاق کا مسئلہ ہو یا امامت کا مسئلہ ہو یا علمی میراث کا مسئلہ ہو، چاہے جیسا سوال ہو نہایت ہی تحقیق کے ساتھ جواب عنایت فرماتے تھے یقیناً ایسی صفت اسی کی ہوگی جو رسول پاک ﷺ کا سچا نائب اور فنا فی اللہ عارف باللہ ہو نیز فقہ اسلامی کے تمام جزئیات پر کامل عبور رکھتا ہو۔

خطابت:

حضور سرکار کلاں ایک عظیم الشان فصیح اللسان بلیغ البیان مایہ ناز خطیب بھی تھے۔ آپ خطابت میں اپنا نظیر و مثیل نہیں رکھتے تھے۔ آپ کی خطابت کا شہرہ ملک کے گوشہ گوشہ میں تھا ہر چہار جانب آپ کی خطابت کی دھوم مچی ہوئی تھی فلک خطابت کے نیر تاباں تھے جب مسند خطابت پر جلوہ بار ہوتے تو علم کے دریا بہاتے اور معرفت کے گوہر آبدار لٹاتے تھے گم گشتہ راہ کو جادۂ راہ چراغ بخشتے۔ آپ نے خطابت کے ذریعہ صرف قوم کی اصلاح نہ فرمائی بلکہ احقاق حق کے ساتھ باطل کا ابطال بھی فرمایا اور باطل کے نشیمن کو تار تار کر کے رکھ دیا۔ آپ کی خطابت میں علم کی فراوانی بھی ہوتی عشق کا سوز و ساز اور حق کی آواز بھی۔ آپ کی سحر بیانی شجر ادب کی اساس ہوتی ترویج سنیت و بدمذہبوں کے مذموم اثرات سے عوام کے شجر ایمان کو بچانے میں آپ کی خطابت نے جو نمایاں کردار ادا کیا ہے وہ ضبط تحریر سے باہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جامعہ نعیمیہ مرادآباد کا جلسۂ دستار فضیلت حضور ہی کی سرپرستی میں ہر سال ہوتا تھا اور حضور کا مایہ ناز خطاب ہوتا یہاں تک کہ حضور آخری عمر میں بھی کمزوری کے باعث مختصر جامع اور نصیحت آمیز تقریر فرماتے تھے یوں تو راقم الحروف کا قیام ضلع مرادآباد میں ۲۸ سال رہا دس سال شہر امروہہ جامعہ حنفیہ میں اور ۱۸ سال مکمل جامعہ نعیمیہ شہر مرادآباد میں حضور سرکار کلاں ہر سال جامعہ نعیمیہ تشریف لاتے خصوصاً دستار فضیلت کے

موقع پر کیونکہ حضور ہی کی دی ہوئی تاریخوں میں جلسہ ہوتا تھا۔

شیخ کامل:

سیدی وسندی سید مختار اشرف صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کتاب وسنت کے عالم بھی تھے اور عامل بھی، عارف باللہ بھی اور واصل الی اللہ بھی، آپ کے محبوب مشاغل میں ایک اہم مشغلہ خلق خدا کی اصلاح ورشد وہدایت تھا جس کا ایک مضبوط ذریعہ پیری و مریدی ہے جیسا کہ اس واقعے سے ظاہر ہے کہ آپ اپنے وصال سے پہلے چند ایام کے لئے درگاہ شریف تشریف لائے اور سات دن کا چلہ کیا، چلہ کے دوران حضرت موصوف نے فرمایا: ''میں اپنے مقصد کے لئے بارگاہ مخدوم اشرف میں چلہ کش ہوا ہوں یا تو مجھے صحت کاملہ ہوگی اور میں ہندوستان و بیرون ملک کا سفر کروں گا اور رشد وہدایت کا کام تیز کردوں گا اور چند علماء میرے ساتھ ہوں گے ہر جگہ خود بخود جاؤں گا اور بہت تیزی سے پیغام مصطفےٰ ﷺ ثبت کر کے آگے نکل جاؤں گا یا پھر رب کو پیارا ہو جاؤں گا۔'' یہ حضرت کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ آپ رشد وہدایت کے عظیم منصب پر فائز تھے جس کی وجہ سے ہر خاص و عام نے بیک زبان آپ کو شیخ کامل کے لقب سے یاد کیا۔

مرشد برحق:

حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ کو پروردگار عالم نے صوری و معنوی کمالات کا جامع بنایا تھا ظاہری اور باطنی تمام خوبیوں سے مالا مال فرمایا تھا، حسن صورت اور حسن سیرت کا مجسمہ بنایا تھا انہیں پیکر حسن و جمال بھی کہا جاسکتا ہے اور پیکر خلق و عادت بھی۔ ان کے وجود مسعود کو رب قدیر نے حسن و جمال کا ایسا مرقع بنایا تھا جو ایک بار آپ کے چہرہ کی زیارت سے مشرف ہو جاتا وہ بار بار آپ کے دیدار کا طلبگار رہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں جس وقت جامعہ نعیمیہ میں مدرس تھا بارہا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا کہ جب بھی آپ جامعہ نعیمیہ مرادآباد تشریف لاتے زیارت کرنے والوں کا تانتا لگ جاتا اور لوگ جوق در جوق آپ کے حلقۂ بیعت و ارادت میں داخل ہونے لگتے یہی تو وجہ ہے کہ آج ہندو بیرون ہند میں آپ کے مریدوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر نظر آرہا ہے جو آپ کے مرشد برحق ہونے کی کامل دلیل ہے۔

مریدین وخلفاء:

آپ کے خلفاء کی تعداد کثیر ہے جن میں اکثر نابغۂ روزگار علم وفضل کے تاجدار قابل صد افتخار اسلام وسنیت کے روشن مینار علمائے ذی وقار ہیں۔ جن کے علم وفضل کی تابانی سے عالم اسلام منور ہو رہا ہے۔ چند قابل ذکر خلفاء کے اسماء یہ ہیں۔

(۱) حضرت علامہ ومولانا مفتی ایوب صاحب قبلہ صدر مفتی جامعہ نعیمیہ مرادآباد

(۲) حضرت علامہ ومولانا مفتی طریق اللہ صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ مرادآباد

(۳) پروفیسر حضرت علامہ ومولانا محمد ہاشم صاحب قبلہ شیخ المعقولات والمنقولات جامعہ نعیمیہ مرادآباد

(۴) حضرت علامہ ومولانا محمد یامین صاحب اشرفی مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

(۵) حضرت علامہ ومولانا مفتی غلام مجتبیٰ صاحب اشرفی سابق شیخ الحدیث منظر اسلام بریلی شریف۔

(۶) حضرت علامہ ومولانا مفتی عبدالجلیل صاحب اشرفی سابق صدر مفتی جامع اشرف کچھوچھہ شریف

(۷) راقم الحروف احقر احمد جمال القادری خادم القرات

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مئو کو بھی حضرت نے ۱۴۰۹ھ ۱۳؍ شعبان المعظم مطابق ۱۹۸۹ء ۲۲ مارچ کو چہار شنبہ کے دن خلافت سے نوازا علاوہ ازیں آپ کے مریدین کی تعداد بھی بہت زیادہ ہے۔ ملک و بیرون ملک میں ہزاروں ہزار علماء و عوام تو کیا مشائخ و خواص بھی آپ کے مرید ہیں۔

دینی اداروں کی سرپرستی وتعاون:

دینی ادارے اور مذہبی مدارس مسلمانوں کی دینی سرگرمیوں کے مرکز، مذہبی تشخص کے امین، اسلامی تہذیب وثقافت کے محافظ اور اسلاف کرام کی روایات کا سرچشمہ ہیں وہ ایسے پاور ہاؤس ہیں جہاں سے پوری قوم مسلم دینی ومذہبی روشنی حاصل کرتی ہے اور قلوب واذہان کو ان کی قوت وتوانائی سے بہرہ مند کرتی ہے اسی لئے ہر دینی مزاج اور اسلامی جذبات رکھنے والا انسان ان کے تحفظ و بقاء کی فکر کرتا ہے اور ان کے تعاون کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ حضور سرکار کلاں کو دینی اداروں اور اسلامی مدرسوں سے گہرا لگاؤ تھا اور دامے، درمے، قدمے، سخنے آپ نے ہر طرح ان کا تعاون فرمایا۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے طول وعرض میں بہت سے مدارس عربیہ کے منتظمین نے آپ کو اپنے ادارہ کا سرپرست اعلیٰ بنایا اور ادارہ کے عروج و ارتقاء اور معیار تعلیم کی بلندی کے لئے آپ کے مشوروں اور نیک آراء کو فال نیک سمجھتے تھے اور آپ کی طرف ادارہ کے انتساب کو کامیابی کی ضمانت سمجھتے تھے اس ضمن میں درج ذیل ادارے قابل ذکر ہیں۔

جامعہ اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور اعظم گڑھ

جامع اشرف کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر

جامعہ نعیمیہ شہر مرادآباد یوپی

مدرسہ اجمل العلوم سنبھل مرادآباد

دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور راجستھان

دارالعلوم فیضان اشرف ناگور راجستھان

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے دینی اداروں کے آپ سرپرست اعلیٰ تھے۔

تجویدوترتیل کی تلقین:

راقم الحروف نے بارہا حضرت کی تقریر بغور سماعت کی ہے جس میں بارہا آپ نے قرآن مقدس کو تجوید اور تصحیح کے ساتھ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن پاک کو ترتیل کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ ارشاد ربانی ہے ورتل القرآن ترتیلا اور قرآن کو ترتیل کے ساتھ پڑھو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں زینو القرآن باصواتکم قرآن کو اپنی آواز سے مزین کرو .اور تصحیح مخارج کے ساتھ قرآن پڑھو! مزید ارشاد فرمایا اقرؤا القرآن بلحون العرب" عربی لہجے میں قرآن پڑھو، مولائے کائنات حضرت علی کرم وجہہ اللہ الکریم نے ترتیل کے معنی اس انداز میں بیان فرمائے: الترتیل تجوید الحروف ومعرفۃ الوفوف تصحیح مخارج کے ساتھ حروف کی ادائیگی اور وقف کے مقامات کو پہچاننا۔ اسی لئے تجوید کی شریعت مطہرہ میں اتنی اہمیت ہے کہ صحت نماز کی مقدار میں قرآن پاک تجوید سے پڑھنا فرض ہے کہ بعض صورتوں میں قرات کی غلطیوں سے نماز میں بھی فساد آجاتا ہے۔ ہر دور میں علماء اسلام نے تجوید وترتیل تصحیح مخارج پر لوگوں کو آمادہ کیا۔ کتب تفاسیر میں مفسرین کرام نے اپنے انداز میں قرات قرآن کو بیان کیا۔ صرفیوں نے کتب صرف میں صرفی طرز پر حروف کے مخارج و صفات پر کلام کیا۔ اس کے علاوہ مستقل علم القرآت پر سیکڑوں کتابیں وجود میں آئیں۔ اعلی حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ

العزیز کی تحریروں سے بھی جابجا اس فن کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

ایک موقع پر سید نا اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں۔" تجوید نص قطعی سے قرآن واخبار متواترہ سید الانس والجان علیہ وعلی الہ افضل الصلوۃ والسلام واجماع تام صحابہ وتابعین وسائر ائمہ کرام علیہم الرضوان المستد ام حق واجب وعلم دین شرع الٰہی ہے اسے مطلقاً ناحق بتانا کلمہ کفر ہے۔ **العیاذ قال اللہ تعالیٰ ورتل القرآن ترتیلا۔**

حضرت شیخ المشائخ کا خطاب جہاں بہت سارے گوشوں پر مشتمل ہوتا وہیں اسکا ایک گوشہ یہ بھی ہوتا کہ حضرت موصوف اپنے جلسے میں تجوید وترتیل کی تلقین فرماتے۔اور اپنے نصیحت آموز خطاب میں تصحیح مخارج فرماتے اور بیان کرتے کہ

قرآن پاک ترتیل سے پڑھا کرو اس لئے کہ پروردگار نے قرآن پاک میں فرمادیا ہے ورتل القرآن ترتیلا۔راقم الحروف نے خود بھی اس تعلق سے حضرت کی کئی بار تقریر سماعت کی ہے۔

شفقت عامہ:

حضور سرکار کلاں منسکر مزاج تھے۔آپ کی شفقت سب کے لئے عام تھی چھوٹے بڑے سبھی پر برابر شفقت فرماتے تھے بہت نرم لہجے میں نصیحت فرماتے تھے اس سلسلے میں میرا ذاتی مشاہدہ ہے کیوں کہ ۱۸ سال تک میں جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں نے تدریسی خدمات انجام دیں۔حضور سرکار کلاں ہر سال جامعہ نعیمیہ میں جلسے کے موقع پر ضرور تشریف لاتے،اسی دوران میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خواص تو خواص حضور عوام کو بھی بھر پور وقت دیتے تھے۔ان کی پریشانیوں کو سنتے تھے دعاؤں اور خصوصی تعویذات سے فوراً نوازتے تھے عوام وخواص مستقل گھنٹوں کی زیارت کرتے اور لوگوں کے کہنے پر ان کے گھروں پر برکت کے لئے تشریف لے جاتے خصوصی دعاؤں سے نوازتے۔چھوٹا ہو یا بڑا مالدار ہو یا غریب،ہر ایک سے یکساں محبت فرماتے تھے۔خود راقم الحروف کے جامعہ نعیمیہ میں قیام کے دوران ہر سال عرض کرنے پر غریب خانے پر تشریف لاتے اور خصوصی دعاؤں سے نوازتے۔بچوں کے سروں پر دست شفقت پھیرتے اور خصوصی محبت فرماتے۔یہی وجہ ہے کہ میرے تمام بچے اور اہلیہ حضور سے بہت ہی عقیدت ومحبت رکھتے ہیں اور حضور کے دست اقدس پر بیعت بھی ہیں۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ رحمت الٰہی کی نسیم بہاراں ان کی قبرو روح کو ہمیشہ شاداب رکھے اور شگفتگی سے گلشن علم ودین کی رعنائیاں قائم رہیں اور ہمیں آپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے ان کا روحانی فیضان تا قیامت جاری رہے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے
فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

حضرت سرکار کلاں اور اداروں کی سرپرستی

قاری لئیق احمد اشرفی، گھاٹم پور، کانپور

ہر صبح شب تاریک کا سینہ چیر کر آفتاب عالمتاب اپنی کرنیں بکھیر تا ظہور پذیر ہوتا ہے اور منزل بہ منزل جانب کعبہ پہونچ کر سجدہ ریز ہو جاتا ہے ہر ماہ ایک ہلالی دائرہ افق مشرق سے نمودار ہوکر تاریک راتوں کا تسلسل وتواتر ختم کرتا ہے اور بتدریج اپنے کمال کو پہونچکر شبہائے تیرہ وتار کونور کا گہوارہ بنا دیتا ہے لیکن چند ایام کے بعد ہی پردۂ غیب میں روپوش ہو جاتا ہے۔ مدتہائے دراز کے بعد نرگس کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوتا ہے اور ذرا سے وقفہ کے بعد داغ مفارقت دیکر حسرت زدہ وآرزومند چھوڑ جاتا ہے گلشن بنی نوع انسان میں شبنم ریزی کے بعد نہ جانے کتنی کلیاں مسکراتی ہیں مگر تمازتِ آفتاب حوادث اور گردش روزگار کی نذر ہو جاتی ہیں لیکن ان گلوں میں ایسے بھی ہوتے ہیں جنکی شگفتگی وشادابی کو زمانہ کی نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد بھی محسوس کیا جاتا ہے افق انسانیت پر بعض ایسے مہتاب بھی طلوع ہوتے ہیں جو اپنی نورانی کرنوں کو دامن میں سمیٹ کر اپنے ساتھ نہیں لے جاتے کہ ان کے بعد تاریکیوں کا راج قائم ہو بلکہ اپنے روحانی ونورانی جلوے فراوانی کے ساتھ چھوڑ جاتے ہیں تاکہ ان کے بعد بھی اہل زمانہ پر تار کی مسلط نہ ہو سکے آسمان آدمیت پر کبھی ایسے آفتاب بھی جلوہ بار ہوتے ہیں جنکی ضیاء پاشیاں غروب ہو جانے کے بعد بھی ظلمتوں کو سکہ نہیں جمانے دیتیں۔

ایک ایسا ہی بے غبار مہتاب وضیاء بار آفتاب افق انسانیت پر ایک دور کے آغاز کی خبر لیکر ۱۳۳۳ھ کے اواخر میں طلوع ہوا اور روحانی ونورانی جلوہ سے عالم کو ایسا منور کیا کہ ۱۴۱۷ھ کے اوائل میں اوجھل ہونے کے بعد بھی تاریکیاں اسکے جلوہ پر غالب نہ آسکیں اور ہمیشہ اسکی ضیاء پاش کرنیں پردۂ ظلمت کے پیچھے سے بھی جھلملاتی رہیں اس ماہ شریعت ومہر طریقت کو دنیا میں سرکار کلاں کی عرفیت سے شہرت ملی جسنے انوار علوم شرعیہ کی ایسی برکھا برسائی کہ افتادہ زمین بھی لہلہا اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے لالہ زار بن گئی۔ جلوۂ طریقت کا ایک ایسا عکس ڈالا کہ ان گنت لوگوں کے دلوں کو منور کر کے واصل الی اللہ کر دیا یوں تو آپ کی ذات مقدس کا ہر پہلو شریعت کا ایک روشن باب اور طریقت کی کھلی کتاب ہے۔ جس کی تفصیل کے لئے ایک دو دفتر نہیں بلکہ دفاتر درکار ہیں لیکن یہاں صرف ایک پہلو کے پیش نظر اختصاراً گفتگو کی جارہی ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ اس مصروف ترین شخصیت نے یہ گراں قدر کارنامے بھی انجام دیئے، شب و روز مریدین ومتوسلین کی مشکلات کوحل کرنے والے شخص نے تعلیم وتبلیغ کا فریضہ اس طرح بھی انجام دیا ہے۔

مدارس اسلامیہ جو دینی علوم کے حقیقی مبلغ اور مذہب اسلام کے سچے ترجمان ہوتے ہیں جن سے علمی ودینی فیضان کا لنگر عام تقسیم ہوا کرتا ہے جو اشاعت دین کے اہم مراکز اور مستحکم قلعے سمجھے جاتے ہیں جہاں سے ایک عظیم ذمہ داری کو پورا کیا جاتا ہے انکی سرپرستی ونگرانی بھی ایک عظیم ذمہ داری ہے جسے ہمیشہ ان کاندھوں کی تلاش وجستجو رہتی ہے جو اسکا وزن سہار لیں اور قدم نہ لڑکھڑائیں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

تا کہ اشاعت دین وتبلیغ اسلام کا اہم کام عروج وترقی کی شاہراہ پر گامزن رہے اور حادثات واختلافات کی ٹھوکروں سے عاجز آکر مقصد اصلی سے منحرف نہ ہوجائے، مدرسے کی تبلیغی کارکردگی اور دینی خدمات میں سرپرست برابر کا شریک ہوتا ہے۔اس عظیم ذمہ داری کو حضرت سرکارکلاں علیہ رحمۃ الحق والرضوان نے نہایت ہی حسن وخوبی کے ساتھ نبھایا اور اس راہ میں اپنے تابناک نقوش قدم ثبت فرمائے جس کی روشنی میں آئندہ نسلیں بآسانی اس راہ پر چل سکیں۔

چنانچہ متعدد مدارس اسلامیہ کی سرپرستی کا وزن اپنے کاندھوں پر سنبھالا، جنکی تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی صرف چند مدارس کا تذکرہ مقصود ہے تا کہ آپ کی مبارک زندگی کا یہ گوشہ عدم ذکر کا شاکی نہ ہو۔

جامعہ نعیمیہ

اہل سنت کی وہ عظیم درسگاہ جس کی عالمگیر شہرت نے حدود ہند کا حصار توڑ دیا اور بیرونی ہند بھی جس کے فرزندوں نے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا کر مادر علمی کا رعب و دبدبہ قائم کیا۔ صدرالافاضل علیہ الرحمہ نے اس عظیم ادارہ کی بنیاد رکھی اور اسکی ترقی میں خالصاً لوجہ اللہ بے پایاں کوششیں صرف کیں اس عظیم درسگاہ کو اولاً آپ علیہ رحمۃ الحق والرضوان کے مادر علمی ہونے کا شرف حاصل ہوا چونکہ صدر الافاضل علیہ الرحمہ آپ کے جد امجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے مرید اور خلیفہ تھے اور دربار اشرفی کے نیازمند عقیدت کیش تھے ساتھ ہی ایک جید محقق ومدقق بھی اس لئے داداجان نے تکمیل تعلیم کے لئے حضرت سرکارکلاں علیہ الرحمہ کو آپ کے سپرد کیا اور سرزمین مرادآباد کو یہ بلندیاں نصیب ہوئیں کہ اس نے غوث وقت کو اپنی آغوش میں لیا۔ میری ناقص معلومات کے مطابق فراغت کے بعد آپ نے مسند شیخ الحدیث کو بھی زینت بخشی۔ ہمیشہ اس عظیم درسگاہ کے سرپرست رہے مختلف مواقع پر آپ جامعہ میں جلوہ بار ہوتے اور انتظامات و امور تدریس سے متعلق ہدایات نافذ فرماتے۔ دستار بندی کے حسین مناظر میں آپ کا رخ ضوبار ایک عجیب دلکشی کا سماں باندھ دیتا تھا لیکن جامعہ نعیمیہ نے اپنے اس عظیم سرپرست اور قابل فخر فرزند کو ۱۹۹۶ء میں کھودیا۔

جامع اشرف

اس ادارہ کو نہ صرف سرپرستی کا شرف حاصل ہے بلکہ آپکی دیرینہ خواہشوں کی تکمیل کا نام جامع اشرف ہے۔ آپ ہی کے دست اقدس سے اس عظیم درسگاہ کا سنگ بنیاد رکھوایا گیا اور یہ بلند کارنامہ حضرت شیخ اعظم صاحب سجادہ آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ نے خانوادۂ اشرفیہ کے دیگر افراد کی اعانت اور حمایت سے انجام دیا۔(۱)

جامع اشرف نے آپ کی سرپرستی میں عروج وارتقاء کی وہ منازل طے کیں کہ حاسدین ومخالفین جو جامع اشرف کے وجود کو وقتی جذبات کہہ کر دلوں کو تسلیاں دے رہے تھے انگشت بدنداں رہ گئے۔ آج اس درسگاہ نے جہاں مدارس اسلامیہ میں اپنا وجود منوالیا ہے وہیں بیش قیمت تحفے بھی عوام اہلسنت کو پیش کئے جو دنیا کے مختلف گوشوں کو جامع اشرف کی علمی شعاعوں سے منور کررہے ہیں اس عظیم درسگاہ کی سرپرستی میں آپ تادم آخر سرگرم عمل رہے۔

اشرفیہ مصباح العلوم مبارکپور

دنیائے سنیت میں یہ درسگاہ محتاج تعارف نہیں اس کا سنگ بنیاد مجدد سلسلۂ اشرفیہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے اپنے دست اقدس سے رکھا اور آپ ہی کی مقدس ذات اس کی بانی و

مبانی ہے۔ جیسا کہ اس کا نام ہی اس حقیقت کا غماز ہے۔ قصبہ مبارکپور اور ملحقات میں آپ کے مریدین بکثرت تھے اور سب کے سب درمخدوم سے وابستہ وفیض یافتہ تھے آپ کی مخلصانہ ترغیب ودینی جذبات کا یہ اثر دیکھنے میں آیا کہ اس مدرسے کی تعمیر میں شرکت کے لئے خواتین اسلام نے اپنے زیورات تک اتار کر دے دیئے اور چاندی کی ایک کڑاہی، کرنی حضرت مخدوم المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کی بارگاہ میں نظر کی گئی جس کو آپ نے مدرسہ اشرفیہ ہی کے لئے وقف کر دیا۔ اس کی ترقی یافتہ شکل کو الجامعۃ الاشرفیہ کے نام سے جانا جاتا ہے ظاہر ہے کہ ترقی کے بعد بانی نہیں بدلتا ورنہ ہر شب وروز ترقی پذیر اداروں کے بانیان کرام بدلا کریں گے اور ایک ادارہ کے سیکڑوں بانی نظر آئیں گے، تاریخ کے صفحات پر بے شمار نظیریں اس کی منھ بولتی دلیل ہیں جو اہل علم سے مخفی نہیں۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کا بانی ہونا ایک ایسی زندہ و جاوید حقیقت ہے جس کو لکھتے ہوئے خود حقیقت بھی لرزاں و گریزاں اور حسرت زداں نظر آتی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس حقیقت میں اپنا وجود منوانے کے جذبات تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں اپنی زیست کے آخری لمحات تک اس ادارہ کی سرپرستی فرماتے رہے اور آپ ہی کے مبارک ومسعود دور شوال ۱۹۵۳ء میں اس عظیم درسگاہ کو ایک علمی گوہر نایاب مدرس کی شکل میں میسر آیا جس کی گونا گوں کوششیں ترقی کی راہ میں معاون و مددگار ثابت ہوئیں۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے بعد حضور محدث اعظم ہند اور پھر سرکار کلاں نے اس عظیم درسگاہ کی سرپرستی کی ذمہ داری اپنے کاندھوں پر لی اور درجہ بدرجہ ترقی دیتے رہے۔ ۱۹۶۸ء سے ۱۹۷۱ء تک تقریباً چار سال آپ نے سرپرستی کے فرائض انجام دیئے کہ ناگاہ یہ خبر موصول ہوئی اور حضور سرکار کلاں پنج رکنی مجلس شوریٰ یعنی حضرت صدر العلماء میرٹھی، مولانا محمد سلیمان صاحب قبلہ بھاگلپوری، مفتی عبدالرشید صاحب قبلہ، مولانا محمد یونس صاحب قبلہ مرادآبادی اور شمس العلماء جونپوری علیہم الرحمہ کے ساتھ مبارکپور تشریف لے گئے۔ وہاں معلوم ہوا کہ ہنگامی حالات برپا ہونے کے بعد اب نہ کوئی سابق عہدیدار ہے اور نہ کوئی سرپرست، تمام کے تمام اختیارات صدر مدرس کو ہیں چنانچہ یہ نورانی قافلہ فوراً واپس آ گیا اور مبارکپور میں قیام پذیر ہوا۔ اس مقدس جماعت کی روانگی کے وقت عوام کے جم غفیر نے سرپرست زندہ باد! مجلس شوریٰ زندہ باد! کے فلک شگاف نعرے لگائے جو دور دور تک فضا میں گونج گئے اس طرح اشرفیہ ایک عظیم سرپرست سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گیا۔ مگر آپ کی ذات قدسی صفات نے اس وسیع خلیج کو یہ کہہ کر پاٹ دیا کہ مقصد اشاعت اسلام وتعلیم دین متین ہے اور صبر واستقامت، خلوص وللّٰہیت، ایثار وقربانی، بے غرضی اور بے نفسی کی ایسی مثال قائم فرمائی جس کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ (۲)

دار العلوم محمدیہ، ممبئی

عروس البلاد شہر ممبئی جہاں کثرت سے علماء کرام کی آمد ورفت رہتی ہے اس اہم شہر میں کسی سنی مدرسہ کا نہ ہونا کس قدر حیرت ناک ہوگا اس کا اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں تبلیغ دین متین کے جذبات مچل رہے ہوں، تعلیم اسلام کی اشاعت کے حوصلے پروان چڑھ رہے ہوں، آپ کی سرپرستی میں ممبئی کی سرزمین پر ایک ادارہ دار العلوم محمدیہ کے نام سے قائم ہوا۔ جس کے بانی و مبانی آپ ہی کے برادر نسبتی اور چچا زاد بھائی اشرف العلماء حضرت علامہ سید حامد اشرف صاحب علیہ الرحمہ ہیں۔ ممبئی کی سرزمین پر اس ادارہ کی آبیاری نے ایسے ایسے شگفتہ پھول کھلائے جن کو دیکھنے والے حسرت سے تکتے رہ گئے اور عروج وکمال کی

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

آخری حدوں تک پہنچادیا۔ حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ کا یہ روحانی فیض تھا کہ علمی شجرکاری کے لئے ایسی سنگلاخ زمین میں بھی دنیا نے گلشن علوم مصطفوی کی فصل بہار اں کا لطف محسوس کیا اور سرزمین ممبئ علوم شرعیہ کے تبسم ریز گلوں سے مہک اٹھی۔(۳)

جامعہ عربیہ ناگپور

اس تاریخی ادارہ کی بنیاد حضرت سرکارکلاں کے استاذ گرامی علامہ مفتی عبدالرشید خان صاحب قبلہ اشرفی نے کچھوچھہ شریف سے تشریف لے جانے کے بعد شہر ناگپور میں ڈالی۔ جس کا تعلیمی معیار ایک زمانہ میں خاصا بلند تھا اس درسگاہ کی سرپرستی کے لئے بھی حضرت مفتی صاحب قبلہ کے محبوب و معتمد شاگرد حضرت سرکار کلاں کی پاکباز شخصیت کا انتخاب عمل میں آیا۔ تادم حیات آپ کی سرپرستی میں جامعہ عربیہ ترقی پذیر رہا اور آپ علیہ الرحمہ اپنے استاذ گرامی کی اس عظیم یادگار کے ذریعہ شجر اسلام کی آبیاری کے لئے جہد مسلسل فرماتے رہے۔ جس کا ثمرہ یہ ہوا کہ علماء کرام کا ایک عظیم قافلہ تعلیمات مصطفوی سے مزین ہوا اور چند روز میں اس خطۂ ارض کو انوار علوم شرعیہ سے منور کردیا۔

مدرسہ نورالعلوم سیفنی۔ رامپور

قصبہ سیفنی تحصیل شاہ آباد ضلع رامپور میں واقع ہے۔ اس معمولی قصبہ میں ایک ایسی درسگاہ قائم رہنا جس کے فارغین میں این قدر تا آں قدر.....ایسا کوئی نہیں ہوتا جو تدریسی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ آپ ہی کے فیض اور سرپرستی کا اثر ہے اس معمولی قصبہ میں تشنگان علوم کا جم غفیر دیکھ کر یہ شعر زبان پر آجاتا ہے۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

الغرض آپ نے اپنی عرق ریزی سے نہ صرف گلستان علوم نبویہ کی آبپاشی کر کے سبزہ زار کیا بلکہ آپ کے جذبۂ خلوص وللّٰہیت نے وہ گل کھلائے جنہوں نے صحرا کو بھی گلستاں بنا دیا۔ اس کے علاوہ اظہار العلوم برہانپور (ایم پی) محبوب یزدانی راج محل اور دیگر بے شمار مدارس کی سرپرستی کا بوجھ ان نازک کاندھوں نے برداشت کیا اور اس عظیم ذمہ داری کو بحسن خوبی نبھایا جن کا سلسلہ ہندوستان و پاکستان و بنگلہ دیش تک پھیلا ہوا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اہلسنت و جماعت کو اس ولی کامل کے علمی فیضان سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

حوالہ جات:

(۱) جامع اشرف کا ذکر و تعارف از شیخ اعظم
(۲) الدیوبندیت ماہ نور، جولائی ۲۰۰۶ء ص ۱۰، جام نور جولائی ۲۰۰۶ء ص ۵۱، ہندوستان کے اہم مدارس ص ۳۰، معلم نما معلم
(۳) روداد دارالعلوم محمدیہ ۱۳۹۲ھ

☆☆☆☆☆
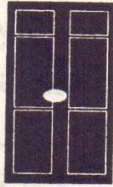
ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

مولانا جابر احمد گونچھ، پوسٹ گہلو یا پیلی بھیت

جب ہم چودھویں صدی کی آخری دہائیوں اور پندرھویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں خانقاہی لوگوں کا سرسری جائزہ لیتے ہیں تو اکثر خانقاہی لوگوں میں اوصاف خانقاہی کا فقدان نظر آتا ہے لیکن انہی میں ایک ایسی ہستی بھی ہے جس میں عشق وعرفان، ریاضت ومجاہدہ، تزکیۂ نفس، بے نفسی، نفس کشی، نفس دشمنی، روشن ضمیری، خوش مزاجی، خوش گفتاری، صبر وضبط، حلم وبردباری، عفو ودرگزری، حق آگاہی، اعلیٰ ظرفی، غرباء واقرباء پروری، حیاداری، شریعت کی پاسداری، خداترسی جیسے تمام خانقاہی اوصاف بدرجۂ اتم موجود ہیں۔ وہ ذات ہے آقائی مرشدی مخدوم المشائخ، عارف باللہ، فانی فی اللہ، سرّ من اسرار الٰہی نظر کردہ وپروردۂ چہار محبوباں، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، تاجدار ولایت، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا الحاج ابو المسعود سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کی۔ یہ محض خوش اعتقادی کی بنیاد پر نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ آپ کی ذات کے مختلف گوشوں پر نظر کرنے سے یہ باتیں صاف ظاہر ہو جاتی ہیں۔

ایک مرتبہ میں اور مولانا رضاء الحق صاحب اشرفی خلیفۂ سرکارکلاں (رحمۃ اللہ علیہ) حضرت سے ملاقات کے لئے کچھوچھہ شریف گئے۔ جمعہ کا دن تھا نماز جمعہ مختار المساجد میں ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے حضرت کے ساتھ نکل رہے تھے کہ ایک سائل نے سوال کر دیا۔ مولانا نے حضرت سے گزارش کی۔ حضرت نے فرمایا: ”ارے بھئی! ابھی چھوڑو“ اس جواب کو سن کر میرے دل میں عجیب وسوسے سر ابھارنے لگے۔ اسی حال میں حضرت کی نشست گاہ پر پہنچ گئے دسترخوان بچھا اور کھانے کے لئے بیٹھ گئے درمیان طعام میں حضرت تبسم فرماتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد میں سوال کرنا بھی منع ہے اور سائل کو دینا بھی منع ہے اتنا سنتے ہی میں حیرت میں پڑ گیا کہ سرکار کو میری دلی کیفیات کی اطلاع ہو گئی ہے اور میرے دلی خلجان کو آپ دور فرما رہے ہیں۔ وہ بھی اس طرح کہ کسی دوسرے کو پتہ بھی نہ چلے۔ میں بڑا پچھتایا کہ مرشد کے فعل پر ایسے باطل خیالات کو دل میں کیسے جگہ دے دی، حضرت نے تو شریعت کی پاسداری فرمائی یہ روشن ضمیری ہی تو تھی کہ میرے دل کے حالات مشاہدہ فرما رہے تھے اور میری اصلاح بغیر طنز وتشنیع کے فرما رہے تھے۔ درمختار جلد ا۔ ص ۶۱۷ مطبوعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ میں ہے کہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ۶ ص ۴۳۶ مطبوعہ سنی دارالاشاعت فیصل آباد میں ہے۔ ”مسجد میں اپنے لئے مانگنا جائز نہیں اور اسے دینے سے بھی علماء نے منع فرمایا ہے، یہاں تک کہ امام اسمٰعیل زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ”جو مسجد کے سائل کو ایک پیسہ دے اسے چاہئے کہ ستر پیسے اللہ کے نام پر دے تا کہ اس پیسے کا کفارہ ہو“۔ اس کے مطالعہ کے بعد بے ساختہ زبان پر آیا کہ میرے آقا تو قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کے مدلول و مفہوم کے مصداق ہیں۔ ”فبشر عبادالذین یستمعون القول

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

فیتبعون احسنہ ''اے محبوب! آپ میرے ان بندوں کوخوشخبری دیجئے جوبات کوسنتے ہیں پھراچھی بات پرعمل کرتے ہیں۔

حضرت کی ذات اپنے بیگانے سبھی کے لئے نمونہ ہے۔آپ کے انداز تکلم سے غیر بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔کبھی کسی سے سخت لہجے میں بات نہیں فرماتے گفتگو میں ہمیشہ خیال فرماتے کہ کسی کی دل شکنی نہ ہونے پائے، چنانچہ عاشوراء کی نماز ودعا کے لئے لوگ مختار المساجد میں حضرت کے ساتھ جمع ہوتے آپ دعا وغیرہ پڑھ کر پہلے فارغ ہوجاتے اورلوگ پڑھتے رہ جاتے تو آپ ان کے فارغ ہونے کا انتظار فرماتے رہتے۔کبھی نہیں فرمایا کہ جلدی کروجلدی کرو، بلکہ فرماتے''ہوجائے گا، عادت نہیں ہے نا اس لئے دیرہورہی ہے۔''

آپ کی ذات اقدس توایسی بے مثل ہے کہ جس کے دیکھنے والے کوحضرت غوث اعظم ،محبوب سبحانی ابوالبرکات محی الدین سید عبدالقادر جیلانی نے خوشخبری دی ہے۔جس نے مجھے یامیرے دیکھنے والوں کودیکھا "طوبی لمن رانی ورای من رانی" خوشخبری ہےاس کے لئے جس نے مجھے دیکھایامیرے دیکھنے والوں کودیکھا اس طرح آپ نے سات مرتبہ ارشاد فرمایا: آپ اس سلسلہ مُژدہ جانفزامیں ساتویں نمبر پر ہیں وہ اس طرح ہے:

☆غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

☆حضرت شاہ دولا☆ حضرت شاہ منور الہ آبادی☆ حضرت شاہ ملااخوندر رامپوری☆ حضرت محمد امیر کابلی☆اعلیٰ حضرت اشرفی میاں☆سرکارکلاں۔اسے سلسلہ منوریہ قادریہ کہاجاتا ہے۔

جس شخص نے ایمان وایقان اورمحبت کے ساتھ آپ کی زیارت کی وہ جنتی ہے۔ایسی ہی بشارت غوث العالم ،تارک السلطنت،محبوب یزدانی، سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی قبر پرآنے والوں کودی ہے۔آپ ارشادفرماتے ہیں کہ''ہر کہ برسر قبر مابیاید مرادش برآیدوآمرزیدہ شودانشاء اللہ تعالیٰ''،یعنی جوشخص بھی فقیر کی قبر پرآئے گاانشاء اللہ اس کی مراد پوری ہوگی اوربخشاجائے گا۔ سرکارکلاں نے اس فرمان عالی شان کی توضیح فرمائی کہ مخدوم پاک کے فرمان کے دوحصے ہیں ایک حصے کاتعلق توہرایک سے ہے چاہے وہ مسلم ہویاغیر مسلم اوردوسرے حصے کاتعلق صرف اہل ایمان وایقان سے ہے۔یعنی مراد کاپوراہونا ہرخاص وعام کے لئے اوربخشے جانے کی بشارت صرف ایمان وایقان والوں کے لئے ہے۔جوبھی ایمان وایقان کے ساتھ آپ کی قبرمبارک پر حاضر[illegible]ے گا انشاء اللہ بخشا جائے گا،مبارک ہوبرادران طریقت کوکہ سرکارکلاں کی بدولت مژدۂ غوث اعظم میں بھی داخل ہیں اورغوث العالم میں بھی۔ہم اس نعمت پرجتنی بھی خوشی منائیں کم ہے۔آپ کی ذات بے مثل کیوں نہ ہو؟ جبکہ آپ کے جدامجد ومرشد نظر کردہ وپروردہ سہ محبوباں،محبوب ربانی ،مجدد سلسلہ اشرفیہ شیخ المشائخ ،اعلیٰ حضرت سید علی حسین اشرفی جیلانی المعروف بہ اشرفی میاں قدس سرہ نے آپ کے نمایاں ہونے کا تذکرہ اپنی زبان وتحریر سے فرمایا ہے۔

جناب لطیف صاحب اشرفی شہزادپوری بیان کرتے ہیں کہ جب حضور اشرفی میاں زیارت حرمین طیبین کے لئے تشریف لے جارہے تھے توسرکارکلاں آپ کورخصت کرنے کے لئے ممبئی بندرگاہ تک گئے۔ وہاں سے حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے میرے والد جناب محمد حنیف صاحب اشرفی کوخط لکھا کہ جہاز کے پلیٹ فارم پر ہزارہا لوگ فقیر کورخصت کرنے آئے۔فقیر جس طرف سے بھی دیکھتا ہے،فقیر کاپوتا(سرکارکلاں)ان ہزاروں کی بھیڑ میں نمایاں اوربلند نظر آتا ہے،لگتا ہے کہ اس فقیر کاپوتا بزرگی میں اپنے باپ دادا سے بھی نمبر آگے لے جائیگا۔حضور اشرفی

میاں کی نگاہوں نے سرکار کلاں کی پیشانی مبارک پر آثار بزرگی وسربلندی بچپن ہی میں دیکھ لئے اور اس کا اعلان وتذکرہ بار ہا فرمایا چنانچہ حضور سرکار کلاں نے اپنی حیات میں جو دینی وروحانی خدمات انجام دیں وہ رہتی دنیا تک روشن رہیں گی ۔مگر دیدہ کور کو تو کچھ نظر نہیں آتا اس میں سورج کا کچھ قصور نہیں، سرکار اشرفی میاں کا تحریر کردہ وہ خط افسوس اکبر پور کے بھیانک سیلاب کی نذر ہو گیا۔ جس گوشے سے بھی آپ کی ذات کو دیکھیں یکتا ویگانہ نظر آتی ہے۔ بڑے بڑے حادثات میں بھی صبر وتحمل کا دامن نہ چھوٹتا تھا۔ مئی ۱۹۷۱ میں جب کچھ روش بیجا کے شیدائیوں نے اپنے مفادات کی تکمیل کی خاطر آپ کو بزعم خویش دار العلوم اشرفیہ مبارکپور کی سرپرستی سے معزول کر دیا اس وقت بھی آپ کی پیشانی پر بل نہیں پڑے۔ آپ نے نہ کوئی قانونی چارہ جوئی کی اور نہ ہی ان مفاد پرستوں کو عوام کی عدالت میں پیش کیا، بلکہ کچھ لوگوں نے آپ سے عرض بھی کیا تو آپ نے انہیں خاموش کر دیا اور فرمایا کہ چلو دین کا کام کرنے دو۔ واہ رے نفس دشمنی! جس ادارہ کے بانی آپ کے جدامجد ہوں، جسے اپنے خون جگر سے سیراب کر کے پروان چڑھایا ہو، برسوں تک جس ادارے کی آپ کے اہل خاندان نے آبیاری کی اور خود بھی برسوں تک وسعت وترقی دیتے رہے آج اسی ادارے کی سرپرستی سے پرفریب چالوں سے علاحدہ کیا جا رہا ہے، پھر بھی دل میں کچھ بھی بدلے کی آگ نہیں بھڑک رہی ہے۔

اللہ اللہ ایسی بے نفسی تو کسی میں نہیں دیکھی۔ سرکار کلاں نے سربراہی سے بے دخلی پر اپنے نفس کو حاوی نہ ہونے دیا جبکہ سب کچھ کر گزرنے کا اختیار تھا، اس کے باوجود آپ نے نفس دشمنی کا جیتا جاگتا ثبوت رہتی دنیا تک کے لئے چھوڑ دیا۔ آپ کی ذات "موتوا قبل ان تموتوا" کی زندہ مثال ہے۔ گویا کہ آپ مرگ طبعی سے پہلے مرگ نفسانی پا چکے تھے، اسی لئے نفس کا فریب آپ پر نہیں چلا ہے۔ بظاہر تو آپ دنیا میں تھے اور بباطن ملائے اعلیٰ میں۔ غرض یہ کہ آپ کی زندگی کے جس گوشے کو بھی دیکھئے تو آپ اپنی مثال آپ ہیں یا یوں کہئے

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے
آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشہ کہیں جسے

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکارکلاں اورانکے آباءواجداد

ادارہ

مخدوم المشائخ حضرت سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی سجادہ نشیں آستانہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں درگاہ کچھوچھہ شریف کا سلسلہ نسب اڑتیس واسطوں سے رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے، جس کا اجمالی خاکہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا : حضرت خدیجہ کے بطن سے پیدا ہوئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ کی عمر 35 سال تھی، نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رمضان المبارک 2ھ میں ہوا۔ رفتار و گفتار میں رسول اللہ ﷺ کا بہترین نمونہ تھیں، آپ کو تین فرزند اور دولڑکیاں تھیں، امام حسن، امام حسین، حضرت محسن، سیدہ زینب اور سیدہ ام کلثوم۔ آپ کا وصال 3 رمضان المبارک 11ھ میں ہوا۔

۲۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ : 15 رمضان 3ھ میں ولادت ہوئی، حضرت علی نے حرب نام رکھا تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے بدل کر حسن رکھا۔ 20 رمضان 40ھ میں حضرت علی کی شہادت کے بعد خلیفہ مقرر ہوئے اور 15 جمادی الاولیٰ 41ھ میں اس سے دستبرداری اختیار کی۔ آپ کو آٹھ لڑکے تھے۔ 1۔سید حسن مثنیٰ، 2۔سید زید، 3۔سید عمر، 4۔سید قاسم، 5۔سید ابوبکر، 6۔سید عبدالرحمٰن، 7۔سید طلحہ، 8۔سید عبیداللہ۔ ربیع الاول 49ھ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

۳۔ سید حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ : 12 رمضان 30ھ میں ولادت ہوئی۔ آپ کا حسن و جمال دیکھ کر حضرت امام حسن کی شکل مبارک کا گمان ہوتا تھا، اسی لیے آپ کو حسن مثنیٰ کہا جاتا ہے۔ آپ کے پانچ بیٹے تھے، سید عبداللہ محض، سید ابراہیم، سید حسن ثالث، سید داؤد، سید جعفر۔ آپ میدان کربلا میں شریک ہوکر زخمی ہوئے تھے۔ 17 رجب 97ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

۴۔ سید عبداللہ محض رضی اللہ عنہ : 11 ربیع الآخر 70ھ میں پیدا ہوئے، اخلاقی حیثیت سے آپ تمام نقائص سے مبرا تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کا لقب محض ہوا آپ کے چھ بیٹے تھے: سید محمد، سید ابراہیم، سید موسیٰ، سید یحییٰ، سید سلیمان، سید ادریس۔ 18 رمضان 145ھ میں خلیفہ ابوجعفر عبداللہ المنصور عباس کے قید خانہ میں آپ کا وصال ہوا۔

۵۔ سید موسیٰ رضی اللہ عنہ : آپ لقب الجون ہے۔ 14 رمضان 152ھ میں ولادت ہوئی، آپ کی والدہ سیدہ رقیہ بنت امام زین العابدین تھیں، آپ بے پناہ حسین اور عالم و فاضل تھے کثرت عبادت کے سبب لاغر ہو گئے تھے۔ ہارون رشید کے زمانہ خلافت میں 6 ربیع الآخر 213ھ میں وصال فرمایا۔

۶۔ سید عبداللہ رضی اللہ عنہ : آپ عابد شب زندہ دار تھے، تہجد کی دو رکعت نماز میں پورا قرآن ختم کرتے تھے، دوشنبہ اور جمعہ کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔ 256ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

۷۔ سید موسیٰ ثانی رضی اللہ عنہ: 6 محرم 193ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ انتہائی متقی، صالح کریم اور فیاض تھے۔ معتقدین و متوسلین سے جو کچھ نذر ملتی اسے خرچ فرماتے اگر کچھ بچ جاتا تو فقیروں میں تقسیم فرما دیتے۔ آپ سے متاثر ہوکر بے شمار غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے اور تین صاحبزادیاں۔ جن میں سے سید داؤد سب سے زیادہ مشہور

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

ہوئے۔ صفر 288ھ میں وصال فرمایا۔

۸-سید ابوبکر داؤد : آپ کی کنیت ابو محمد اور ابو بکر ہے۔ سراج الدین لقب ہے۔ ۱۱ شعبان 245ھ میں ولادت ہوئی، ہر وقت خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا تھا۔ سائلوں کو کبھی واپس نہ کرتے۔ آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ سید محمد، سید عبداللہ، سید محمد عابد، سید شہاب الدین اور تین صاحبزادیاں۔ 12 شعبان 321ھ میں مکہ مکرمہ میں وصال فرمایا۔

۹- سید محمد : کنیت ابوالقاسم لقب شمس الدین ہے، 12 رمضان 299ھ میں ولادت ہوئی، حسن اخلاق وحسن گفتار میں یگانۂ روزگار تھے۔ آپ کے بیٹے سید یحییٰ فرماتے ہیں اگر کسی رات تہجد کے وقت بیدار نہ ہوتے تو غیب سے آواز سنتا، الصلوٰۃ خیر من النوم یا اباالقاسم۔ آپ کے چھ بیٹے تھے۔ سید عبدالواحد، سید عبدالوہاب، سید عبدالرزاق، سید یحییٰ، سید عبدالقادر، سید احمد، اور تین لڑکیاں: سیدہ آمنہ، سیدہ زینب اور سیدہ عائشہ۔ لیکن سید یحییٰ کے علاوہ سب بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ ۱۷ ربیع الاول 415ھ میں وصال ہوا۔

۱۰- سید یحییٰ زاہد : ابوعلی کنیت اور زاہد ونقی لقب تھا۔ 17 شعبان 340ھ میں پیدا ہوئے۔ مادرزاد ولی تھے، بچپن ہی میں خوارق عادات کا صدور ہونا شروع ہو گیا تھا آپ چھ سال کی عمر میں استاذ کے پاس پہنچے تو جتنا استاذ بتاتے اس سے آگے پڑھتے، استاذ متحیر ہوئے تو آپ نے فرمایا ابن جریج نے شکم مادر میں گفتگو کی تھی میری تو چھ سال عمر ہے، اسی دن سے استاذ نے آپ کو عارف باللہ کہنا شروع کیا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید موسیٰ اور سید ابوعبداللہ اور ایک صاحبزادی۔ 24 رمضان 430ھ میں وصال فرمایا۔

۱۱- سید ابوعبداللہ : 13 رمضان 365ھ میں ولادت ہوئی۔ انتہائی عابد وزاہد، سخی اور منبع فیض وکرامت تھے، نو سال کی عمر میں آپ نے تفسیر قرآن پڑھی، آپ کی محفل میں ہزاروں انسانوں کا اجتماع ہوا کرتا تھا جس میں ہر دین ومذہب کے لوگ شریک ہوتے تھے۔ آپ کے دو بیٹے تھے سید ابوصالح موسیٰ اور سید عبدالوہاب۔ ربیع الاول 472ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

۱۲-سید ابوصالح موسیٰ : ابوصالح کنیت اور جنگی دوست لقب تھا۔ 27 رجب 400ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ چہرہ مبارک آئینہ انوار ربانی کا مرقع تھا۔ جس محفل میں آپ رونق افروز ہوتے وہ محفل منور ہو جاتی تھی۔ زبان میں کمال کی فصاحت وشیرینی تھی، آپ کے زمانہ میں القادر باللہ ابوالعباس، اور القائم بامر اللہ ابوجعفر عباسی خلفاء بغداد میں تھے۔ 11 ذی قعدہ 489ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کے فرزند تھے۔

۱۳-غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی: یکم رمضان المبارک 470ھ بروز جمعہ آپ کی ولادت ہوئی، ابتداء ہی سے اللہ تعالیٰ کی نوازشات آپ کی جانب متوجہ تھیں، چار سال کی عمر میں بسم اللہ خوانی کے وقت مکمل اٹھارہ پارے زبانی پڑھ ڈالے۔ استاذ نے پوچھا یہ کب اور کیسے یاد کیا؟ فرمایا والدہ ماجدہ اٹھارہ پاروں کی حافظہ ہیں۔ سنتے سنتے مجھے یاد ہو گیا۔ آپ کے فضل وکمال اور تبحر علمی کی شہرت دور دور تک تھی آپ نے چار نکاح فرمایا جن سے 27 لڑکے اور 22 لڑکیاں ہوئیں۔ 11 ربیع الآخر 561ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

۱۴-سید ابوبکر عبدالرزاق: 18 ذیقعدہ 528ھ میں آپ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے والد گرامی حضرت غوث اعظم سے تعلیم حاصل کی۔ آپ کو گوشہ نشینی بہت پسند تھی۔ نہایت منکسر المزاج اور صابر وشاکر تھے حافظ حدیث وجید فقیہ تھے آپ کے فرزندوں میں شیخ ابوصالح، شیخ ابوالمحاسن، شیخ عبدالرحیم، شیخ سلیمان اور شیخ اسماعیل

بہت مشہور ہوئے۔آپ کا وصال 6 شوال 603ھ میں ہوا۔

۱۵- سید ابوصالح ناصر : نہایت منکسر المزاج اور فیاض تھے۔رفتاروگفتار میں اپنے والد ماجد کے بہترین نمونہ تھے۔آپ کے دوفرزند تھے۔سید ابوموسیٰ یحییٰ اور سید ابونصر محمد۔

۱۶-سید ابونصر محمد: آپ نے والدگرامی سے تعلیم حاصل کی اور صاحب فضل وکمال ہوئے۔آپ کے تین فرزند تھے سید عبدالقادر ثانی،سید عبداللہ اور سید ظہیر الدین احمد۔

۱۷- سید ظہیر الدین احمد :آپ بے پناہ حسین اور عالم وفاضل تھے۔مدت تک ریاضتیں کرتے رہے اور مرتبہ کمال کو پہنچے۔بلکہ آخر میں یہ حالت تھی کہ ہمہ وقت مستغرق رہتے تھے جب لوگ آکر کانوں میں آواز دیتے تو ہوشیار ہوتے اور نماز پڑھتے،نہایت مؤدب اور پابند شریعت تھے آپ کے ایک فرزند تھے سید سیف الدین یحییٰ۔

۱۸-سید سیف الدین یحییٰ : آپ بہت بڑے عارف، بہت بڑے ولی اور بہت بڑے عابد تھے۔آپ کے اندر متقدمین اولیاء کی شان وعظمت نمایاں تھیں،عشق ومعرفت کے منتہائے کمال پر پہنچے ہوئے تھے۔علوم ظاہری میں بھی بے مثال تھے۔آپ کے ایک فرزند تھے۔سید شمس الدین محمد۔

۱۹-سید شمس الدین محمد : آپ علوم ظاہر وباطن میں جامع تھے۔اہل طریقت کے امام،سالکین حقیقت کے راہنما، یکتائے روزگار اور اپنے وقت کے قطب تھے۔ صاحب کرامات اور مقامات بلند کے مالک تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو فرزند عطا فرمایا تھا۔سید علاء الدین علی اور سید عبدالقادر۔

۲۰-سید علاء الدین علی : انتہائی عابد وزاہد،سخی اور منبع فیض وکرامت تھے۔ہر وقت عبادت اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔آپ کی اولاد میں سید شمس الدین محمد،سید بدرالدین حسن اور سید بدرالدین حسین بہت مشہور ہوئے۔

۲۱-سید بدرالدین حسن : علوم ظاہری وباطنی آپنے والد ماجد سے حاصل کئے اور تمام علوم میں آپ کو پوری مہارت اور عبور حاصل تھا۔آپ کے وعظ اور تقریر سے بے شمار لوگ فیضیاب ہوئے۔ آپ کے دوفرزند تھے۔سید شمس الدین محمد اور سید ابوالعباس احمد۔

۲۲-سید ابوالعباس احمد : آپ گوشہ نشیں،نہایت منکسر المزاج اور صابروشاکر تھے مریدین ومعتقدین سے جونذر آپ کو ملتی تھی اسے جمع کرتے اور جمعہ کے دن گھر سے مسجد تک آپ کے انتظار میں بیٹھے فقیروں میں تقسیم فرمادیتے تھے آپ کے ایک فرزند تھے سید عبدالغفور حسن۔

۲۳-سید عبدالغفور حسن :بڑے عابد وزاہد اور حرص وہوس سے پاک تھے مشائخ وعلماء کرام کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی نے آپ کے فرزند سید عبدالرزاق کو اپنی فرزندی میں لینے کی خواہش ظاہر فرمائی تو آپ نے برضاورغبت قبول فرمایا اور ہمیشہ کے لیے اپنے لخت جگر کی جدائی پر اف تک نہ کی۔

۲۴-سید عبدالرزاق نورالعین: بارہ سال کی عمر میں سید مخدوم اشرف نے آپ کو اپنا فرزند بنالیا اسی وقت سے آپ حضرت کے زیر سایہ پرورش پانے لگے اور تمام ظاہری وباطنی علوم حاصل کرکے مرتبہ کمال کو پہنچے حضرت سید مخدوم اشرف کی طرح آپ نے عالم جوانی میں ماں،باپ،عزیز رشتہ دار،گھر اور وطن سب چھوڑ کر صرف طلب معرفت کے لیے حضرت کی غلامی اختیار کی اور پوری زندگی کو شیخ پر

قربان کردیا۔ آپ کے پانچ فرزند تھے۔ سید شمس الدین، سید حسن، سید حسین، سید فرید، سید احمد۔ آپ کا وصال 872ھ میں ہوا۔

۲۵-سید شاہ حسن: غوث العالم حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ آپ کو بہت چاہتے تھے ان کا ارشاد ہے: حسن ما احسن الوجوہ وا کبرالقوہ باشد، یعنی ہمارا حسن سب سے زیادہ حسین اور سب سے بڑا ناظم درگاہ ہوگا۔ اسی لیے مخدومی منشاء کے مطابق آپ ہی اپنے والد گرامی کے بعد درگاہ شریف کے سجادہ نشین ہوئے۔ آپ کو ایک فرزند تھا سید محمد اشرف۔ آپ کا وصال 898ھ میں ہوا آپ کا مزار شریف روضہ مخدوم اشرف کے پائتیں میں ہے۔

۲۶-سید محمد اشرف: آپ اپنے دادا حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کے پرتو اور عکس جمیل تھے۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے والد ماجد سے سلوک و معرفت کے منازل طے کیے اور بڑے صاحب فضل و کمال ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ سید محمد، سید احمد اور سید حامد آپ نے فرزند اکبر سید محمد کو اپنا جانشین بنایا اور 910ھ میں وصال فرمایا۔

۲۷-سید محمد: تواضع وانکساری میں آپ بے مثال تھے، ارباب علم ودانش کے درمیان آپ کی بڑی مقبولیت تھی آپ کے تین فرزند تھے۔ سید حسن ثانی، سید حسین ثانی، سید ابوالفتح۔

۲۸-سید ابوالفتح: آپ بڑے صاحب کشف وکرامات تھے، اتباع شریعت اور خدمت خلق آپ کی نمایاں خصوصیت تھی، کسی سائل کو خالی واپس نہ کرتے تھے آپ کے پانچ فرزند تھے۔ سید عبدالرحمٰن، سید احمد، سید محمد عثمان، سید نظام، سید مبارک۔

۲۹-سید محمد عثمان: آپ نے والد ماجد سید ابوالفتح سے تعلیم حاصل کی۔ نہایت منکسر المزاج لیکن بلند ہمت کے مالک تھے اپنے بیگانے سبھی آپ سے خوش تھے۔ آپ کے حسن اخلاق کی شہرت دور دور تک تھی۔ آپ کے ایک فرزند تھے۔ سید عزیز الرحمٰن۔

۳۰-سید عزیز الرحمٰن: حسین صورت حسین سیرت کے مالک تھے۔ نرم گوئی اور تواضع میں اپنی مثال آپ تھے کسی پر آپ کبھی غصہ نہ ہوتے تھے۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید جمال الدین اور سید منہاج الدین۔

۳۱-سید جمال الدین: اپنے والد ماجد کی طرح حسن وجمال کے پیکر اور رفتار و گفتار میں ان کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ کے ایک فرزند تھے۔ سید محمد غوث۔

۳۲-سید محمد غوث: انتہائی خلیق، نیک دل اور خدا ترس انسان تھے۔ دین برحق سے حد درجہ شغف اور آنحضرت ﷺ کی ذات بابرکات سے انتہائی تعلق اور عشق آپ کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپ کے تین فرزند تھے: سید محمد نواز، سید محمد مراد اور سید محمد سجاد۔

۳۳-سید محمد نواز: بچپن ہی سے آپ کو فقراء سے محبت تھی، خود فقر وفاقہ کی زندگی گذارتے تھے لیکن جو بھی میسر ہوتا تھا محتاجوں اور مسکینوں کو کھلا دیتے تھے۔ بزرگان دین خصوصاً حضرت غوث الاعظم سے بہت عقیدت رکھتے تھے آپ کے دو فرزند تھے۔ سید شاہ تراب علی اور سید شاہ صفت اشرف۔

۳۴-سید شاہ تراب علی: ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ اکثر استغراق کا عالم طاری رہتا تھا۔ ہر وقت حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا جمال جہاں آرا، پیش نظر ہوتا تھا۔ آپ کے ایک فرزند تھے۔ سید شاہ قلندر بخش۔

۳۵-سید شاہ قلندر بخش: خدا رسیدہ، مقبول بارگاہ الٰہی، صاحب تصرف اور ابدال صفت بزرگ تھے نہایت عارفانہ باتیں کرتے تھے آپ کے دو فرزند تھے۔ سید شاہ منصب علی اور سید شاہ سعادت علی۔

۳۶-سید شاہ سعادت علی: درویش صفت اور عارف باکمال تھے۔ فقیرانہ لباس پہنتے تھے اور صوفیانہ وضع میں رہتے تھے۔ حضرت غوث الاعظم کے بڑے شیدائی تھے۔ آپ کے دو فرزند

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

تھے۔ سید شاہ اشرف حسین اور سید شاہ علی حسین۔ آپ کا وصال 23 ربیع الثانی 1313ھ میں ہوا۔

۳۷۔ سید شاہ علی حسین اشرفی : آپ کی ولادت 22 ربیع الثانی 1266ھ میں ہوئی روحانی فضل وکمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثال حسن وجمال سے بھی نوازا تھا۔ اور انوار باطنی نے ظاہری حسن وجمال کے اندر بے پناہ نکھار پیدا کر دیا تھا۔ کثیر تعداد میں مشرکین ونصاریٰ نے آپ کی صورت زیبا کو دیکھ کر اسلام قبول کیا۔ آپ کی صورت مبارکہ کے بارے میں اہل کشف کا اتفاق ہے کہ آپ ہم شبیہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کی عظمت شان کا نتیجہ تھا کہ شاخ حسنیہ کے سجادہ نشین حضرت سید شاہ منصب علی اور شاخ حسینیہ کے سجادہ نشیں حضرت سید شاہ نیاز اشرف دونوں نے حضرت مخدوم اشرف کی سجادگی آپ کے سپرد فرمائی۔ اور آپ نے اپنے پوتے حضرت سید شاہ مختار اشرف اشرفی الجیلانی سرکار کلاں کو اپنا جانشین وسجادہ نشیں نامزد فرمایا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سید احمد اشرف اور سید مصطفیٰ اشرف اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ آپ کا وصال 11 رجب 1355ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار شریف آستانہ مخدوم اشرف کے جنوب میں نیر شریف کے قرب میں مرجع خلائق ہے۔

۳۸۔ مولانا سید احمد اشرف : آپ کی ولادت 4 شوال 1286ھ بروز جمعہ ہوئی۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ بہت کم مدت میں کمالات روحانی سے متصف ہوئے۔ طبیعت میں کمال استغناء پایا جاتا تھا۔ دنیا اور طلب دنیا سے ہمیشہ دور رہے۔ آپ کی تقریر ووعظ میں بڑی تاثیر ہوتی تھی۔ بارہا ایسا ہوا کہ وعظ کے درمیان لوگ چیخ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ آپ کی تکمیل علوم پر رسول اللہ ﷺ نے خواب میں آپ کی دستار بندی فرمائی۔ پھر اپنے والد ماجد اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمہ کے زیر سایہ منازل سلوک طے کیے۔ آپ کے ایک فرزند سید شاہ محمد مختار اشرف سجادہ نشیں سرکار کلاں اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ والد ماجد کی موجودگی میں آپ کا وصال 14 ربیع الثانی 1343ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار والد گرامی کے پہلو میں ہے۔

۳۹۔ سید شاہ محمد مختار اشرف سجادہ نشین سرکار کلاں : آپ کی ولادت 1333ھ میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے دادا اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی علیہ الرحمہ سے مرید وخلیفہ ہو کر سلوک ومعرفت کے منازل طے کیے۔ آپ حق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کے معاملہ میں سختی سے پابند تھے۔ غایت درجہ احتیاط کو ملحوظ رکھنا آپ کی عادت ثانیہ تھی۔ مختار المساجد (کچھوچھہ مقدسہ) خانقاہ اشرفیہ اور مولانا احمد اشرف ہال کی تعمیر وہ گرانقدر کارنامے ہیں جو دنیا وآخرت میں آپ کی عظمت کے شاہد ہیں۔ آپ نے دو نکاح فرمایا تھا جن سے پانچ فرزند (۱) پیر طریقت شیخ اعظم سید شاہ محمد اظہار اشرف (جانشین وسجادہ نشین) (۲) پیر طریقت سید احمد اشرف (۳) پیر طریقت سید علی اشرفی (۴) پیر طریقت سید انوار اشرف (۵) سید حسن اشرف اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ آپ کا وصال 9 ررجب المرجب 1417ھ مطابق 21 نومبر 1996 بروز جمعرات ہوا۔ آپ کا مزار خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں درگاہ کچھوچھہ شریف میں اپنی والدہ ماجدہ کے پہلو میں مرجع خلائق ہے۔

ماخذ ومراجع :

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲) سیرت غوث اعظم (۳) سفینۃ الاولیاء (۴) سیرت اشرفی (۵) تذکرہ مولانا احمد اشرف۔

☆☆☆☆☆☆☆

شیخ المشائخ سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی

مفتی عبدالخبیر اشرفی مصباحی صدر المدرسین مخدوم اشرف مشن پنڈوہ شریف، مالدہ (بنگال)

علم وعرفان کے تاجدار، امام اہل سنت، سالک راہ طریقت، غواص، بحر حقیقت، عارف حقانی، امام روحانی، محبوب رحمانی شیخ المشائخ سیدی ومرشدی حضرت علامہ مفتی الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سرکارکلاں سجادہ نشین خانقاہ حسنیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کی ذات والاصفات پر قلم کو جنبش دینا مجھ ہیچ مداں کے بس سے باہر ہے۔

من ہیچ ام وکم زہیچ ام
بسیار بے از ہیچ نیاید کارے

تاہم یہ چند سطور بارگاہ عالیہ سرکارکلاں میں بطور نذر پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں کہ دریائے فیض وبرکات سرکارکلاں کے چند قطروں سے میری زیست خزاں رسیدہ میں بھی ہریالی وشادابی آجائے۔ گرقبول افتدزہے عزوشرف۔

امام الاتقیاء تاج العرفاء والعلماء، شیخ المشائخ سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب زندگی کا ہر باب روشن وتابناک ہے۔ عقیدتمندان سرکارکلاں کے لئے مشعل راہ وسرمایہ افتخار ہے اور خصوصاً اہل خاندان اشرفیہ کے لئے باعث مسرت وشادمانی ہے۔ چنانچہ عالم ربانی واعظ لاثانی، سلطان المناظرین بحر العلوم امام علوم وفنون حضرت علامہ سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہٗ النورانی کو اللہ عزوجل نے ایک شہزادہ اور تین شہزادیوں سے بہرہ ورفرمایا۔ شہزادہ صغرسنی ہی میں پیک اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ولادت کا سلسلہ چند سالوں کے لئے رکا رہا آخرش ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء کو علم وعرفان کے تاجدار حضور سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ رونق آرائے عالم ہوئے۔ سن ہجری کے اعتبار سے ''محمد مختار'' اور سن عیسوی کے اعتبار سے محمد مختار اشرف'' تاریخی نام قرار پایا۔

خاندان اشرفیہ میں تحصیل علم دین ودنیا کی ایک نیک شگونی رسم ہے کہ نومولود بچے کو چھٹی کے دن قلم پکڑا کرکچھ تحریر کرایا جاتا ہے چنانچہ خاندانی دستور کے مطابق آپ کی پھوپھی محترمہ محمدی خاتون دختر نیک اختر مخدوم الاولیاء ہم شبیہ غوث جیلاں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد جدامجد حضور سرکارکلاں سے اس نیک رسم کو ادا کرنے کی درخواست کی۔ حضور اعلیٰ حضرت ہم شبیہ غوث اعظم نے قلم تو پکڑایا ہی ساتھ ساتھ اپنا تاج مبارک بھی پہنایا اور فرمایا ''میرا یہ بیٹا ولی ہوگا'' حضور مخدوم الاولیاء محبوب ربانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی اس طرز ادائیگی رسم پر غور کیجئے تو پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کو چھٹی کے دن ہی اپنا ولی عہد اور جانشین مقرر فرمایا تھا البتہ اعلان جانشینی آپ نے تقریراً اپنے ولد عزیز عالم ربانی کے عرس چہلم کے موقع پر فرمایا اور تحریراً ۶/جمادی الآخرہ ۱۳۵۵ھ کو ایک وصیت نامہ کے ذریعہ فرمایا۔

مخدوم الاولیاء مرشد العالم محبوب ربانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ مخزن باطنی کمالات ومنبع برکات وحسنات ہے، آپ کی ذات ستودہ صفات سے سیکڑوں ایسے واقعات وابستہ ومنسلک ہیں کہ آپ نے مستقبل کے حالات

وکیفیات سے متعلق جوفرمایا یا جیسا آپ نے کردیا ویسا ہی ہوا یہاں نہ ان واقعات کو درج کرنے کی گنجائش ہے اور نہ کوئی موقع ومحل ہے آپ کی ذات گرامی جن کی نگاہوں کے سامنے ہے یا آپ کی سوانح عمری کے مطالعہ کا جنہیں کچھ موقع ملا ہے وہ اس سے بخوبی واقف ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قلم پکڑانے کی رسم ادائیگی کے وقت تاج پہنانے کے واقعہ کی خبر جب آپ کے فرزند دلبند عالم ربانی، واعظ لاثانی سیدنا سرکار احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو آپ نے برملا اور بہ یقین ارشاد فرمایا ''حضور نے ان کو اپنا ولی عہد بھی بنادیا ہے۔''

سجادگی یا جانشینی ایسا اہم فریضہ ہے جس سے عہدہ برآ ہونا ہما شما کے بس کا روگ نہیں بلکہ اس کے لئے ایک کامل انسان کی ضرورت ہے جس کے اندر رفعت فکرونظر، ذہنی جولانیت واستحضار، علمی گہرائی گیرائی، تبحر علمی ورمز شناسی، سخاوت وفیاضی، غرباء پروری، مساکین نوازی، شفقت وعطوفت، خلق ومروت جودوعطا، فضل وسخا، زہد وتقویٰ مختصر یہ کہ لمحات زندگانی کا ہر ہر پل انوار مصطفائی سے تاباں ودرخشاں ہو۔

شریعت مطہرہ کی پابندی ظاہری وباطنی خصوصیات میں داخل ہو۔ فرائض وواجبات، سنن ونوافل کی پابندی عادت ثانیہ بن چکی ہو۔ بلاشبہ یہ ساری صفتیں شیخ المشائخ مرشدی سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ جس کا اعتراف علمائے ذوی الاحترام اور ہر خاص وعام کو بھی ہے۔

اعلیٰحضرت مخدوم الاولیاء اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جانشینِ برحق کے اندران صفات عالیہ کا نظر باطن وظاہر سے ملاحظہ فرمایا اور اطمینان قلب حاصل کر لینے کے بعد اعلان جانشینی فرمایا چنانچہ ڈاکٹر سید نجم الدین اشرف لکھتے ہیں۔ ''انہوں نے (حضور شیخ المشائخ مرشدی سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ نے) مطلوبہ علوم وفنون کی تکمیل کر لی تو ان کی استعداد وصلاحیت سے مطمئن ہوجانے کے بعد حضرت اشرفی میاں نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل ۶ جمادی الآخرہ ۱۳۵۵ھ کو ایک وصیت نامہ کے ذریعہ انہیں اپنے بعد خانوادۂ حسنی کا سجادہ نشین بھی بنایا تھا۔'' (آئینہ اشرفی ۸۶)

مخدوم الاولیاء حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس وصیت نامہ میں مخدوم المشائخ سیدنا سید سرکار کلاں کی شان اقدس میں جو ارشادات رقم فرمائے ہیں ان کا ایک اقتباس ملخصاً قارئین کی نذر ہے۔

''فقیر سید ابواحمد محمد علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین درگاہ روح آباد کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد اپنے تمام فرزندان خاندانی وبرادران ایمانی ومریدان ومتوسلان سلسلۂ شگرفیہ وعقیدتمندان آستانہ اشرفیہ کو آگاہ کرتا ہے کہ اس فقیر نے پہلے اپنے فرزند مطلق وخلیفۂ برحق عالم ربانی واعظ لاثانی مولانا ابوالمحمود سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ولی عہد اور اپنے بعد سجادہ نشین جادۂ اشرف السمنانی مقرر کیا تھا...... جب فرزند ممدوح نے ۱۵ ربیع الآخر ۱۳۴۷ھ کو بعارضہ اسہال وطاعون حالت نماز میں شہادت پائی تو ان کی مجلس چہلم میں بموجودگی فرزندان خاندانی ومریدان وخلفاء..... اور تمام ہندوستان سے محبان سلسلہ جو آئے سب کے سامنے فقیر نے اپنے فرزند کے فرزند اپنے پوتے اور دلبند سید محمد مختار اشرف عرف محمد میاں سلمہ ربہ کو اپنا مرید کر کے اپنا ولی عہد بنایا۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب ان کی دستار بندی ہوچکی ہے اور تمام علوم معقول ومنقول تفسیر وحدیث، فقہ ومعانی وتصوف کو بکمال جانفشانی جامعہ اشرفیہ (جو اس فقیر کا بنایا ہوا دارالعلوم ہے) سے حاصل کیا۔ اور فقیر نے اپنی آرزوؤں کے موافق ان کو دیکھ لیا اور اپنا سچا ولیعہد پایا اب اشارۂ غیبی سے اس فرمان کے ذریعہ سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ نور نظرم وعصائے پیرم مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی زاداللہ علمہ وعرفانہ، میرے بعد سجادہ نشینی جادہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اشرف السمنانی خاندان حسنی سرکارکلاں کے ہیں جو شل میرے مراسم عرس شریف ۲۶ محرم الحرام نماز مغرب سے ۲۹ محرم الحرام تک ادا کرتے رہیں گے۔ (اعلان وفرمان جانشینی)

قارئین کرام مذکورہ بالا اقتباس میں خط کشیدہ جملوں کو بار بار پڑھیں۔ کتنے پر لطف ہیں یہ جملے! کتنے دلکش وجاذب ہیں یہ الفاظ! کس قدر گہرائی وگیرائی معانی ہیں ان جملوں کے اندر!! کہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے اس فرمان عالیشان کے ذریعہ نہ صرف جانشینی سرکارکلاں کا اعلان فرمایا بلکہ اس سجادگی میں مرضی الٰہی کے شامل ہونے کا اظہار بھی فرمایا اور اپنے جانشین برحق کو منطقی وفلسفی مفسر ومحدث فقیہ واصولی مختصر یہ کہ بحرالعلوم والفنون ہونے کی سندوڈگری بھی عطا فرمادی۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

صفات کمالیہ کے جامع تھے میرے سرکارکلاں

مفتی محمد منظر حسن خان اشرفی مصباحی امام غوثیہ مسجد، کملی شاہ کمپاؤنڈ، نتیانند نگر گھاٹ کوپر، ویسٹ ممبئی۔۸۶

رب قدیر کا احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کوہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ بنا کر سطح زمین پر مبعوث فرمایا۔ اس نورانی سلسلے کے خاتم ہب سب کے آقا شفیع المذنبین ﷺ ہیں۔آقا ﷺ کے بعد نبوت ورسالت کا دروازہ بند ہو گیا ہدایت ورہنمائی کا نہیں۔ ان نفوس قدسیہ کے بعد ہدایت ورہنمائی کی ذمہ داری رب بشیر ونذیر نے ان کے سچے نائبین یعنی اولیاء کاملین وعلماء ربانیین کو عطا فرمایا۔ان دونوں مقدس جماعتوں نے ہر دور میں بے لومۃ لائم بلاتفریق مذہب وملت خلوص وللہیت سے لبریز ہوکر دین اسلام کی عظیم خدمتیں انجام دیں۔(اورانشاء اللہ تعالیٰ دیتیں رہیں گی) ان مقدس جماعتون کی مساعی جمیلہ ہی کا صدقہ ہے کہ بہت سے راہ رواوردل پھیرے صراط مستقیم پر گامزن ہو گئے۔ اسی نورانی سلسلے کی ایک کڑی جن کے رخ زیبا و جمال آراء کو دیکھ کر عارفوں نے بلاتأمل وتردد کے ہم شبیہ غوث اعظم کہا اور جن کی علمی شخصیت سے متاثر ہوکر وقت کے محققین ومدققین نے اپنا امام اورنزاعی مسئلوں میں فیصلِ حق پسند تسلیم کیا وہی مقتدا وپیشوا کہ جن کی بارگا فیض بخشش کی غلامی وخدمت گزاری کو عوام وخواص نے دارین کی سعادتوں کا سرمایۂ عظیم تصور کیا۔ وہی داعی برحق کہ جن کے چہرۂ پاک کی ایک زیارت نے نہ جانے کتنے گم گشتگان راہ کو راہبر بنا دیا، وہی مرجع خلائق کہ جن کی محفلیں قال اللہ وقال الرسول کی صداؤں سے پُراورعلم وعرفان کے نورانی جام سے لبریز ہوتی تھیں وہی ذات بابرکت کہ جن کا دل امت مسلمہ کے مابین فروعی مسائل میں شدت پسندی کو دیکھ کر افسردہ تھا، وہی مقدس ہستی جو علماء ربانیین کے نزدیک اسلام ومسلک اہل سنت کی حقانیت کی چلتی پھرتی برہان تھی ،وہی مرشد کامل کہ جن کے خلفاء کی فہرست میں ایسی ایسی شخصیتیں ہیں کہ جن کے خلفاء کے خلفاء بھی عالم اسلام میں دین وسنیت کی عظیم خدمتیں انجام دے رہے ہیں اوروہ خانقاہوں اورمدرسوں کی آبرو بھی ہیں ،وہی عارف باللہ کہ جن کی پیدائش کے وقت ہی آپ کے جدِ امجد قطب الاقطاب ہم شبیہہ غوث اعظم پروردۂ سہ محبوباں محبوب ربانی حضور سیدنا اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی المولی عنہ نے فرمایا تھا کہ میرا پوتا پیدائشی ولی ہے،جنہیں دنیا مخدوم المشائخ غواص بحر معرفت ہم شبیہہ غوث اعظم پروردۂ چہار محبوباں مفتی اعظم ابوالمسعود سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی حضور سرکارکلاں سے جانتی اور پہچانتی ہے۔(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حضور سرکارکلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس ذات پر طائرانہ نظر ڈالنے سے قبل معلوم ہونا چاہئے کہ بزرگی کوئی موروثی دولت نہیں ہے کہ جو نسلاً بعد نسلاً چلتی آوے گی بلکہ بزرگی تقویٰ وطہارت ،خشیت الٰہی وشریعت کی پابندی سے حاصل ہوتی ہے۔علماء راسخین وبزرگان دین نے جن صفتوں کو ولی کی معرفت کے لئے آلہ بنایا ہے ان اوصاف سے متصف ہونا ہی اصل ولایت ہے۔ خاندانی جاہ وحشمت کسی کو ولی نہیں بنا سکتی۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ولی کون

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جسے دیکھنے سے اللہ یاد آئے ۔ متکلمین کے نزدیک ولی وہ ہے جو اعتقاد صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمال صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو۔

حضور صدر الافاضل علیہ الرحمہ (زیر آیت) "الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون" تحریر فرماتے ہیں کہ ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل کرلے اور طاعت الٰہی میں مشغول رہے، اس کا دل نور جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو، جب دیکھے تو دلائل قدرت الٰہی کو دیکھے اور جب سنے تو اللہ کی آیتیں ہی سنے، جب بولے تو اپنے خدا کی ثناء کے ساتھ بولے ، جب حرکت کرے تو طاعت الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے تو اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعہ قرب الٰہی ہو اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی تحریر فرماتے ہیں:

الولی ھو العارف باللہ تعالیٰ وصفاتہ حسب مایمکن ،المواظب علی الطاعات ،المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانھماک فی اللذات الشھوات. یعنی ولی وہ ہے جو حسب طاقت ذات وصفات الٰہی کی معرفت رکھنے والا ،اوامر کا بجالانے والا ،نواہی سے پرہیز کرنے والا ہو اور ساتھ ہی ساتھ شہوات نفسانیہ سے کنارہ کشی بھی اختیار کرنے والا ہو۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی شخص ہوا میں اڑے اور خلاف فطرت امور ظاہر کرے تو اسے صاحب دل مت سمجھو بلکہ جو متبع شریعت ہو اسے ہی صاحب دل سمجھو ،خلاصہ یہ کہ جو عامل شریعت نہ ہو وہ ولی ہو ہی نہیں سکتا۔

مذکورہ اقوال وتعریفات کی روشنی میں جب ہم حضور سرکار کلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ حضور سرکار کلاں رضی اللہ عنہ نہ صرف ہندوستان کی عظیم وقدیم خانقاہ ،خانقاہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ حسنیہ کا فرد عظیم تھے بلکہ اپنے وقت کے ولی کامل اور عارف باللہ ومرشد کامل بھی تھے۔ چونکہ آج بھی حضور سرکار کلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کرنے والے اور سفر وحضر میں ساتھ رہنے والے اس بات پر شاہد ہیں کہ حضور سرکار کلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پوری چوراسی سالہ زندگی علم وعمل ،زہد وتقویٰ ،فضل وکمال ،اخلاص وایثار وسادگی کا پیکر تھی۔ آپ کی زندگی کا ورق ورق شبنم کی طرح پاکیزہ اور دودھ کی طرح صاف وشفاف تھا، آپ ضعف وناتوانی ونقاہت شدیدہ کے باوجود فرائض وواجبات کے ساتھ ہی ساتھ سنن ومستحبات پر بھی مکمل عامل تھے۔

حضور سید شاہ مفتی قطب الدین اشرف اشرفی الجیلانی دامت علینا فیضانہ سے اکثر نشستوں میں حضور سرکار کلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرۂ جمیل سننے کا موقع ملا۔ امسال بھی عرس مخدومی کے موقع پر حضور سرکار کلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانہ پر فاتحہ کے دن والد مکرم خلیفۂ قطب اعظم کے ساتھ موقع نصیب ہوا۔ آپ نے تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میرے حضرت نے اپنے آخری دور میں بھی جبکہ نقاہت شدید تھی، اٹھنے بیٹھنے میں تکلیف بھی ہوتی تھی مگر اس عالم میں بھی فرائض وواجبات ،سنن ومستحبات کو کبھی

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

بھی ترک نہیں فرمایا اور اگر یہاں موجود ہوتے تو بلا ناغہ کتابوں کا مطالعہ بھی فرماتے ،اوران کے چیدہ چیدہ اقتباسات کو اپنی نشستوں میں بیان بھی کرتے اور اگر کوئی حوالہ کے متعلق عرض کرتا تو آپ حوالہ کے ساتھ ہی ساتھ کتاب منگوا کر دکھلا بھی دیتے تھے۔ مفتی محمد رضاء الحق اشرفی تحریر فرماتے ہیں کہ آپ اپنی نشستوں میں اکثر فرمایا کرتے کہ حقوق العباد ہی میں لوگوں کی گاڑی زیادہ پھنستی ہے۔ بہت مشکل ہے۔ یہ کوئی آسان بات نہیں ہے کہ آدمی حقوق العباد سے بچ پائے رب العالمین نے آپ کے اندر وہ جاذبیت عطا فرمائی تھی کہ جو ایک مرتبہ آپ کی زیارت کرلیتا وہ آپ ہی کا گرویدہ ہوجاتا۔ آپ کہیں جلوہ گر ہوتے تو پاک باطنوں کا طلب فیوض کے لئے جمگھٹا لگ جاتا۔ علم وادب کے درنایاب وعظیم خانقاہوں کے مسند نشیں بھی اپنے دامنوں کو وا کئے رہتے۔ آپ حقوقین کی ادائیگی میں حددرجہ حساس وچاق وچوبند تھے۔ کبھی ذرہ برابر بھی اس سے غافل نہیں ہوتے۔ آپ کی مجلسیں پروقار اور آپ کا بیان بالکل شائستہ ہوتا، جو ہرکس وناکس کے سمجھ میں آجاتا تھا۔ حاجت مندوں کے حاجت روا، بیکسوں کے سہارا اور مصیبت زدوں کے دلوں کے درماں تھے۔ آپ علم وادب واخلاق وکردار وحسن صوری ومعنوی کے عظیم سنگم تھے۔ جب کسی سے گفتگو فرماتے تو اس کو اجنبیت کا احساس نہیں ہونے دیتے، بلکہ شفقت آمیز لہجہ میں گفتگو کرتے ۔مہمان نوازی وغریب پروری آپ کا طرۂ امتیاز تھا حقیقت ہے کہ جو ان صفتوں کا حامل نہ ہو وہ دین وسنیت کی خدمت کرہی نہیں سکتا چہ جائیکہ درجۂ ولایت پر فائز ہو۔

اور جب بندۂ مومن ان اوصاف حمیدہ سے متصف ہوجاتا ہے تو رب العالمین اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔

قرآن مقدس میں ہے "ان الذین آمنوا وعملواالصٰلحٰت سیجعل لھم الرحمن ودا" یعنی جو ایمان لائے اور نیک عمل بھی کئے تو عنقریب اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دیگا۔ نیز احادیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ رب کائنات اپنے محبوب بندوں کی محبت ومقبولیت کو زمین وآسمان والوں میں عام کردیتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب بنالیتا ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ فلاں بندہ میرا محبوب ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں ،پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمانوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ کو محبوب رکھتا ہے سب اس کو محبوب رکھیں تو آسمان والے اس کو محبوب رکھتے ہیں ۔پھر زمین میں بھی اس کی مقبولیت عام کردی جاتی ہے اسی لئے تو ہر جگہ بزرگان دین کی بارگاہ میں مستفیض ومستنیر ہونے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے جو ان نفوس قدسیہ کے محبوب ومقبول ہونے کی روشن دلیل ہوتی ہے۔

بلا مبالغہ میں یہ تحریر کرنے میں حق بجانب ہوں کہ صاحب تذکرہ جامع صفات کمالیہ نور چشم خانوادہ اشرفیہ شہزادۂ شاہ جیلاں بھی ان ہی نفوس قدسیہ میں سے ایک تھے کہ جن کی محبت خالق ارض وسما لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔

رحمٰن ورحیم، بصدقۂ رؤف ورحیم ان کے مرقد انور پر نور ونکہت کی بارش فرماتا رہے اور ان کے فیوض وبرکات کے سیل رواں سے ہم گنہگاروں کو بواسطۂ شیخ سیراب فرماتا رہے۔ آمین

☆☆☆☆☆

سرکارکلاں اوراطاعت والدین

مولانا حافظ محمد ہارون اشرفی گونچھ گہلوئیا۔ پیلی بھیت (یوپی)

چودھویں، پندرھویں صدی ہجری کی ایک عظیم شخصیت جسے پروردگار عالم نے بلند مقام عطا کیا تھا، جسے نہ اپنوں سے غفلت تھی نہ غیروں سے نفرت۔ ساری زندگی محبت تقسیم کرنے میں گذاری۔ گھر اور خاندان کا ہر فرد کہتا نظر آتا ہے کہ حضرت مجھ کو سب سے زیادہ چاہتے تھے، مریدین سے ملئے تو ان کا بھی یہی کہنا کہ حضرت ہم کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔ حتی کہ عام متعلقین میں سے کسی سے ملاقات کیجئے تو وہ بھی یہی قول دہراتا نظر آتا ہے کہ حضرت کو مجھ سے بڑا پیار تھا۔ کیا انداز محبت تھا! کتنی محبت تقسیم کی کہ ہر ایک کو یہی احساس کہ حضرت مجھ کو سب سے زیادہ چاہتے تھے۔

یہی وہ ذات گرامی ہے جس کے عفو ودرگذر، حلم وبردباری، جودوسخا، فضل وعطا، صبر ورضا، عدل ووفا، غرباء پروری و علماء نوازی، دستگیری وفریاد رسی، اخوت ومروت، حسن تدبر وحسن معاشرت، رہبری وراہ نمائی، عاجزی وانکساری، فرماں برداری واطاعت شعاری، خوش اخلاقی وملنساری ومہمان نوازی، کشف وکرامات، تقوی و پرہیزگاری، دلجوئی وحوصلہ افزائی، شرم وحیا، عفت وپاکدامنی، ایثار وقربانی، حق شناسی وحق گوئی، ارشاد وتذکیر، عشق رسول وخشیت الٰہی، پابندیٔ احکام قرآنی وپیروئی سنت نبوی اور ذوق عبادت وشوق ریاضت کا جواب نہیں ملتا۔ یہی وہ ذات گرامی ہے جس کا انتخاب مخدوم سمنانی کی سجادہ نشینی کو زینت بخشنے کے لئے ہوا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے جدامجد کے مشن کو فروغ دے کر یہ ثابت کردیا کہ واقعی ایسی ہی ذات منصب سجادگی کے لائق ہے اور کماحقہ اس کا حق ادا کرسکتی ہے۔ اس عظیم الشان ہستی کو دنیا بقیۃ السلف، عمدۃ الخلف مخدوم المشائخ سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی وجیلانی سرکارکلاں علیہ الرحمہ کے نام نامی سے جانتی اور پہچانتی ہے، اس مقدس ہستی کے وجود مسعود کا آفتاب عالمتاب ۲۶؍جمادی الاخریٰ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۲؍مئی ۱۹۱۵ء شب چہارشنبہ ایک بجے کے وقت ایک تاریک عالم کو روشن وتابناک کرنے کے لئے سرزمین کچھوچھہ مقدسہ ضلع امبیڈکر نگر میں طلوع ہوا اور رشد وہدایت کے بے شمار چراغ جلاکر ۹؍رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱؍نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات ایک بجے دنیائے ظاہری کے افق میں روپوش ہوگیا۔

ایک ولی یوں تو تمام صفات الٰہیہ کا مظہر ہوتا ہے مگر جس ولی پر اللہ رب العزت کی جس صفت کا غلبہ ہوتا ہے وہی صفت اس ولی کی پہچان بن جاتی ہے اس لئے ولی کی تعریف میں مختلف اقوال ملتے ہیں۔ کسی نے ولی کی پہچان رجحان خلق قرار دی، کسی نے دشمنیٔ نفس کو ولی کی علامت بتایا، کوئی کہتا ہے ولی وہ ہے جسے دیکھو تو خدا یاد آجائے، کسی کا کہنا ہے ولی وہ ہے جسے پہچانو تو خدا کی معرفت ہوجائے، کوئی کہہ اٹھا ولی وہ ہے جو خشیت ربانی والا ہو، کسی نے تقوی وپرہیزگاری کو ولایت کا نشان ٹھہرایا، کوئی ولی کی تعریف میں یوں گویا ہے کہ ولی شریعت کا عنوان اور حقیقت کی برہان ہوتا ہے، غرض کہ سب نے اپنے اپنے ذوق اور غلبۂ صفت کے مطابق ولی کی تعریف کی لیکن جب ہم حضور سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی ذات

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اقدس پر نظر ڈالتے ہیں تو آپ ہر تعریف کے مصداق نظر آتے ہیں۔ گنجائش ہوتی تو واقعات کی روشنی میں ہر ایک تعریف پر روشنی ڈالی جاتی مگر اس مختصر مضمون کا عنوان اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ابھی آپ کی زندگی کے اس شعبے پر نظر ڈالتے ہیں جو آج کل کے آوارہ ماحول اور بالخصوص ان بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے مینارۂ ہدایت ہے جنہوں نے حقوق والدین کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ اس شعبے کا نام ہے ''اطاعت والدین''۔

حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی عمر شریف ابھی چودہ سال کی ہی تھی کہ پدر بزرگوار عالم ربانی، واعظ لا ثانی سید شاہ مولانا احمد اشرف علیہ الرحمہ کا سایۂ شفقت سر سے اٹھ گیا۔ اس طرح والد گرامی کے ساتھ حسن سلوک کا زیادہ موقع فراہم نہ ہو سکا مگر والدۂ مکرمہ جو حضرت ہی کے قول کے مطابق وقت کی رابعہ بصریہ تھیں، تہجد گذار، صوم وصلٰوۃ کی پابند، تلاوت کا یہ شوق کہ ناشتہ بھی یاد نہیں رہتا۔ انکا سایۂ رحمت تا دیر چھایا رہا اور آج بھی ظاہری دنیا سے اوجھل ہو کر شفیق والدہ کے پہلو میں انکی شفقت و محبت کی آغوش میں آرام فرما ہیں۔ ماں کے کمال شفقت اور سعادت مند بیٹے کے جذبۂ خدمت نے گویا ایک دوسرے کو عالم برزخ میں بھی جدا نہیں ہونے دیا اور انشاء اللہ میدان محشر اور جنت میں بھی دونوں کی معیت کا نظارہ سبھی دیکھیں گے۔ اور معلوم ہو جائے گا کہ والدہ کی خدمت کا کیا صلہ ہوتا ہے۔ چونکہ والدہ مکرمہ کے ساتھ حسن معاملہ کا زیادہ موقع میسر آیا ہے اس لئے انہیں کے متعلق کچھ حالات واقعات پیش کئے جائیں گے۔ پہلے ہم قرآن وحدیث اور بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں والدین کی اہمیت اور ان کا مقام معلوم کرتے ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا (ترجمہ) اور تمہارے رب نے یہ قطعی فیصلہ فرما دیا کہ صرف اسی (اللہ) کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو، جب تمہارے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اف (تک) نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان کے ساتھ نرمی سے بات کرو اور ان کے لئے اپنے عاجزی کے بازو انتہائی رحم کے ساتھ بچھا دو اور دعا کرو۔ اے میرے رب (میرے) ان دونوں (والدین) پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی۔ (پارہ ۱۵ رکوع ۳)

حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک روز دیکھا۔ جب میں بچہ تھا کہ ایک خاتون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آئیں، جب وہ قریب پہنچیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر مبارک ان کے لئے بچھا دی اور ان کو اپنی چادر مبارک پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون خاتون ہیں؟ جن کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنی تعظیم وتوقیر فرما رہے ہیں تو لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ہیں۔ (ضیاء النبی جلد ۵، صفحہ ۳۶۶)

حضرت ابو درداء کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باپ جنت (کے اندر داخل ہونے) کا وسطی دروازہ ہے اگر تم چاہو تو اس کی نگہداشت کرو (چاہو) کھو دو (رواہ احمد والترمذی)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟ فرمایا وہ دونوں تیری جنت و دوزخ ہیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں نے چالیس سالہ عبادت سے وہ کمال حاصل نہیں کیا جو مجھے ماں کی خدمت سے نصیب ہوا۔

حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ چونکہ احکام قرآنی کے پابند، اتباع سنت کے عادی اور اقوال اسلاف پر سختی سے کاربند تھے۔

ساتھ ہی ساتھ والدہ محترمہ سے بے پناہ محبت تھی جس کی بنا پر کبھی بھی کوئی کام والدہ کی مرضی کے خلاف نہیں کیا حتیٰ کہ درگاہ شریف بھی بغیر والدہ کی اجازت کے نہیں آتے تھے اور والدہ کو بھی اپنے لخت جگر کی یہ ادا اتنی پسند تھی کہ ایک بار حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کچھ مریدین ومعتقدین سلسلہ کے ساتھ والدہ کی اجازت کے بغیر درگاہ شریف تشریف لے آئے تو واپسی میں والدہ ماجدہ نے ذرا سخت لہجے میں فرمایا۔ اب تم میں اتنی آزادی آ گئی ہے کہ میری اجازت کے بغیر جہاں جی چاہے چلے جاؤ---- حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میں نے مجرمانہ لہجے میں جواب دیا۔ امی جان کہیں نہیں مہمانوں کے ساتھ ان کے اصرار پر درگاہ شریف حاضری کے لئے چلا گیا تھا اور اجازت لینا بھول گیا تھا۔ اب میں آئندہ مرتے دم تک انشاء اللہ آپ کی اجازت کے بغیر قدم گھر سے باہر نہیں نکالوں گا اور بحمدہٖ تعالیٰ پھر کبھی ایسا موقع نہیں آیا۔ (مرشد کامل صفحہ ۴۵)

ایک مرتبہ آپ نماز عشاء کی امامت فرما رہے تھے ۲۰-۲۲ سال کی عمر شریف تھی جماعت میں حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ بھی موجود تھے۔ سجدے کی حالت میں کسی کی آواز کانوں سے ٹکرائی ''محمد میاں توری اماں بلاوت ہیں'' (حضرت سرکار کلاں کو ان کے بزرگ محمد میاں کہہ کر پکارتے تھے) آپ کی والدہ چونکہ اس وقت ضعیفی کے عالم میں تھیں آواز سنتے ہی آپ بے خود ہو گئے۔ آپ خود فرماتے ہیں ''یہ آواز جیسے ہی میرے کان میں پڑی میں بے خود ہو گیا نہ جانے امی جان کون سی آفت میں پڑ گئیں ----ایک طرف نماز دوسری طرف والدہ کی تکلیف کا خیال، میں بے قابو ہو گیا اور لوگوں کو سجدے ہی کی حالت میں چھوڑ کر والدہ کی خدمت میں پہنچ گیا۔

ایک مرتبہ آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا ---- بیٹا بیت الخلاء کا تدمچہ دور ہونے کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوتی ہے اس کو قریب بنوا دو۔ اگر آپ چاہتے تو یہ کام کسی مزدور، خادم یا عقیدت مند سے لے سکتے تھے مگر جذبۂ خدمت نے یہ گوارہ نہیں کیا اور آپ نے خود ہی اپنے ہاتھوں سے قدمچہ بنایا۔ کسی نے سچ ہی کہا ہے کہ مخدوم بننا چاہتے ہو تو خادم بن جاؤ پروردگار عالم تمہیں مخدوم بنا دے گا۔ آپ ابھی قدمچہ بنا ہی رہے تھے کہ ایک شخص اپنے نافرمان بیٹے کے ساتھ حضرت کے مکان پر زیارت کی غرض سے حاضر ہوا۔ خادم نے چائے ناشتہ کرایا۔ حضرت قدمچہ بنا کر فارغ ہوئے اور باہر تشریف لائے تو مرید نے دست بوسی کی حضرت نے ارشاد فرمایا :

''میری والدہ ماجدہ ضعیف ہیں ان کو قدمچے کی ضرورت تھی۔ میں ان کے لئے قدمچہ بنا رہا تھا اس لئے آپ سے ملنے میں تاخیر ہو گئی۔''

اتنا سنتے ہی اس مرید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور عرض کرنے لگا حضور آپ اپنی والدہ کے لئے اپنے ہاتھوں سے قدمچہ بنا رہے تھے۔ اللہ اکبر! حضور میرا یہ بیٹا ہے میرے بیٹے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا نصیحت ہو سکتی ہے۔ حضرت نے فرمایا معلوم ہوتا تھا کہ اس بے چارے کو اپنے بیٹے سے بڑی تکلیف تھی۔ (ایضاً صفحہ ۴۸)

مگر جب والدہ ماجدہ کو معلوم ہوا کہ قدمچہ حضرت نے بنایا ہے تو انہوں نے اسے توڑوا دیا۔ حضرت سرکار کلاں کو معلوم ہوا تو والدہ سے عرض کیا ---- امی جان آپ نے فقیر کی اس خدمت کو قبول نہیں کیا۔ تو فرمانے لگیں۔ بابو! بات صرف میری نہیں ممکن ہے اس کو میرے علاوہ گھر کا کوئی دوسرا فرد استعمال کر لے اور میرے لئے یہ تکلیف کی بات ہو گی کہ جانشین مخدوم اشرف کے ہاتھوں کا بنایا ہوا قدمچہ کسی دوسرے کے استعمال میں آئے۔ اس لئے میں نے اسے توڑوا دیا۔

والدہ ماجدہ کی خدمت واطاعت میں آپ نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی اور کبھی کوئی ایسا کام نہیں کیا جو والدہ کی ناراضگی کا سبب

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

ہو۔ پھر بھی والدہ ماجدہ کی وفات کے قریب آپ نے عرض کیا امی جان جہاں تک ہوسکا میں نے آپ کی خدمت واطاعت کی، دانستہ طور پر کبھی کوئی کام ایسا نہیں کیا جو آپ کی ناراضگی کا باعث ہو پھر بھی مجھ سے اگر کوئی فروگذاشت ہوگئی ہو، کوئی کام آپ کی طبیعت اور رضا کے خلاف ہوگیا ہو تو آج مجھے معاف کردیجئے۔ اپنے لخت جگر کی اس بات کو سنتے ہی ماں کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور اپنے پیارے لاڈلے پر دست شفقت پھیرتے ہوئے فرمانے لگیں۔ میرے پیارے بیٹے! میں تم سے راضی ہوں تم نے کوئی کام میری خوشی کے خلاف نہیں کیا میرے علم میں تمہاری کوئی خطا نہیں ہے پھر بھی میں آج تمہیں معاف کرتی ہوں۔ میں تم سے خوش ہوں۔ آپ نے والدہ ماجدہ سے درخواست کی کہ آپ یہی جملے میرے حق میں اپنے دست اقدس سے تحریر فرمادیں۔ والدہ ماجدہ نے فرزند ارجمند کی اس خواہش کو بھی پورا کردیا اور اپنے ارشاد فرمائے ہوئے جملے ایک کاغذ میں تحریر فرمادیئے۔ آپ نے آخری عمر تک اس کاغذ کو محفوظ رکھا اور وصال سے پہلے وصیت فرمادی کہ والدہ ماجدہ کی اس تحریر کو میری قبر کے اندر رکھ دیا جائے۔ گویا آپ نے ماں کے اس معافی نامے کو اپنی آخرت کے لئے نجات کا پروانہ تصور کیا۔ (ایضا صفحہ ۵۲)

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔ اس ارشاد پر آپ کو کامل یقین تھا جس کا ثبوت آپ نے اپنی زندگی میں ماں کی خدمت واطاعت کر کے پیش کردیا، مگر تمنا یہی رہی کہ آخری مسکن بھی ماں کے قدموں تلے ہو۔ چنانچہ حضرت نے آخری چلہ اپنی والدہ ماجدہ کی تربت پر فرمایا۔ جب چلہ پورا ہوگیا تو آپ نے آستانہ مخدوم کے ساتھ اپنے تمام بزرگوں کے مزارات پر حاضری دی اور خانقاہ کے ہر مقام کا بغور معائنہ کیا۔ میں (راقم الحروف) بھی ان دنوں اپنی مراد کے حصول کے لئے پابندی سے آستانہ مخدوم پاک علیہ الرحمہ پر حاضری دیتا تھا۔ ظہر سے عصر کا وقت بھی آستانے ہی پر گذرتا تھا۔

ایک دن عصر سے کچھ پہلے آستانے سے اترنے کے لئے سیڑھی کی طرف آرہا تھا کہ اچانک نیچے سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا پانچ چھ افراد پر مشتمل ایک نورانی قافلہ نظر آیا۔ حضرت سرکار علیہ الرحمہ کا وہ نورانی چہرہ آج تک میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ آپ کے ساتھ آپ کے خادم خاص محمد افضل اور استاذ محترم حضرت مولانا غلام غوث صاحب اور دو تین لوگ اور بھی تھے۔ میں نے اپنا واپسی کا ارادہ ملتوی کردیا اور حضرت کے ساتھ دوبارہ آستانے پر حاضر ہوا۔ آستانہ مخدوم پاک پر حضرت کی یہ آخری حاضری تھی۔ قدم بوسی، گل پوشی اور عطر ریزی کے بعد آپ نے اپنے جد امجد کی بارگاہ میں گریہ وزاری کے ساتھ اپنا معروضہ پیش کیا پھر اولیاء مسجد میں کچھ دیر تشریف فرما ہوئے۔ چہرۂ انور آستانے کی جانب متوجہ تھا اور پوری توجہ کے ساتھ کچھ فرما رہے تھے میں بالکل ہی قریب تھا آواز سنائی دے رہی تھی مگر الفاظ سمجھ میں نہیں آرہے تھے مگر آنکھوں سے برابر اشک جاری تھے وہاں کی حاضری کے بعد بارگاہ اشرفی میں تشریف لے گئے تمام مزارات کی زیارت کرتے ہوئے خانقاہ تشریف لائے پھر خانقاہ کا ایک ایک گوشہ بغور ملاحظہ فرمایا۔ جب آپ مسجد اعلیٰ حضرت اشرفی کے شمالی بالائی برآمدے پر تشریف لے گئے اس وقت حضرت شیخ اعظم صاحب سجادہ بھی ہمراہ تھے۔ حضرت کی کرسی جالی کے پاس رکھی گئی وہاں سے آپ جالی کے ذریعے شمالی جانب خانقاہ کا معاینہ فرما رہے تھے کہ حضرت شیخ اعظم صاحب سجادہ نے عرض کیا حضور یہ سامنے کی جگہ کیسی رہے گی جو مسجد سے متصل ہے اگر حضور اسے قبول فرمالیں تو میں مسجد کی یہ دیوار توڑ وا کر اس کی چھت سے ملا دوں گا۔ یہاں طلبہ ہمیشہ تلاوت کرتے رہیں گے، نمازیوں کی آمد ورفت بھی ادھر ہی سے رہے گی اور میرا بھی یہیں کا ارادہ ہے۔ اتنا سب سننے کے بعد بھی حضرت نے جواب دیا میری نجات تو ماں کے قدموں ہی

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

میں ہے۔حضرت صاحب سجادہ نے بعد میں ایک دن فرمایا کہ ابّا اگر اس جگہ کو قبول کر لیتے تو میں ایسی عمارت تعمیر کراتا کہ دنیا دیکھتی رہ جاتی مگر قربان جایئے حضرت نے ماں کے قدموں پر سب قربان کر دیا۔ایسا سعادت مند بیٹا قسمت ہی سے کسی ماں کو نصیب ہوتا ہوگا۔حضرت نے حدیث پاک پر مکمل عمل کر کے دکھادیا کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے اور یہ جنت والدہ ماجدہ کی خدمت کر کے ہمیشہ کے لئے حاصل کر لی۔

چنانچہ جب وفات کے قریب آپ کی والدہ نے فرمایا---بیٹا تمہاری جو خواہش ہو مانگ لو تو سعادت مند بیٹے نے عرض کیا کچھ نہیں اگر ہو سکے تو قبر کے لئے تھوڑی سی جگہ اپنے قدموں کے نیچے عنایت فرمائیں ورنہ اپنے آبائی قبرستان ہی میں مجھے رہنا پڑے گا۔آپ کی اس بات سے والدہ ماجدہ کا دل بھر آیا اور فرمانے لگیں۔

"بیٹا تم نے مخدوم ماہم شریف کا مزار دیکھا ہے کہاں ہے؟ان کا مزار تو ان کی والدہ ماجدہ کے مزار کے پہلو ہی میں ہے نا!تو کیا وہ اپنی ماں کے قدموں میں نہیں ہیں؟مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جانشین اشرف کو اپنے قدموں کے نیچے رکھوں،میری خواہش اور میرا حکم یہ ہے کہ تم اپنی قبر میری آغوش میں بنوانا۔ایک سعادت مند بیٹا اپنی ماں کی آغوش میں رہ کر بھی ماں کے قدموں تلے ہے۔(مرشد کامل صفحہ ۵۳)

اور پھر آپ نے ایسا ہی کیا آج اپنی والدہ ماجدہ کے مزار کے پچھم جانب پہلو میں آرام فرما ہیں۔اللہ رب العزت ہر ماں بیٹے کے لئے آپ کے اس سلوک کو ذریعۂ ہدایت بنائے۔آمین۔بجاہ سید المرسلین۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

☆☆☆☆☆☆☆☆

سرکارکلاں اوران کی چند کرامات

مولانا نوشاد عالم کشن گنجوی استاذ جامع اشرف

بقیۃ السلف عمدۃ الخلف تاجدار اہلسنت عارف باللہ حضور مخدوم المشائخ سرکار کلاں حضرت علامہ ومولانا ومفتی سید شاہ ابوالمسعود محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی معروف بہ محمد میاں علیہ الرحمہ سجادہ نشیں آستانۂ اشرفیہ حسنیہ کا شمار ہندوستان کے ان مشائخ طریقت وارباب معرفت میں ہے جنہوں نے اپنی زندگی کے حسین ترین ایام کوصرف اورصرف رضائے الٰہی وخوشنودیٔ ربانی کی خاطر دین حنیف کی نشرواشاعت اوراعلاء کلمۃ الحق کی سربلندی وسرفرازی کے لئے وقف کردی اورنہ معلوم کتنے گم گشتگان راہ کونجات کے ساحل سے ہمکنار کردیا اوراپنے اقوال وافعال اوراعمال وکردار سے یہ ثابت کردیا:

مدینے کا کچھ کام کرنا ہے سید
مدینے سے بس اس لئے جارہا ہوں

حضورسرکارکلاں کی سیرت طیبہ پرنظرڈالنے سے واضح ہوجاتا ہے کہ آپ کی زندگی کاایک ایک باب درخشندہ وتابندہ تھا،آپ کی گویائی ہویاخاموشی،آپ کاقول ہویاعمل،آپ کاسفرہو یاحضر،آپ کی جلوت ہویاخلوت،آپ کی رفتار ہویاگفتار،آپ کی طفولیت ہویاکہولت، آپ کی جوانی ہویاپیری،غرض کہ آپ کی زندگی ازمہد تالحد اتباع رسول اورشریعت مطہرہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی نظر آتی ہے اورایک ولی کی ولایت کااصل معیار استقامت علی الشریعہ ہی ہے جیسا کہ ارشادالٰہی ہے۔"ان اولیاءُ الاالمتقون" تاہم اس بات سے انکارنہیں کیاجاسکتا کہ ایک عام انسان کوکسی ولی کی ولایت کاعزم ویقین اوراس کی ذات بابرکات کالوگوں کامرکزعقیدت ہونا اوراس کی طرف قلبی جھکاؤ اوردلی میلان تبھی ہوتا ہے جب اس کی نظراس کے تصرفات وکرامات پرپڑتی ہے۔

جب ہم حضور سرکارکلاں کی سیرت ذی عظمت کامطالعہ کرتے ہیں توہمیں اس امر کے اعتراف سے چارۂ کارنہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مردحق آگاہ، باطن شناس کوتصرفات وکرامات اورخوارق عادات کی نعمت پرعظمت سے وافرمقدار میں حصہ عطا فرمایاتھا۔

قارئین غوث العالم کے معلومات میں اضافہ کرنے اوردھڑکتے دلوں کوتسکین فراہم کرنے اورمضطرب وبے قرار لوگوں میں زندگی کی نئی روح پھونکنے اورافسردہ وپژمردہ چہروں میں ہشاشت وبشاشت کی لہریں دوڑانے کے لئے حضرت کے کشف وکرامات اورتصرفات کے تعلق سے چند واقعات حاضرخدمت ہیں جن کوپڑھنے کے بعد نہ صرف آپ حضرت کی ولایت کے معترف ہوں گے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ ماننے پرمجبور ہوجائیں گے کہ حضرت کی ذات والاصفات کا وصال پرملال پندرہویں صدی کے ربع اول کے لئے ایک سانحۂ عظیم اورارتحال کبیر تھا جس میں صبروشکیب کے دامن کوپکڑے رہنا برصغیر کے باشندوں میں آپ کے معتقدین ومتوسلین کے لئے عموماً اورخانوادۂ اشرفیہ کے جملہ افراد کے لئے خصوصاً ایک سنگین مرحلہ تھا۔

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

پانی سے کھاراپن کا ختم ہوجانا

چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ سرزمین گجرات میں حضرت خواجہ دانا علیہ الرحمہ کے آستانہ سے قریب ایک مسجد میں لوگوں نے پانی کے واسطے بورنگ کروائی تو پانی بجائے شیریں نکلنے کے کھاری نکلنے لگا لہذا دوسری جگہ بورنگ کیا گیا مگر وہاں بھی پانی کھاری ہی نکلا۔ مختلف جگہوں میں کیا گیا لیکن ہر جگہ ایسا ہی ہوا حسن اتفاق کہ ان دنوں حضور سرکار کلاں انہیں علاقوں میں تبلیغ وارشاد کے فرائض انجام دے رہے تھے جب اس جامع مسجد میں آپ کی تشریف آوری ہوئی تو لوگوں نے صورتحال سے آگاہ کیا، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اگر اللہ نے چاہا تو پانی ضرور میٹھا نکلے گا یہ کہ کر آپ مسجد کے چھجے کے قریب ایک جگہ کھڑے ہوگئے اور اپنے قدموں کے نیچے زمین پر ایک جگہ دائرہ سا بنایا اور فرمایا یہاں بورنگ کرواؤ انشاء اللہ پانی میٹھا نکلے گا چنانچہ آپ کے فرمان کے مطابق وہیں بورنگ کروایا تو وہی پانی جو کھاری نکلتا تھا اب میٹھا نکلنے لگا۔

(سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل ص ۸۴)

ظالم کی ہلاکت اور مظلوم کی رہائی:

ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے عہد حکومت میں پاکستان کے بہت سے علماء کرام کو قید کیا اور ایک شب اپنے وزراء سے کہا کہ کل صبح ہونے سے پہلے ان علماء کرام کو قتل کردیا جائے۔ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لوگ کس قدر پریشان ہوئے ہوں گے۔ حسن اتفاق کہ ان دنوں حضور سرکار کلاں اسلام آباد میں علامہ سید شاہ ابوالبرکات علیہ الرحمہ کے یہاں قیام پذیر تھے اور سی، آئی، ڈی محکمہ میں حضرت کا ایک مرید بھی تھا اس نے ۱۱ بجے رات آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ روح فرسا خبر سنائی یہ سن کر آپ نے ایک گھنٹہ کے بعد ۱۲ بجے رات کو اپنے چند عقیدتمندوں کے ہمراہ حضور داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ کے روضۂ اقدس پر حاضری دی تمام لوگوں کو باہر چھوڑ کر تن تنہا اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند فرمالیا تھوڑی دیر بعد باہر تشریف لائے اور مسرور ہوکر ارشاد فرمایا: کل صبح ہوتے ہی سارے علماء رہا ہوجائیں گے اور بھٹو خود پھانسی کی سزا میں گرفتار ہوگا، چنانچہ صبح ہوتے ہی یہ خبر پورے پاکستان میں آگ کی طرح پھیل گئی کہ بھٹو گرفتار ہوگیا اور جو آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا یعنی بھٹو کو پھانسی کی سزا دی گئی، سچ ہے۔

جو جذب کے عالم میں نکلے لب مومن سے
وہ بات حقیقت میں تقدیر الٰہی ہے

(مرشد کامل ص ۱۴۸)

ایک مصیبت زدہ مرید کی حاجت روائی:

آپ کے ایک مرید جناب حاجی عبداللہ اشرفی کا بیان ہے جو ہالینڈ کے رہنے والے ہیں کہ ایک بار میری لڑکی بہت سخت بیمار ہوگئی اور مرض نے اس قدر شدت اختیار کی کہ بہت کچھ علاج ومعالجہ کیا مگر ''سودے نہ دارد'' آخری مرحلے میں ڈاکٹروں نے کہا، اگر چہ اس کی حالت سے بچنے کی امید نظر نہیں آتی تاہم گردے کا آپریشن کرالیں اس سے ہم لوگ اور مایوس ہوگئے پھر وہ دن بھی آگیا جب بچی کی حالت بہت خراب ہوگئی اور وہ بستر پر لوٹنے لگی اس کی نہ برداشت ہونے والی تکلیف کو دیکھ کر گھر کے افراد بھی رونے لگے کہ یکا یک میں نے آبدیدہ ہوکر اپنی بیوی سے کہا کہ اب سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ ہم اپنے پیرومرشد کی روحانیت پر بھروسہ کریں اور اس عظیم مصیبت کے وقت انہیں سے استغاثہ کریں ضرور بالضرور وہ ہماری دادرسی کریں گے ہم نے اپنے پیرومرشد حضور سرکار کلاں کی طرف لو لگائی اور اپنی بپتا سنائی

تو اچانک میں نے دیکھا کہ آپ کمرے میں جلوہ افروز ہیں اور اپنے عصائے مبارک کے اشارے سے فرما رہے ہیں: میرے عزیز گھبراؤ مت ابھی چند ہی لمحے میں تمہاری لڑکی ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کے بعد آپ روپوش ہو گئے خدا شاہد ہے کہ پلک جھپکتے ہی اچانک میری لڑکی جو چند لمحے قبل بستر پر لوٹ پوٹ ہو رہی تھی اور تکلیف سے بلبلا رہی تھی اٹھ کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی کہ میری ساری تکلیف دور ہو گئی ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی نے میرے سارے درد کو کھینچ لیا ہو اس کے بعد میری لڑکی کی صحت دن بدن اچھی ہوتی گئی اور اب بحمدہ تعالیٰ بالکل صحت مند ہے۔ یقیناً یہ میرے پیر و مرشد کی ایک عظیم کرامت اور بہت بڑا اکرم ہے کہ آن کی آن میں عالم مشاہدہ میں اپنے وجود ظاہری کے ساتھ کچھوچھہ شریف کی سرزمین سے ہالینڈ پہنچ کر پلک جھپکتے ہی اپنے ایک پریشان حال مرید کی حاجت روائی فرمائی اور اسے ایک نئی زندگی عطا فرمائی

(مرشد کامل ص ۱۴۵)

آپ کے تصرف کا ایک ناقابل فراموش واقعہ:

ایک مرتبہ حضور سرکار کلاں مراد آباد تشریف لے گئے کہ اسی دوران ایک روز آپ کے مرید کالے خاں کے مکان میں آگ لگ گئی اور بہت ہی سرعت کے ساتھ پھیلنے لگی لوگوں نے بجھانے کی بہت کوشش کی مگر بجھ نہ سکی، حیرت کی بات یہ تھی کہ جس صندوق میں کپڑے تھے جب اس میں آگ لگی تو کچھ کپڑے جل رہے تھے اور کچھ بالکل صحیح و سالم نظر آ رہے تھے لوگ صورت حال کو سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ کہیں آسیب وغیرہ کا چکر تو نہیں ہے، صاحب خانہ کا ایک ہمسایہ جو وہابی تھا صاحب خانہ کو لے کر فوراً ایک وہابی مولوی کے پاس پہنچا اور اسے صورتحال سے آگاہ کر کے ساتھ لیتا آیا وہابی مولوی نے آخر آگ پر قابو پانے پر بہت جدوجہد کی مگر نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلا آخر کار حضور سرکار کلاں کو اطلاع دی گئی اور آپ سے دعا کی درخواست کی گئی آپ نے یہ سن کر جلال بھرے آواز میں ارشاد فرمایا کہ آگ کے سامنے کھڑے ہو کر کہہ دو کہ مختار اشرف کا حکم ہے گھر خالی کر دو چنانچہ جیسے ہی آگ کے سامنے جا کر یہ جملہ دھرایا گیا آن کی آن میں پورے گھر کی آگ بجھ گئی۔ سچ ہے

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(مرشد کامل ص ۱۴۸)

مذکورہ بالا واقعات کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ بلاشبہ آپ ولایت کے ایک اعلیٰ مقام پر فائز، اور صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے اور تزکیۂ نفس اور اتباع شریعت و سنن کے نتیجے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی زبان مبارک میں یہ تاثیر ودیعت فرما دی تھی کہ عالم جذب و کیف میں جس کے لئے جو فرما دیتے اسے وہ مل جاتا اہل عقل و خرد کے لئے حضرت کی مرتبۂ ولایت کا اندازہ لگانے کے لئے حضرت کا یہ ارشاد ہی کافی و وافی ہوگا کہ ایک دن مقام ناز سے آپ نے اپنی مجلس میں ارشاد فرمایا: اگر میں چاہوں تو ایک ایک کر کے سب کا حال بتا دوں مگر روک لگا دی گئی ہے بتانے کی اجازت نہیں ہے۔ (مرشد کامل ص ۲۷)

☆☆☆☆☆

شیخ ہیں سارے مشائخ کے میرے روشن ضمیر
سیدی مختار اشرف آپ ہیں پیروں کے پیر
آپ کا کردار ہے اک عکس کردار حسن
آپ کا رخسار انوار نبی کا انجمن

☆ عثمان غنی احمد آباد

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

وہ نہ غافل رہے مجھ سے اک آن بھی

مولانا محمد اکبر علی اشرفی نعیمی مدرس نور العلوم مجددیہ عنایتیہ قصبہ سیفنی تحصیل شاہ آباد، ضلع رام پور، یوپی

سرد آہیں گرم آنسو آنسوؤں میں خون دل
کہہ رہے ہیں اس طرح افسانہ درافسانہ ہم

سید سلطان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سب سے پہلا مکتوب گرامی مجھے یاد آرہا ہے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ جب خداوند قدوس اپنے کسی بندہ پر خاص فضل وکرم فرماتا ہے تو اپنے اس بندے کی کسی پیر کامل کی طرف رہنمائی فرماتا ہے، رب کائنات کا وہی خاص فضل وکرم اس احقر پر بھی ہوا کہ اس نے مجھے اپنے فضل سے اپنے خاص بندے، حقیقت ومعرفت کے بحر بیکراں، وراث نبی آخرالزمان، پروردۂ چہار محبوباں، عالم ربانی پیر لاثانی، مخدوم المشائخ حضرت علامہ مفتی، سیدی وسندی ومولائی الشاہ السید محمد مختار اشرف صاحب قبلہ اشرفی، جیلانی سرکارِ کلاں کچھو چھہ مقدسہ، علیہ الرحمۃ والرضوان کے دست حق پرست پر شرف بیعت نصیب فرمایا، لیکن اس وقت میری عمر کمسنی کی تھی "۱۹۷۸ء" میرا وہ وقت لاشعوری کا وقت تھا، میں اپنے مرشد "علیہ الرحمہ" کی محفلوں سے دور اور ملاقاتوں سے محروم، رفتہ رفتہ سن عمر بڑھتا گیا، شعور بیدار ہوتا رہا، مرشد برحق کی چند محفلیں اور بعض ملاقاتیں دل پر آج بھی اپنی یادوں کے نقوش ثبت کئے ہوئے ہیں، لیکن جب تک فیضان مرشد سے مکمل طور پر مالا مال ہونے کا وقت آیا دامن دل کو گوہر مراد سے پُر کرنے کا وقت آیا اور میں اپنے دل ہی دل میں کہتا تھا :

مجھکو ہوا یہ حاصل نسبت سے ملی منزل
اب میرے تصور میں مرے پیر کی صورت ہے

اتنے میں حضور والا کا وقت قریب آپہنچا اور پھر میں کچھ اس طرح کہنے پر مجبور ہوا :

تیرے جلوؤں نے سجائی اور کوئی انجمن
میری محفل جب ترے جلوؤں کے قابل ہوگئی

لیکن پریشانی کے عالم میں کچھ ایام گذر رہے ہی تھے کہ حضور شیخ الاسلام والمسلمین کے اس شعر نے دستگیری فرمائی اور میرے زخم دل پر مرہم کا کام انجام دیا۔

گو میری زندگی ان سے غافل رہی
وہ نہ غافل رہے مجھ سے اک آن بھی

حضرت کے مراتب ومناقب اور ان کے درجات وکمالات پر کچھ عرض کرنا مجھ جیسے بے بضاعت وکم علم کے لئے سورج کو چراغ دکھانے کی طرح ہے۔

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کی بات نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں"

بس یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے جد امجد حضور رحمت عالم، مختار دو عالم، فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب، سیرت طیبہ کے مظہر کامل اور عفو ودرگذر، جود وسخا وعطا، شرم وحیاء، گفتار وکردار، عادات واطوار میں آپ کے پرتو رہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مکمل نمونہ ہوجانا ہی کامل الایمان، عارف رحمٰن ہونے کے لئے کافی ووافی ہے، یاد رہے کہ یہ دعوے صرف دعویٰ کی حد تک ہی محدود نہیں بلکہ ان

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

دعووں کی بے شمار دلیلیں آپ کی زندگی میں موجود تھیں، آپ کے بارے میں ان لوگوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے جو خوش نصیب مسلمان حضرت کی خدمت عالیہ میں رہے اور جنہوں نے آپ کے شب وروز قریب سے دیکھے ہیں یقیناً وہ حضرات ان دعووں کی دلیل کے لئے کافی ہیں۔

آپ کو رب کائنات نے ایسا ولی مختار بنایا کہ مرید ومعتقد نے آپ کو جب اور جہاں سے پکارا تو اس کی فریادرسی آپ نے اسی وقت فرمائی اور اپنے چاہنے والوں کی ہر موقع پر دستگیری فرمائی، کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرمایا خود فقیر راقم الحروف نے بھی ''بعد وصال'' آپ کی بارگاہ میں دامن مراد پھیلایا یعنی اپنی والدہ کے لئے خاتمہ بالخیر کی درخواست کی مطلب یہ کہ میری والدہ کا حال کچھ ایسا ناگفتہ بہ تھا کہ وہ اپنی بے علمی کی وجہ سے کفریہ کلمات بول دیا کرتی تھیں، کبھی میرے سمجھانے بجھانے پر کچھ دنوں کے لئے خاموش رہتیں، اس کے بعد پھر کوئی تکلیف ہوتی تو پھر کوئی نہ کوئی ایسا جملہ زبان پر لے آتیں جس سے کفر لازم آتا تھا ان حالات نے میرے قلب وجگر کو پریشان کر رکھا تھا کہ آسمان سے میرے اوپر اک بجلی گری یعنی سیدی مرشدی کے وصال کی جانکاہ اطلاع نے میری حالت بدل کے رکھ دی۔ میں نے فوراً کچھوچھہ مقدسہ کا رخ کیا اور حضرت کی تجہیز وتکفین میں شرکت کا شرف حاصل ہوا، رسوم تدفین کے بعد جب فقیر نے سلام رخصت عرض کیا تو والدہ کا خیال آیا میرے دل پر عجیب سا اثر ہوا اور رو رو کر بارگاہ مرشد میں عرض کیا کہ حضور میرے اوپر اتنا سا کرم واحسان فرما دیجئے کہ میری والدہ کا خاتمہ ایمان واسلام پر ہوجائے اپنی یہ عرضی پیش کرنے بعد گھر واپس آیا والدہ بستر مرگ پر تھیں میں نے سلام کے بعد مزاج پرسی کی اور ان کو کچھ سمجھایا اور کلمات کفر سے توبہ کرنے کی ہدایت وتلقین کی انہوں نے میری دعوت قبول کی اور کلمات کفر سے توبہ کی، پھر میں نے عرض کیا کہ اب آپ صرف کلمہ طیبہ کا ورد کریں آپ نے کلمہ طیبہ کا ورد شروع کیا تو کرہی دیا اور تادم آخر ان کا یہ ورد جاری وساری رہا یہاں تک کہ سرکارِ کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے وصال مبارک کے چوبیس روز بعد داعیٔ اجل کو لبیک کہا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت کی روشن ضمیری پر کس کو شک وشبہ ہوسکتا ہے ان گنت اور بے شمار حضرات آپ کی روشن ضمیری اور بیداریٔ قلب کے شاہد ہیں بارہا ایسا ہوا ہے کہ آپ کی بارگاہ میں دست بوسی کے لئے مریدین ومعتقدین میں سے کوئی اپنے ذہن ودل میں کچھ فریادیں کچھ سوالات عرض کرنے کی غرض سے حاضر ہوتا اور ادب واحترام یا شرم وحیاء کے باعث اس کی زبان نہ کھل پاتی تو ایسی صورت میں خود ہی ان فریادیوں کی فریاد کو اپنے انداز میں بیان فرماتے اور تسلی بخش جوابات عطا فرماتے اسی طرح ان سارے سوالات کو جو کسی محب کے سطح ذہن پر ابھرتے ان کو ترتیب وار قائم فرماتے پھر جوابات کو دلائل وبراہین سے مزین فرماتے، اسی سلسلہ کی ایک کڑی مجھے اس وقت یاد آرہی ہے۔

یہ اس زمانہ کی بات ہے کہ جس وقت (۱۹۸۵ء) ہم لوگ مرادآباد شریف کی عظیم ومرکزی درسگاہ جامعہ نعیمہ کے اندر زیر تعلیم وتربیت تھے۔ پیر ومرشد کسی تقریب میں ضیاپاشیوں کے لئے جامعہ نعیمیہ تشریف لائے ہوئے تھے اس وقت آپ حاجی الحرمین عارف باللہ حجت الخلف استاذ محترم صوفی محمد مبین الدین صاحب قبلہ محدث امروہوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے حجرۂ عالیہ میں قیام پذیر تھے میرے قریبی اور مخلص دوست اور ساتھی حضرت مولانا محمد حسنین صاحب اشرفی، نعیمی مرادآبادی اپنے ذہن میں چند

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سوالات ترتیب دے کر حاضر بارگاہ ہوئے، محفل سجی ہوئی تھی، علمی گفتگو چل رہی تھی، چند لمحات کے بعد حضرت نے مولانا صاحب کے سارے سوالات ترتیب وار ارشاد فرمائے انکے بعد جوابات کو مضبوط دلائل کے ساتھ سمجھایا محفل برخاست ہونے پر سب لوگ اپنی اپنی رہائش گاہ کی طرف چلے گئے مولانا کا بیان ہے کہ جیسے ہی میں نے حجرۂ شریف سے قدم نکالا مجھے فوراً اپنے سارے سوالات یاد آگئے جب کہ میں آپ کی گفتگو میں ایسا محو ہوا کہ اپنی بات بیان کرنا بھول چکا تھا۔

سرکارِ کلاں کی دریا دلی اور ذرہ نوازی کا تو عالم نہ پوچھو گویا اپنے وقت کے حاتم طائی تھے اور حضرت عثمان غنی کے پرتو، غرض جہاں جایئے جس سے پوچھئے وہ یہی جواب دیتا ہے کہ میرے پیر و مرشد کا فیضان مجھ پر خصوصی فیضان ہے اور مخصوص نظر کرم مجھ پر ہی زیادہ ہے۔

اللہ رے چشم رحمت کچھ اس طرح اٹھی
ہر ایک نے یہ سمجھا میری طرف نظر ہے

بہر حال یہ تو حضرت ہی خوب جانتے ہیں کہ کہاں اور کس کو کتنا نوازتے ہیں لیکن میں یہ عرض کرونگا کہ قصبہ سیفنی بھی ان ہی مبارک بستیوں میں سے ایک ہے اور دعویٰ میں کسی بستی سے پیچھے رہنے والی نہیں ہے اس لئے کہ آپ اپنی زیر سرپرستی چلنے والے ادارہ کے سالانہ اجلاس میں بسلسلۂ دستار بندی تشریف لاتے اور اہل سیفنی اور قرب وجوار کے حضرات آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہوتے، حضرت جس بستی میں تشریف لے جاتے اپنی قیام گاہ تبدیل کرنا پسند نہ فرماتے، مدرسہ نور العلوم کے سالانہ اجلاس میں بھی تشریف لاتے یا درمیان سال میں تشریف لاتے تو قیام کسی دوسری جگہ نہ فرماتے، بلکہ اسی پرانی قیام گاہ کو ترجیح دیتے۔ یاد رہے کہ وہ قیام گاہ ہے جناب ڈاکٹر نزاکت حسین صاحب اشرفی کا مکان، ماشاء اللہ اگر مہمان یکتائے روزگار ہے تو میزبان بھی وفادار اور سچا خدمت گذار ہے، جس بستر اور پلنگ پر قبلہ گاہی آرام فرماتے تو پھر اس کو آپ ہی کے لئے خاص کردیتے اور کسی مجبوری کے تحت کوئی دوسرا استعمال کرلیتا تو آپ کے لئے از سر نو ان تمام چیزوں کا بندوبست کیا جاتا۔

آپ اپنے اس ادارہ کے اساتذہ وطلبہ پر بے حد شفقت فرماتے اور بعض اساتذہ کو تو اپنی سند حدیث سے بھی نوازا انہیں میں سے قابل ذکر ہیں حضرت علامہ مولانا الحاج قاری محمد عتیق الرحمٰن صاحب قبلہ اشرفی نعیمی ناظم تعلیمات مدرسہ نور العلوم سیفنی تحصیل شاہ آباد، ضلع رامپور، یوپی اور یہ جود وسخا وعطا کا سلسلہ حضرت کے وصال پاک کے بعد بھی آپ کے جانشین حضرت شیخ اعظم تاجدار اہل سنت مخدوم العلماء سید الشاہ محمد اظہار اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی کے توسل سے جاری وساری ہے۔

☆☆☆☆☆

میرے مرشد سرکار کلاں علیہ الرحمہ

مولانا حافظ انعام الحق اشرفی ناظم اعلیٰ ادارہ احمدیہ اشرف العلوم، سبزی باغ، پٹنہ

قطب الکونین غوث الثقلین سید محی الدین عبدالقادر غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک حضرت قدوۃ الآفاق حاجی الحرمین سید شاہ عبدالرزاق نورالعین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین حضور غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں مخدوم المشائخ حضرت سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشیں سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ اور جملہ بزرگان خانوادۂ اشرفیہ ہیں۔

سید عبدالرزاق نورالعین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی وطن ملک شام میں ایک شہر حامہ شریف ہے۔ منتقل ہوکر حامہ شریف میں سکونت اختیار کی اور آپ حامہ ہی میں پیدا ہوئے۔ جب حضرت غوث العالم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ اپنے پیرو مرشد حضرت شاہ علاء الحق گنج نبات اسعد لاہوری پنڈوی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ (پنڈوہ شریف، بنگال) کچھوچھہ مقدسہ میں اقامت پذیر ہوئے اور وہاں سے دنیا کی سیاحت کے لئے نکلے تو حامہ شریف بھی تشریف لے گئے۔ حامہ میں آپ نے حضرت سید عبدالغفور حسن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر قیام فرمایا جو حضرت سید عبدالرزاق نورالعین کے والد بزرگوار ہیں اور حضرت نورالعین کی والدۂ ماجدہ حضرت مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کی خالہ زاد بہن ہیں۔

اس نسبت سے حضرت نورالعین حضرت مخدوم اشرف سمنانی قدس سرہ کے بھانجے ہوئے۔ جس وقت حضرت نورالعین نے حضرت مخدوم سمنانی کی رفاقت اختیار کی ہے اس وقت سید نورالعین کے والد بزرگوار نے حضرت مخدوم سمنانی سے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے لڑکے کو خدا کی راہ میں آپ کی آمد پر قربان کرتا ہوں اور جو کچھ میرا حق اس کی گردن پر ہے میں نے اسے بخش دیا اور ان کو آپ کی فرزندی میں دیا۔ حضرت نورالعین نے اڑسٹھ سال تک حضرت مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کی اس قدر خدمت کی کہ حضرت مخدوم اشرف نے خوش ہوکر ارشاد فرمایا: فرزند نورالعین نے اس قدر میری خدمت کی کہ کسی بشر نے مجھ کو اس قدر ممنون احسان نہیں کیا۔ فرزند نورالعین کمال خدمت گزاری سے مجھ کو اپنا گرویدہ بنالیا۔

حضرت نورالعین کو حضرت مخدوم اشرف سمنانی سے بھی خاص نسبت حاصل ہے۔ جس کی بنیاد پر سید عبدالرزاق نورالعین کی اولاد اپنے نام کے ساتھ اشرف لگا کر حضرت مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ سے روحانی نسبت فرزندی کو ظاہر کرتے ہیں اور اشرفی لگا کر نسبت بیعت وارادت کا اعلان کرتے ہیں اور جیلانی لگا کر حضور غوث الثقلین سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد ہونے کا اظہار فرماتے ہیں۔ ان میں کوئی شبہ نہیں کہ سادات خانوادۂ اشرفیہ یعنی حضرت سید عبدالرزاق نورالعین علیہ الرحمہ کی اولاد بالاتفاق سادات نجیب الطرفین ہیں۔ مشائخ خانوادہ اشرفیہ کی سیادت اور ان کا اولاد غوث اعظم ہونا مسلم اور متفق علیہ ہے حتیٰ کہ مخالفین بھی اس کی شہادت دیتے ہیں۔

حضرت عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ کی پانچ اولادیں ہوئیں۔ جن میں سے حضرت سید شمس الدین علیہ الرحمہ کا وصال نو

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

عمری میں ہی ہو گیا تھا۔ بقیہ اولاد کے اسمائے گرامی یہ ہیں: ۱۔ حضرت سید شاہ حسن خلف اکبر رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ حضرت سید شاہ حسین خلف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ۳۔ حضرت سید شاہ فرید رحمۃ اللہ علیہ ۴۔ حضرت سید شاہ احمد رحمۃ اللہ علیہ ان چاروں اولاد میں حضرت سید شاہ حسن رحمۃ اللہ علیہ حضرت نورالعین کے جانشین مطلق اور خلف اکبر ہوئے جن کی اولاد کچھوچھہ شریف میں موجود ہیں۔ بایں وجہ اس خاندان کے سجادہ نشین کو عوام وخواص سرکار کلاں سے یاد کرتے ہیں اور حضور غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی نسبت پاک سے اس خاندان کو خانوادہ اشرفیہ کہا جاتا ہے۔

خانوادۂ اشرفیہ سرکار کلاں مسلک اہل سنت وجماعت اور دین متین کی خدمت کے لئے عالمگیر شہرت کا حامل ہے خاندان کا ہر ہر فرد کسی نہ کسی حیثیت سے خدمت دین مصطفیٰ ﷺ کو اپنے لئے سعادت دارین سمجھتا ہے۔ خانوادۂ اشرفیہ کی عظیم شخصیتوں میں وارث علوم مصطفیٰ حضرت علامہ سید شاہ مولانا احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کا بھی نام آتا ہے۔ جو حضرت مخدوم المشائخ سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار ہیں مخدوم المشائخ کے والد بزرگوار ملک ہندوستان کے طول وعرض میں اپنی بے مثال نورانی خطابت کے ذریعہ سواد اعظم کے عقائد ونظریات کی ترجمانی کرتے رہے اور اپنے دلائل واضحہ اور براہین قاطعہ سے ایوان باطل میں زلزلہ برپا کرتے رہے۔ یہ سب سرکار دو عالم ﷺ کے فیضان کرم اور چشم عنایت کا نتیجہ تھا آپ کی تربیت سرکار دو عالم ﷺ کے فیضان کرم سے ہوئی تھی یہی وجہ ہے کہ عالم رویا میں سرکار کائنات فخر موجودات رحمت عالم ﷺ نے آپ کی دستار بندی فرمائی تھی۔

امام اہل سنت حضرت احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ذکر خیر یوں فرمایا:

احمد اشرف حمدو شرف لے
اس سے ذلت پاتے یہ ہیں

مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرے مرشد (یعنی مولانا احمد اشرف) اس وقت تک تقریر شروع نہیں فرماتے تھے جب تک چشم تصور سے سرکار دوجہاں مالک کون ومکاں ﷺ کی زیارت نہ کر لیتے۔ غالباً اسی وجہ سے حضرت مولانا احمد اشرف کچھوچھوی علیہ الرحمہ کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ خاص طور پر بریلی شریف بلوا کر اپنی روحانی ونورانی محافل کی رونق میں اضافہ فرماتے اور مولانا احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ جتنی دیر تقریر فرماتے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اتنی، ہاتھ باندھے کھڑے ہو کر تقریر سماعت فرماتے تھے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرمایا کرتے کہ مولانا احمد اشرف کچھوچھوی کے وعظ کے دوران مجھے سرکار مدینہ سرور انبیا ﷺ کے دربار میں کھل کر حاضری نصیب ہوتی ہے اور یہ میرے بس سے باہر ہے کہ میں سرکار دو جہاں ﷺ کے سامنے بیٹھا رہوں۔ مزید فرماتے ہیں کہ مولانا احمد اشرف کچھوچھوی صحیح النسب آل رسول اور فنافی الرسول ﷺ ہیں لہذا اپنے نانا کی تعریف جس قدر ان کے منھ سے اچھی لگتی ہے وہ کسی اور سے نہیں ہو سکتی۔ رسالہ الاستمداد صفحہ ۹۲ میں حاشیہ پر حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابو محمود احمد اشرف اشرفی جیلانی زیب سجادہ کچھوچھہ مقدسہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ آپ ۴؍شوال المکرم ۱۲۸۶ھ میں بروز جمعہ پیدا ہوئے اور اپنے والد بزرگوار قطب الارشاد محبوب ربانی حضرت سید شاہ ابو احمد محمد علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ کی حیات ہی میں ۱۳۴۷ھ میں واصل بحق ہوئے۔ حضور مخدوم المشائخ سرکار

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کلاں رحمۃ اللہ علیہ آپ ہی کے فرزند ارجمند ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی قبر پر رحمت وانوار کی خوب بارش نازل فرمائے۔ آمین!

مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں کے دادا اور پیرومرشد

شبیہ غوث الثقلین مجدد سلسلۂ اشرفیہ اعلیٰ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی (سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں) رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید شاہ حسن خلف اکبر عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ کی اولاد میں سے تھے۔ علماء ومشائخ کے حلقے میں صوری و معنوی کمالات کے جامع ہونے اور سیرت وصورت میں حضور غوث پاک سے مشابہ ہونے کی بنا پر شبیہ غوث الثقلین سے معروف ومشہور تھے۔ چنانچہ امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد قدوۃ السالکین مولانا سید شاہ آل رسول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰحضرت اشرفی میاں کو شبیہ غوث الثقلین سے یاد فرمایا جب اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو معلوم ہوا کہ ان کے پیرومرشد حضرت سید شاہ آل رسول کی طبیعت زیادہ ناساز ہے تو آپ خود بغرض مزاج پرسی مارہرہ شریف تشریف لے گئے حضرت سید شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ حضرت کو دیکھ کر فرمایا میرے پاس غوث اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان کی خاص امانت ہے جسے اولاد غوث میں شبیہ غوث الثقلین مولانا سید شاہ ابو محمد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی کو سونپنی اور پیش کرنی ہے اور وہ اس وقت محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پاک پر ہیں محراب مسجد میں ملاقات ہوگی چنانچہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی دہلی تشریف لے گئے اور حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ پر حاضری دی پھر مسجد میں تشریف لائے تو واقعی پیر کی نشاندہی کے بموجب حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کو محراب مسجد میں پایا اور برجستہ یہ شعر کہا۔

اشرفی اے رخت آئینۂ حسن خوباں
اے نظر کردہ وپروردۂ سہ محبوباں

پھر عرض مدعا کی حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے مارہرہ شریف میں حاضری دی حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ نے سلسلہ قادریہ برکاتیہ کی اجازت وخلافت بخشی اور یہ فرمایا کہ جس کا حق تھا اس تک یہ امانت پہونچی اس کے بعد حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ حضرت شاہ آل رسول کے خاتم الخلفاء کہلائے بعدہٗ آپ نے کسی کو خلافت نہیں عطا فرمائی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ کچھوچھہ شریف اور بریلی شریف کے اکابر علماء ومشائخ ہمیشہ ایک ہی عقیدہ ومسلک کے رہے ہیں ان کی اعتقادی فکری اور روحانی ہم آہنگی سے اہل علم اچھی طرح واقف ہیں۔ وہ ایک دوسرے کا ادب واحترام ہمیشہ ملحوظ رکھا کرتے تھے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی خاندان اشرفیہ کچھوچھہ شریف سے بے انتہا محبت رکھتے تھے آپ اپنی مجلسوں میں اعلان فرماتے کہ جس نے غوث پاک قدس سرہ کو نہ دیکھا وہ ہم شبیہ غوث اعظم حضرت اشرفی میاں کو دیکھ لے۔

جن کی صورت دیکھ کر سارا زمانہ کہہ اٹھا
ہم شبیہ غوث جیلاں اعلیٰحضرت اشرفی

(سید اظہار اشرف)

دنیا اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتی کہ خانوادۂ اشرفیہ میں اعلیٰحضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی واحد شخصیت ہے جنہوں نے سلسلۂ اشرفیہ کو عرب وعجم میں متعارف کرایا اور اس قدر اپنے سلسلہ کی اشاعت وترویج فرمائی کہ آپ کو سلسلۂ اشرفیہ کا مجدد کہا جاتا ہے آپ اپنے جد کریم غوث العالم کے رنگ میں رنگے

ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا رنگ سب سے خوشنما اور سب سے ممتاز تھا۔ جیسا کہ عنفوان شباب میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تقریر سے متاثر ہوکر فرمایا تھا: صاحبزادے جو رنگ تم پر چڑھا ہے اس رنگ میں آپ کے فیض صحبت سے کثیر علماء کے قلوب رنگ جائیں گے۔ الحمدللہ یہ بشارت حرف بحرف صادق آئی۔ آپ کی بافیض صحبت سے کثیر اکابر علماء ومشائخ آپ ہی کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔

غوث کی شکل پایا تو خواجہ کا رنگ
اشرفی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰحضرت شبیہ غوث الثقلین حضور اشرفی میاں علیہ الرحمہ کا گہرا نقش اور رنگ مخدوم المشائخ سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی ذات میں بدرجۂ اتم موجود تھا جب بھی میں حضرت کے ساتھ سفر میں رہتا تو حضرت اکثر یہ شعر گنگناتے:

جب تجھ میں اشرفی ہے اور اشرفی میں تو ہے
تو پھر کیا سمجھ میں آئے ہجر ووصال تیرا
تجھے شکل غوث الوریٰ کی ملی ہے
تو ہے شان رب العلیٰ اعلیٰحضرت

یہ ساری باتیں صرف عقیدت ومحبت کی بنیاد پر مبنی نہیں ہے بلکہ میں نے اپنی ۱۳ سالہ زندگی میں اپنے پیر ومرشد حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی مقدس چوکھٹ پر گزارا ہے آپ کی مقدس زندگی میں جو کچھ دیکھا اور سنا اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان سے اس کی ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کی ہے، اہل بصیرت سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ کسی بھی شخصیت کے احترام میں دوسروں کے ساتھ ساتھ اگر اپنے گھر والے، خاندان والے اور کنبہ وگاؤں والے جبین عقیدت خم کردیں تو یہ چیز یقیناً اس کی بلندیٔ کردار اور عظمت وبزرگی کی دلیل ہے۔

چنانچہ سبھی جانتے ہیں کہ حضرت پیر ومرشد کی شان یہ تھی کہ پورا ہندوستان اور بیرون ہند، افریقہ، پاکستان، انڈونیشیا، بنگلہ دیش، نیپال سارا عالم تو آپ کے قدموں میں جھکتا ہی تھا مگر گھر والے اور اہل خاندان اور کچھوچھہ شریف کا بچہ ہوچا ہے جوان یا بوڑھا سب آپ پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے تھے اور خاندان اشرفیہ کا تقریباً ہر فرد آپ کا مرید ہے یہ اور بات ہے کہ۔

ہنر بچشم عداوت بزرگ ترعیب است
گل است سعدی در چشم دشمنان خاراست

بدیں وجہ اہل سنت وجماعت کے سروں سے آپ کا سایہ اٹھتے ہی سارے عالم میں کہرام مچ گیا، آپ کیا گئے ایمان والوں کی دنیا اجڑ گئی تمنائیں لٹ گئیں، آرزوئیں پیوند خاک ہوگئیں ابھی آپ کو اس انجمن جہاں سے گئے ہوئے دس سال ہوئے مگر جب آپ کی شفقت ومحبت یاد آتی ہے تو دل تڑپ جاتا ہے اور بے چین ہوجاتا ہے۔

قابل صدرشک احترام ہیں وہ حضرات جنہوں نے حضور سرکار کلاں قدس سرہ کی حیات وخدمات کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے اور ان کیملی خدمات اور گراں قدر نگارشات کو قیامت تک محفوظ رکھنے کے لئے انتظامات فرمائے ہیں۔ متعدد رسالوں نے آپ کی بارگاہ میں اپنے اپنے مخصوص انداز میں عقیدتوں کے نذرانے پیش کئے ہیں مگر اب باضابطہ ایک دستاویزی شکل میں سرکار کلاں پر خصوصی شمارے کی اشاعت بھی اس سلسلہ کی ایک عظیم الشان اور ناقابل فراموش پیش کش ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆☆

سرکارِکلاں اور سکھانوں

مولانا محمد شعیب اشرفی انصاری وارڈ نمبر ۶ وحید منزل قصبہ سکھانوں، ضلع بدایوں

ہم پہ احمد کا ہو سایا ہم پہ اشرف کا کرم
مُرشدی مختار اشرف باصفا کے واسطے

مرشد برحق پیر کامل حضرت سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرکارکلاں کی ذات مقدس پرتحریر کرنا، قلم اُٹھانا احقر یا ہر کس وناکس کے بس کی بات نہیں۔ یہ کام تو صرف عالم، فاضل، عارف وصاحب معرفت ودرجات اور اہل قلم ہی انجام دے سکتے ہیں۔

رسالہ غوث العالم کے ذریعہ اعلان عام کہ ادارہ حضور سرکارکلاں پرایک تاریخی دستاویز شائع کررہا ہے اس امر میں حضرت کے واقعات جمع کرنے کو بھی کہا گیا۔ لہٰذا راقم کو بھی پیرومُرشد کے بارے میں کچھ عرض کرنے کا شوق پیدا ہوا اس لئے یہ چند سطور لکھنے کی جسارت کی ہے۔ پیشتر تحریر تلافی ومعذرت خواہ ہوں۔

سکھانوں کا مختصر تعارف

اس بستی کو تیرھویں صدی عیسوی کے آخر میں حضرت قاضی شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ نے آباد کیا اور بسایا جن کا سلسلہ گیارہ واسطوں سے حضرت خلیفۂ اول حضور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد بزرگوار حضرت سید حسن سلطان العارفین بڑے سرکار اور حضرت سید بدرالدین موئے تاب چھوٹے سرکار بدایونی کے ہمراہ ملک یمن سے تشریف لائے تھے۔ موجودہ سکھانوں وقرب وجوار کا علاقہ آپ کو اشاعت وتبلیغ دین واسلام کے لئے دیا گیا۔ یہاں آپ کے ذریعہ اسلام کو خوب فروغ حاصل ہوا اور آپ نے ایک بڑی جھیل کے ساحل پرایک بستی آباد کی جس کا نام بستی شیخان رکھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ عظیم ''غدر'' فرو ہونے کے بعد بستی شیخان کا نام بدل کر سکھانوں ہوگیا اور آج یہ بستی قصبہ سکھانوں کے نام سے جانی جاتی ہے۔ قصبہ میں آبادی اور قومیت کا تناسب اس طرح ہے کہ مسلمان ستر فیصد ۷۰٪ اور اہل ہنود تیس فیصد ۳۰٪ سبھی اقوام کے لوگ آپس میں مل جل کر نہایت اتفاق واتحاد سے رہتے ہیں۔

قصبہ میں اشرفیت کی ابتداء :

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے قبل عرب کی حالت نہایت بدتر تھی۔ ٹھیک اسی طرح اس بستی میں اکابرین اشرفیہ کی آمد سے ایک صدی پیشتر کی حالت نہایت بدتر اور جہالت کی تصویر برہنہ تھی۔ بداخلاقی، مظالم، غصب جیسی جہالت عام بات تھی۔ چند بھلے اور شریف النفس بھی تھے۔ جو قوم کے انبوہِ کثیر کی مخالفت کی بنا پر گوشہ نشین ہوکر رہ گئے تھے۔ ان تمام تر برائیوں کی اصلاح حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی انیسویں صدی انہیں حالات میں گذری۔ واضح رہے کہ سترھویں صدی اواخر اور اٹھارھویں صدی کے اوائل حضرت شیخ علیم الدین کے دور کے کچھ عرصہ بعد تک اولادِ قاضی شہاب الدین میں ولی اللہ اور صاحب درجات ہوتے رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت تاج الفحول حضرت مولانا الحاج شاہ عبدالقادر بدایونی رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۲۹۳ھ کے حج میں صفا مروہ جہاں تیز چلنے کا حکم ہے اسی جگہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث اعظم کوسعی کرتے ہوئے اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا لہٰذا آپ تعظیماً دھیرے چلے اور شباہتِ غوث اعظم سے کماحقہٗ واقف ہوئے۔

رجب ۱۲۹۴ھ تاج الفحول بدایونی نے اجمیر شریف میں غریب نواز کے عرس شریف کے موقع پر اشرفی میاں کو دیکھا اور ملاقات کی۔ تعارف ہوا کہ اشرفی میاں اولادِ غوثِ اعظم اور ہم شبیہ غوث اعظم ہیں اور حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی تاج الفحول نے بے حد اصرار کر کے حضرت اشرفی میاں کو بدایوں لائے۔ تب سے یعنی ۱۲۹۴ھ سے اشرفی میاں کا بدایوں آنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت اشرفی میاں کی لگا تار بدایوں آمد پر بدایوں ضلع میں آپ کے مریدین کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں جناب حاجی رضوان احمد صاحب والد گرامی حضرت شاداںؔ بدایونی مالک ومدیر ہفت روزہ ہماری آواز بدایوں کے یہاں قیام فرماتے اور تبلیغ اسلام کرتے۔ حاجی رضوان احمد بدایونی کی سسرال سکھانوں میں تھی، آپ کے سالے جناب مولوی امیر اللہ صاحب جو کہ نہایت پڑھے لکھے عالم باعمل، پاک سیرت ومتدین انسان تھے، حضرت اشرفی میاں سے ملے اور اپنے گاؤں سکھانوں میں حضرت کو لائے۔ اس عظیم کارِ خیر میں حضرت شیخ عبدالوحید مختار اشرفی انصاری رئیس سکھانوں وملا عبدالعزیز اور خطیب عاشق حسین صاحب آپ کے رفیق کار ہوئے۔ حضرت شیخ مولا بخش، حضرت شیخ عبدالوحید مختار، ملا عبدالعزیز، حاجی منشی ابوالحسن، مولانا حفظ الحسن، حاجی محمد حسین، شیخ رضوان رضا، شہزادے حسن رضا، حاجی افتخار الدین، عبدالغنی، عبدالشہید، حاجی جمال الدین، ممتاز الدین، مولوی ذکا اللہ وغیرہ آپ کے پہلے مریدانِ سکھانوں ہیں۔ اس طرح حضور اشرفی میاں کی سکھانوں میں بابرکت آمد ۱۹۰۶ء میں ہوئی اور آپ نے بستی ہٰذا کو ازسرنو پاک وصاف کر کے جہالت کے گڑھے سے نکال کر نئی روشنی اور ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا اور حضرت کے دستِ حق پرست پر سبھی مسلمانانِ سکھانوں نے بیعت کی اور مرید ہوئے۔ آپ نے اس بستی پر خصوصی توجہ وکرم فرمایا۔ اہل سکھانوں کو اپنا بٹوا (بٹوا پوربی بولی میں بیٹے کو بٹوا کہتے ہیں) اور سکھانوں کو اپنا گھر کہتے تھے۔

ہر صدی اور ہر دور میں کچھ ایسے پاکیزہ نفوس ہوتے رہے ہیں، جنہوں نے مردہ قوم کے اندر زندگی کی ایک روح پھونک دی ہے اور برسوں سے سوئی قوم کو خوابِ غفلت سے بیدار کرا نہیں منزل مقصود کا سیدھا راستہ بتایا۔ جنہوں نے دین اسلام کی نصرت اور مذہب اہل سنت کی حمایت کو جز وزندگی بنا لیا اور ہمیشہ دشمنانِ اسلام کے مقابل صفِ آراء رہے، یہ وہ مقدس ہستیاں تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے گمراہوں کی ہدایت، سرکشوں کی اصلاح اور حق وباطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے پیدا فرمایا تھا، جنہوں نے اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر اپنا سب کچھ راہِ خدا میں قربان کر دیا تھا۔ حق گوئی اور راست بازی جن کا شعار تھا جن کے اندر سرفروشانہ شجاعت اور شیرانہ جسارت کے جوہر نمایا تھے۔

انہیں برگزیدہ حضرات میں حضرت سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی سرکارِ کلاں کی ذاتِ گرامی ہے۔

حضور سرکارِ کلاں دورِ ولی عہدی ۱۳۵۶ھ آپ کی بابرکت آمد پہلی بار قصبہ سکھانوں میں ہوئی۔ آپ نے بھی سکھانوں کو اپنا گھر اور اہل سکھانوں کو اپنا فرزند کہہ کر خطاب فرمایا۔ آپ اپنے حلقہ مریدان میں ہندوستان اور بیرون ہند بھی قصبہ سکھانوں کا تذکرہ ضرور فرماتے۔ ایک سال دو سال بعد بستی میں ضرور تشریف لاتے اور بستی میں گھر گھر دورہ فرماتے۔ بستی ہٰذا پر آپ کا خصوصی کرم یہ بستی سونی صد سنی الحنفی اشرفی ہے۔ ۱۹۸۹ء میں حاجی محمد علی اکبر ومحمد نبی رضا کی زیرِ نگرانی حضرت کی توجہ خصوصی

سے قصبہ میں مسجد مختار اشرف کی تعمیر پائے تکمیل کو پہنچی یہ بڑی عریض وعالیشان مسجد بستی کی پانچویں مسجد ہے۔

ایک سال عرس شریف کے موقع پر راقم الحروف اور کئی لوگ عرس شریف سے دو دن پیشتر کچھوچھہ شریف پہنچ گئے علاوہ ہمارے اور بھی مہمان لوگ آپ کے مکان پر موجود تھے۔ مہمانوں کی ضیافت میں حضرت کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑتے۔ اپنے دستِ مبارک سے دسترخوان بچھانا سالن پلیٹوں میں نکال کر ہم لوگوں کے آگے بڑھائی بعد از فراغت طعام سب سامان اٹھانا یہ تمام کام حضرت خود اپنے دستِ مبارک سے کرتے ہم لوگ کچھ کام کرنے کو اٹھتے یا کہتے تو حضرت منع فرمادیتے۔ یہ ہے ہمارے مُرشدِ کامل کی مہمان نوازی اور اعلیٰ اخلاق کا نمونہ، درحقیقت میرے پیرومرشد رحمت اللعالمین کی اولاد ہیں اسی کے سبب آپ نے سبھی پر کرم فرمایا ہے اور فرماتے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔ کرم سب پر ہے کوئی کہیں ہو۔

دنیائے حق ومعرفت میں حضور سرکارِکلاں یکتا تھے اور صاحبِ درجات واہل معرفت کی نظر میں آپ کا مقام نہایت ارفع واعلیٰ ہے راقم الحروف اور راقم کے پسران محمد سرتاج عالم اشرفی ومحمد فخر عالم اشرفی محمد اشہر عالم اشرفی اور دختر فرقانہ اشرفی واہلیہ راقم یعنی گھر کا ہر فرد حضور سرکارِکلاں کا مُرید وغلام ہے۔

آج قصبہ سکھانوں ضلع بدایوں یا بھارت ہی نہیں پوری دنیا میں اشرفیت کا بول بالا ہے۔ قصبہ سکھانوں مسلم سنی الحنفی اشرفی ہے دیگر کسی فرقہ کا سکھانوں میں گذر نہیں۔ بستی میں بڑی تعداد سرکارِکلاں کے مریدان کے علاوہ صاحب سجادہ حضور سید اظہار اشرف وسید مجتبیٰ اشرف وقادری میاں اور اشرف الحکما سید احمد حسین کوثر کے مرید ہیں۔ اس طرح پورا قصبہ اشرفی ہے۔

اب آنکھیں اشک بار ہورہی ہیں ۲۱/نومبر ۱۹۹۶ء مطابق بروز جمعہ ۹/رجب ۱۴۱۷ھ کو آپ نے اس جہانِ فانی سے رحلت فرمائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور آپ اس دیارِ فانی کو چھوڑ کر اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے۔

آپ کا سایہ اٹھتے ہی سارا عالم رنج وغم میں ڈوب گیا ایمان والوں کی دنیا اُجڑ گئی۔ خانقاہِ اشرفیہ میں والدہ ماجدہ کے قرب میں آپ کی آرام گاہ ہے۔ جہاں سے فیض کا دریا جاری ہے اور عالم فیضیاب ہورہا ہے۔ کیا چیز کی کمی ہے اشرف تیری گلی میں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

آفتاب ولایت سرکارِ کلاں

مولانا محمد عابد حسین اشرفی خلیفہ حضور شیخ اعظم اشرفی منزل سنجے نگر نزد نورانی مسجد، کرلا کمانی ممبئی ۷

حضور سرکار کلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گلشن ولایت کے جس مقدس باغ میں آنکھیں کھولی تھیں اس ماحول کے تقاضوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضور مخدوم المشائخ میں ولایت کے آثار بچپن ہی سے ہویدا تھے۔ زہد وتقویٰ کے ساتھ اپنا بچپن اور اپنی جوانی کے ایام گزارے۔ دیکھنے والوں نے بہت قریب سے دیکھا۔ زندگی کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری سنتوں کی ہمیشہ پابندی فرمائی۔ مزاج کا یہ عالم تھا کہ انتہائی خلیق تھے آپ کبھی کسی کی دل شکنی نہیں فرماتے بلکہ دلوں پر ہمیشہ مرہم رکھتے تھے اور لوگوں کے عیب اور کمزوریوں کو نہیں ڈھونڈتے تھے۔ آپ کی زبان کبھی بھی تلخ اور درشت کلمے سے آلودہ نہ ہوئی۔ گالیاں دینے والوں کو بھی دعائیں دیتے رہے ہمیشہ بردباری اور درگذر سے کام لیتے رہے۔ آپ فرزندانِ اسلام کو انتہائی محبت سے دیکھتے تھے۔ انداز گفتگو میں اس قدر شیرینی اور جاذبیت نمایاں تھی کہ جو بھی آپ سے ملتا آپ کا گرویدہ بن جاتا یہ تمام صفات آپ کی ذات عالی میں نمایاں تھیں اور "العلماء ورثة الانبیاء" کے مطابق حضور سید عالم روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب صادق اور سچے وارث تھے۔ خاندانی شرافت اور ہاشمی مزاج کے بے مثال نمونہ تھے۔ آپ کی حیات پاک کے ہر ہر شعبے میں اطاعت حق، حسن کردار وخلق عظیم کی جھلکیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپ انتہائی رحم دل، نرم مزاج، ہنس مکھ، راست گو اور رحیم وشفیق تھے۔ آپ کا ہر عمل تعلیمات اسلام کے مطابق ہوا کرتا تھا۔ آپ کا مرتبۂ اخلاق کتنا بلند تھا اور آپ کن بلندیوں پر فائز تھے وہ احاطۂ تحریر۔ سے باہر ہے۔ آپ کی بارگاہ میں ہر انسان کے دکھ درد کی دوا ملتی تھی اور آپ کی بارگاہ سے لوگ ہمیشہ فیضیاب ہوتے تھے۔ مہمان نوازی اور غرباء پروری میں ایک خاص مسرت وشادمانی محسوس فرماتے تھے یہی وجہ ہے کہ وصال سے کچھ ہی دنوں پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمارے آنے والے مہمانوں کو کوئی تکلیف نہ ہونے پائے اور آپ کی بارگاہ میں غرباء وامراء کی عزت یکساں کی جاتی تھی آپ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضل وکرم سے محبوب ہر خاص وعام تھے۔ اتباع شریعت کی دولت سے سرفراز ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معرفت وحقیقت کا امام بھی بنایا تھا کیونکہ آپ علوم ظاہری میں بھی بہت بلند وبالا مقام رکھتے تھے اور منزل طریقت میں اپنے وقت کے رہبر کامل تھے۔ آپ کی بارگاہ میں ظاہر وباطن او دین ودنیا ہر قسم کی دولت تقسیم ہوتی تھی۔ جہاں کسی کی خاطر شکنی اور دل آزاری نہ ہوتی تھی اور نہ ہی کوئی شخص آپ کی بارگاہ سے افسردہ خاطر جانے پاتا۔ آپ کی شفقت وعنایت اس قدر تھی کہ لوگ آپ کو شفیق باپ سے بھی کہیں زیادہ شفیق جانتے تھے اور آپ سے فیض ہمیشہ حاصل کرتے تھے۔ حضور مخدوم المشائخ کو غیروں سے زیادہ اپنوں نے تکلیف پہونچائی لیکن صابر وشاکر رہ کر آپ نے یہی فرمایا کہ کربلا معلی میں دنیا ہمارے صبر کا امتحان لے چکی ہے اور ہمارے آباء واجداد نے

خندہ پیشانی سے کامیابی حاصل کی ہے یہ تو میرے گھر کی روایات ہیں جو آج بھی ہاشمی خاندان میں جاری ہیں۔میرے خاندان کی یہ عادات رہیں ہے کہ وہ دشمنوں کو بھی دعائیں دیتے ہیں اور یہ بدلہ لینے کے بجائے درگذر فرماتے ہیں۔

دنیائے سنیت کے عظیم پیشوا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس عظیم ہستی کا تاریخی نام رکھ کر آثار ولایت کا اعلان فرمایا تھا اس کا ظہور تو حضور مخدوم المشائخ کی حیات ظاہری میں بارہا دنیا نے دیکھا لیکن حضور مفتیٔ اعظم کی نگاہ ولایت نے نماز جنازہ کے لئے مخدوم المشائخ سرکارکلاں کا انتخاب فرما کر عوام وخواص پر حضور مخدوم المشائخ کی ولایت وامامت وقیادت کو واضح کر کے یہ ثابت کردیا کہ دنیائے سنیت کی قیادت اسی شہزادۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے جو دین اور دنیا میں مختار ہے اور سب کی نگاہ عقیدت میں اشرف ہے۔حضور مفتیٔ اعظم کے جلوس جنازہ میں سادات کرام کی کمی تھی؟ نہیں! بے شمار سادات کرام موجود تھے حتیٰ کہ مارہرہ مطہرہ کے عالی نسب سادات کرام بھی جلوہ گر تھے اپنے وقت کے جید ترین محدثین اور مفتیان عظام بھی کثیر تعداد میں شریک جنازہ تھے خاندان رضویہ کے بھی بزرگ حضرات موجود تھے اس کے باوجود مفتیٔ اعظم ہند محب سادات کی نگاہ انتخاب صدر نشین حضور سیدی سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی کے جانشین مطلق حضور مخدوم المشائخ سرکارکلاں حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی چونکہ حضور مفتیٔ اعظم عارف کامل تھے اور اپنی عارفانہ نظر سے یہ دیکھ رہے تھے کہ جس کا میں انتخاب کرنے جارہا ہوں وہ چار محبوبوں کے نگاہوں کے پروردہ ہیں حضور مفتیٔ اعظم کے وصال کے بعد جلسۂ تعزیت میں جانشین مفتیٔ اعظم حضرت علامہ ریحان رضا خاں عرف رحمانی میاں نے اعلان فرمایا تھا کہ کون کہتا ہے آج ہم میں مفتیٔ اعظم نہیں ہے آج ایک مفتیٔ اعظم ہند داغ مفارقت دے گئے ہیں تو ہمیں فخر ہے کہ آج ہمارے درمیان دوسرے مفتیٔ اعظم ہند حضور مخدوم المشائخ حضرت علامہ الحاج مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ موجود ہیں۔اب دنیائے اہل سنت کی ساری امیدیں ان ہی سے وابستہ ہیں۔سبحان اللہ! کتنا گہرا تعلق کچھوچھہ اور بریلی کے درمیان رہا ہے یہ سب بزرگوں کی باتیں ہیں۔اللہ تعالیٰ ہم سبھی عقیدتمندوں کو ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق کامل عطاء فرمائے۔آمین ثم آمین!

اس وقت منصب سجادہ نشینی پر حضرت مخدوم المشائخ کے خلف اکبر ولی کامل، اسلاف کی روشن یادگار، زینت خاندان اشرفیہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی صاحب قبلہ دامت فیوضھم فائز ہیں اور لاکھوں عقیدتمندوں کے دلوں کی دھڑکن بن کر رہنمائی فرمارہے ہیں۔مولیٰ تبارک وتعالیٰ حضرت صاحب سجادہ سرکارکلاں کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ان کی عمر شریف میں بے شمار برکتیں عطاء فرما کر ہم غلاموں کے سروں پر حضرت کا سایہ تادیر قائم ودائم فرمائے آمین ثم آمین۔بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

☆☆☆☆☆☆

ہواؤں میں فضاؤں میں ابھی خوشبو بکھر جائے
تمہارا ذکر سرکار کلاں کوئی جو کر جائے
غموں کی دھوپ کا یہ چڑھتا سورج خود اتر جائے
اگر ایک بار ان کے در پہ میری چشم تر جائے
یہ اہل دل بھی اس کی رفعتوں پر ناز کرتے ہیں
تیری پرنور صورت آ کے جس دل میں ٹھہر جائے

☆ سید واقف اشرفی بدایونی

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکار کلاں اور اتباع شریعت

مولانا محمد نسیم الدین کامل ثقافی مدرس مدرسہ امیر العلوم سمنانیہ اشرفپور کچھوچھہ شریف امبیڈکر نگر یوپی

مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جو علم وفضل، زہد وتقویٰ، صبر ورضا اور فضیلت وقناعت میں سیکڑوں سال قبل ہی سے مشہور ہے، والد محترم عالم ربانی واعظ لاثانی سلطان المناظرین حضرت علامہ سید احمد اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کو تہذیب وتمدن، علم ومعرفت اور عشق وآگہی سے سنوارنے اور نکھارنے میں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کا ہاتھ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ایک ماہِ تمام اور بدرِ کامل بن کر افق عالم پر ضیاء بار ہوئے اور قلیل عرصہ میں آپ کی علمی جلوہ ریزیوں سے دل اور دماغ عشق رسالت کی کیف آور سرمستیوں سے جھوم اٹھے آپ علم ولیاقت، فضل وکمال کے گوہر تاباں تھے یہی وجہ ہے کہ ادیان باطلہ کے خلاف بلا دریغ سینہ سپر ہوجاتے اور آپ کی حاضر جوابی اور سوالات کی مسلسل بوچھار سے مقابل لرزہ براندام ہوجاتا اور کچھ دیر کے بحث ومباحثہ کے بعد رفو چکر ہوجانے میں ہی اپنی عافیت سمجھتا۔

آپ کی تین صاحبزادیوں کے بعد ایک صاحبزادہ کا تولد ہوا مگر وہ کم سنی میں ہی داغ مفارقت دے کر الوداع کہہ گئے، اب کوئی اولادِ نرینہ ہی نہ رہی جس سے چمنستان اشرفی میں نکھار آتا اور کوئی گل خنداں ہی نہ رہا جس سے دل کی پژمردہ کلیوں میں مسکراہٹ کے کنول کھلتے، اس کرب واضطراب اور فکر وتردد میں ماہ وسال گذرتے رہے مگر امید کی کوئی کرن پھوٹتی دکھائی نہیں دیتی، ادھر صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا جارہا تھا اور نیلگوں آسمان نے بھی آنکھیں موند لی تھیں، ابر باراں کا دور دور تک نشان نہ تھا، کشتِ آرزو بوند بوند کو ترس گئی تھی اور ۲۳ رسال کا ایک طویل اور صبر آزما عرصہ یونہی گذر گیا قریب تھا کہ کشتیٔ امید ڈوب جائے کہ رحمت یزداں کے شفقت بھرے ہاتھوں نے تھپکی دی، ڈھارس بندھائی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے گلاب وسمن کی رنگت اور چنبیلی ونسترن کی مہک اپنے وجود سراپا ناز میں لئے وہ سرو ناز تشریف لایا جسے دنیا سرکار کلاں اور مخدوم المشائخ کے نام سے جانتی پہچانتی ہے۔

آپ کی ولادت چونکہ ۲۳ رسال کے صبر آزما وقفہ کے بعد ہوئی تھی بدیں سبب خاندان والوں میں بے پناہ مسرت کی لہر دوڑ گئی، دادا حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے اولین فرصت میں ملاحظہ کرتے ہی فرمایا تھا "میرا یہ پوتا ولی ہوگا"، یہ مختصر سا فقرہ جہاں دادا حضور کے باطنی کشف وصاحب معرفت ہونے کو اجاگر کررہا ہے وہیں نبیرۂ دلبند کی معنوی خوبیوں کو قبل از وقت ہی آشکارا بھی کررہا ہے اور ساتھ ہی ساتھ منکرین علم غیب کے جگر پر برق خاطف بن کر گرتا اور یہ انتباہ دیتا ہے کہ خداوند قدوس کے عطا فرمانے سے نہ صرف یہ کہ رسول گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم غیبیہ حاصل ہیں بلکہ ان کے غلاموں کے غلام کو بھی یہ دولت گراں بہا میسر ہے۔

عمر کے ابتدائی مرحلہ سے ہی عادات واطوار، اخلاق وکردار، تہذیب وثقافت اور تعلیم وتربیت پر کامل توجہ دی گئی۔ چنانچہ آپ نے میزان الصرف سے شرح وقایہ تک جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

شریف ہی میں پڑھا اور پھر دیگر فنون مند افتاء کے شہسوار حضرت مفتی عبدالرشید صاحب فتحپوری سے حاصل کئے اور آخر میں محقق زمانہ، فاضل یگانہ، محدث اکمل، فاضل بے بدل، فائق اقران، مفسر قرآن حضرت علامہ محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی سے دورۂ حدیث کی تعلیم مکمل کی اور اس طرح آپ اپنے زمانہ کے ایک جید عالم دین بن کرابھرے۔

جدامجد اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی نگاہیں جس معیار اور جس سانچے میں ڈھلے ہوئے پوتے کی تلاش میں تھیں اس معیار پر آپ بالکل کھرے ثابت ہوئے، جس پر آپ کی جانشینی سے متعلق ان کے اعلان کا یہ اقتباس شاہد ہے۔

''اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب ان کی دستار بندی ہوچکی ہے اور تمام علوم معقول ومنقول، تفسیر وحدیث وفقہ ومعانی وتصوف کو بکمال جانفشانی جامعہ اشرفیہ جو اس فقیر کا بنایا ہوا دارالعلوم ہے، سے حاصل کیا اور فقیر نے اپنی آرزو کے موافق ان کو دیکھ لیا اور اپنا سچا ولی عہد پایا'' (حضرت کی قلمی تحریر اشرف حسین میوزیم میں موجود ہے)

مخدوم المشائخ حضور سرکارکلاں فقہ وافتاء کے سمندر میں بھی غوطہ زن ہوئے اور بڑے ہی گراں بہا موتی حاصل کئے جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ میں مسند تدریس پر متمکن ہوکر جہاں آپ نے طلبہ کی علمی پیاس بجھائی وہیں مسند افتاء پر جلوہ افروز ہوکر آئے دن پیدا ہونے والے عوام کے مشکل اور گنجلک مسائل کی عقدہ کشائی فرمائی۔ فتاویٰ نویسی کے کام میں تسلسل تو نہ رہ سکا کیونکہ خانقاہی ذمہ داریوں کے پیش نظر تبلیغی دورہ بھی ضروری تھا مگر کسی نہ کسی طرح آپ نے یہ خدمت ایک مدت تک انجام دی۔ آپ کے نوک قلم سے تحریر شدہ فتاوے اس امر کے واضح ثبوت ہیں کہ فقہ حنفی کی کتب میں آپ کو کامل دسترس بلکہ حیرت کی حد تک گہرائی اور گیرائی بھی حاصل تھی۔

مخدوم المشائخ حضور سرکارکلاں میدان تصوف کے شہسوار تھے، صبر ورضا، فقر وقناعت، زہد واتقاء اور اتباع شریعت آپ کا طرۂ امتیاز تھا یہی وجہ ہے کہ اچھے اچھوں نے آپ کے فضل وکمال اور تقویٰ وپرہیزگاری کا لوہا مانا، عبادات وریاضات میں سستی اور کاہلی قریب بھی نہ پھٹکتی، فرائض وواجبات اور سنن پر عامل تھے بلکہ اس سے ایک زینہ اوپر، آپ اولیٰ اور افضل پر بھی عمل کرتے، چنانچہ ایک مرتبہ گھٹنے میں شدید تکلیف تھی اور بوجہ پیری ضعف ونقاہت بھی طاری تھی، چلنا پھرنا تو الگ رہا خود سے کھڑا ہوجانا بھی بس سے باہر تھا مگر اس ضعف ونقاہت اور درد وکرب کی حالت میں بھی سُنن وآداب کی بھرپور رعایت کے ساتھ عبادت کا حال خود انہیں کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے:

''ایک دن نہایت کمزوری تھی بغیر سہارے کے میں کھڑا نہیں ہوسکتا تھا نماز کا وقت ہوچکا تھا کھڑے ہونے کی پوری کوشش کی مگر پیروں میں بالکل قوت نہیں تھی افضل (خادم خاص) سے کہا مجھے کھڑا کردو، افضل نے کہا، حضور بیٹھ کر ہی پڑھ لیجئے، میں نے کہا: مجھے مسئلہ نہ بتاؤ جو کہہ رہا ہوں وہ کرو، سہارے سے اس نے مصلیٰ پر کھڑا کردیا اس کے بعد بحمدہٖ تعالیٰ پوری نماز قیام ورکوع اور سارے ارکان وآداب وسنن کی رعایت کے ساتھ ادا کی۔ یہ میرے رب کا فضل عظیم ہے۔ (سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

حدیث شریف میں آیا ہے الصلوۃ معراج المؤمنین نماز مؤمنوں کی معراج ہے اور یہ بندگان خدا جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو ان کی ساری توجہ سمٹ کر مولیٰ عزوجل کی طرف مرکوز ہوجاتی ہے اور اس محویت کے عالم میں اپنے سراپا کو بھی فراموش کرجاتے ہیں۔ مخدوم المشائخ کی نماز کی یہی کیفیت تھی اور کیوں نہ ہو کہ آپ دافع فتن، خیبر شکن، شیر خدا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند دلبند اور سچے جانشین تھے جن کی محویت کا یہ حال تھا کہ پائے اقدس میں دشمن کا تیر پیوست ہوگیا درد کی شدت کی وجہ سے نکالنا دشوار تھا اسی دوران نماز کا وقت آگیا نیت باندھ

کرکھڑے ہوگئے مصاحبین بڑی جانفشانی کے بعد اسے نکالنے میں کامیاب ہوگئے مگر حضیرِ خدا کوخبر تک نہ ہوئی، نماز سے فراغت کے بعد ہی فرمایا ''تم لوگ تیر نکالنے کی خاطر کھڑے ہونا؟ عرض کیا حضور! ہم تو تیر نکال بھی چکےاور آپ کوخبر تک نہ ہوئی؟''

اس نوعیت کے متعدد واقعات ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ مخدوم المشائخ حضور سرکار کلاں کی شخصیت ،شریعت وطریقت کی مکمل آئینہ دار اور عملی تصویر کا سچا نمونہ تھی فرائض وواجبات، سنن وآداب، نوافل ومستحبات اور دیگر حقوق کی پاسداری آپ نے خود اپنے لئے تصلب کی حد تک لازمی قرار دے رکھی تھی اور ایک سچے ولی کی شان یہی ہے کہ وہ احکام شرعیہ کے سانچے میں اپنی زندگی کو ڈھال دے، ورنہ شب وروز مریدین ومعتقدین کو اپنی محبت وعقیدت کا جام پلا کر احکامِ شرعیہ کی پابندی کو درجۂ ثانیہ قرار دینے والے نمائشی پیروں کی اپنے یہاں کچھ کمی نہیں ہے اور حد تو یہ ہے کہ فی زماننا دانشور طبقہ کے کچھ لوگوں نے بھی اتباع شریعت کو معیار ولایت قرار دینے کے بجائے کرامات اور خرق عادات کو ولایت کا معیار تصور کرلیا ہے، لیکن فی الحقیقت ولایت کا معیار کیا ہے؟ اس کے لئے ذیل کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

ایک صاحب کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ کسی خدا رسیدہ صاحب کرامت بزرگ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوجائیں اور وہ اسی ارادہ سے سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمہ کی خدمت بابرکت میں پہنچ گئے اور ان کی نشست وبرخاست کا بغور جائزہ لینے لگے جب ہفتہ عشرہ گذر گیا اور کوئی کرامت حضرت سے صادر ہوتی ہوئی نہ دیکھی تو واپسی کے ارادہ سے خدمت اقدس میں پہنچے اور آخری سلام ومصافحہ کرنے کے بعد چلتے بنے ،اُدھر پیر روشن ضمیر نے بھی نگاہِ ولایت سے لوحِ دل پر نقش شدہ عبارت پڑھ لی تھی، پوچھا ''بیعت سے کون سی چیز مانع رہی'' عرض کی حضور! کوئی کرامت نہ دیکھی، فرمایا، ''تم نے شب وروز اٹھتے بیٹھتے دیکھا خلاف شریعت کوئی کام کرتا ہوا یا سنن ومستحبات میں سے کچھ ترک کرتا ہوا دیکھا؟ بولے نہیں، تو فرمایا، میری سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ میں شریعتِ مطہرہ کا پابند ہوں۔

رب ذوالجلال کی کریمی نے آپ کو فراست ایمانی جیسی بیش بہا نعمت سے بھی محروم نہ رکھا، کیونکہ مرشدِ کامل کے لئے لازمی ہوتا ہے کہ مریدین ومعتقدین کے احوال وکوائف سے باخبر رہے۔ اس سلسلہ میں ذیل کا واقعہ پڑھئے اور مخدوم المشائخ کی بصیرت اور فراستِ ایمانی کا اندازہ کیجئے:

جناب ظہیر حسین صاحب اشرفی (متوطن درگ ایم پی) کے والدین حج کو جانے والے تھے مگر واپسی فلائٹ کی تاریخ حج کے معاً بعد ہی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ زیارت روضۂ اقدس قبل حج تو ہوسکتی تھی مگر بعد حج نہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں چند مولوی حضرات سے مسئلہ دریافت کرنے پر جواب ملا کہ حاضریٔ مدینہ طیبہ بعد حج ہی لازمی ہے قبل حج کافی نہیں، اب بڑے کشمکش میں کہ حج بھی کریں اور مقصد بھی حاصل نہ ہو اور اس دوران پیر ومرشد حضور سرکارِکلاں سے فون پر رابطہ کی کوشش بھی کی تاکہ ان سے مسئلہ کی حقیقت دریافت کرلوں مگر رابطہ نہ ہوسکا۔ ظہیر میاں کا بیان ہے کہ میں اپنے والدین کے ہمراہ بمبئی پہنچا اب وہاں معلوم ہوا کہ مرشدِ گرامی وقار ٹھنڈی گلی میں ایک صاحب جو چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ ہیں انہیں کے گھر مقیم ہیں، حضرت کی زیارت اور مسئلہ دریافت کرنے کا یہ بڑا ہی سنہرا موقع تھا چنانچہ جب میں پہونچا تو دیکھا کہ حضرت ایک کمرہ میں تنہا تشریف فرما ہیں، سامنے ایک کتاب کھلی ہوئی ہے جس کا بڑے انہماک سے آپ مطالعہ فرمارہے ہیں آگے انہیں کے الفاظ میں پڑھئے:

''سلام وقدمبوسی کے بعد میں اپنا مسئلہ دریافت کرنے والا ہی تھا

کہ حضور نے ارشاد فرمایا ''ظہیر میاں! کچھ مولوی لوگ لاعلمی میں کہہ دیتے ہیں کہ حاجی حج سے پہلے اگر مدینہ منورہ جائے تو یہ صحیح نہیں حالانکہ ایسی بات نہیں اگر کسی کے پاس حج کے بعد مدینہ جانے کا وقت نہ ہو تو پہلے ہی چلا جائے کوئی بات نہیں ابھی ابھی یہی مسئلہ اس کتاب میں دیکھ رہا تھا'' (سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

ماتھے کی آنکھوں سے اس فرحت افزا کیفیت کو ملاحظہ کرنے کے بعد خود ظہیر میاں کی اپنی کیا کیفیت ہوئی ہوگی وہ تو نظم تحریر میں لانا ایک دشوار گذار امر ہے، مگر مخدوم المشائخ حضور سرکارکلاں کی اس روشن ضمیری کا حال قابل ملاحظہ ہے کہ اپنے عاشق صادق کے لوح دل پر غم واضطراب سے ملی جلی نقش شدہ عبارت کو پڑھ کر نہ فقط یہ کہ دریافت کرنے سے پیشتر ہی اصلِ مسئلہ کے رخ عشوہ طراز سے نقاب الٹ دی بلکہ ضمیر کی روشن نگاہوں سے ان چند مولویوں کو بھی ملاحظہ فرمالیا جنہوں نے لاعلمی میں مسئلہ غلط بتادیا تھا اور اس پر مستزاد یہ کہ عین اس وقت جب کہ وہ عاشقِ زار آنے والا تھا کتاب کھول کر بعینہ اسی مسئلہ کو ملاحظہ فرمانا، روشن ضمیر ہونے پر مزید مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے۔

حضور سرکارِکلاں کی ذات ستودہ صفات کو جس زاویہ سے دیکھیں، کامل واکمل نظر آئے گی۔ آپ کے فضائل ومحاسن کا احاطہ کماحقہٗ خامۂ فقیر سے ناممکن ہے، عمر عزیز کی آخری سانس تک باہمی روابط، صلح وآشتی، صبر وتحمل، اتباع شریعت اور عشق وعرفان کا درس دیتے رہے، شریعت مطہرہ کے پرکیف انوار سے تاریک دلوں کو روشنی اور تابندگی فراہم کرتے رہے اور قضائے حاکمِ لم یزل پر بصد رضا ورغبت نثار ہو کر بالآخر 9 رجب المرجب 1417ھ کو جانِ عزیز جان آفریں کے سپرد کر دی۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

☆☆☆☆☆

سرکارِکلاں اور صدرالافاضل

خواجہ محمد کلیم اشرف سنبھلی خواجہ منزل، دیپا سرائے (مراد آباد)

اس زاویۂ نگاہ سے اگر سرکارکلاں کی حیات طیبہ کا مطالعہ کریں کہ استاذ اور شاگرد کا رشتہ کیسا ہوتا ہے تو معلوم ہوگا کہ حضرت سرکارِکلاں کو اپنے اساتذۂ کرام کی بارگاہ میں تقرب خاص حاصل تھا۔ آپ نے کچھوچھہ مقدسہ میں ابتدائی کتب از میزان تا شرح وقایہ ماہر درسیات حضرت مولانا عمادالدین صاحب سنبھلی علیہ الرحمہ سے پڑھیں۔ فنون کا درس حضرت مفتی عبدالرشید خاں صاحب اشرفی فتح پوری علیہ الرحمہ سے لیا اس کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں استاذ العلماء، فخر الاماثل، صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا نعیم الدین صاحب اشرفی قدس سرہٗ سے دورۂ حدیث کیا۔

حضرت صدرالافاضل قدس سرہٗ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ زمانۂ طالب علمی میں مخدوم الاولیاء محبوب ربانی اعلیٰ حضرت الشاہ سید علی حسین صاحب اشرفی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ آپ پر مرشد برحق کی خصوصی عنایات اور نوازشات رہیں۔ آپ نے مرادآباد میں مدرسہ انجمن اہل سنت قائم فرمایا۔ (بعد میں اس مدرسہ کا نام حضرت صدر الافاضل کے اسم گرامی سے منسوب کرکے جامعہ نعیمیہ رکھا گیا) اس ادارے کی جملہ تقاریب اور جلسوں میں حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری ہوتی۔ فارغین طلبہ کے سروں پر دستارفضیلت بھی اپنے مبارک ہاتھوں سے باندھتے تھے۔

حضرت صدر الافاضل قدس سرہٗ ہرفن میں باکمال تھے۔ مناظرہ، افتاء، خطابت، تصنیف، نعت گوئی ہر اک میدان کے شہسوار تھے مگر تدریس سے خصوصی شغف تھا۔ آپ نے کثیر تعداد میں تلامذہ بنائے۔ آپ کے شاگردوں کی فہرست طویل ہے۔ آج بھی ہندوپاک کے معیاری اداروں میں نعیمی سلسلے کے اساتذہ موجود ہیں۔ حضرت صدرالافاضل اپنے مرشد گرامی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہ سے غایت درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ شیخ اعظم حضور صاحب سجادہ حضرت سید شاہ اظہار اشرف صاحب اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی اس ضمن میں تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضرت صدرالافاضل کو حضرت قبلہ گاہی (اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہ) پیار ومحبت سے ہمیشہ فرزند نعیم الدین کہہ کر یاد فرماتے تھے اور ان الفاظ کو سن کر حضرت صدرالافاضل کے چہرہ پر ایک خاص کیف ومستی کے آثار نمایاں ہوجایا کرتے تھے۔ بلاشبہ حضرت صدرالافاضل کو کچھوچھہ شریف سے بہت لگاؤ تھا۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ حضرت صدرالافاضل کے ساتھ بیٹھنے والوں میں ایک صاحب حاجی جنتی تھے۔ ایک مرتبہ کچھوچھہ شریف کی خام سڑک کے متعلق کہہ دیا کہ وہ خراب ہے۔ حضرت صدرالافاضل کے عشق نے گوارہ نہیں فرمایا۔ چہرے پر بل آگئے۔ ارشاد فرمایا کہ وہاں کی خاک ہمارے لئے سرمۂ چشم ہے۔ یوں کہو کہ راستہ خام ہے۔'' (حیات مخدوم الاولیاء صفحہ ۳۷۸)

اس واقعہ سے حضرت صدرالافاضل قدس سرہٗ کی منزل فنافی الشیخ کا سراغ ملتا ہے۔ اب آپ اندازہ کیجئے کہ جب حضرت صدرالافاضل کی نظر میں کچھوچھہ شریف کے مبارک راستہ کا یہ مقام ہے تو مرشد گرامی کے جانشین کا کیا مرتبہ ہوگا؟ یہی وجہ تھی ''حضرت صدرالاافاضل حضور سرکارِکلاں کو اپنے مخدوم اور مخدوم

زادے کی حیثیت سے اپنی مسند پر بٹھاتے اور تمام امور میں آپ کے دست وبازو رہتے۔ خاص کر عرس کے پروگرام میں آپ کا ہاتھ بٹاتے اور لنگر وغیرہ کا انتظام خود سنبھالتے تھے۔ (بحوالہ سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

"میں یہ بات بلاخوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ استاذ العلماء کی بارگاہ میں یہ منفرد اور ممتاز مقام صرف اور صرف حضور سرکارکلاں کو حاصل تھا۔ حضرت صدر الافاضل کے مایہ ناز تلامذہ میں سے کوئی ان کا شریک وہمسر نہیں تھا۔ اور نہ ہوسکتا تھا۔ حضور سرکارکلاں قدس سرہٗ کو بھی اپنے استاذ گرامی سے والہانہ محبت تھی اور آپ اکثر ناز سے فرماتے "میں صدر الافاضل کا شاگرد ہوں۔ ان کی نوازشات بے شمار ہیں۔ میرا بہت خیال رکھتے تھے۔ انکے سامنے بڑوں بڑوں کا پتہ پانی ہوجاتا تھا۔ اگر وہ آج ہوتے تو جو لوگ دقاق وقت اور محقق ومفتی زمانہ بنے بیٹھے ہیں سب کی چوکڑی بند ہوجاتی۔"

اکابر کے اس مبارک دور اور آج کے انحطاط وپستی کا ذکر کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے تھے "وہ کیا دور تھا جب ہم اپنی خانقاہ میں حجۃ الاسلام صدر الشریعہ، صدر الافاضل، مجاہد ملت، مفتی اعظم اور دوسرے اکابر علماء کو مدعو کرتے تھے۔ سب لوگ آتے تھے۔ ہم سب شیر وشکر کی طرح رہتے تھے۔ ہر ایک دوسرے کے اعزاز وتکریم کا خیال رکھتا تھا۔ کیا نورانی ماحول تھا۔ آپس میں مختلف مسائل میں زبردست اختلاف ہونے کے باوجود سب ایک دوسرے کی عزت کرتے تھے۔ کیا اخلاص وبے نفسی کا زمانہ تھا۔ مگر آج کا یہ پراگندہ ماحول خدا کی پناہ۔ ہر کام میں نفسانیت ہی نفسانیت ہے۔ کوئی فقیہ العصر ہے تو اس کے سامنے سارے لوگ طفل مکتب۔ کسی کو محدث زمانہ کہلانے کا شوق ہے تو سارے علماء ان کے شاگردوں کی زمرے میں ہیں۔ کوئی مفتی اعظم تو اس کا فتویٰ واجب التسلیم ہونا چاہئے۔ اس سے کوئی منکر ہوا تو وہ منکر شریعت ہے۔ مجھ سے سچ فرمایا تھا حضرت صدر الافاضل نے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگ جہالت ونفسانیت سے غلط فتوی دے کر لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ ایسے وقت میں آپ کسی فتوی پر بہت سوچ سمجھ کر دستخط کیجئے گا۔ میں تو وہی دور اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ (بحوالہ سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

قارئین ماہنامہ غوث العالم کو بخوبی یاد ہوگا۔ کسی شمارے میں حضرت مولانا رضاء الحق صاحب اشرفی مدظلہ العالی نے فتاویٰ سرکارِکلاں کے عنوان کے تحت ایک فتوی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ حضور سرکارکلاں قدس سرہٗ نے اس فتوے کے اخیر میں یہ نوٹ لکھا ہے کہ اسے شائع کرنے کی اجازت نہیں اس لئے کہ اس بابت استاذی الکریم حضرت صدر الافاضل کا موقف دوسرا تھا۔ ایک طرف آپ نے ایک فروعی مسئلہ میں اپنے استاذ گرامی سے مختلف رائے دیکر امام ابویوسف وامام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت پر عمل کیا اور اس نظریہ پر مہر ثبت فرمادی کہ فروعی مسائل میں اختلاف مذموم نہیں تو دوسری جانب نوٹ لکھ کر استاذ کی قدر ومنزلت کا اظہار فرمادیا اور یہ بھی درس دے دیا کہ اکابر کا مقام ومرتبہ کیا ہوتا ہے۔

حضور سرکارکلاں قدس سرہٗ اپنے استاذ محترم کے عرس میں پابندی سے شرکت فرماتے اور تقریر بھی کرتے۔ ایک مرتبہ عرس نعیمی کے موقع پر مرشدی الکریم حضور سرکارکلاں قدس سرہٗ کا خطاب سننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ خطاب سے قبل آپ نے حضرت صدر الافاضل کا نعتیہ کلام

"ان پر فدا ہے جان ودل شوق سے دل میں آئیں تو"

عشق رسول میں ڈوب کر ترنم سے پڑھا تھا۔ کیا سماں تھا؟ محفل میں انوار وتجلیات کی بارش ہورہی تھی۔ وہ منظر آج بھی نظروں میں آجاتا ہے تو سرور حاصل ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکار کلاں کی شخصیت کے چند نمایاں پہلو

پرویز اشرفی ایڈیٹر "الحسنات" رامپور یوپی

ہم جس دنیا میں رہتے ہیں یہ ایک مسافر خانہ ہے نہ جانے کتنے لوگ یہاں آئے اور اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ اسی دنیا میں کچھ ایسی ہستیاں بھی پیدا ہوئیں جنکی ہدایت کی شمعٔ فروزاں اپنی روشنی پھیلاتی رہی اور اس کی درخشندگی سے ہمارا معاشرہ ہی نہیں بکہ سارا عالم فیضیاب ہوتا رہا انہیں مقدس ہستیوں میں ایک شخصیت عاشق رسول حضرت علامہ مفتی ابوالمسعو دسید مختار اشرف اشرفی جیلانی عرف محمد میاں سرکار کلاں کی ذات ہے۔ آپ کچھوچھہ کی سرزمین جسے غوث العالم محبوب یزدانی تارک السلطنت اوحدالدین مخدوم اشرف جہانگیر کی خوابگاہ ہونے کا شرف حاصل ہے پر ۱۹۱۵ھ میں سریر آرائے بزم عالم ہوئے کچھوچھہ کی سرزمین نے نور کا سکہ جمادینے والے اساتذہ، دانشور پیدا کئے جنہوں نے تاریک دلوں میں نور ایمان کی شمع روشن کی، بہت سے پیچیدہ مسائل کا شریعت اسلامی کی روشنی میں صحیح حل پیش کر کے مسلمانان عالم کو ضلالت کے عمیق غار میں گرنے سے بچایا۔ حضرت محمد مختار اشرف سرکار کلاں آج بھی اسی باوقار خاندان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک ممتاز اور نمایاں چشم و چراغ ہیں۔

مکتب کشائی:

آپ نے علم و عرفان والے گھرانے اور نورانی ماحول میں تربیت پائی جب آپکی عمر چار سال چار مہینہ چار دن ہوئی تو بزرگوں کے دستور کے مطابق مکتب کشائی ہوئی آپ کے دادا حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو بسم اللہ خوانی کرائی۔ خود ہی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ سبق کے کلمات ادا کیا حضرت مختار اشرف سامنے بیٹھے سنتے رہے کیونکہ اس وقت بات نہیں کر پاتے تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا احمد اشرف علیہ الرحمہ کے وفات کے بعد ان کے دادا حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کی تعلیم کی ذمہ داری خود لے لی اور جامعہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف میں جو ایک زمانے میں ایک عظیم درسگاہ تھی میں قابل اساتذہ کی نگرانی میں آپ کی تعلیم ہوئی۔ ابتدائی کتب درسیات مولانا عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھی معقولات کی تعلیم سرزمین سہسرام کے مولانا سید وصی احمد سہسرامی جو صاحب حال بزرگ تھے سے حاصل، کی اس طرح دانشوروں اور مفکروں نے سہسرام کو بزرگوں اور فقیروں کا شہر کہا ہے اس کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ حضرت سرکار کلاں کو دورۂ حدیث حضرت صدر الافاضل مولانا مفتی سید شاہ نعیم الدین اشرفی بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد نے پڑھایا۔ تکمیل کے بعد دستار بندی آپ کے دادا حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے کی اور سند حدیث صدر الافاضل علیہ الرحمہ نے عطا کی۔

تقوی و پرہیز گاری:

حضرت مختار اشرف عرف سرکار کلاں میں ان گنت خوبیاں تھیں آپ کی شخصیت شمع فروزاں کی طرح آج کے نوجوان نسل کے لئے مشعل راہ ہے۔ ایک بار آپ نے فرمایا کہ والد بزرگوار

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

نے بچپن ہی میں حقوق اللہ اور حقوق اللہ کو بتایا اور سمجھایا تھا اس پر سختی سے پابند رہنے کی تاکید فرمائی تھی اور آپ نے اس کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ کی، والدہ ماجدہ کے حقوق ادا کرنے کا اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ مخدومہ کی خدمت آپ کے دل کی دھڑکن بن چکی تھی۔ اس سے آپ کبھی غافل نہ رہے۔ اپنی ضروریات سے فارغ ہوکر والدہ کی خدمت میں حاضر ہوتے مزاج پرسی کے بعد ان سے اجازت طلب کرتے کہ اب میں باہر دروازہ پر جاؤں؟ اگر وہ اجازت دیتیں تو آپ باہر تشریف لے جاتے ورنہ پھر والدہ کی خدمت میں بیٹھے رہتے خواہ اس طرح پورا دن گزر جاتا کسی کام کا نقصان ہوجاتا اس کی قطعی پرواہ نہیں کرتے باہر ملنے والے کیسے ہی اہم لوگ کیوں نہ ہوں۔ والدہ کی مرضی پر کسی کو مقدم نہیں کرتے اپنے پردہ فرمانے سے چند دن قبل گفتگو کے دوران کہا کہ میں عنقریب دنیا سے کوچ کر جاؤں گا۔ آپ نے اپنے پوتے اور میرے پیرومرشد حضرت مولانا سید محمود اشرف صاحب قبلہ کو اپنے کفن دفن اور جملہ لوازمات کے متعلق وصیت کی کہ کس طرح سارے کام انجام دینا ہے۔

خدمت دین اور سلسلۂ اشرفیہ

حضرت مخدوم المشائخ سید مختار اشرف رحمۃ اللہ علیہ جب تک باحیات رہے دین حق کی خدمت واشاعت میں لگے رہے ملک ہند میں متعدد دینی ادارے آپ کی سرپرستی میں چلتے رہے۔ اپنے جد امجد کے مشن کو زیادہ سے زیادہ آگے بڑھانا اور دنیا میں لوگوں تک دین حق کا پیغام پہونچانا آپ کا مقصد تھا۔ آپ احکام شریعت پر کاربند، فرائض ونوافل کے پابند اور اوراد و وظائف شبانہ روز کے خوگر تھے، ضعیفی کے دور میں بھی سردترین راتوں میں وقت پر بیدار ہوکر نماز تہجد ادا کرتے۔

تبلیغ اسلام:

حضرت مخدوم المشائخ سید مختار اشرف رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا بیشتر حصہ مذہب اہلسنت و جماعت کی نشر واشاعت میں گذرا ہے۔ آپ نے تبلیغ واشاعت کے لئے بیرونی ممالک کا بھی دورہ کیا جہاں اپنی نصیحت آمیز تقریروں کے ذریعہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست دکھایا ہزاروں افراد کو مذہب حق سے وابستہ کرکے مزید پختگی بخشی۔

مہمان نوازی:

حضرت سرکارکلاں کی مہمان نوازی ومیزبانی کا یہ حال تھا کہ خود اپنے ہاتھوں سے پلیٹوں میں سالن نکال کر بڑھاتے تھے اگر کوئی ملنے والا کھانے کے وقت رخصت ہونا چاہتا تو بغیر کھانا کھلائے رخصت نہ کرتے بہت ایسے مواقع آئے ہیں کہ حضرت خود زنان خانے میں جاکر کھانا نکلواتے اور سینی میں لے کر باہر تشریف لاتے۔ پلیٹ، گلاس وپانی کا انتظام کرکے بڑے اپنائیت اور محبت کے ساتھ مہمانوں کو کھلاتے، مہمان نوازی کی ایسی مثال شاذ ونادر کہیں دیکھنے کو ملتی ہے۔ آج بھی خانوادۂ اشرفیہ سرکارکلاں کی مہمان نوازی مشہور ہے۔

وصال:

طبیعت کچھ علیل تھی گھر والوں نے لکھنؤ اسپتال میں داخل کرنے کا خیال ظاہر کیا لیکن آپ نے فرمایا علاج کی کوئی ضرورت نہیں ہے بار بار یہ مصرعہ پڑھتے

رخت سفر بندھا ہے اور قدم سوئے یار ہیں۔

گھر والوں کے اصرار کرنے پر لکھنؤ جانے پر راضی ہو

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

گئے۔لکھنؤ اسپتال کے خصوصی وارڈ میں آپ کو داخل کیا گیا۔ڈاکٹروں نے خصوصی توجہ دی آپ کی طبیعت بحال ہوگئی۔۹ رجب کو گھر والوں سے دیر تک باتیں کیں تقریباً ۱۲ بجے دن میں آپ نے فرمایا''اب آپ لوگ جائیں اور مجھے آرام کرنے دیں۔'' اسی دوران دن کے ا ربجے آپ نے معبود و محبوب حقیقی کی بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کردی اور ۲۱ رنومبر ۱۹۹۶ء کو اپنی روحانی و علمی محفلوں کی یاد لوگوں کے دلوں میں بسا کر ہماری ظاہری نگاہوں سے ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون ۱۰ رجب بروز جمعہ ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۲ رنومبر ۱۹۹۶ء شام کے وقت اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی داہنی طرف حسب وصیت سپرد خاک ہوئے۔

بیشک مختار اشرف سرکار کلاں ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن ان کے ذریعہ دی گئی دین و ہدایت کی تعلیم شفق کی مانند باقی ہے۔اللہ رب العزت تمام مسلمانوں کو دین حق کا پیرو کار بنائے۔آمین

☆☆☆☆

تیرا دور شہہ جہانی — تیرا کام جاودانی
تیرا نام شیخ اعظم — تیرا رعب خاندانی
تیری خانقاہ و مسجد — تیرے مدرسے کی رونق
تیری عظمت و جلالت — کی ہے مختصر کہانی

مخدوم المشائخ سرکار کلاں نمبر کی اشاعت پر ہم صدر و اراکین اشرفیہ فاؤنڈیشن عائشہ نگر قبرستان مالیگاؤں ادارہ ماہنامہ غوث العالم کے مدیر اعلیٰ و اسٹاف کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں اللہ عزوجل حضور سرکار کلاں کے فیضان کرم سے مالامال فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔

فقط سگ بارگاہ اشرف

حاجی ظہیر احمد حاجی محمد اشرفی

صدر اشرفیہ فاؤنڈیشن، عائشہ نگر قبرستان مالیگاؤں ضلع ناسک

حضور سرکارِ کلاں دیار منیر شریف میں

سید شاہ خالدانور شمسی خانقاہ شمسیہ، شاہی محلہ، ضلع اروِل (بہار)

منیر شریف کا علاقہ زمانہ قدیم سے اپنی تاریخی ومذہبی حیثیت سے شہرت کا حامل ہے۔ یہی وہ مقدس جگہ ہے جو صدیوں سے علمائے کرام وصوفیائے عظام کا مسکن اور صوبہ بہار میں دین اسلام کی ترویج واشاعت کا مرکز رہا ہے۔ حضرت مخدوم امام تاج فقیہ علیہ الرحمہ اور آپ کی اولاد پاک حضرت مخدوم یحیٰ علیہ الرحمہ ودیگر المزّہ کی مجاہدانہ کوششوں کے باعث اس کے اطراف و اکناف میں پرچم اسلام سربلند ہوا اس سرزمین سے دنیا کو حق وصداقت کا پیغام ملا، اسلام کی روشنی ملی آج بھی اس کی ضیاپاشیوں میں کوئی کمی نہیں آئی ہے۔ سینکڑوں عقیدت مند آپ کے مرقد انور پر شبانہ روز طواف کیا کرتے اور آپ کے روحانی وعرفانی فیوض وبرکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔

آج اسی دیار میں سرزمین کچھوچھہ مقدسہ کی ایک ایسی شخصیت تشریف لانے والی تھی جنہوں نے مسند رشد وہدایت پر بیٹھ کر ہزاروں علم وعرفان کے چراغ روشن کئے اور سینکڑوں مردہ دلوں کو زندگی وتابندگی عطا فرمائی تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ سات سوسالہ اس تاریخی سفر کی یاد دلا رہی تھی جب مخدوم اشرف جہانگیر علیہ الرحمہ نے کچھوچھہ مقدسہ سے بہار شریف جاتے وقت منیر شریف میں قیام فرمایا تھا، اس لئے آپ کی آمد اہل منیر کے لئے اور بھی زیادہ اہمیت کی حامل تھی، زیارت کے لئے ہزاروں کا جم غفیر تھا۔ سینکڑوں پروانے اس ذات بابرکات کی آمد کے منتظر تھے۔ اور ہر آنے والا شخص دوسرے سے دریافت کرتا کہ آخر وہ کون سی ہستی ہے جس کی زیارت کے لئے ملاقاتیوں کا تانتا لگا ہوا ہے۔

بالآخر خال معظم سید صغیر حسین اشرفی نے حاضرین ومتوسلین کو اپنی طرف متوجہ کیا اور فرمایا کہ آج کچھوچھہ مقدسہ سے شہنشاہ ولایت تاجدار رشد وہدایت شیخ المشائخ حضور سرکارِ کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارِ کلاں کچھوچھہ مطہرہ تشریف لانے والے ہیں۔ یہ کہہ کر تمام عشاقوں کے بے چینیوں کو دور کیا۔ مگر جیسے جیسے وقت قریب ہوتا گیا جذبات کے تلاطم میں شدت پیدا ہوتی گئی۔ سرمستان عشق کی نگاہیں انہیں کی طرف مرکوز تھیں کہ یکا یک حضور سرکارِ کلاں بذریعہ کار مخدوم الملک کے والد گرامی حضرت مخدوم یحیٰ منیری رضی اللہ عنہ کے آستانہ عالیہ کے شمالی دروازے پر رونق افروز ہوئے۔ تو فوراً عشاقوں کے ہجوم نے آپ کو گھیر لیا اور ہر اہل نظر کی دہلیز سے یہ صدا آنے لگی کہ یہ عبد صالح تو رفتار میں "وعبادا لرحمن الذين يمشون على الارض هوناً" کا عملی نمونہ، گفتار میں "واذا خاطبهم الجاهلون قالو اسلاماً" کی صحیح تصویر، فضائل واعمال کے اعتبار سے تو "يبيتون لربهم سجدا وقياماً" کی عملی تفسیر نظر آتا ہے۔ اور سینۂ اطہر تجلیات الٰہی کا مرکز، قلب مبارک معارف خداوندی کا گنجینہ دیکھائی دیتا ہے۔

پھر حضور سرکارِ کلاں بہ نیت ایصال ثواب واکتساب فیوض وبرکات، حضرت علامہ شاہ مراد اللہ منیری علیہ الرحمہ وشاہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

نورالدین فردوسی سجادہ نشیں خانقاہ فردوسیہ منیر شریف وسید صغیر حسین اشرفی وحسنین خاں ڈی، ایس، پی اور ہزاروں عقیدت مندوں کے قافلے کے ساتھ حضرت مخدوم یحیٰی منیری رضی اللہ عنہ کے مرقد انور پر تشریف لے گئے اور شرف زیارت سے مشرف ہو کر انکے روحانی وعرفانی برکات کے خزانے سمیٹے پورے قافلے کے ساتھ درگاہ کے مشرقی زینے سے تالاب کی جانب اترے اور تالاب کے چاروں طرف بغور نظارہ کیا۔ پھر تالاب سے جنوب مغرب کی جانب حضرت مخدوم مومن عارف علیہ الرحمہ کے فیضان عام سے باریاب ہوتے ہوئے حضرت مخدوم خطیرالدین ابدال علیہ الرحمہ خواہرزادہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے مزار اقدس پر حاضری دی اور آپ کے عرفانی فیضان سے مشرف ہوئے۔

''تالاب سے اتر کر ایک عظیم الشان سنگی مقبرہ حضرت مخدوم شاہ دولت منیری علیہ الرحمہ کا ہے جو اعلیٰ قسم کی سنگ تراشی اور نقاشی کا لاجواب نمونہ ہے جس کے اندرونی چھت میں جابجا قرآن کریم کی آیات کندہ ہیں۔ جسے آپ کے مرید خاص ابراہیم خاں کانکر گورنر گجرات نے تعمیر کرایا تھا''

بعد ازاں حضور سرکارکاں علیہ الرحمہ نے حضرت مخدوم شاہ دولت منیری علیہ الرحمہ کے آستانہ عالیہ پر حاضری دی۔ اس وقت مزار اقدس پر یہ حالت نظر آرہی تھی جیسے کہ ایک دولہا آرام فرمارہا ہے اور اس پر اس قدر روحانی فیضان کی بوچھار ہورہی ہو جیسے کہ باران رحمت کا نزول اور اس نوری فیضان سے تمام لوگ مستفیض ہورہے ہوں۔

پھر درگاہ کے شمالی زینے سے تمام معتقدین کے ہمراہ خانقاہ فردوسیہ میں تشریف لے گئے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کلاہ شریف، موئے مبارک اور دیگر بزرگان دین کے تبرکات کی زیارت سے سکون قلب حاصل کیا۔

پھر آپ اپنے قدم ناز کو اس سنگی مکان کی طرف بڑھایا جس کو مخدوم الملک کی ولادت باسعادت کی شرفیت حاصل ہے، اور حجرہ مخدوم میں داخل ہو کر اس قدیم چوکی کی زیارت سے مستفیض ہوئے جس پر مخدوم الملک کی والدہ ماجدہ نماز پڑھا کرتی تھیں، تمام تاریخی مقامات کی زیارت سے مشرف ہو کر تاجدار کچھوچھہ تمام عشاق ومتوسلین سے ملاقات کرتے ہوئے اور دعائے خیر سے نوازتے ہوئے کچھوچھہ مقدسہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکارکلاں کا تواضع وانکساری

قاری اکرام اشرفی دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور۔راجستھان

مت سہل ہمیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

اس عالم رنگ وبو کے وجود سے لیکر اب تک نہ جانے کتنی بار ستاروں کی بزم طرب میں ماہتاب اپنی تمام تر ضوافشانیوں کو بکھیر تا ہوا نجوم کی بزم سے رخصت ہوا۔ بے حساب وان گنت انسانوں نے اس عالم ہستی میں آنکھ کھولی اور اپنی حیات مستعار کے لمحات کو گزار کر پیک اجل کو لبیک کہا۔ ان کی یادوں کے نقوش وخطوط لوگوں کے خواطر واذہان سے محو ہوتے چلے گئے، لیکن اس عالم اسباب کو کچھ ایسی ہستیوں نے بھی زینت بخشی جنہوں نے اپنے بلند پایہ افکار وخیالات کی بنا پر علوم وفنون کی دنیا میں چار چاند لگا دیئے اور شاہراہ علم وعمل کو بہت وسیع کردیا۔ مسلمانوں کی زمام قیادت اپنے ہاتھوں میں لے کر مذہب وملت کی وہ عظیم ترین خدمات انجام دیں جسے تاریخ کے زریں اوراق پر ہمیشہ سپرد قرطاس وقلم کیا جاتا رہے گا۔

ایسی نابغۂ روزگار اور نادر الوجود شخصیات کا جب ہم جائزہ لیں تو ہمیں چمنستان فاطمی کا ایک گل خندہ تر، علم وعمل کی دنیا میں یگانہ ویکتا، حسن اخلاق وکردار میں بے مثال ولاجواب، تقوی وطہارت اور خشیت ربانی کا ایک پیکر، حضرت علامہ سید شاہ محمد مختار اشرف صاحب قبلہ سرکار کلاں اشرفی الجیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے اقران ومعاصرین میں نہایت فائق اور ممتاز دکھائی دیتے تھے یوں تو آپ کی یگانہ ہستی کا جس زاویہ سے بھی تجزیہ کیا جائے ہر اعتبار سے اعلیٰ مقام ومرتبہ کی حامل ہی نظر آتی ہے۔ مگر آپ کی شخصیت میں جو وصف سب سے نمایاں تھا وہ آپ کی علمی لیاقت، سیاسی بصیرت، زہد وورع، تھا آپ شریعت مطہرہ علی صاحبھا التحیۃ والثناء پر مکمل طور سے عمل پیرا تھے۔ آپ کا کوئی خلاف شرع نہ ہوتا تھا۔ راقم السطور نے آپ کی بزم ادب میں متعدد بار شرکت کر کے فیض پایا۔ خداوند قدوس نے حسن وجمال، فضل وکمال اور ان جیسی بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا۔ جو کوئی آپ کو ایک مرتبہ دیکھ لیتا وہ آپ ہی کا ہوکر رہ جاتا اور ہر دم آپ کی عقیدت ومحبت کے گن گاتے ہوئے نظر آتا۔ ایک بار حضور سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان صوبہ راجستھان کی مرکزی علمی دینی درسگاہ الجامعۃ الاسحاقیہ (جودھپور) کے سالانہ جلسہ کے موقع پر حضرت مفتی اعظم راجستھان علامہ الشاہ مفتی محمد اشفاق حسین صاحب قبلہ نعیمی مدظلہ النورانی کی دعوت پر خلوص پر تشریف لائے۔ جودھپور ریلوے اسٹیشن پر جامعہ کے اساتذہ وطلباء اور ایک جم غفیر نے سیدی مرشدی الکریم حضور سرکار کلاں کا خیر مقدم واستقبال کیا یوں محسوس ہورہا تھا کہ محبتوں کا ایک سیلاب امنڈ آیا ہے، کوئی حضرت قبلہ کو پھول پہنا رہا ہے، تو کوئی حضرت سرکار کلاں کے لباس مبارک کو معطر ومشکبار کررہا ہے، کوئی دست بوسی وقدم بوسی کرنے پر ہی فخر محسوس کررہا ہے پھر اچانک نعرہائے تکبیر ورسالت کی صدائیں بلند ہوئیں۔ تمام حاضرین دیکھ کر حیرت واستعجاب کے عالم میں ڈوب گئے اور کہنے لگے خدا نے کیا حسن سے نوازا ہے، پھر حضور کا قیام حاجی عبدالرشید قریشی حامدی (مرحوم) کے گھر رکھا گیا پھر کیا تھا مخلوق خدا زیارت

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

وملاقات کے لئے امنڈ پڑی لوگ جوق درجوق سرکار کی بارگاہ میں آکر آپ کے رخ زیبا کی زیارت سے مشرف ہونے لگے اور داخل سلسلہ ہونے لگے، اچانک فرمایا قاری صاحب کسی کو منع نہ کرنا یہ محبت سے ملنے آئے ہیں۔ آنے دو کسی نے دعا کے لئے عرض کی، کسی نے تعویذ کی عرضی پیش کی۔ حضور نے سب کی فرمائشوں کو قبول فرمایا اور سب کی تمناؤں وخواہشات کو پورا کیا۔ [illegible] تھوڑی دیر بعد چاند محمد خیرادی نے اپنی گود میں ایک بچے کو لے کر دعا کے لئے حاضر بارگاہ [illegible] سرکار نے مجھے بلایا اور فرمایا قاری صاحب ان سے کہو اپنے بچے کو لے جائیں۔ میں نے ان سے کہہ دیا کچھ ہی دیر کے بعد یہ خبر ملی کہ اس بچے کا انتقال ہو گیا۔ راقم نے سرکار سے عرض کیا فرمایا کہ یہ اس کا مقدر تھا۔

شہزادۂ غوث الاعظم کی ولایت مآب شخصیت [illegible] کا ایک کرشمہ کہ دیکھتے ہی جانکنی کے عالم کو دیکھ لیا تھا یہ سرکار کلاں کی کھلی ہوئی کرامت ہے جس پر اہل محلہ شاہد ہیں اور حسن اخلاق کی ایسی مثال تو بہت مشکل ہی سے ملے گی۔

ایک اور واقعہ حضور سرکار کلاں کے حسن اخلاق اور چھوٹوں پر شفقت کے تعلق سے قارئین کرام کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ دارالعلوم فیاضیہ کے مہتمم سید معین الدین اشرفی جیلانی حضرت سے ملاقات کرنے آئے اور یہ حضور سرکار کلاں کے خاندان سے ہی ہیں۔ بہت محبت والفت سے ملاقات کی پھر حضرت سرکار کلاں کو دارالعلوم فیاضیہ جودھپور آنے کی دعوت دی قبلہ موصوف نے قبول فرمائی ۔دوسرے دن ہمیں وقت مقررہ پر پہنچنا تھا میرے ساتھ حضرت مولانا محمد ابرار صاحب قبلہ رضوی، (نائب شیخ الحدیث جامعہ اسحاقیہ جودھپور) اور کئی حضرات تھے ہم سب حضرت کے ہمراہ روانہ ہوئے پہلے ہمیں حضرت مولانا سید فدا رسول صاحب قبلہ کے مدرسہ جانا تھا وہاں پر ایک بہت بڑا مجمع نظر آیا۔ حضرت سرکار کلاں نے جملہ حاضرین کو سلسلہ عالیہ میں داخل فرمایا پھر تھوڑی دیر کے لئے مولانا محمد قاسم صاحب دلکش کے یہاں قبلہ نے قیام فرمایا۔ مولانا نے محبت بھرا خالص گلاب کا ہار سرکار کو پہنایا حضرت بہت شاداں وفرحاں تھے، پھر سرکار کی خواہش کے مطابق تھوڑی دیر وہاں قیام رہا پھر وہاں سے ہم دارالعلوم فیاضیہ جانے کی غرض سے گاڑی میں سوار ہوئے، راہ میں سرکار نے مولانا محمد اکبر صاحب رضوی سے فرمایا کہ شاید سید صاحب بھول گئے ہیں لیکن چلو مل لیتے ہیں جب وہاں پہونچے تو دیکھا واقعی وہاں کوئی موجود نہ تھا بلایا گیا سید صاحب بھاگے بھاگے آئے اور عرض کی سرکار میں تو بالکل ہی بھول گیا تھا۔ دیکھا آپ نے سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی ولایت مآب نگاہ بصیرت کو چھوٹوں پر کتنے مہربان وشفیق تھے۔ یہ حسن اخلاق، تواضع وانکساری کی بے نظیر شہادت ہے۔

حضور سرکار کلاں علیہ الرحمہ کو بزرگان دین سے کیسی عقیدت ومحبت [illegible] کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے بخوبی عیاں ہوتا ہے۔ جودھپور سے بیکانیر کے سفر میں راقم حضور سرکار کلاں کے [illegible] ہمراہ تھا جس وقت ناگور شریف آیا تو قبلہ نے فرمایا قاری صاحب سلطان التارکین حضرت صوفی حمید الدین ناگوری علیہ الرحمۃ والرضوان کے آستانہ پر فاتحہ خوانی ہوگی پھر کیا تھا حضرت کا حکم بسر وچشم تسلیم کرلیا گیا گاڑی آستانہ عالیہ پر پہونچی حضرت نے وضو کر کے نماز مغرب ادا کی پھر دربار صوفی میں حاضری دی اس وقت کو میں کبھی بھول نہیں سکتا جب قبلہ گرامی فاتحہ پڑھ کر بارگاہ حضرت صوفی حمید الدین میں خراج عقیدت پیش کررہے تھے اور آپ کے آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب رواں تھا۔ فاتحہ خوانی کے بعد ہم جانب منزل (یعنی بیکانیر) روانہ ہوئے رات ۱۱ بجے ہم بیکانیر کی سرزمین پر پہونچے وہاں بھی ایک کثیر تعداد میں انسانوں کی بھیڑ نظر آئی کسی نے یہ کہا کہ جب شہزادے کے حسن وجمال کا یہ عالم ہے تو حضور اقدس ﷺ کے حسن وجمال، رخ زیبا کے انوار وتجلیات کا عالم کیا ہوگا۔ ہم یہ بات کہنے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

مین حق بجانب ہیں کہ اللہ رب العزت نے جہاں حضور سیدی مرشدی الکریم کو بے پناہ حسن کی نزاکتوں سے نوازا تھا وہیں پر مقبولیت فی الخلق کی نعمت سے بھی خوب نوازا تھا۔ (ایک دن بیکانیر قیام کے بعد جودھپور واپسی ہوئی)

اللہ رب العزت نے اپنے اس مقرب بندے کو کشف وکرامات، بیعت وارشاد، نگاہ ولایت ونگاہ بصیرت سے بھی خوب مزین فرمایا تھا۔

ذیل کا واقعہ اس پر شاہد ہے حضور سرکارکلاں صاحب قبلہ حاجی عبدالرشید (جودھپوری) کے گھر پر آرام فرمارہے تھے مجھے حضور مفتی اعظم راجستھان علامہ الشاہ مفتی محمد اشفاق حسین نعیمی نے مدعو فرمایا میں حاضر ہو، فرمایا قاری صاحب سید صاحب قبلہ کو کس وقت رونق اسٹیج کرنا ہے۔ حضرت نے راقم کو پورا پروگرام سمجھادیا پھر یک دم فرمایا ۔ارے مولانا محمد ہارون اور قاری صاحب کتنا اچھا موقع ہے سرکارکلاں تشریف لائے ہیں۔ حضور غوث پاک سے خاص ارتباط ہے جاؤ حضرت سے جا کر سلسلۂ منوریہ میں بیعت ہوجاؤ یہ تمہاری خوش قسمتی ہوگی۔ ہم دونوں جلدی جلدی قدم اٹھاتے ہوئے حضرت سرکارکلاں کی قیام گاہ پر آئے (اس سفر میں حضرت اپنے صاحبزادے حضرت سید احمد اشرف صاحب قبلہ کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے جو حضرت سید غوث اشرف صاحب کے والد ماجد ہیں) حضرت سید صاحب قبلہ نے نماز عصر ادا کی اور پھر اوراد و وظائف شریف کی تھوڑی دیر تلاوت کی ہمیں دیکھ کر فرمایا تمہارا نام کیا ہے میں نے کہا محمد اکرام اشرفی پھر فرمایا تمہارا نام کیا ہے۔ مولانا محمد ہارون نے اپنا نام بتایا پھر فرمایا آپ کا نام محمد اکرام اشرفی ہے میں نے عرض کی جی ہاں! اچھا قاری صاحب ہو میں خاموش رہا پھر دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کیا کہنا چاہتے ہو میری تو ہمت نہ ہوئی مولانا محمد ہارون صاحب نے عرض کیا سرکار سلسلہ منوریہ میں بیعت ہونے کے لئے حاضر بارگاہ ہوئے ہیں سرکار نے فرمایا کیا تم کو کسی نے بھیجا ہے عرض کیا جی سرکار! حضور مفتی اعظم راجستھان صاحب قبلہ نے بھیجا ہے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا مفتی صاحب بہت ہوشیار آدمی ہیں پھر اپنے صاحبزادہ گرامی حضرت سید احمد اشرف کو آواز دی۔ اندر سے میری تھیلی لاؤ۔ حضور نے اس میں سے دو سندیں نکالیں اور اپنے دست مبارک ہی سے تحریر فرمائی بعدہٗ ہم دونوں کو سلسلہ منوریہ میں بیعت فرمایا اور فرمایا میں تم کو خلافت واجازت بھی دیتا ہوں ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی اس وقت ہم دو کے علاوہ تیسرے حضرت سرکارکلاں تھے ہم دونوں نے اس خلافت مبارکہ کو چھپا کے رکھا اور آج تک کسی سے اظہار نہ کیا۔ (وہ تحریر آج تک راقم الحروف کے پاس موجود ہے جو حضور سرکارکلاں نے اپنے دست مبارک سے لکھ کر ہمیں عطا فرمائی تھی اور یہی چاہتا تھا کہ اظہار نہ ہو لیکن میرے دیرینہ رفیق حضرت قاری لئیق احمد صاحب اشرفی استاذ جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ کے فرمانے سے اس بات کا اظہار کرنا پڑا۔

اللہ رب العزت کی بارگاہ قدس میں دست بدعا ہوں کہ مولیٰ عزوجل خاندان اشرفیت کے اس چراغ کے علمی، روحانی، عرفانی فیضان سے بالخصوص مجھے اور بالعموم ساری خلق کو مستفیض، ومستفید فرمائے اور آپ کی قبر انور پر انوار وتجلیات کی بارش نازل فرمائے۔ اور ہم غلاموں کو آپ سے سچی عقیدت ومحبت رکھنے کی توفیق خیر بخشے اور آپ کی غلامی کا پٹہ ہماری نجات کا ذریعہ بن جائے۔ امین بجاہ حبیبہ سید المرسلین علی والہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات۔

ابر رحمت تیرے مرقد پر گہر باری کرے

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

مخدوم المشائخ کی زندگی کے اہم گوشے

مولانا محمد عطاءالمعین اشرفی، کٹیہار (بہار)

خالق کائنات نے اس خاکدان گیتی پر انسان کی ہدایت و رہنمائی کیلئے قدسی صفات ہستیوں کو پیدا فرمایا ان لوگوں نے اپنے اپنے طور پر تبلیغ وارشاد کے فرائض انجام دیکر ان گنت گم گشتگان راہ کو وادی کفر وضلالت سے نکال کر شاہراہ ہدایت پر گامزن کیا ان ہی پاکیزہ ہستیوں میں کچھوچھہ مقدسہ کی ایک نامور شخصیت بھی ہے جس کو دنیا مخدوم المشائخ سیدنا سرکارکلاں رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے جانتی اور پہچانتی ہے۔

جب ہم مخدوم المشائخ کی زندگی کا مطالعہ کرتے ہیں اور واقعات کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپکی حیات کا ہر ہر لمحہ اور ہر ہر گوشہ رسول اکرم ﷺ کے کردار کا آئینہ دار تھا، ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپکے بچپن ہی میں آپکے دادا مجد سلسلۂ اشرفیہ ہم شبیہ غوث جیلاں اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ نے آپکی ولایت کی بشارت اپنے ان مبارک الفاظ میں دی تھی کہ ”میرا یہ پوتا ولی ہوگا“، جنکی ولایت کی بشارت وقت کے ایک عارف کامل نے دی ہو انکے مقام ومرتبہ کا اندازہ لگانا دشوار ہے، زیرِ نظر مقالہ میں حضور مخدوم المشائخ کی زندگی کے چند اہم گوشے کو میں قارئین ”غوث العالم“ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جنہیں پڑھکر قلب وروح کو تازگی اور مسرت پہونچے گی اور مخدوم المشائخ کے نقشِ قدم پر چلنے کا جذبۂ ایمانی پیدا ہوگا۔

بچپن

عام طور پر انسان کا بچپن کھیل کود میں گزرتا ہے اس عمر میں انسان کا شعور پوری طرح بیدار نہیں ہوتا ہے اور لاشعوری طور پر غیر مناسب اور قبیح حرکات کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے لیکن جب آپ مخدوم المشائخ کے بچپن کا جائزہ لیں گے تو آپکو معلوم ہوگا کہ آپ کا بچپن بھی اعمال حسنہ، تبلیغ وارشاد اور اصلاح معاشرہ میں گزرا ہے چنانچہ جب آپکی عمر صرف چھ سال کی تھی اسی وقت سے اپنے دادا محبوب ربانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمتہ اللہ علیہ کے ہمراہ رمضان کے مہینہ میں نماز تراویح کیلئے مسجد جایا کرتے تھے اور جب تک نماز ختم نہ ہوتی مسجد ہی میں بیٹھ کر جھومتے تھے۔ (بحوالہ مرشد کامل)

یہ تھا آپکا جذبۂ عبادت کہ ابھی آپ پر نمازیں فرض نہیں ہیں لیکن پھر بھی اوقات نماز مسجد ہی میں گزار رہے ہیں، آپکے بچپن کے دیگر واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو بچپن ہی سے تبلیغ وارشاد اور اصلاح معاشرہ کا ذوق وشوق تھا چنانچہ آپ اکثر بچوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے اور انکو برائیوں سے دور رکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

بالائے سرش زہوش مندی۔ می تافت ستارۂ سربلندی

عنفوان شباب

انسانی زندگی میں ایک ایسا مرحلہ بھی آتا ہے کہ جہاں پہونچ کر انسان کے قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں جسکو جوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے انسان جب اس مرحلہ سے گزرتا ہے تو بہت ہی سنبھل سنبھل کر قدم بڑھانا پڑتا ہے کہ کہیں پھسل نہ جائے اور غیر اخلاقی حرکتیں صادر نہ ہو جائیں کیونکہ اس مرحلہ میں عام طور پر قدم بہک ہی

ایزدی سے ہی حاصل ہوتی ہے ورنہ عوام تو عوام خواص حضرات کا پیمانہ صبر بھی بسا اوقات لبریز ہو جاتا ہے اور صبر ورضا کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ بیٹھتے ہیں لیکن جب آپ مخدوم المشائخ کی زندگی کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ نے اپنی پوری زندگی صبر ورضا کے ساتھ گزاری، کتنی بھی مشکل سے مشکل گھڑی سامنے آئی آپ نے دامن صبر کو نہیں چھوڑا اور صبر و رضا پر کامل طریقہ سے ثابت قدم رہے۔ دشمنوں اور حاسدوں کی طرف سے ایذاء رسانیاں ہوتی رہیں، آپ کو گالیاں دی جاتی رہیں پھر بھی آپ ان کی گالیوں کا جواب دعائے خیر سے دیتے رہے اور ان کی طرف سے پہونچنے والے مصائب وآلام کے جواب میں اکثر یہ شعر گنگنایا کرتے۔

لوگ مجھ کو برا کہیں ان کا خدا بھلا کرے
طعنہ زنی عوام کی مجھ کو ہو ناگوار کیوں

(اشرفی میاں)

مہمان نوازی

مہمان نوازی مخدوم المشائخ کی نمایاں شان تھی۔ آپ کا دسترخوان اپنے اور بیگانے ہر ایک کے لئے کشادہ تھا۔ عام دنوں میں آپ کے دسترخوان پر پندرہ بیس مہمان کھانا تناول فرماتے تھے۔ ضیافت کا اہتمام خود کرتے تھے اور مہمانوں کو اپنے ہاتھ سے کھانا، ناشتہ اور چائے پیش کرتے تھے۔ اگر اتفاقاً کسی دن کوئی مہمان نہیں ہوتا تو اپنے اقرباء میں سے کسی کو طلب فرماتے، پھر کھانا تناول فرماتے۔ آپ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے کہ "جب بھی دروازہ پر کوئی آئے تو اگر کھانا حاضر نہ ہو تو کم سے کم پانی سے ضرور ضیافت کرنی چاہئے، فقیر کا تو یہ اصول ہے کہ اولاً السلام ثم الطعام ثم الکلام پہلے سلام ودعاء ہو پھر کھانا ہو پھر کہیں بات چیت ہو"۔ (سرکارکلاں بحیثیت مرشد کامل)

یہاں ناچیز ایک بات عرض کردینا مناسب سمجھتا ہے کہ میں اپنے پیرومرشد حکیم الملت والدین حضرت سید شاہ قطب الدین اشرف اشرفی جیلانی (جو حضور سرکارکلاں کے بھانجے ہیں) کی بارگاہ میں آنے جانے والوں کی زبانی سنا ہے کہ اگر کسی کو سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی کی "ایک جھلک" دیکھنی ہو تو وہ حضرت حکیم صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی مہمان نوازی کو دیکھے یہ بات بالکل حقیقت ہے کیونکہ میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ جو بھی آپ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے آپ بغیر کھائے پیئے واپس ہونے نہیں دیتے ہیں۔

تقویٰ و پرہیزگاری

تقویٰ و پرہیزگاری انسان کی ایک اعلیٰ صفت ہے کیونکہ بموجب ارشاد خداوندی اللہ کے نزدیک وہی شخص سب سے زیادہ صاحب کرامت وباعزت ہے جو صاحب تقویٰ ہے جب ہم مخدوم المشائخ کی حیات کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہونچتے ہیں کہ یقیناً آپ قول خداوندی "ان اکرمکم عندا للہ اتقکم" کی چلتی پھرتی تصویر تھے اس تعلق سے بے شمار واقعات و مشاہدات موجود ہیں جن سے آپ کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی جھلک نظر آتی ہے۔

الغرض آپ مخدوم المشائخ کی زندگی کے جس گوشے کو بھی دیکھیں گے تو ہر گوشے میں ایک اسوۂ حسنہ اور نمونۂ عمل ملے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مخدوم المشائخ کے فیضان کرم سے مالامال فرمائے اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

مظہر سیاح لامکاں ہو تم
رب ہی جانے کیسے اور کہاں ہو تم
یہ جہاں کیا سمجھے گا حقیقت کو
قطب عالم سرکار کلاں ہو تم

عابر اشرفی قالین آبادی (معاون مدیر غوث العالم)

مخدوم المشائخ سرکار کلاں کے قصبہ کا تاریخی جائزہ

محمد حامد رضا اشرفی پورنوی متعلم فاضل دوم جامع اشرف

حضور مخدوم المشائخ سرکار کلاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق اس تاریخی قصبے سے ہے ،جس کی ساری دلآویزیاں اور رنگینیاں حضرت قدوۃ الکبریٰ میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی رہین منت ہیں۔انہیں کی ذات نے کچھوچھ کو کچھوچھ شریف بنایا اور اس کی عظمت کین قوش کو تاریخ کے صفحات پر ہمیشہ کے لئے ثبت فرمادیا،لہذا سب سے پہلے انہیں کے دور کے کچھوچھ شریف کا تاریخی جائزہ لیا جائے۔

مخدوم سید اشرف سمنانی نے جب بحکم مرشد کچھوچھ کیلئے رخت سفر باندھا ،اور منزل بہ منزل ہوتے ہوئے سلطنت شرقیہ کی راجدھانی جونپور پہنچے تو اس وقت وہاں کے حکمراں صوفی مشرب بادشاہ ابراہیم شاہ شرقی تھے جو بقول قاسم فرشتہ" یہ بادشاہ عقل وفہم اور علم وفضل کے لحاظ سے اپنی مثال آپ تھا،اس کے عہد حکومت میں ہندوستان کے عالموں،فاضلوں کے علاوہ ایران وتوران کے علماء بھی جونپور میں آئے۔ ابراہیم شاہ نے ہر طرح سے ان کی دلجوئی کی ،انہیں امن واطمینان سے زندگی گزارنے کا سامان بہم پہنچایا"۔(۱) اسی صوفی مزاج بادشاہ نے حضرت کی بارگاہ میں اپنے فرزندوں کو پیش کیا اور غلامی میں لینے کی درخواست کی یہ واقعہ ۸۰۰ھ کے بعد کا ہے۔اس وقت کچھوچھہ جونپور کا ایک گاؤں تھا۔(۲)

یہاں اس کا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ کچھوچھ کا نام حضرت کے یہاں آنے سے پہلے ہی کچھوچھ تھا یا بعد میں کچھوچھ ہوا،اس کے بارے میں ڈاکٹر سید مظاہر اشرف لکھتے ہیں

"لطائف اشرفی میں کچھوچھ شریف کا نام نہیں ملتا، ایک روایت یہ ہے کہ اس جگہ کو لوگ "کچھ وچھ" کہتے تھے ،جو کثرت استعمال سے کچھوچھا ہو گیا ،ورنہ حضرت کے وصال کے بعد کافی عرصہ اس کا نام اشرف پور رہا،بعد میں اشرف پور کچھوچھ اور اب صرف کچھوچھ شریف رہ گیا ہے"۔(۳)

لیکن علامہ عبدالرحمٰن چشتی قدس سرہ (م ۱۰۹۴) لکھتے ہیں کہ " کچھوچھ کا نام آپ نے روح آباد رکھا جیسا کہ آپ کے ایک شعر سے ظاہر ہے

اشرف از دل بروں کن محبت سمناں رہا
کہ روح آباد ،سمنان است مارا

اشرف !دل سے سمنان کی محبت دور کر ، کیونکہ روح آباد ہمارے لئے سمناں ہے"(۴)

اس روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت کے آنے سے پہلے ہی اس کا کچھوچھ نام تھا جس کا حضرت نے روح آباد نام رکھا یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت کے وصال کے بعد لوگوں نے ان کی نسبت سے اشرف پور نام رکھ دیا ہو۔

"حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مخدوم پاک کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ کا مزار جونپور کے ایک گاؤں کچونچہ میں ہے"۔(۵)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ شیخ کے زمانے میں کچھوچھ کا نام کچونچہ تھا، جو ممکن ہے لوگوں کی استعمال کی وجہ سے کچھونچہ ہو گیا ہو

، کیونکہ شیخ عبدالرحمٰن چشتی یہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے پہلے کے ہیں اورانہوں نے پچھوچھہ لکھا، لٰہذا ان روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ مخدوم پاک سے پہلے ہی اس کا نام پچھوچھہ تھا جو بعد میں روح آباد، اشرف پور، کچونچہ اور موضع رسولپور ہوا۔

حضور مخدوم پاک کے کچھوچھہ آنے سے پہلے پچھوچھہ کی کیا حالت تھی، اس کے بارے میں زیادہ کچھ پتہ نہیں چلتا۔ صرف اتنا ہی ہے کہ حضرت کے آنے سے پہلے یہاں ایک جادوگر جوگی اپنے سیکڑوں چیلوں کے ساتھ رہا کرتا تھا جو بعد میں اسلام لے آیا۔(٦)

اس کے بعد تو خود حضرت نے پچھوچھہ کو مانند بہشت کردیا، شیخ عبدالرحمٰن چشتی لکھتے ہیں۔" آں مقام مانند بہشت آراستہ گشت وتاامروز قبلۂ حاجات ہندوستاں است"۔(٧) کہ وہ مقام مانند بہشت ہوگیا اور آج تک ہندوستان کے لوگوں کا قبلۂ حاجات ہے، اور صرف یہی نہیں بلکہ ہندستان کی ظاہری وباطنی سلطنت کا عزل ونصب اسی کچھوچھہ شریف کی دھرتی پرانجام پانے لگا، جیسا کہ شیخ عبدالرحمٰن لکھتے ہیں "دریں جاجہت عزل ونصب ولایت صوری ومعنوی بہم می شود" (٨) کہ اسی جگہ ولایت صوری ومعنوی کے عزل ونصب کا کام انجام پاتا ہے۔

حضور مخدوم پاک کے بعد آپ کے جانشین مطلق حاجی الحرمین سید عبدالرزاق نورالعین، کچھوچھہ شریف کی ولایت صوری ومعنوی پراور چالیس سال تک اسی پر فائز رہے، آپ کا انتقال ۸۴۸ھ میں ہوا، اس وقت جونپور کی سلطنت خداداد میں سلطان ابراہیم شاہ شرقی کے لڑکے سلطان محمود شرقی اشرفی کی حکومت تھی۔(٩)

کچھوچھہ شریف انکے زمانے میں مخدوم پاک کے پچھوچھہ ہی کی طرح رہا ہوگا، لیکن ان کے انتقال کے بعد جب انکے بڑے صاحبزادے حضرت سید حسن اشرف مسند سجادگی پر فائز ہوئے تو سلطنت شرقیہ کے بادشاہ نے درگاہ معلیٰ اور اپنے مخدوم زادوں کے نام ایک ہزار بیگہ زمین نذر معاش کیے، جیسا کہ سید فخرالدین چشتی اشرفی دہلوی، خواہرزادہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں" ۸۷۰ھ بادشاہ سلطنت شرقیہ نے ایک فرمان کے ذریعہ ایک ہزار بیگہ زمین درگاہ معلیٰ اور حضرت شاہ حسن وحسین واحمد کے نام نامی معاش کے لئے نذر کئے" (١٠) اس سے پتہ چلتا ہے کہ ماقبل کی حالت میں تبدیلی آئی ہوگی، کیونکہ اس زمانے میں اس علاقہ میں ہندوؤں کی اکثریت تھی، جس کی وجہ سے ہر چیز میں وہ غالب تھے، تمام زمینوں پر انہیں لوگوں کا قبضہ تھا، اس وجہ سے مسلمانوں کو تکلیف اٹھانی پڑتی تھی، لیکن جب شاہی فرمان کے تحت ایک ہزار بیگہ زمین ان لوگوں کے قبضے میں آگئی تو ماقبل کے حالات کا بدلنا فطری امر تھا، شاید یہی وہ حالات تھے جس کی وجہ سے ۹۱۰ھ میں وہ سانحہ پیش آیا، جس کے بغیر کچھوچھہ کی تاریخ مکمل نہیں ہوگی، ہوا یہ کہ نظام آباد کے راجہ نے بھروں کی فوجوں کو لیکر حضرت سید شاہ حسن کے صاحبزادے حضرت سید شاہ اشرف شہید پر جوان کے انتقال کے بعد کچھوچھہ شریف کی ولایت صوری ومعنوی پر فائز تھے، حملہ کردیا، اور لڑ بھڑ کر انہیں شہید کر کے تمام زمینوں پر قبضہ جمالیا۔ انکی شہادت نے یہاں کے مسلمانوں کو خوفزدہ کردیا، لیکن سید شاہ حسین کے خلاف حضرت جعفر لاڈ کٹہ نے اپنے مریدوں کی فوجوں کو لیکر بھروں سے جم کر مقابلہ کیا اور لڑ بھڑ کر دوبارہ ساری زمینوں اور جائیدادوں پر قبضہ کرلیا۔(١١)

تاریخ کے قدیم صفحات سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہزار بیگہ زمین حضرت عبدالرزاق نورالعین رضی اللہ عنہ کی اولادوں کے قبضے میں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

بہت دنوں تک رہی۔

یہاں ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ کچھوچھہ شریف کے تاریخی حالات جوتقریباً ساڑھے چھ صدی پر مشتمل ہے، وہ کسی کتاب میں بالاجمال یا بالتفصیل نہیں ملتی۔

خاص کر حضور مخدوم پاک کے بعد کے کچھوچھہ کے جغرافیائی حالات نایاب ہیں، اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ کسی شخص نے اس کے تاریخی حالات کوصفحات پر منتقل کرنے کی کوشش ہی نہیں کی، ورنہ آج ہمارے پاس کچھوچھہ شریف کی چھ سو سال پر محیط ایک زریں تاریخ ہوتی۔

تقریباً ڈیڑھ صدی پہلے کچھوچھہ شریف کی تاریخ کا ''نقطۂ تحویل'' (Turning Point) وہ شخص ثابت ہوا جس کولوگ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے نام سے جانتے ہیں، کچھوچھہ کی پیاسی روح بہت دنوں تک ایسے شخص کے انتظار میں تڑپ رہی تھی جواسے سیراب کردے، آخرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے اسے سیراب کردیا، یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کچھوچھہ شریف کوجوتاریخی حیثیت حاصل ہوئی ،اس میں حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی نصف کاوش شامل ہے، کچھوچھہ شریف کے ذرے ذرے اس حقیقت کوبھول نہیں سکتے، پھران کے بعدان کے جانشین مطلق حضور مخدوم المشائخ سرکارکلاں نے ایشیائی ممالک سے نکل کر یورپی اورامریکی ممالک میں جو ضوباریاں کیں، اس کی ایک الگ تاریخ ہے، جوکچھوچھہ شریف کی زریں تاریخ میں آب زر سے لکھا جائے گا حضور مخدوم المشائخ کچھوچھہ شریف کی ان عبقریات میں سے ایک ہیں جن کی وجہ سے کچھوچھہ شریف کوتاریخ میں ایک الگ اور منفرد مقام حاصل ہوا، آج بھی ایشیا کے علاوہ امریکی اور یورپی ممالک کے مسلمانوں کے دلوں میں ان کی سلطنت کا سکہ رائج ہے اور انشاءاللہ قیامت تک رہے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اور تمام لوگوں کوحضور مخدوم المشائخ کے اس تاریخی قصبے کی زیارت نصیب فرمائے اوران کی فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے: آمین

ماخذ مراجع:

(۱) تاریخ فرشتہ، دوم ص ۸۷۴، مترجم عبدالحی خواجہ مطبوعہ مکتبہ ملت دیوبند

(۲) اشرف سمنانی، ص: ۴۵، مؤلف سید شمیم اشرف، مطبوعہ قمر پریس ٹانڈہ

(۳) لطائف اشرف، ص: ۱۷، مطبوعہ مکتبہ سمنانی کراچی پاکستان

(۴) مرأۃ الاسرار' ص: ۱۰۵۱، مترجم الحاج کپتان واحد سیال چشتی مطبوعہ مکتبہ جام نور دہلی

(۵) اخبار الاخیار' ص: ۲۳۵، مترجم مولانا اقبال الدین احمد، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی

(۶) محبوب یزدانی' ص: ۵۷ مولف سید نعیم اشرف جائسی، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کراچی

(۷) مرأۃ الاسرار، شیخ عبدالرحمٰن چشتی

(۸) مرأۃ الاسرار، شیخ عبدالرحمٰن چشتی

(۹) تاریخ فرشتہ' ص ۸۷۹، مصنف محمد قاسم فرشتہ

(۱۰) کوائف اشرفیہ' ص: ۴۴۶، بحوالہ مخدوم الاولیاء ص: ۴۶ مطبوعہ حضرت امین شریعت ٹرسٹ، مظفر پور بہار

(۱۱) حیات مخدوم الاولیاء' ص: ۴۶' مولف مولانا محمود احمد قادری رفاقتی

(۱۲) تحائف اشرفی' ص: ۴، بحوالہ حیات مخدوم الاولیاء' ص: ۴۴

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

مخدوم المشائخ سرکار کلاں کی بارگاہ میں علماء ومشائخ کی نیاز مندی

محمد مکرم شاہین اشرفی بھاگلپوری

وقت برق رفتاری کے ساتھ اپنا سفر طے کرتا رہتا ہے زمانہ کروٹیں بدلتا رہتا ہے لیل ونہار گردش کرتے رہتے ہیں، بہار وخزاں کے سیکڑوں دور آتے اور چلے جاتے ہیں تب کہیں جاکر چمن میں کوئی دیدہ ور بیدار ہوتا ہے پھر کہیں کسی باکمال ہستی کا وجود ہوتا ہے جو خاص فیضان کرم کی مرہون منت ہوکر دنیائے اسلام میں ممتاز شخصیت کی مالک اور دین متین کی محافظ ونگہبان ہوتی ہے، جب ہم چودھویں صدی کی آخری دہائیوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالتے ہیں اور مسند رشد وہدایت پر متمکن علماء ومشائخ کی شخصیت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری نگاہوں کے سامنے ایک ایسے غواص بحر معرفت مرشد کامل، داعی برحق کی ہمہ گیر شخصیت اپنی بے شمار خوبیوں کے ساتھ جلوہ بار ہوکر ہمارے سامنے آتی ہے جسے بالاتفاق اہل علم ودانش نے اپنا سرتاج سمجھا جسکے دربار میں کجکلاہان وقت نے اپنی جبین عقیدت خم کی جو علماء ومشائخ کے مابین سرکار کلاں کے نام سے معروف ہوا جسے دنیائے عرب وعجم کے ارباب علم ودانش اور اصحاب فضل وکمال نے بڑے احترام وعقیدت کے ساتھ مخدوم المشائخ کے نام سے یاد کیا جسے قطب وقت اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمۃ نے سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی کے نام سے موسوم کیا، آپ کی ولادت باسعادت کچھوچھہ مقدسہ کے ایک متمول خانۂ ولایت میں ۱۹۱۵ء میں ہوئی طفولیت سے ہی آثار ولایت جبین اقدس سے ہویدا تھے نوعمری میں والد گرامی کی مفارقت اور ولی عہدی کے منصب نے زندگی کو اتنا مشغول بنادیا کہ اللہ اور اللہ والوں کے سوا کسی طرف التفات ہی نہ ہوئی۔ مرور وقت کے ساتھ مصروفیت میں اضافہ ہوتا رہا دیکھتے دیکھتے چودھویں صدی ہجری کے وسط میں آپ کی ذات برصغیر ہند سے ایسا مطلع انوار بنکر ابھری جو علماء، فقہاء اور عرفاں کی فہرست میں بلند نمایاں اور ممتاز مقام حاصل کر کے گل سرسبد بن گئی۔ جس ذات کی بارگاہ ناز میں خوش بختیاں، فیروز مندیاں، ارجمندیاں، چشم وابرو کی منتظر رہا کرتیں اس ذات کی برکتوں کے فیضان نے تیرہ بختوں کو بخت رسا اور محروموں کو خوش نصیب بنادیا۔ پستیاں اس کے قدموں سے لپٹ کر نقطۂ عروج کا اعزاز حاصل کرتی رہیں، کتنے فقراء اس کی نگاہ معرفت کے اثر سے مسند اعزاز کے صدر نشین بن گئے۔ یہی وجہ ہے کہ مخدوم المشائخ سرکار کلاں سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کا اس قدر چرچا ہوا کہ ہر کوئی اعلیٰ وادنیٰ بارگاہ ناز میں نیاز مندی پیش کرنے سے خود کو نہ روک سکا، چنانچہ آپ کی فقیہانہ بصیرت کو دیکھ کر حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ نے، جن کی بارگاہ فضل وکمال سے لوگ اپنی تحقیقات کو اعتبار کی سند سے مزین کرتے تھے فرمایا، کہ ایک وقت آئیگا جب لوگ اپنے مطلب کے لئے غلط فتوے دیا کریں گے اگر ایسے وقت میں آپ کے پاس حصول سند کے لئے کوئی فتویٰ آئے تو غور وفکر کے بعد مہر تصدیق ثبت فرمائیے۔ (بحوالہ مرشد کامل)

اپنے وقت کے محقق درسگاہ کے محدث جماعت اہلسنت کے مدبر عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ صاحب نعیمی اشرفی کی سرکارکلاں مخدوم المشائخ علیہ الرحمۃ سے عقیدت ونیازمندی بھی بے مثال ہے، عمدۃ المحققین کوخانوادۂ اشرفیہ کےتمام علماء ومشائخ سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی خصوصاً سرکارکلاں سے، مگر مخدوم المشائخ کی بارگاہ عالیہ میں ان کی حاضری کی کیفیت عجیب ہوا کرتی ایسا معلوم ہوتا کہ جامعہ نعیمیہ کے دارالحدیث کا امیر بارگاہ اشرف کا فقیر بن کر محوِ استغراق ہے۔ اپنے پیرومرشد کے حضور اپنی عادت کے مطابق ہمیشہ باادب دوزانو ہوکر بیٹھتے، اگر چہ فطرتاً آپ کی آواز بلند تھی جامعہ میں جب گرجدار آواز لگاتے تو کونے کونے میں آواز پہونچ جاتی اور ہرکوئی سہم جاتا، لیکن حضرت مخدوم المشائخ کی مجلس میں آپ کی آواز ہمیشہ پست اور دھیمی ہوتی بلکہ زیادہ تر زبان پر خاموشی کا پہرہ ہوتا چہرۂ مخدوم المشائخ کی زیبائی کا دیدار باعث تسکین قلب ہوتا حضرت عمدۃ المحققین ایک خادم کی حیثیت سے بارگاہ سرکار کلاں میں نگاہیں جھکا کر بیٹھا کرتے تھے اورانہوں نے خودکو اپنی زندگی تک کبھی بھی بارگاہ اشرف کیا ادنیٰ غلام سے زیادہ تصور نہ کیا۔ (حبیب الفتاوئی)

مفکر اسلا محقق عصر پاسبان قوم وملت حضرت شیخ الاسلام مدنی میاں صاحب قبلہ اپنے پیرومرشد کی بارگاہ میں نیازمندی کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں، بلاشبہ حضور مخدوم المشائخ درجۂ ولایت پر فائز تھے۔ اور کیوں نہ ہوں جب کہ آپ کی ولادت خانۂ ولایت میں ہوئی جس نے تربیت آغوش ولی میں پائی جس کی زندگی کا ہرلمحہ تقویٰ وطہارت کے ساتھ گزرا، جو حقیقت کا برھان اور شریعت کا عنوان تھا، جس کا اخلاص ہر کسی سے محبت ومودت فقط رضائے الٰہی کے لئے ہوئی حضور مخدوم المشائخ کا دل معرفت الٰہی سے منور تھا، آپ کا ہر قدم موافق شریعت ہوتا، آج کے خودغرض وبےلوث ماحول میں آپ کے اتباع شریعت کی مثال کاملنا مشکل ہے۔

(شیخ الاسلام کاخراج عقیدت)

حضرت مولانا محمود احمد صاحب اشرفی رضوی، اپنی مایہ ناز تصنیف ''حیات مخدوم الاولیاء'' میں سرکار کلاں کی بلند مقامی کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں، حضور سرکارکلاں مخدوم المشائخ بندوں کے درمیان خدائے پاک کی خاص نشانی ہیں، آپ کی بلند مقامی اعتراف واقرار کی محتاج نہیں ان کے علومرتبت کا اعتراف واقرار قلب کی تطہیر کرتا ہے حضور مخدوم المشائخ کے فیوض وبرکات سے ایک جہاں فیضیاب ہورہا ہے۔

حضور مخدوم المشائخ سرکار کلاں جس مجلس کی زینت بنتے وہاں مسرتوں کے آبشار سے خوشیوں کے نغمے پھوٹنے لگتے، عالم سرخوشی میں کیف ومستی کے چشمے ابلنے لگتے نورونکہت میں ڈوبی ہوئی فضائیں رنگ وآہنگ کی سرمستیاں جمال ورعنائی کی مہتابیاں ہر طرف سے پھوٹتی ہوئی محسوس ہوتیں۔ پیر طریقت حضرت علامہ سید احمد اشرف حضور مخدوم المشائخ کے پاکستان پہونچنے پر کچھ اسی طرح نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ برصغیر ہند وپاک کی عظیم روحانی شخصیت صدر شریعت، بدر طریقت، ماہتاب اشرفیت حضرت ابوالمسعو دسید شاہ محمد مختار اشرف قدس سرہ نہ صرف خانوادۂ اشرفیہ ہی کے نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے ایسے روشن آفتاب ہیں جن سے ہرخواص وعام یکساں طور پر روحانی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ آپ ایک ہمہ صفت موصوف شخصیت ہیں روحانیت کے اعلیٰ مرتبے پر فائز ہیں، بلاشبہ آپ کی روحانی شخصیت ایسی بابرکت ہے، جس کا وجود ملت اسلامیہ کے لئے اس دور میں بڑی نعمت ہے اور نیک فال کی حیثیت رکھتا ہے آپ کی

بارگاہ روحانی میں جوحاضر ہوتا وہ روحانی فیوض وبرکات سے مالامال ہوجاتا ہے، آپ کی شخصیت مبارکہ میں قلندرانہ ادائیں سکندرانہ جلال اورصورت وسیرت کے اعتبار سے حسن وجمال نمایاں ہیں۔

ادیب شہیر حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری بارگاہ سرکار کلاں میں اپنی نیازمندی پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ کی ذات اقدس اسلام اور مسلک اہلسنت وجماعت کی حقانیت کی چلتی پھرتی برھان تھی، یعنی آپ کی ذات بے راہ رو کے لئے مشعل ہدایت ،تشنگان معرفت کے لئے دریائے ناپید کنار اور مسلک اہلسنت کے لئے ایک انمول ہیرا کے مثل تھی، حضرت مخدوم المشائخ سرکارکلاں نہ صرف یہ کہ ہم شبیہ غوث اعظم شیخ المشائخ سید شاہ علی حسن اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کے تربیت یافتہ تھے بلکہ موجودہ دور کی عظیم علمی وروحانی شخصیت تھے، آپ اہل سنت کے لئے سایۂ رحمت تھے، آپ کی ذات مبارکہ اتحاد اہلسنت کا موثر ترین ذریعہ تھی۔

حضور مخدوم المشائخ کے علم وفضل زہد تقویٰ کی بناپر خواص سے لیکر عوام تک احترام وعقیدت سے آپ کے حضور خمیدہ سر ہیں جناب رفیق اشرفی سمنانی لاہوری حقیقت کی عکاسی کرتے ہوئے اس انداز میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں ،حضور آفتاب شریعت وطریقت مخدوم المشائخ عہد حاضر کی عظیم ترین علمی اور فقید المثال شخصیت تھے آپ نے ہندوپاک کے علاوہ اسلامی ممالک اور یورپ کے تبلیغی دورے فرماکر تبلیغ دین کا فریضہ بحسن وکمال انجام دیا بایں وجہ آپ کے عقیدت مندوں اور مریدوں کا حلقہ بڑا وسیع ہے حضرت سرکارکلاں حسن سیرت کے بے نظیر مرقع تھے آپ کے اندر علم وفضل ،تدبر وتفکر ،حسن وجاذبیت بدرجۂ کمال یکجا تھے، جہاں تشریف لیجاتے خلق خدا شیدائی ہوجاتی اور آپ کے فیض بیکراں سے دامن کو بھرتی حضرت مخدوم المشائخ کا حسن سلوک اپنے دامن پاکیزہ میں مروت وتواضع کا گنجینۂ بے مثل رکھتا تھا ،آپ کی مہمان نوازی وتواضع کے قصے اس خودغرضی کے زمانے میں بھی زبان زدعام ہیں۔

حضرت مخدوم المشائخ سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ اقلیم ولایت اور کائنات عشق کے تاجدار تھے علوم وفنون کے شہسوار اور فضل وکمال کے شہر یار تھے آپ نے دل کی رہگزار وادیوں میں عقیدت کے چشمے جاری کئے باد مخالف کا رخ موڑا اور آندھیوں کی زد پہ عشق کا چراغ جلادیا ہے۔حضرت مخدوم المشائخ سرکارکلاں نے اپنے اخلاق کریمانہ واوصاف حمیدہ سے اپنے اور بیگانے کو ایسا متاثر کیا کہ ہر چہار سودیوانوں کی محفل نظر آتی ہے، ہر کوئی اس آبروئے عشق ووفا کی قصیدہ خوانی کرتا ہوا نظر آتا ہے، حضرت مخدوم المشائخ کے وصال پر ملال پر ملک وبیرون ملک کی خانقاہوں کے سجادہ نشینان ،علماء اسلام ،واکناف عالم کے دیگر حضرات کی مرسلہ اشکبار تحریری جو بشکل نیازمندی موصول ہوئیں ان میں سے چند نذر قارئین ہیں۔

مفتی محمد میاں ثمر دہلوی خانقاہ مسعودیہ مظہریہ مسجد فتحپوری دہلی رنج والم میں غوطہ زن ہوکر رقمطراز ہیں: معارف ایمانی وفیوض روحانی کے اس درخشاں آفتاب نے غروب ہوکر جہاں روحانیت کو یتیم اور دنیائے عرفان وسلوک کو تاریک کردیا۔اسی طرح جناب مظفرالدین صاحب خانقاہ قادریہ منوریہ بدایوں فرماتے ہیں بلاشبہ حضرت مخدوم المشائخ رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے قطب اور منارۂ حق وصداقت تھے،ایسا خلیق ،شریعت کا پابند، مطیع سنت،علم وادب، زہد وتقویٰ کا آفتاب وماہتاب فقیر نے نہیں دیکھا،حضرت مفتی خلیل

احمد صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد، حضرت مخدوم المشائخ سرکارکلاں علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں عقیدت و نیاز مندی کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت مخدوم المشائخ سرکارکلاں بہت خوبیوں اور بڑی اہمیت کے حامل بزرگ تھے، علم وعقل اور حسن واخلاق کے پیکر تھے، اپنے سینے میں قوم وملت کے لئے ایک دردمند دل رکھتے تھے، حضرت سرکارکلاں کے اخلاق کریمانہ کی خوشبو نے ہرکسی کوایسا معطر کیا کہ بلاتفریق جماعت ہرکوئی آپ کی بارگاہ ناز میں عقیدت کے پھول نچھاور کرنے سے خود کو نہ روک سکا، چنانچہ حضرت مفتی آل مصطفیٰ صاحب اشرفی مصباحی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی مئو اپنی نیاز مندی پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں، حضرت سرکارکلاں کے ارتحال سے دنیائے سنیت میں جوعظیم خلا پیدا ہوا ہے اس کا پرہونا مشکل ہے حضرت مخدوم المشائخ قوم وملت کے عظیم محسن اور نمونہ اسلاف کرام تھے انکا کردار وعمل ان کی صاف وبے غبار زندگی مکمل آئینہ تھا۔

حضرت سرکارکلاں علیہ الرحمۃ کی پارسائی خلوص اوراخلاق حسنہ نے لوگوں کواپنا ایسا گرویدہ بنالیا تھا کہ آپ کے نیاز مندوں کی ایک دنیا آباد ہوگئی ہے۔ منتظمین دارالعلوم اسحاقیہ جودھپور "راجستھان" حقیقت افشانی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔حضرت مخدوم المشائخ سرکارکلاں کی ذات بابرکت افق سنیت پرایک تابندہ کوکب ولایت تھی جس کی پاکیزہ ودلنشیں روشنی سے پوراکشورسنیت تابندہ وفیضیاب تھا، بلفظ دیگر وہ غواص بحر معرفت، علم کا بادشاہ، خانقاہ کافقیر، اسلام کا مجاہد، سلف کا پیارا، قوم کا نقیب، جماعت کا رہنما تھا، جسے عالم اسلام نے سیدالمتواضعین، امام المناظرین، رئیس التارکین، مصباح العاشقین، صوفی باصفا، مردحق آگاہ، عاشق مصطفیٰ، خادم غوث الوریٰ جیسے القاب سے یاد کیا، جسے دیوانوں نے قوم کا سالار، باکردار، باوقار، پیر، روشن ضمیر، باتنویر جانا، اخیر میں بس اتنا کہوں گا کہ میرے مرشد لاثانی ہیں ان کی عطاؤں کا یہ عالم کہ ایک نگاہ کیمیا اثر نے گدا کوشاہ بنادیا نظرنوازی ایسی کہ شرابی کونمازی بناڈالا، جودوسخا کا یہ حال کہ محتاج کوغنی کردیا، وہ ایک ایسا روشن آفتاب تھا جو یہ کہتا ہوا ہمارے مابین سے روپوش ہوگیا۔

سورج ہوں زندگی کی رمق چھوڑ جاؤں گا
گرڈوب بھی گیا توشفق چھوڑ جاؤں گا

☆☆☆☆☆

سرکارکلاں نمبر
تاثرات
ماہنامہ غوث العالم
242
اگست ۲۰۰۶ء

سرکارکلاں فخر خاندان تھے

علامہ عبدالحمید محمد سالم قادری قاضی سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ ملوی محلّہ، بدایوں

مکرمی مولانا عبدالعظیم عابر اشرفی صاحب زیدہ مجدہٗ

سلام مسنون!

آپ کا عنایت نامہ نظر نواز ہوا، جس میں آپ نے ماہنامہ غوث العالم کے سرکارِکلاں نمبر کے لئے فقیر کے تاثرات طلب کئے ہیں۔ سرکارِکلاں علیہ الرحمہ اپنے معاصر مشائخ میں ایک ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ بڑے دادا کے سچے جانشین اور بڑے خاندان میں فخر خاندان تھے۔ اِس فقیر پر حضرت علیہ الرحمہ بزرگانہ شفقت فرماتے اور جب بھی سکھانو آنا ہوتا تو مدرسہ قادریہ آکر دعاؤں سے نوازتے تھے۔

میری تمنا اور دعا ہے کہ یہ نمبر صاحب نمبر کے شایانِ شان شائع ہو۔ آمین

☆☆☆☆☆

سرکارکلاں نمبر کی پیش رفت قابل مبارک باد ہے

علامہ محمد توقیر رضا خان رضا نگر، سوداگران، بریلی شریف

اس جہان فانی میں بہت سی مقدس ہستیاں جلوہ بار ہوئیں۔ جن کی یادیں اور ان کی خصوصیتیں آنے والی نسلوں کے لئے آج بھی زندہ جاوید ہیں اور انسانیت کے افق پر شمس وقمر کی طرح درخشندہ وتابندہ ہیں۔ انہیں پاکیزہ ستودہ صفات ہستیوں میں حضور مخدوم المشائخ کی ذات بابرکات بھی ہے، جن کی تقویٰ وطہارت، کشف وکرامت، صبر واستقامت، سخاوت وشجاعت کو دنیا فراموش نہیں کرسکے گی۔ مجھے یہ جان کر بے پناہ خوشی ہوئی کہ اسی ذات ستودہ صفات کے لئے ماہنامہ ''غوث العالم'' نے ایک معیاری نمبر نکالنے کا ارادہ کیا ہے، جس میں مخدوم المشائخ کے کارنامے اور ان کی حیات کے مختلف گوشوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ کام بہت اچھا اور لائق ستائش ہے۔ کیونکہ اسلاف کی زندگی ہمارے لئے اور آنے والی نسلوں کے لئے درس عبرت اور نمونہ عمل ہوتی ہے۔ اس پیش رفت کے لئے ''غوث العالم'' کے تمام ذمہ داران اور عہدیداران قابل مبارکباد اور لائق تحسین ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

”قلندرانہ آدائیں، سکندرانہ جلال“

پیر طریقت حضرت ابومحمد شاہ سید احمد اشرف اشرفی الجیلانی چیف ایڈیٹر ”ماہنامہ الاشرف“ کراچی

حضور سرکارکلاں جہاں بھی تشریف لے جاتے آپ کی زیارت کے لئے بلاتفریق مذہب وملت عوام وخواص کشاں کشاں چلے آتے، جہاں بھی قیام فرماہوتے عجیب روحانی سماں بندھ جاتا، آپ کا ۱۹۸۶ء میں قیام پاکستان پر ملاحظہ ہو ایک گراں قدر تاثیر ---(ادارہ)

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پرور
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف ضلع فیض آباد یوپی (بھارت) کے سجادہ نشیں اور برصغیر پاک وسندھ کی عظیم روحانی شخصیت، صدر شریعت، بدر طریقت، ماھتاب اشرفیت حضرت قبلہ شاہ ابوالمسعود سید محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کی پاکستان میں تشریف آوری بلاشبہ باشندگان پاکستان کے لئے باعث برکت وسعادت ہے، حضرت قبلہ گاہی خانوادہ اشرفیہ ہی کے نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے ایسے روشن آفتاب ہیں جن سے خواص وعوام یکساں طور پر روحانی روشنی حاصل کرتے ہیں۔ آپ کا فیض روحانی جاری وساری ہے، بھارت کے مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی آپ کی عظمت روحانی کے معترف ہیں، اورآپ کے فیوض وبرکات کے حصول کو اپنے لئے سعادت سمجھتے ہیں، آپ ایک ہمہ صفت موصوف شخصیت ہیں، روحانیت کے اعلیٰ مرتبہ پرفائز ہیں، شریعت وطریقت میں اعلیٰ درجہ کی حامل شخصیت آجکل پاکستان میں تشنگان روحانیت کی اپنے علم وفضل اور نگاہ کیمیائے اثر پیاس بجھارہی ہیں، خاندان اشرفیہ کے یہ روشن آفتاب جیسے ہی پاکستان پہونچے آپ کا والہانہ اورعقیدت واحترام سے بھرپور انداز میں استقبال کیا گیا، بلاشبہ آپ ایسی بابرکت اور روحانی شخصیت جن کا وجود ملت اسلامیہ کے لئے اس دور میں ایک عظیم نعمت اور نیک فالی کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی بارگاہ روحانی میں جوبھی حاضر ہوتا روحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہوجاتا ہے آپ کی زیارت کے لئے درگاہ عالیہ اشرفیہ اشرف آباد فردوس کالونی میں مریدین ومعتقدین اور متعلقین سلسلہ اشرفیہ کے ساتھ دوسرے افراد جوق درجوق پہونچتے رہے ستائیسویں شب کوتو درگاہ میں ایک جشن کا سماں تھا اگرچہ دوتین گھنٹے کی شدید بارش کی وجہ سے سڑکیں پانی میں ڈوب گئی تھیں، آمدورفت میں شدید دقت پیدا ہوچکی تھی لیکن اس کے باوجود عوام وخواص کا ہجوم تھا جوحضرت کی زیارت کے شوق میں چلا آرہا تھا، اس شب قوالی کی محفل عجب روحانی سماں بندھ گیا تھا کیف وسرور اور وجد کی جوکیفیتیں اس محفل میں وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی تھیں اپنے اس پورے دورے میں حضرت قبلہ نے مجھے

ساتھ رکھا، پاکستان میں سلسلہ اشرفیہ کے واحد مرکز کی حیثیت درگارہ عالیہ اشرفیہ کی خدمت کو سراہا اور اپنے جیب خاص سے ایک خطیر رقم ادارہ ھذا کو عنایت فرمائی میں نے ماھنامہ ''الاشرف'' حضرت کی سرپرستی میں شائع کیا ہے یہی وجہ ہے کہ ''الاشرف'' ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا ہے حضرت قبلہ نے الاشرف کو بے حد پسند فرمایا ہے اور اپنے مریدین، متوصلین کو ''الاشرف'' کی طرف خاص طور پر متوجہ کیا ہے۔

حضرت قبلہ گاہی کی شخصیت بابرکت آپ کی صفات عالیہ پر قلم اٹھانا گویا سورج کو چراغ دکھانا ہے بس یوں سمجھ لیجئے کہ قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال، صورت وسیرت کے اعتبار سے پیکر حسن وجمال ایسی کے راوی جہلم کی موجیں بھی نثار، قال میں وہ شان کہ جیسے لالہ وگل کا جمال اور بجا طور پر کہا جاتا ہے کہ

ترے ابروؤں کے خم پہ قرباں عید ورمضان کا ہلال
شریعت کے ڈھانچے میں ڈھلا ہوا سراپا

---طریقت میں رہبر ورا ہنما اس مقدس وجود کا نام نامی اسم گرامی ہے ابوالمسعو د شاہ سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی

(بشکریہ ماہنامہ الاشرف، کراچی ۱۹۸۶)

☆☆☆☆☆☆

منقبت

حضور شیخ اعظم قبلہ

پیکر حسن عمل سنتِ نبوی کے نشاں
چشم بینا تو بتا ایسا ہے مختار کہاں

جن کے صرف ایک تبسم کی نوازش کے طفیل
حالِ دل کے لئے وہ ہوگیا بے شک درماں

چشم پرنم سے ہویدا تھا ترا عشق نبی
دل میں سرکار مدینہ کی محبت پنہاں

ہے وہ قسمت کا دھنی پائے جو ایسا مرشد
گلشن لطف وعطا حشمتِ سرکار کلاں!

گر سمجھنا ہے کہ سرکارِ کلاں کیسے تھے
شاہِ اشرف کی ضیا حلم کے ماہ تاباں

زہد وتقویٰ بھی اور عہد وفا فیض وکرم
کیوں نہ ہو آپ ہیں جب وارثِ غوثِ جیلاں

ظلم سہکر بھی ہدایت کی دعا دیتے رہے
خوبیِ حسنی صفت سے ہے تری ذات عیاں

کتنی مخمور تھی انداز سخن کی محفل !!!
ذکر اسلاف میں پرکیف تھا کیا حسن بیاں

ایسے مختار تھے جن کا ہوا اظہار ایسا
زندگی بھر نہ کبھی صبر کا چھوٹا داماں

☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکارکلاں اور خانقاہ نیازیہ بریلی شریف کے روابط

پیرطریقت حضرت علامہ مولانا محمد حسنین نظامی نیازی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ نیازیہ خواجہ قطب بریلی شریف

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مخدوم المشائخ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ سجادہ نشیں سرکارکلاں درگاہ کچھوچھہ شریف بڑی خاص نسبت خانقاہ عالیہ نیازیہ کے بزرگوں سے رکھتے تھے وہ جب بھی بریلی شریف آتے تو خانقاہ عالیہ نیازیہ میں حاضری دینے ضرور آتے۔

مجھے یاد ہے کہ ایک بار جب حضرت علیہ الرحمہ خانقاہ عالیہ نیازیہ میں حاضری دینے آئے تو حسن اتفاق سے محفل میلاد النبی ﷺ منعقد ہونے جارہی تھی تو میرے والد صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ نیازیہ حضرت شاہ محمد حسن سجاد عرف حسن میاں صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے اصرار پر سرکارکلاں علیہ الرحمہ نے میلاد النبی ﷺ پڑھی وہ محفل ایسی نورانی ہوئی تھی کہ اب بھی مرے دل ودماغ اس نورانی محفل کو یاد کر کے معطر ومسرور ہوجاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہورہا تھا کہ جیسے حقیقت میں خود سرکار دوعالم ﷺ اس محفل میں تشریف رکھتے ہیں اور آپ کی خاص توجہ ہے۔ سرکارکلاں کے کلام وبیان میں بڑی تاثیر پائی جاتی تھی آپ جتنے زبردست عالم شریعت تھے ویسے ہی عامل طریقت بھی تھے۔ بایں سبب مجھ کو بھی ان سے قلبی لگاؤ تھا۔

نوٹ: آپ کے ایک خاص مرید سید مقبول حسین اشرفی مرحوم بریلی کے محلہ ذخیرہ میں رہتے تھے اور خانقاہ عالیہ نیازیہ میں روز کے حاضر باش تھے۔ سرکارکلاں علیہ الرحمہ کا قیام اکثر ان کے ہی گھر پر ہوتا تھا اور وہ ان کے ہی ہمراہ خانقاہ عالیہ نیازیہ میں حاضری دینے آتے تھے۔ مقبول حسین اشرفی سرکارکلاں کی ہی ہدایت پر خانقاہ نیازیہ میں حاضری دیتے تھے۔

☆☆☆☆☆

منقبت

از: مولانا قمر احمد اشرفی مصباحی۔ ایڈیٹر ماہنامہ ماہ نور دہلی

بے تاب دل کو عشق کا آزار چاہیے۔
مشتاق دید کو رخ ضوبار چاہیے

مانگوں میں کس سے اور بھٹکتا رہوں کدھر
مجھ گدا کو تجھ سا ہی مختار چاہیے

رہنے دو ہوں گے اور بھی خوباں بہت مگر
مختار چاہیے مجھے مختار چاہیے!!

ہاتھوں کو رخ پہ پھیر کے اٹھی تھی جب نظر
آواز آئی کیا تجھے اے یار چاہیے

ہوں گی ضرور سب پہ عنایت کی بارشیں
اس کے لئے مگر کوئی اظہار چاہیے

آزادئ غم دو جہاں کے لئے قمر
دل ان کے عشق کی مئے سے سرشار چاہیے۔

☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اشرفی فیضان بریلی شریف میں

علامہ حضرت سید محمد اسلم وامقی اشرفی جیلانی نائب سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ وامقیہ ونشاطیہ پرانا شہر بریلی شریف

خانقاہ وامقیہ روہیلکھنڈ بریلی کی ان ممتاز ومنفرد خانقاہوں میں سے ایک ہے جس نے تن تنہا بریلی شہر میں سلسلۂ اشرفیہ کوفروغ دیااوراس شہر کی عزت وعظمت کودوبالا کردیا۔

اس خانقاہ کے جلیل القدر بزرگ سرخیل عالم دین، شہرۂ آفاق قادرالکلام فارسی واردوشاعراورطریقت وسلوک کے علمبردار حضرت سید فدا علی عرف وامق بریلوی کی ولادت با سعادت سادات خانوادہ میں ہوئی۔آپ نجیب الطرفین حسنی وحسینی سید ہیں۔۳۳رویں پشت میں حضرت سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے آپ کا آبائی سلسلۂ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔

آپ کے والد ماجد سید مردان علی قادری اپنے عہد کی تاریخ ساز شخصیت تھی۔عبادت وریاضت، تقوی وطہارت اور تصلب فی الدین میں یکتائے روزگار تھے۔انھوں نے اپنے فرزند ارجمند کی تعلیم وتربیت کا اہتمام خود فرمایا۔موخرالذکر جلد ہی علوم عقلیہ ونقلیہ سے فارغ التحصیل ہوئے اور طریقت اور سلوک، ریاضت ومجاہدہ کے لئے کچھوچھہ مقدسہ کا رخ کیا اور ہم شبیہ غوث اعظم حضرت سید علی حسین اشرفی میاں جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور مرشد اعلی نے آپ کی روحانی صلاحیتوں کو دیکھ کر اجازت و خلافت سے سرفراز کیا اور یہ آپ کے مرشد کا کرم ہے کہ آپ نے اپنی خانقاہ میں گوشہ نشین ہوکر لاتعداد افراد کو اسلام کی طرف گامزن کیا اور کثیر التعداد بھٹکے ہوئے لوگوں کو اسلام کی راہ صداقت پر لا کھڑا کیا اور مرشد کے فیض وکرم سے ہزاروں لوگوں کو سلسلۂ اشرفیہ میں داخل کیا اور ہندو پاک کے بیشمار لوگوں کو سند خلافت واجازت مرحمت فرمائی۔

حضرت سید وامق میاں کے وصال کے بعد آپ کے فرزند سید ظل علی عرف نشاط میاں اشرفی جیلانی کو خانقاہ وامقیہ کی سجادگی کا اہم منصب عطا کیا گیا جسے موخرالذکر نے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اپنے خانوادے کی عظیم وراثت کو محفوظ رکھا۔

۱۹۴۸ء میں سرکارکلاں شیخ المشائخ حضرت سید مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ بریلی شہر میں تشریف لائے اور سلسلے کی نسبت سے موصوف نے خانقاہ وامقیہ ونشاطیہ میں قیام فرمایا۔اس تاریخ ساز موقع پر سیکڑوں لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوئے اسی موقع پر حضرت سید نشاط میاں (سجادہ نشین خانقاہ وامقیہ) نے موصوف سے فرزند کی ولادت کے لئے درخواست کی۔حضرت سرکارکلاں نے آپ کی اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ آپ کے ایک پاکباز فرزند ارجمند ہوگا اور ساتھ ہی اس فرزند کا نام سید محمد اشرف محمد میاں تجویز فرمایا اس طرح حضرت سرکارکلاں کی زندہ جاوید کرامت اور دعاؤں کے سبب ۱۹۵۰ء میں سید محمد اشرف محمد میاں کی ولادت ہوئی اور خانوادۂ اشرفیہ کے عدیم النظیر بزرگ حضرت سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی نے رسم بسم اللہ خوانی ادا کروائی۔

خانقاہ وامقیہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خانوادۂ اشرفیہ کے کثیر التعداد بزرگ اس خانقاہ میں وجود پذیر ہوتے رہے ہیں۔بطور خاص درج ذیل شخصیات اپنے فیوض و برکات سے مستفیض کرتی رہی ہیں۔

(۱) حضرت سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی (مخدوم المشائخ حضور سرکارکلاں)

(۲) حضور محدث اعظم ہند کچھوچھوی

(۳) سید الاصفیاء حضرت سید مصطفےٰ اشرف اشرفی جیلانی (شہزادہ ثانی حضور اشرفی میاں)

(۴) حضرت اشرف الاولیاء سید مجتبیٰ اشرف اشرفی جیلانی

(۵) حضرت غازئ ملت سید ہاشمی میاں اشرفی جیلانی

سرکار کلاں کو اس خانقاہ سے بے حد لگاؤ تھا۔ آپ جب بھی بریلی شریف تشریف لاتے تو پورے شہر کی نگاہیں سرکار کی طرف مرکوز ہو جاتیں، عقیدت منداپنے اپنے گھروں پر قیام کے لئے درخواست کرتے مگر آپ کا قیام خانقاہ اشرفیہ وامقیہ ونشاطیہ ہی میں ہوتا۔ ایک بار بدایوں سے سلیمان بھائی برادر اکبر پر فالج کا حملہ، ملازمت سے پریشان اور مقدمہ سے دوچار، سرکار کلاں کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، موصوف نے صاحب سجادہ حضرت سید محمد میاں اشرفی وامقی نشاطی سے کہا کہ ان کو ایک تعویز بنا کردے دیں۔ ان کی تینوں مشکلات حل ہو جائیں گی۔ حکم کے مطابق صاحب سجادہ نے تعویز عطا کیا اور سرکار کلاں نے دعا فرمائی چند ایام کے بعد سلیمان بھائی خانقاہ وامقیہ میں حاضر ہوئے اور بیان کیا کہ سرکار کی دعاؤں سے میری تینوں پریشانیاں ختم ہو گئیں۔ میں آپ کی بارگاہ میں مزید دعا کے لئے حاضر ہوا ہوں۔

☆☆☆☆☆☆

سرکارکلاں نمبر کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے

خلیفہ شیخ اعظم ناصر ملت سید الشاہ موسیٰ باپو قادری اشرفی کوڑی نار شریف گجرات

مجھے یہ جان کر بے حد مسرت حاصل ہوئی کہ امام اہلسنت پروردۂ چہار محبوباں غوث زمانہ محبوب رحمانی مخدوم المشائخ سیدنا ومخدومنا سرکارکلاں رضی اللہ عنہ کی ذات مبارک پرایک تاریخ ساز نمبر ''سرکارکلاں نمبر'' زیور طباعت سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آرہا ہے۔ یقیناً یہ کام اہمیت وضرورت کا حامل ہے۔ یہ تو پہلے ہونا چاہئے تھا خیر! تاجدار اہلسنت مخدوم العلماء حضور شیخ اعظم قبلہ کی سرپرستی میں اور قائد ملت علامہ سید محمود اشرف ولیعہد سرکارکلاں کی حمایت وقیادت اور اشرف ملت علامہ سید محمد اشرف چیف ایڈیٹر ماہنامہ غوث العالم کی شاندار ادارت میں نکلنے والا یہ نمبر یقیناً قابل صد اعتماد اور جماعت اہلسنت کے لئے مشعل راہ ہوگا جس کی روشنی سے آنے والی نسلیں منور ہوں گی۔

مولاتعالیٰ اس نمبر کو مقبول عام وخاص بنائے اورامام اہلسنت کے روحانی فیوض سے ہم اہلسنت کو مستفیض فرمائے آمین۔

☆☆☆☆☆☆

صوفی کامل اور مرشد اعظم تھے

نقیب رضویت مفتی سید شاہد علی رضوی رامپوری

جہاں میں نے حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے فیض وبرکات حاصل کئے وہیں پر حضور سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی نوازشات سے بھی مالامال ہوا۔ حضرت سرکارکلاں کی ذات محتاج تعارف نہیں اپنے زمانے کے نہ صرف ایک صوفی کامل مرشد اعظم تھے بلکہ جید عالم دین اورفقیہ النفس مفتی بھی تھے۔ مدرسہ اور خانقاہ دونوں سے آپ کا گہرا تعلق تھا۔ یہی وجہ ہے کہ رموز اسرار شریعت کے ساتھ ساتھ طریقت ومعرفت کی صحیح ترجمانی آپ کی زبانی ہوا کرتی تھی۔ حضور سرکارکلاں کے رامپور قیام کے دوران کی مجلس میں جانے کا اکثر اتفاق ہوا شریعت وطریقت کے ایسے پیچیدہ پیچیدہ مسائل آپ کی زبان مبارک سے سنا کرتا تھا جوعام طور سے پیران طریقت بیان نہیں کرتے۔ ایک بار میں نے سوال کیا حضور! درسگاہ اور خانقاہ میں کیا رابطہ ہے؟

تو حضرت قبلہ گاہی نے ارشاد فرمایا۔ علم اور عشق دونوں میں پہلا حرف عین ہے۔ عین عربی میں آنکھ کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حق دیکھنے کے لئے دو آنکھیں ہر انسان کو عطا کی ہیں۔ ایک علم کی آنکھ ہے دوسری عشق کی آنکھ۔ جس کی ایک آنکھ ہو اسے کانا کہتے ہیں۔ کان فعل ناقص ہے جو بغیر اسم وخبر کے تام نہیں ہوتا۔

علم درسگاہ سے ملتا ہے اور عشق خانقاہ سے۔ اس لئے دونوں کے درمیان رابطہ ضروری ہے پہلے کے لوگ دونوں سے مضبوط رابطہ رکھتے تھے اور کامیاب تھے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ آج یہ بٹوارا ہوگیا جو درسگاہ سے جڑے وہ خانقاہ سے دور نظر آتے ہیں اور جو خانقاہ سے جڑے وہ درسگاہ سے دور نظر آتے ہیں آج بھی جو حضرات درسگاہ اور خانقاہ دونوں سے وابستہ ہیں۔ اخلاق کے ساتھ وہ کامیاب ہیں اور کامیاب رہیں گے۔

☆☆☆☆☆

ولی کامل مرشد برحق سرکارکلاں علیہ الرحمہ بحیثیت ایک حقیقی وارث نبی

پروفیسر محمد ہاشم نعیمی اشرفی خادم جامعہ نعیمیہ مرادآباد

ان کا سایہ ایک تجلی ان کا نقش پا چراغ
جس طرف گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

محترم حضرات! یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ علماء کرام جوانبیاء عظام کے وارث ہوتے ہیں تو اس وراثت میں نبی کی حیات طیبہ کا کوئی خاص گوشہ متعین نہیں ہے۔ بلکہ خصوصیات نبوت کو چھوڑ کر عالم دین نبی پاک کے مکمل کردار کا مکمل آئینہ دار ہوتا ہے۔ ایمان وعمل صالح کی بنیاد پر جنت کی بشارت ہو یا اس کے خلاف پر عذاب جہنم کی نذارت۔ باطل کے خلاف صف آرائی میں عزم مصمم کی شدت کا عمل ہو یا مخلوق خدا کے ساتھ اخلاق کریمانہ کے مظاہر میں نرمی ورافت کا کردار۔

ہو محفل یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

مصیبتوں کے وقت صبر ورضا کا اظہار ہو یا عیش وراحت میں مظاہرۂ انکسار۔ ہر حال میں رضا وتسلیم کی منزل نگاہوں کے سامنے رہتی ہے۔ ان کا حال تو ہمیشہ یہ رہتا ہے۔

گو میں رہا رہین ستمہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا۔

حضرات! عرف واصطلاح میں ایک صاحب ایمان ن سے خرق عادت افعال کا صدور کرامت کہلاتا ہے۔ جو بالکل صحیح ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز اصل میں مدار کرامت وولایت ہے وہ یہ ہے کہ مومن کی زندگی کا ہر گوشہ نبی کے مقدس کردار کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو۔

مرشد برحق حضور سیدی سرکارکلاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مبارکہ اس معیار پر مکمل طور پر پوری اترتی ہوئی دیکھی گئی ہے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات بندگان خدا کے لئے شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت کی نشان راہ کی حیثیت رکھتی تھی اور رسول گرامی وقار کے اسوۂ حسنہ میں ڈھلا ہوا پکا کردار گم کردگان راہ حق کے لئے ہدایت کے سنگ میل کا مقام رکھتا تھا۔ یہ کوئی سنی سنائی روایت نہیں بلکہ آنکھوں دیکھا حال ہے۔ آپ جہاں پہونچتے مرجع خلائق بن جاتے۔ جس محفل میں بیٹھتے پند ونصائح کے موتی لٹاتے رہتے۔ کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھتا تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ اس کے سوال کا وافی وشافی جواب عنایت فرماتے۔ آپ کی زبان فیض ترجمان مسائل پر سیر حاصل گفتگو سننے کے بعد آپ کے تبحر علمی کا اندازہ ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی یقین کامل ہو جاتا کہ آپ کی ذات بابرکات بلاشک علم ظاہر وباطن کا سنگم تھی شاید ایسے ہی موڑ پر کسی نے کہا ہوگا

ردائے لالہ وگل محفل مہ وانجم
جہاں جہاں وہ گئے ہیں عجیب عالم ہے

ہندوستان کی مرکزی دینی درسگاہ جامعہ نعیمیہ مردآباد، بانی جامعہ حضور سیدی صدرالافاضل فخرالاماثل مولانا سید محمد نعیم الدین

صاحب علیہ الرحمہ والرضوان سے آپ کو بے پناہ والہانہ لگاؤ اور مخلصانہ عقیدت ومحبت تھی۔ جس روایت کو الحمدللہ علی احسانہ آپ کے شہزادۂ عالی وقار سجادہ نشین آستانہ عالیہ سرکار کلاں حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی پورے وقار واخلاص کے ساتھ آج تک برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ دعا ہے کہ رب کائنات آپ کے ظل عاطفت کو تادیر ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے اور آپ کے خانوادہ کے پس ماندگان کو بھی آپ ہی کے نقش قدم پر اپنے عقیدت مندوں کو فیض رسانی کی توفیق رفیق عنایت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم۔

☆☆☆☆☆

سرکارکلاں کی چشم رحمت

علامہ سید محمد عرف دادابا پو قادری فاطمی ساور کنڈلہ ضلع امریلی گجرات

تقریباً ۱۹۹۳ء کی بات ہے کہ بڑی ہمشیرہ کی طبیعت کافی علیل ہوگئی تھی ساورکنڈلہ سے بغرض علاج ممبئی جانا پڑا۔ تمام ڈاکٹرں نے جواب دے دیا تھا مجھے ہر طرف سے مایوسی ہوگئی تھی کوئی نظر نہ آئی دل صدمہ سے بے قرار تھا میری بے چینی دیکھ کر دوسروں کو ترس آنے لگا کچھ لوگوں نے بتلایا کہ آج کل شہر ممبئی میں امام اہل سنت مخدوم المشائخ سیدنا سرکارکلاں قیام فرما ہیں میں اسی وقت قیام گاہ پہنچا۔ حضور سرکارکلاں کسی تقریب میں تشریف لے جارہے تھے میں نے ادباً پہلے خادم سے ملاقات کی تو خادم نے کہا ابھی ملاقات کی کوئی صورت نہیں قبلۂ عالم فلاں تقریب میں تشریف لے جارہے ہیں شاید میرے پریشان دل کی آواز سیدنا سرکارکلاں نے سن لی تھی مخاطب ہوکر فرمایا یہاں آیئے! میرے چہرے پر مایوسی کی جو لکیرں نمایاں تھیں اسے تو ہر کوئی پڑھ سکتا تھا۔ مگر دل کی خبر روشن ضمیر ہی کو ہوتی ہے۔ چنانچہ حضور سرکارکلاں فوراً مجھے اپنے ساتھ لیکر دوبارہ اپنی نشستگاہ میں لوٹ آئے۔ میں سنا کرتا تھا پہلے زمانہ کے اولیاء ایک نظر میں سائل کی مراد معلوم کرلیا کرتے اور طلب سے پہلے عطا بھی فرمادیا کرتے تھے۔ ان کے عارض تاباں پر نظر پڑتے ہی خدایا آجاتا تھا۔ ان کی قربت میں بیٹھنا ہزاروں رات عبادت سے بہتر ہے۔ میں نے ہو بہو سیدی سرکار کلاں کو ویسے ہی پایا انداز نشست و برخواست، اطوار و کردار، گفتار و رفتار سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اس دور کے زندہ ولی ہیں، ابھی تو ان کے پاس ہی آیا تھا مگر مجھے غیبی یقین ہونے لگا اب میری بڑی بہن شفایاب ہوجائے گی۔ میں نے اپنی گفتگو کو اس طرح شروع کیا حضور! میں خانوادۂ غوثیہ رزاقیہ یعنی سادات کوڑی نار شریف سے تعلق رکھتا ہوں۔ بڑی بہن کی طبیعت سخت علیل ہے تمام ڈاکٹروں نے جواب دے رکھا ہے۔ بہت امید سے حضور کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضر ہوا ہوں آنسو کے چند قطرے ٹپک پڑے فوراً حضور سرکارکلاں اپنے دست شفقت کو میرے سر پر رکھ کر تسلی دینے لگے اور کہہ رہے تھے گھبرانے کی بات نہیں سب ٹھیک ہوجائے گا۔ آپ تو میرے خاندان کے ایک فرد ہیں۔ تمہاری نہ سنوں گا تو پھر کس کی سنوں گا نہ جانے ان جملوں میں کون سی کشش تھی جو میرے دل بے قرار کو قرار آگیا اور اسے آخری سانس تک فراموش نہ کرسکوں گا حضرت قبلہ نے ایک تعویذ دے کر فرمایا اسے پہنا دو اور میں دعا کرتا ہوں انشاء اللہ شفایابی میسر ہوگی۔ اور ایسا ہی ہوا بفضلہٖ تعالیٰ بہن کی طبیعت بحال ہوگئی۔ یہ حضور سرکارکلاں کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ ایک ہی نظر میں دیوانہ بناڈالا۔ آج پورے عالم اسلام میں ان کی بزرگی کا چرچا ہے شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند، حضور مجاہد ملت، حضور حافظ ملت، حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی اشرفی سرکار برہان پور اور علامہ سلیمان اشرفی بھاگلپوری وغیرہ جیسے عظیم اکابر اہلسنت ان کا ادب واحترام فرماتے تھے اور سرکار اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کا قائم مقام جانتے یہی وجہ ہے کہ عرب وعجم کے علماء ومشائخ نے حضور سرکارکلاں سے اکتساب فیض کیا۔

☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

خراج عقیدت کے چند تاثراتی جملے

ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی ایم اے پی ایچ ڈی معاون مدیر ماہنامہ اعلیٰ حضرت سوداگران محلہ بریلی شریف

مخدوم المشائخ پیر طریقت، رہبر شریعت، امین مذہب وملت حضرت علامہ مولانا سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں۔ حضرت مخدوم المشائخ حضور شاہ سمناں کے چشم و چراغ تھے۔ میرے خیال سے یہی نسبت آپ کی عظمت ورفعت کے لئے کافی ہے۔ اسی نسبت کا ثمرہ ہے کہ آپ کی ذات ہندو بیرون ہند مقبول خاص وعام رہی عقیدت مند وغیر عقیدت مند بھی حضرات نے آپ کو سرکار کلاں کے خطاب سے یاد کیا، جس محفل میں بھی آپ تشریف لے گئے شمع انجمن بن کر رہے۔

حضور مخدوم المشائخ کی زندگی اوران کے افعال وکردار اس بات کے شاہد ہیں کہ انہیں اپنے بزرگان عالی مرتبت اور اپنے خانوادۂ اشرفیہ سے احقاق حق اور ابطال باطل کی جو روایت ملی تھی، اس روایت کو انہوں نے بصد خلوص قائم رکھا اور اپنی تحریری، تصنیفی، اصلاحی، تبلیغی کاوشوں سے مذہب وملت کی خدمت کا فریضہ انجام دیا۔ مخدوم المشائخ کے جد امجد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان نے فضائل ولی کے سلسلہ میں فرمایا ہے کہ مسند ولایت اسی کو زیب دیتی ہے جس نے عیب پوشی اور رحم دلی کی دو صفتیں خدائے تعالیٰ سے اور شفقت ورافت کی دو صفتیں رسول خدا ﷺ سے سیکھی ہوں۔ حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے ارشاد کے بموجب سند ولایت کا حقدار وہی شخص ہوسکتا ہے جس نے اپنے اندر عیب پوشی ورحم دلی اور شفقت ورافت کا جذبہ پیدا کرلیا ہو اوران صفات پر مستحکم بھی ہو۔ اسی تناظر اور ارشاد گرامی کی روشنی میں حضرت مخدوم المشائخ کی پاکیزہ زندگی اوران کے بلند وحسین کردار کا جائزہ لیا جائے تو یہ سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوسکتی کہ بیشک وہ اپنے وقت کے ولی ہی نہیں بلکہ ولی کامل تھے۔

حضور مخدوم المشائخ کی صاف ستھری اور تقویٰ وپرہیزگاری سے آراستہ زندگی پر اظہار خیال فرماتے ہوئے جناب مولانا رضاء الحق صاحب رقم طراز ہیں:

''حضور سرکار کلاں کی صاف ستھری اور تقویٰ وپرہیزگاری سے آراستہ زندگی پر اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ خاندان اشرفیہ کا ہر فرد ان کے محاسن وکمالات کا معترف نظر آتا ہے اور قرب وجوار کے سارے لوگ ان کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں۔

اپنی تحریر میں وزن اور استحکام پیدا کرنے کے لئے موصوف نے اس سلسلے میں حضور شیخ الاسلام حضرت علامہ مدنی میاں قبلہ مدظلہ العالی کا ایک ارشاد کوڈ کیا ہے، عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

''ہم اپنا شہر چھوڑ کر باہر ہم سب سے بڑے متقی بن سکتے ہیں، ہم عالم ہونے کا ڈھونگ بھی رچا سکتے ہیں نہ جانے کیا کیا القاب ہم خود ہی ایجاد کر کے پھیلا سکتے ہیں کچھ بھی کر سکتے ہیں مگر گھر والوں کو نہیں منوا سکتے۔ گھر والا ہمارے بچپن بھی دیکھ چکا ہے، ہماری جوانی بھی دیکھ چکا ہے۔ ہماری صبح وشام دیکھ چکا ہے۔ گھر والوں کو جھکانا سب کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے نبی کریم کی نبوت کی دلیل سب سے پہلے ایمان لانے والی ان کی بیوی، سب سے پہلے ایمان لانے والا ان کا بھائی، سب سے پہلے ایمان لانے والا ان کا ساتھی جوان کے قریب تھا۔ تو حضرت مخدوم المشائخ کی ولایت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ان کے خاندان کا بڑے سے بڑا، بوڑھا انہیں کا مرید ہے۔ (سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل ص ۳۷۔۳۸)

مذکورہ بالا دونوں اقتباسات کی روشنی میں مجھے یہ کہنے میں

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کوئی جھجک اور تامل نہیں کہ حضرت مخدوم المشائخ تقویٰ شعار، متقی اور درجۂ ولایت پر فائز تھے۔ جوانسان تقویٰ شعار ہوتا ہے وہی عنداللہ محبوب ومکرم ہوتا ہے، قرآن کا فرمان عالیشان ہے۔ ان اکرمکم عندالله اتقاکم. بیشک تم میں سب سے زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

حضور مخدوم المشائخ کی زیارت کا شرف کچھوچھہ شریف میں مجھے بارہا حاصل رہا ہے، عرس سمنانی میں بھی اور اس کے علاوہ بھی کیونکہ ۱۹۸۶ء میں جب میرے والد جناب محمد جمیل اختر اشرفی صاحب کا کچھوچھہ شریف میں انتقال ہوا تو میرے محسن ومخلص نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے والد مرحوم کو بجائے گھر لے جانے کے یہیں نیر شریف کے کنارے شاہ سمناں کے زیر سایہ دفن کر دیں آپ کا یہ عمل مرحوم کے حق میں بہتر ہوگا۔ مشورہ کے عین مطابق راقم الحروف نے تجہیز وتکفین کا انتظام کیا اور شیخ اعظم حضرت علامہ مولانا سید اظہار اشرف اشرفی مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی، دعائے مغفرت کے بعد مرحوم کو سپرد خاک کیا گیا۔ جب سے اب تک برابر کچھوچھہ شریف کی حاضری ہوتی ہے۔ حضور سرکار کلاں کا نورانی چہرہ، بارعب شخصیت اور ان کی گفتار ورفتار کا منظر ہمیشہ راقم الحروف کی نظروں میں گردش کرتا رہتا ہے خدائے پاک ان کی قبر پرانوار کی بارش برسائے اور ان کا فیضان عام سے عام فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین۔

☆☆☆☆☆

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

سرکارکلاں مسلم الثبوت شیخ طریقت وعالم دین تھے

علامہ مفتی محمد فاروق صاحب رضاء القادری منظر اسلام رضانگر، محلہ سوداگران بریلی شریف

حضرت شیخ طریقت علامہ الحاج الشاہ سید محمد مختار اشرف صاحب اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ جو (سرکارکلاں) کے مبارک لقب سے مشہور ہیں۔ آپ کی ذات شریف محتاج تعارف نہیں دنیائے سنیت میں آپ معروف ومشہور اور نہایت مسلم الثبوت شیخ وعالم کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ مجھ فقیر رضوی کو بھی سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی زیارت کا شرف حاصل ہے۔ میں شہر میرٹھ مدرسہ اسلامی عربی اندرکوٹ میں حضور صدرالعلماء امام النحو علامہ الحاج الشاہ سید غلام جیلانی اشرفی میرٹھی قدس سرہ کی درسگاہ علم وادب میں زیر تعلیم تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے کہ جس وقت خطیب ایشیاء وافریقہ حضرت علامہ سید کلیم اشرف صاحب اشرفی جائسی مدظلہ العالی بھی وہیں حضور صدرالعلماء کے پاس حصول تعلیم میں مصروف تھے۔ میں شرح جامی وغیرہ پڑھتا تھا اور حضرت کلیم میاں صاحب قبلہ جائسی تفسیر نیز منطق کی اعلیٰ کتابیں پڑھتے تھے۔ انھیں دنوں حضرت سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی دعوت پر حضور صدرالعلماء کا مبارکپور دارالعلوم اشرفیہ کسی نزاع کے سلسلہ میں تشریف لے جانا ہوا۔ میں حضور صدرالعلماء کی خدمت گزاری میں حضرت کا ہمرکاب تھا۔ مبارکپور پہنچنے کے بعد معلوم ہوا کہ سرکارکلاں کے ساتھ اہلسنت کی عظیم ہستیاں موجود ہیں مثلاً حضرت شیخ العلماء علامہ شاہ محمد یونس صاحب قبلہ علیہ الرحمہ مہتمم جامعہ نعیمیہ مرادآباد، حضرت استاذ العلماء علامہ شاہ محمد سلیمان صاحب بھاگلپوری علیہ الرحمہ، حضرت مجاہد دوراں علامہ شاہ سید مظفر حسین صاحب مظفر میاں اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ اور تین چار علماء تھے جن کا نام یاد نہیں آرہا ہے۔ بہرحال اس سفر میں حضور صدرالعلماء کے زیر سایہ سیدی سرکارکلاں علیہ الرحمہ کے دیدار کا خوب شرف حاصل رہا۔ وہ نزاع کیا تھا یہ تو مجھے معلوم نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ جتنے جید علماء سرکارکلاں کے ساتھ تھے سب نے سرکارکلاں کی رائے اور حکم پر اتفاق کیا۔ مبارکپور سے چل کر بذریعہ کار سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی معیت میں سب کے سب کچھوچھہ شریف پہنچے۔ کچھوچھہ شریف میں ایک دن ایک رات قیام رہا۔ وہاں حضور سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی خوب زیارت نصیب ہوئی اور درگاہ شریف نیز حضور محدث اعظم ہند قدس سرہٗ کے مزار اقدس پر بھی حاضر ہوئے۔ سرکارکلاں کی مہمان نوازی مثالی تھی۔ اپنے علماء کی جو قدر ومنزلت فرمائی اور جس عزت افزائی کے ساتھ رخصت فرمایا وہ بھی بے مثال اپنی جیب خاص سے سب کو زاد سفر پیش فرمایا۔ حضور صدرالعلماء علیہ الرحمہ نے قبول فرماکر واپس فرمایا تو سرکارکلاں نے ارشاد فرمایا کہ یہ آپ کے پیرخانہ کا تبرک ہے۔ یہ سن کر حضرت صدرالعلماء علیہ الرحمہ آب دیدہ ہوگئے اور اپنی جیب میں رکھ کر دست بوسی کرنی چاہی مگر سرکارکلاں علیہ الرحمہ نے دست بوسی نہیں کرنے دی ------ اس کے علاوہ مجھ فقیر رضوی کو اور بھی متعدد بار سرکارکلاں کی زیارت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ حضور صدرالعلماء علیہ الرحمہ حج وزیارت کے لئے عزم مصمم کرچکے تھے۔ مگر اُس سال منظوری نہ ہوسکی تو سال آئندہ کے لئے ملتوی فرمایا دیا۔ مگر ذی الحجہ کے بعد محرم شریف میں کچھوچھہ شریف

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

جانے کا ارادہ فرمالیا۔ میں نے پوچھا کہ کیا حضور کچھوچھہ شریف تشریف لے جائیں گے؟ فرمایا ہاں! ضرور جاؤں گا اور تم بھی ساتھ چلنا، اب حج کو تو انشاء اللہ آئندہ سال جائیں گے چلو امسال کچھوچھہ شریف حاضری دے آئیں۔ بہر حال عرس پاک میں کچھوچھہ شریف حاضری ہوئی اور سیدی سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور صدر العلماء علیہ الرحمہ کی سرکارکلاں نے ناشتہ کی دعوت فرمائی مجھ فقیر رضوی کو بھی اس دعوت میں حضور صدر العلماء کی ہمرکابی حاصل رہی اور سرکارکلاں علیہ الرحمہ کے ساتھ ایک ہی دسترخوان پر ناشتہ کرنے کا موقع ملا اور بھی متعدد مقامات سنبھل، مراد آباد وغیرہ میں حضور سیدی سرکارکلاں علیہ الرحمہ کی زیارت نصیب ہوئی اور بہت قریب سے زیارت ہوئی ۔ مجھ فقیر رضوی کو سیدی سرکارکلاں علیہ الرحمہ نے دعاؤں سے بھی نوازا اور حضور صدر العلماء کی غلامی میں سرکارکلاں کی زبان فیض ترجمان سے بہت سے کلمات طیبات بھی سننے کو ملے۔ ان مبارک صحبتوں پر فقیر جتنا ناز کرے کم ہے اور اپنے نصیب پر جتنا فخر کرے، بجا ہے بریلی شریف میں حضور مرشد برحق کنزی وذخری سیدی یومی وغدی سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کے وصال شریف پر جب سرکارکلاں علیہ الرحمہ تشریف لائے۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبیرۂ اعلیٰ حضرت سرکار ریحان ملت علامہ شاہ محمد ریحان رضا خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سراپا ادب بن گئے اور سرکارکلاں قدس سرہ کی ادب نوازی میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ میں نے دیکھا کہ کچھ دیر کے لئے سرکارکلاں علیہ الرحمہ افریقی ہوسٹل کی پہلی منزل کے ایک کمرے میں تشریف فرما ہوئے مجھ فقیر سے پانی کے لئے ارشاد فرمایا میں نے پانی پیش کیا اور سرکارکلاں علیہ الرحمہ نے نوش فرمایا۔ اس کے بعد چند علماء منظر اسلام کے ساتھ حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ اپنے گھر لے گئے اور ڈرائنگ روم میں آرام کرنے کے لئے خواہش ظاہر کی۔ بوقت روانگی جنازۂ مبارکہ (حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ) چند علماء کے ساتھ اسلامیہ انٹر کالج بریلی شریف کے گراؤنڈ تشریف لے گئے اور حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ کی خواہش پر نیز حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کی مبارک تمنا پر کہ (میرے جنازہ کی نماز کوئی سید صاحب پڑھائیں) حضور سرکارکلاں اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے نماز جنازہ شریف کی امامت فرمائی۔ اخبارات اور ریڈیو کی اطلاع کے مطابق نماز جنازہ وشرکاء وحاضرین کی تعداد مومنین ۲۵ لاکھ تھی۔ مولیٰ تعالیٰ حضور مفتی اعظم ہند وشیخ طریقت سرکارکلاں اشرفی کچھوچھوی علیہما الرحمہ کے فیضان کو دنیائے سنیت پر عام سے عام تر فرمائے اور دارین میں ان کی خوشنودی نصیب ہو۔ آمین۔ آمین۔

یارب العالمین بجاہ النبی الامی الکریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ

بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ

علامہ اقبال احمد اختر القادری، بصیر پور، پاکستان

سنت الٰہی ہے کہ آفتابِ نبوت حضور تاجدار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پردہ فرمانے کے بعد سے کسی بھی قرن وصدی کو قدسی صفات ہستیوں سے خالی نہیں رکھا ملت اسلامیہ کی صحیح رہنمائی کے لئے ہر تیرہ و تاریک فضا میں کوئی نہ کوئی آفتاب ہدایت مطلعِ شہود پر آتا رہا جو وقت کی بگڑتی ہوئی فضا کو سازگار بنانے اور اسے نظام مصطفٰے کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرتا رہا۔

پیر طریقت حضرت مولانا سید محمد مختار اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کی ذات بھی اسی سلسلۂ رشد وہدایت کی کڑی تھی۔

گل اشرفیت پیر طریقت حضرت سید محمد مختار اشرفی الجیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ ۱۳۳۳ھ کو خانوادۂ اشرفیہ کچھو چھہ شریف ضلع فیض آباد ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ والد ماجد حضرت موالانا سید شاہ احمد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ وقت کے عالم ربانی تھے۔ جدامجد بحرالاسرار مخدوم زمانہ سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی المعروف اشرفی میاں علیہ الرحمہ کی عظمت وبزرگی سے دنیا واقف ہے۔

حضرت پیر طریقت مخدوم سید مختار اشرف علیہ الرحمہ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ مولانا عمادالدین سنبھلی سے میزان سے شرح وقایہ تک پڑھا حضرت مفتی عبدالرشید فتح پوری سے فنون کا درس لیا پھر مرادآباد کی عظیم دینی درسگاہ "جامعہ نعیمیہ" میں مجدد عصر اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے مایہ ناز خلیفہ صدرالافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مرادآبادی سے دورۂ حدیث مکمل کر کے دستارِ فضیلت زیب کی۔

پیر طریقت سید محمد مختار اشرف علیہ الرحمہ نے اپنے جدامجد حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے دستِ حق پر بیعت کی اور انہی کی نگرانی میں سلوک کے مراحل طے کیے۔ پھر ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ کو باطنی علوم سے سرفراز کر کے اجازت وخلافت سے نوازا اور جید علماو مشائخ کی موجودگی میں تاج اشرفی آپ کے سر پر رکھا اور خرقۂ مبارک پہنا کر عصائے خاص عطا کیا اور ان کی جانشینی کا اعلان فرمایا۔

والد ماجد حضرت مولانا سید شاہ احمد اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ آپ کے جدامجد والد ماجد حضرت اشرفی میاں علیہ ارحمہ کی حیات ہی میں وصال فرما گئے تھے چنانچہ حضرت اشرفی میاں علیہ ارحمہ کے وصال ۱۳۵۵ھ کے بعد آپ ہی زیب مسند خانقاہ عالیہ اشرفیہ ہوئے آج کے اس دور الحاد میں آپ کی ذات اسلاف کی یادگار تھی۔

آپ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ دین کی تبلیغ واشاعت میں گزرا، اشاعتِ دین کے لیے آپ نے پورے ہندوستان کے علاوہ بلاد اسلامیہ اور دور دراز ملکوں کے دورے کئے اور کفر کے تاریک ماحول میں شمع اسلام روشن کی۔ لاتعداد مخلوق نے آپ کے دست حق پرست پر توبہ کی۔ اسلام قبول کیا اور سلسلۂ ارادت میں داخل ہوئے۔ عرب وعجم میں ایک بڑی تعداد آپ کے سلسلۂ فیض سے وابستہ ہے۔

آپ ایک صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے۔ فقیر نے پہلی مرتبہ ۱۹۹۱ء میں زیارت کی تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ زبان سے بے ساختہ سبحان اللہ اور ماشاءاللہ نکلا۔ بے شک اللہ والوں کو دیکھ کر اللہ کی

یاد آتی ہے۔قدرت نے باطن کی طرح ظاہر میں بھی خوب ہی حسن و جمال عطا کیا تھا۔پنجاب ہائیکوٹ کے سابق چیف جسٹس جناب جسٹس میاں محبوب احمد نے ایک تقریب میں حضرت سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں ان کی برابر والی نشست پر بیٹھا تھا اور ناواقفیت کے باوجود مجھے ان کی شخصیت مقناطیس کی طرح اپنی سمت کھینچ رہی تھی، میں نے ان جیسا بزرگ نہیں دیکھا۔

آپ کی سرپرستی میں کچھوچھہ شریف میں ایک دینی درسگاہ ''جامع اشرف'' کے نام سے قائم کی گئی اپنے ہونہار فرزند، حضرت مولانا سید محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ، نے اس ادارہ کو ترقی دیکر بامِ عروج دیا۔الحمدللہ اب یہ مدرسہ کسی یونیورسٹی سے کم نہیں، جہاں مقامی اور بیرونی طلبہ کثیر تعداد میں تحصیل علم میں مصروف ہیں۔

اس کے علاوہ دنیا بھر میں آپ کے شاگرد، خلفا ومریدین، تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں مصروف ہیں۔آپ کے فرزندار جمند ابوالمحمود حضرت مولانا سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی الجیلانی مدظلہ ،علوم ظاہر وباطن سے مالا مال اور اپنے اسلاف کی خوبی سے مزین الحمدللہ زیب مسند ہیں۔

گل اشرفیت پیر طریقت ابوالمسعو د حضرت مولانا سید شاہ مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ عشق الٰہی سے سرشار ۹؍رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱؍نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات خالق حقیقی کے حضور تشریف لے گئے۔

دل تو جاتا ہے ان کے کوچے میں | جا میری جاں، جا خدا حافظ

☆☆☆☆☆

واقف اسرارِولایت مخدوم المشائخ سرکارکلاں

مولانا غلام جامی نعیمی قادری (ایڈیٹر عطائے قمر کولکاتا)

مخدوم المشائخ حضرت الحاج علامہ مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس صدی کے عظیم المرتبت ولی کامل، متبحر عالم دین، صوفی باصفا اور صاحب تصرف وکشف کرامات بزرگ تھے۔ ہزاروں علماء ومشائخ وحفاظ وصوفیائے کرام نیز ان گنت ڈاکٹر، پروفیسر انجینئر اور تعلیم یافتہ افراد کے ایک بڑے حلقے کو آپ کی غلامی کا شرف حاصل ہے۔

ہندوستان وبیرون ہندوستان میں آپ کے عقیدت مندوں اور مریدوں کی کثیر تعداد ابھی بھی موجود ہے۔ حضرت مخدوم المشائخ نہایت ہی نفیس نفس، خوش لباس، خوشرو اور وجیہ تھے، شگفتہ بیانی ان کا خاصہ تھی، بہت ہی بااصول، منکسر المزاج تھے، اپنے روزمرہ کے لوازمات صحیح وقت پر خود ہی ادا فرماتے، عبادت وریاضت اور اوراد ووظائف مقررہ اوقات میں کرنے کے عادی تھے۔

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ایسی کامل ہستی، ایسا کامل انسان، اس درجے کا کامل ولی ہمیں اپنا فیض بخشنے کے لئے سال میں کئی بار ہم لوگوں میں ضرور تشریف فرما ہوتے تھے۔ حضرت مخدوم المشائخ اپنی خانقاہ میں ہوتے سفر یا حضر میں ہر حال میں خلق عظیم کا پیکر نظر آتے تھے۔ اخلاق ومحبت، رشد وہدایت، شفقت وعنایت عفوودرگزر، حلم ورحم کا دریا جاری وساری رہتا، ترش مزاجی اور غصے کی کیفیت ان کے چہرے سے کبھی ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ ہمیشہ حسن وجمال کے پیکر نظر آتے تھے۔

حضرت مخدوم المشائخ قرآنی آیۃ کریمہ "الاان اولیاء الله لاخوف علیھم ولاھم یحزنون" کی تفسیر تھے۔ وہ اللہ کے ولی تھے، ان کے چہرے پر حزن وملال کی کوئی لکیر نہ تھی، انہیں کوئی غم نہ تھا۔

حضرت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ ۹/رجب المرجب ۱۴۱۷ھ کو واصل بحق ہوئے۔ آپ کا مزار پرانوار کچھوچھہ مقدسہ میں مرجع خلائق ہے۔ وہاں ہر سال رجب کی ۹/تاریخ کو عرس ہوتا ہے ان کے مریدین، معتقدین ومتوسلین کی ایک بڑی تعداد ملک، بیرون ملک سے اکتساب فیض کرنے کے لئے وہاں حاضری دیتے ہیں۔

اس تاریخ میں مدرسہ قادریہ حبیبیہ کلکتہ میں بھی ہر سال بہت ہی تزک واحتشام اور عقیدت کے ساتھ آپ کے قل شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

ایسے مقرب بارگاہ الٰہ کی نسبت، ان کی یاد، ان کا تذکرہ، ان کی پیروی کرنا رسول اکرم ﷺ کی پیروی کرنے کے مترادف ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ اللہ رب العزت جملہ مسلمانوں کو دینی پیشواؤں کی محبت صحبت اور قرب عطا کرے۔ آمین۔

ہمارے والد بزرگوار حضرت ناصر ملت علیہ الرحمہ جو آپ کے مخصوص خلفاء میں تھے وہ کس درجہ اپنے مرشد سے محبت فرماتے تھے۔ اس کا اندازہ حضرت ناصر ملت علیہ الرحمہ کے ان

دو شعروں سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

تسلی بخش رنداں خانۂ مختار اشرف ہے
سرور افزا دل پیمانۂ مختار اشرف ہے
پلادی آپ نے کیسی نگاہوں سے مئے عرفاں
قمر سوجان سے دیوانۂ مختار اشرف ہے۔

یہی وجہ تھی کہ ناصر ملت علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت مخدوم المشائخ سے گزارش کی کہ حضرت خانقاہ شریف شدن پور میں سرکار غریب نواز کانفرنس میں جلوہ افروز ہوں اور ساتھ ہی ساتھ خانقاہ شریف کی تعمیر کا بھی ملاحظہ فرمائیں۔ تو حضرت مخدوم المشائخ نے اپنی بے پناہ مصروفیت کے باوجود اپنے سارے پروگرام ملتوی فرما کر اپنے اس عاشق صادق کی خوشی کے لئے دعوت قبول فرمالیا۔ اور جب حضرت مخدوم المشائخ خانقاہ شریف شدن پور تشریف لائے تو اس عمارت کے اندر جامع مسجد، مدرسہ اشرف العلوم، سماع خانہ، صُفّہ، مہمان خانہ، لنگر خانہ، دارالعلوم، دارالحفاظ اور دیگر شعبہ جات کا معائنہ فرما کر بہت مسرور ہوئے اور دادو تحسین کے ساتھ حضرت ناصر ملت علیہ الرحمہ کی پشت پر اس طرح ہاتھ رکھا کہ جیسے کوئی شفیق باپ اپنے فرمانبردار بیٹے کی پیٹھ پر ہاتھ رکھ کر شاباشی دیتا ہے۔ دین کی اس اہم ترین خدمت پر جس کی توفیق خدا نے انھیں بخشی تھی اسے دیکھ کر حضرت مخدوم المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے خوشی کا اظہار فرمایا اور حضرت ناصر ملت علیہ الرحمہ کو وہ سب کچھ عطا کر دیا جس کی انھیں طلب تھی۔ چونکہ ناصر ملت علیہ الرحمۃ نہایت ہی کمزوری و ناتوانی کے باوجود اپنے آپ کو مطمئن محسوس کر رہے تھے لگتا تھا کہ ان کے سفر آخرت کا سامان بندھ رہا ہے اور ٹھیک اس پروگرام کے ۲۲ دنوں کے بعد حضرت ناصر ملت علیہ الرحمہ اس دار فانی سے رخصت ہوگئے۔ اناللہ الخ..... آج بھی ہم سبھوں پر مخدوم المشائخ کا فیضان جاری ہے اللہ تعالیٰ انھیں بزرگوں کے نقش قدم پر ہم لوگوں کو چلنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے: آمین۔

☆☆☆☆☆

منقبت

درشان حضور سرکار کلاں

☆از: حاجی محمد لطیف اشرفی شہزاد پور

بے تاب ہے چشم شوق مری رخسار سے چلمن سرکا دو
خورشید محبت سے دل کو سرکار کلاں اب چمکا دو
اس ہستی کے آئینے میں میں بھی تیرا جلوہ دیکھوں
دیتا ہے اگر مختار اشرف ناچیز کو چشم بینا دو
اے کاش کہ بے خود ہوجاؤں تیرا ہوں تجھی میں کھو جاؤں
احساس خودی کا مٹ جائے کچھ ایسی توجہ فرمادو
آباد مرے دل کی دنیا ہو جائے ابھی مختار اشرف
ذرا آپ تصور میں آکر جلوؤں سے نظر کو گرمادو
سرکار تمہارے ہی در سے سیراب زمانے والے ہیں
ایک روز مری جانب اشرف رحمت کی گھٹائیں برسادو
اُس مست نظر کا نذرانہ اے رونق بزم میخانہ
تقسیم کرو جب رندوں کو تھوڑی سی ادھر بھی چھلکا دو
ہے دل میں تمنا صرف یہی سرکار لطیفؔ بیکس کی
جب نزع کا عالم طاری ہو بس روئے منور دکھلا دو

☆☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

ایک سفر سرکارکلاں کے ساتھ

غلام یٰسین نعیمی اشرفی خادم جامعہ نعیمیہ دیوان بازار، مراد آباد

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
ہزاروں رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

رہبر شریعت وطریقت واقف اسرار حقیقت غواص بحر معرفت حضور سیدی سید محمد مختار اشرف صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی قدس سرہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد دیگر بے شمار صفات وخوبیوں کے ساتھ ساتھ تواضع واخلاق حسنہ جیسی عظیم خوبیوں کے جامع تھے مجھ کو آپ کے دست حق پرست پر بیعت وارادت سے قبل وبعد بہت دفعہ زیارت ولقاء اور فیض صحبت کا شرف حاصل ہوا۔

۱۹۹۳ء میں جب مجھ کو مدرسہ اسلامیہ حنفیہ ہنومان گڑھ، راجستھان میں کتب دورہ حدیث شریف کا درس دینے کے لئے مقرر کیا گیا تو بخاری شریف کے افتتاح کے لئے حضرت موصوف کو مدعو کیا گیا آپ تشریف لے گئے آپ کے ایک مرید خاص جناب بہاء الدین صاحب ٹی۔ ٹی۔ ای اور ان کے ہم پیشہ واسٹاف ممبر سرکارکلاں کے معتقد جناب دنیش کمار ٹی۔ ٹی۔ ای۔ مراد آباد یوپی سے ہنومان گڑھ راجستھان صرف اس مقصد سے گئے تھے کہ وہاں قیام کے دوران اور واپسی میں پورے راستے بھر سفر میں مکمل گفتگو وملاقات اور صحبت کا بہت فراخ ووسیع وقت ملے گا چنانچہ وہاں سے واپسی پر ٹرین میں شام کو ہم سب قریب قریب کی سیٹوں پر تھے کہ رات کے کافی وقت تک آپ اپنی دلنواز گفتگو تبسم ریز مسکراہٹ سے جلوہ باری فرماتے رہے دینی ودنیوی فوائد بیان فرماتے اس کے بعد آپ نے کھانا تناول فرمایا اور اپنے خاص کھانے میں ہم سب کو شریک کیا دنیش کمار ٹی۔ ای کھانے سے علحدہ رہے تو آپ نے کھانے کے بعد اپنے خاص پاندان سے پان نکال کر اپنے دست اقدس سے دنیش کمار کو تبسم فرماتے ہوئے پیش کیا جس سے دنیش کمار بہت ہی حد درجہ مانوس ومتاثر اور معتقد ہوا پھر آپ خود بھی آرام فرما ہوئے اور ہم کو آرام کرنے کا حکم فرمایا۔

ہم سبھوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ دہلی اتر کر ہوٹل میں حضرت کو پر تکلف ناشتہ کرائیں گے چنانچہ جیسے ہی دہلی اترے آپ کو لینے کے لئے ماروتی کار تیار تھی فوراً آپ نے اپنی جیب مبارک سے تیس روپے نکال کر مجھ کو دیئے اور فرمایا کہ لو غلام یٰسین تم سب ناشتہ کر لینا تعمیل حکم کی خاطر وہ روپئے میں نے ہاتھ میں لئے اور دست بوسی وسلام کے ساتھ آپ سے رخصت ہوئے دور تک حسرت بھری نگاہوں سے ہم سب آپ کو دیکھتے رہے بعد میں وہ دس کا نوٹ دنیش کمار نے بطور تبرک لے کر اپنے بٹوہ میں رکھا اور اس کے بدلہ میں دوسرا دس کا نوٹ دیا بیس کا نوٹ میں نے اپنے پاس روپیوں کے بٹوہ میں برکت کے لئے رکھا جواب تک پلاسٹک کے پیک میں میرے پاس محفوظ ہے اور ان کے بدلہ اپنے پاس سے بیس روپے دیکر ان تیس روپیوں کا ہم سب نے بھر پور ناشتہ کیا، اللہ رب العزت آپ کے درجات ومراتب میں بلندیاں بخشے اور ہم کو دارین میں آپ کا فیض وسایہ نصیب کرے آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین۔

آسماں تیری مرقد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

☆☆☆☆☆

خانوادۂ رضویہ سے سرکارکلاں کے روابط

مولانا محمد صالح قادری نوری بریلوی غفرلہ منظر اسلام سوداگران بریلی شریف

یہ بات تقریباً سب اہل سنت بخوبی معلوم ہے کہ خانوادۂ اشرفیہ سے خانوادۂ رضویہ کا دیرینہ گہرا تعلق ہے جو بحمدہ تعالیٰ ابھی تک قائم ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی برقرار رہے گا کیونکہ یہ رشتہ ہی ایسا ہے جو ٹوٹ نہیں سکتا۔ یعنی رشتہ علم وسیادت ہمشائخ اشرفیہ ہمارے مخادیم سادات کرام سے ہیں۔ ہم رضویوں کے قلوب میں علماء ومشائخ سادات کی محبت ووقعت بھرپور موجود ہے۔ فللہ الحمد مخدوم المشائخ حضرت سرکارکلاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اس گھرانے کے چشم چراغ تھے نہایت قابل احترام لائق حسن عقیدت بزرگ ہیں۔ آپ نے سنیت کا بہت کام کیا ہے۔ حضور حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ کو سرکارکلاں علیہ الرحمہ سے ایک خاص مخلصانہ لگاؤ تھا اور ریحان ملت علیہ الرحمہ بھی اپنے اسلاف کی طرح سادات کرام کی قدر فرماتے تھے اسی لئے سرکارکلاں سے بھی آپ کو بڑی محبت تھی۔

منقول ہے کہ سرکارکلاں ہی کے جد امجد مخدوم الاولیاء والعلماء حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رضی اللہ عنہ کو پہلی بار دیکھ کر امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔

اشرفی اے رخت آئینہ حسن خوباں
اے نظر کردہ پروردۂ سہ محبوباں

حضرت سرکارکلاں دنیائے سنیت کے ایسے معروف بزرگ ہیں کہ محتاج تعارف نہیں۔ زیارت سے مشرف ہونے والے بعض عقیدت مند حضرات سے منقول ہے کہ آپ ایسے خدارسیدہ بزرگ تھے کہ آپ کو دیکھ کر خدا یاد آجاتا۔ بالجملہ سرکارکلاں بہت سی ظاہری وباطنی خوبیوں کے حامل تھے۔ مرشد حق آقائے نعمت محسن گرامی تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان میں اور حضرت سرکارکلاں میں باہمی مخلصانہ محبت وموانست تھی۔ آپ جب بھی بریلی شریف آتے اور حضرت گھر پر موجود ہوتے تو ضرور ملاقات کو آتے اور دونوں بزرگ ایک دوسرے کو عزت دیتے۔ اسی وجہ سے حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ کی خواہش پر حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی نماز جنازہ آپ ہی نے پڑھائی ہے۔ حالانکہ سب جانتے کہ اس عظیم اجتماع میں کیسے کیسے اکابر علماء وسادات موجود وحاضر جماعت تھے۔ الحمد للہ یہ راقم السطور بھی نماز جنازہ میں شریک تھا۔ میں نے خود اپنی آنکھ سے یہ منظر دیکھا تھا۔

انہیں بزرگوار (سرکارکلاں) کی یاد میں اس رسالہ کا یہ نمبر نکالا گیا ہے جو اپنے وقت سے کافی مؤخر ہوگیا۔ یہ نمبر اب سے بہت پہلے نکل جانا چاہئے تھا۔ خیر ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن اس مخصوص نمبر کی پیش کش ادارہ کو مبارکباد ہو جملہ معاونین کو بھی مبارکباد اور سنیت واہل سنت کو اس سے اللہ تعالیٰ نفع دے۔ اہل سعی کی یہ سعی مشکور فرمائے۔ خصوصاً حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہ محمد اظہار اشرف صاحب قبلہ اشرفی جیلانی دام ظلہ العالی (صاحب سجادہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف) صدبار قابل مبارکباد کہ آپ ہی کی سرپرستی میں یہ نمبر زیور طباعت سے مزین ہوکر منظر عام پر آیا۔ مولائے کریم، بتوسل نبی رحمت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ العظام وبارک وسلم آپ کا سایہ عاطفت شفاء وصحت وعافیت وسلامت کے ساتھ ہم اہلسنت پر تادیر قائم رکھے اور آپ کی مخلصانہ دینی وعلمی خدمات قبول فرمائے آمین بحرمۃ نبینا الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم والحمد اللہ رب العلمین۔

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

منقبت

انیس الرحمٰن اشرفی

رسول پاک کے دلبر مرے مختار اشرف ہیں
زمانے کے لئے رہبر مرے مختار اشرف ہیں
شہ بغداد کی رحمت شہ اجمیر کی شفقت
شہ سمنان کے مظہر مرے مختار اشرف ہیں
جدھر دیکھو اُدھر اشرف کا صدقہ دے رہے ہیں وہ
کہ چاروں سمت جلوہ گر مرے مختار اشرف ہیں
اندھیرے میں اجالے کیوں نہ ہوں پھرانکے دم خم سے
سیادت کے مہ انور مرے مختار اشرف ہیں
کوئی گستاخ احمد ان سے کب بچکر نکل پایا
عدو کے قلب پرخنجر مرے مختار اشرف ہیں
مرے اس قلب میں دنیا کی الفت ہونہیں سکتی
کہ میرے دل میں جلوہ گر مرے مختار اشرف ہیں
مراقبلہ مراکعبہ مری دنیا مری عقبیٰ
مرے مرشد مرے سرور مرے مختار اشرف ہیں
انا مختار! کہہ کر اب حقیقت کھولتا ہوں میں
کہ میری ذات کے اندر مرے مختار اشرف ہیں
چھپا رکھاہے عابرؔ نے انہیں دل کی تجوری میں
بہت ہی قیمتی جوہر مرے مختار اشرف ہیں

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

حضرت سید مختار اشرف الاشرفی الجیلانی سرکار کلاں قدس سرہ

علامہ رفیق اشرفی سمنانی، لاہور پاکستان

حضرت آفتاب شریعت وطریقت ابوالمسعو د سید شاہ محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ عہد حاضر کی عظیم ترین علمی اور فقید المثال روحانی شخصیت تھے۔ آپ کی ذات اقدس اسلام اور مسلک اہل سنت و جماعت کی برہان تھی۔ آپ نے برصغیر ہندو پاک کے علاوہ اسلامی ممالک اور یوروپ کے تبلیغی دورے فرما کر تبلیغ دین کا فریضہ بحسن کمال انجام دیا۔ بایں وجہ آپ کے عقیدت مندوں اور مریدوں کا حلقہ بڑا وسیع ہے۔

حضرت سرکار کلاں سید شاہ مختار اشرف الاشرفی الجیلانی حسن وسیرت کے بے نظیر مرقع تھے۔ جہاں علم وفضل، تدبر وتفکر، حسن وجاذبیت بدرجہ کمال یکجا تھیں آپ نہایت منکسر المزاج کم گو تھے۔ معاملہ فہمی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ مسائل کا حل جس تدبر و حکمت سے پیش فرماتے اس کا کوئی ثانی نہیں جہاں تشریف لے جاتے خلق خدا شیدائی ہوجاتی اور فیض پاتی عفوودرگزر کی جو مثالیں آپ نے قائم فرمائیں اس عہد جبر وانتقام میں ان کا ملنا محال ہے۔

ہر شخص سے دوستانہ انداز تخاطب وعاجزانہ اظہار خیال آپ ہی کا حصہ ہے۔ آپ کی مہمان نوازی وتواضع کی مثال اس عہد خودغرضی میں تلاش کرنا عبث ہے۔ آپ کا ضبط وتحمل بے نظیر تھا۔ غرض یہ کہ آپ کی ذات والاصفات کے اوصاف حمیدہ معاشرہ کی تاریخ کا ایک درخشاں باب ہیں۔

سرکار کلاں حضرت مخدوم المشائخ سید شاہ محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ والد محترم حضرت علامہ شاہ سید احمد اشرف الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد صرف بارہ سال کی عمر میں سجادہ نشینی کے شرف سے مشرف ہوئے۔ آپ کے دادا اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہ نے اپنے فرزند جلیل القدر کے چہلم کے موقع پر اپنے کم سن پوتے کو آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کا سجادہ نشین مقرر فرمایا اور اپنا ولی عہد وجانشین قرار دیا۔ اس کم عمری میں منصب عالیہ پر فائز ہونا ہر خاص وعام کے لئے باعث تعجب تھا۔ ہر فرد فکر مند تھا کہ یہ کم سن شہزادہ کس طور پر اس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوگا جبکہ دادا محترم بھی ۸۲ سال کی عمر میں مانند چراغ آخر شب ہیں۔

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے عقیدت مندوں ومریدان کے خطرات کو روشن ضمیری کی بدولت جان لیا چنانچہ آپ نے واضح طور پر اعلان فرمادیا کہ ''ابھی فقیر کو دنیا سے جانے میں دس سال باقی ہیں لہٰذا یہ فقیر ان دس برسوں میں اپنے جانشین کی سرپرستی وتربیت پوری ہمت سے کرے گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرمودہ کے مطابق ۹۲ سال کی عمر مبارک پائی اور دس برسوں میں اپنی خصوصی توجہ سے پوتے کو اس عہد جلیلہ کا اہل بنادیا۔

حضرت سرکار کلاں نے نہایت ہی ارفع انداز میں اپنے فرائض منصبی انجام دیئے آپ نے ثابت فرمایا کہ آپ ایک تاریخ ساز شخصیت ہیں آپ کی خدمات گرانقدر اور کاوشہائے گرانمایہ سے سلسلہ عالیہ اشرفیہ نے جو کمال وفروغ پایا وہ تاریخ کا الگ

باب ہے۔حضرت سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کا حسن سلوک اپنے دامن پاکیزہ میں مروت وتواضع کا گنجینہ بے مثل رکھتا تھا۔حفظ مراتب کا خیال جس قدر آپ میں تھا شاید ہی کسی میں ہو اعزاء واقربا، رفقاء واحباب، علماء وصوفیاء ،عقیدت مندوں، مریدوں غرض یہ کہ ہر شخص سے حسب مراتب پیش آتے۔

آپ کی جودوسخا کا یہ عالم تھا کہ ہر حاجت مند وسوالی اس در سے جھولیاں بھرتا کوئی خالی ہاتھ نہ جاتا۔مدارس، مکاتب، اداروں کی اعانت اس کے سواتھی ۔دیرینہ تعلقات کا بڑا پاس رکھتے مصائب وآلام سے نہ گھبراتے ۔آپ کی ذات گرامی عیب وریا سے پاک صداقت وصاف گوئی سے مزین تھی ،آپ کی محبت وشفقت سب کے لئے یکساں تھی۔

حضرت سرکار کلاں شاہ سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے اپنے وصال سے قبل ہی اپنے سفر آخرت کا اظہار اشارتاً وکنایتاً عقیدت مندوں واقربا سے فرمادیا تھا وصال سے ۱۵ روز قبل خانقاہ عالیہ میں ایک ہفتہ قیام فرمایا اوراپنی والدہ ماجدہ جن کے پہلو میں آج حضرت کی قبر ہے اسی جگہ پر ۵ پارے کلام مجید پڑھے اور ختم قرآن پر اظہار مسرت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''والدہ محترمہ کو مکمل قرآن سنادیا'' ۷؍رجب کو علماء واقربا سے فرمایا کہ ۹؍رجب ٹھیک رہے گی۔جملہ حاضرین اس واضح اشارہ کو سمجھ گئے۔

جب ۹؍رجب المرجب آئی تو ۱۲ بجے حضرت سرکار کلاں نے سب کو مسکرا کر رخصت کردیا ۔ساڑھے بارہ بجے وقت دریافت فرمایا اور پھر وضو فرمایا اور ٹھیک ایک بجے روح نے جوار قدس کی راہ لی اسی وقت موذن نے اذان شروع کی۔

حضرت سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ نے وصال سے قبل ہی وصیت نامہ سے سب متعلقین کو آگاہ فرمادیا تھا۔کفن تیار رکھا تھا قبر کی جگہ مقرر فرمادی تھی۔حتیٰ کہ مہمانان کرام کی تواضع کے لئے رقم بھی رکھی تھی۔سب لواحقین کا حصہ بمطابق شریعت مطہرہ تقسیم فرمادیا تھا۔

حضرت مخدوم المشائخ سیدنا شاہ محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی قدس سرہ نے ۸۴ سال بندگان کی رہنمائی ومعاونت فرمائی۔آپ کی جہد مسلسل سے سلسلہ عالیہ اشرفیہ کو بڑا فروغ واستحکام نصیب ہوا۔یوں متواتر کاوش کرتے ہوئے یہ جلیل القدر بطل جلیل ۹؍رجب المرجب ۱۴۱۷ھ کو بروز پنجشنبہ تقریباً ایک بجے دوپہر وصال فرماگئے۔

اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ اپنے بزرگان عالی مقام کی سرزمین مقدس کچھوچھہ شریف آسودۂ خاک ہیں۔

☆☆☆☆☆

حضور ''سرکارکلاں نمبر'' شائع ہونے پر میرے پیر ومرشد حضور حسان العصر علامہ مولانا سید محمد صغیر اشرف اشرفی جیلانی اور ہمارے قاضیٔ شہر قاضی محمد عرفان احمد اشرفی کی جانب سے غوث العالم کے تمام متعلقین کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعاؤں کی خصوصی درخواست

پیشکش

شاداب شیخ اشرفی (نمائندہ ماہنامہ غوث العالم)

مومن ٹولہ دیواس (ایم پی)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد سے متعلق ایک واقعہ

مفتی ممتاز احمد نعیمی، جامعہ نعیمیہ مراد آباد (یو پی)

یہ تو اپنا اپنا ہے حوصلہ یہ تو اپنی اپنی اڑان ہے
کوئی اڑ کے رہ گیا بام تک کوئی کہکشاں سے گذر گیا

تاجدار اہل سنت حضور زینت سجادہ سرکار کلاں سیدی وسندی سید مختار اشرف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر ایک طرف علم شریعت کے بلند مقام پہ فائز تھے تو دوسری طرف علم طریقت میں بھی امتیازی حیثیت کے مالک تھے یہی وجہ ہے کہ ملک و بیرون ملک کے ہر خطۂ ارض میں مقبول ومحبوب رہے اور اپنے اوصاف وکمالات اور اخلاق کریمانہ کے سبب علماء اہل سنت اور ملت اسلامیہ میں ہر دل عزیز رہے۔ آپ کے روحانی تصرفات کا عالم یہ تھا کہ حاجی عبدالقیوم صاحب ساکن محلہ بارہ شاہ صفا مراد آباد کا بیان ہے کہ ان کے مکان میں خود بخود آگ لگتی رہتی تھی نقصانات ہوتے رہتے تھے اور طرح طرح کے حادثوں کا شکار ہوتے رہتے تھے بہت سے دعا تعویذ کرنے والوں سے انہوں نے رجوع کیا مگر کہیں مشکل کشائی نہیں ہوسکی اخیر میں مادر علم وفن الجامعۃ النعیمیہ بازار دیوان کے سابق مہتمم شہنشاہ تدبر امتیاز الاساتذہ حضرت مولانا محمد یونس صاحب اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی پریشانی کا مفصل ذکر کیا۔ حضرت مہتمم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک ہفتہ بعد آپ تشریف لائیں۔ حضور صاحب سجادہ سرکار کلاں کچھوچھہ مقدسہ سے تشریف لانے والے ہیں وہ زندہ ولی ہیں اگر ان کی نظر کرم ہوگئی تو آپ کی پریشانیوں کو مولا تعالیٰ دور فرما دیگا۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

القصہ مختصر حضرت سجادہ نشین سرکار کلاں ایک ہفتہ کے بعد تشریف لائے خبر ملتے ہی فوراً حاجی عبدالقیوم صاحب الجامعۃ النعیمیہ تشریف لائے اور دونوں معظم شخصیتوں کو اپنے مکان پر بلا کر لے گئے۔ اور حضرت سجادہ صاحب سرکار کلاں سے مکان میں آگ لگنے اور طرح طرح کے حادثات میں مبتلا ہونے کا واقعہ بیان کیا تو فوراً ہی حضرت صاحب سجادہ سرکار کلاں نے اپنے روحانی تصرف کا مظاہرہ فرمایا اور خبیث سرکش جنات جوان کے گھر میں آگ لگاتے رہتے تھے قسم قسم کے نقصانات پہنچاتے رہتے تھے ان سب کو اسی مجلس میں مقید ومحبوس فرما دیا اس کے بعد ہی سے آگ کا لگنا بھی بند ہوگیا اور خود بخود جو نقصانات ہوتے رہتے تھے اُن کا بھی سلسلہ ختم ہوگیا۔ بن گئی بات ان کا کرم ہوگیا۔ شاخ نخل تمنا ہری ہوگئی۔ اس کے بعد ۱۹۹۴ء میں حضرت صاحب سجادہ کی معیت میں اساتذہ جامعہ نعیمیہ کی بھی دعوت فرمائی۔ احقر العباد راقم الحروف ممتاز احمد نعیمی غفرلہٗ خادم الافتاء والتدریس جامعہ نعیمیہ خلیفہ ومجاز حضور سجادہ نشین سرکار کلاں بھی اس دعوت میں حاضر تھے۔ حاجی محمد اکبر قیوم نے ہم سب کی موجودگی میں حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ سرکار آپ نے جو ہمارے پرانے مکان کے خبیث وسرکش جنات کو مقید ومحبوس فرما دیا تھا وہ ہمارے نیند اور خواب کی حالت میں ہم سے کہتے رہتے ہیں کہ آپ کے پیر ومرشد نے ہمیں قید کردیا ہم آج تک محبوس ہیں آپ ان سے سفارش کریں کہ وہ ہم کو قید سے رہا کردیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ انہیں آزاد نہیں کیا جائے گا تاکہ لوگ ان کے شر سے محفوظ رہیں۔ اس واقعہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ جنات پر آپ کا تصرف اور اختیار ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمیں ان کے فیوض وبرکات سے ہمیشہ نوازے، آمین بطفیل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

دارالعلوم اہلسنت اشرف العلوم

ایک دینی ادارہ

بصد خلوص سلام مسنون.....

ادارہ کے دل کی صدا یہ ہے

''اشرف العلوم رانچی شہر سے ۸۵ کلومیٹر دور لوہردگا ضلع میں واقع اشرف نگر بالاٹولی روڈ کسکو۔ اس کی بنیاد اشرف الاولیاء حضور سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ نے اپنے دست اقدس سے رکھی۔ یہ ادارہ ۱۹۹۱ء سے اب تک بحسن خوبی چل رہا ہے۔ الحمدللہ فی الوقت ۱۱ کمرے پر مشتمل یہ ادارہ قابل دید ہے۔

بیرونی طلبہ کے لئے چار مدرسین ہیں۔ ۷۰ بیرونی طلبہ کے خورد ونوش کا بھی انتظام اس کمزور ادارہ کے کاندھے پر ہے۔ ساتھ ساتھ ہر سال Eye Operation Camp بھی لگایا جاتا ہے لہذا قوم وملت سے اپیل ہے کہ اس ادارہ کا دامے، درمے، سخنے ہر طرح کا تعاون کر کے اس کی توسیعی پروگرام میں حصہ لیکر دینی فرض ادا فرمائیں۔

المعلن : حافظ محمد سیدالوریٰ اشرفی

بالاٹولی روڈ، اشرف نگر، پوسٹ کسکو، ضلع لوہردگا 835305- (جھارکھنڈ)۔

حافظ ساجد حسین اشرفی، مالدہ شہوار گیٹ۔۴۱، مالیگاؤں ضلع ناسک (مہاراشٹر)

فون نمبر: 06426- 276255

حضرت سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ چند یادیں

مولانا عبدالباری اشرفی دارالعلوم جائس، رائے بریلی

غالباً ۱۹۸۵ء کی بات ہے کہ جب میں پہلی بار حصول علم کی خاطر اپنے وطن سے دور بنارس حاضر ہوا، کچھ دنوں کے بعد ایک جلسہ کا اشتہار مختلف دیواروں پر آویزاں دیکھا جس میں مرشد گرامی سیدی سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی کچھ ایسے القاب کے ساتھ لکھا تھا جن کے معانی و مفاہیم مجھے سمجھ میں تو نہیں آئے البتہ ان پرشکوہ و پرزور الفاظ کے بارے میں سوچتا رہا اور یہ یقین کرنے میں کوئی تامل بھی نہیں ہوا کہ یہ القاب روئے زمین کی کسی بڑی عبقری شخصیت کے لئے موزوں ہیں جلسہ کی تاریخ کا مجھے شدت سے انتظار رہا آخر وہ دن بھی آگیا صبح ہی سے میری بے چینی میں اضافہ ہوتا گیا اور بے قراری بڑھتی گئی شام کو جب معلوم ہوا کہ حضرت سرکار کلاں تشریف لا چکے ہیں تو دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور اسی حالت میں تمنائے زیارت نے آپ کی قیامگاہ تک پہونچایا دیکھا تو وہاں زائرین کا اژدھام لگا ہوا ہے، ملاقاتیوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ میں بھی قطار میں شامل ہو گیا پہلی نگاہ جو پڑی دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ پرنور چہرہ، دلکش رخ زیبا، تبسم ریز ہونٹ، سرگیں وکیف انگیز آنکھیں، سحر آگیں ادائیں، چہرہ ایسا چمکتا دمکتا گویا رات کی تاریکی میں اجالا دکھائی دے باتوں میں بلا کی چاشنی ومٹھاس کہ سننے والا سنتا ہی رہے۔ آنکھوں میں ولایت کی چمک دل میں قوم وملت کا درد موجزن اور نہ جانے کتنی گونا گوں خوبیوں کے مالک نظر آئے سچ کہا ہے کہنے والے نے ؎

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

کہتے ہیں کہ ولی کی پہچان ایک یہ بھی ہے کہ اسے دیکھ کر خدا یاد آجائے، اگر ایسا ہے تو کون بدباطن ہوگا جسے سرکار کلاں کو دیکھ کر خدا یاد نہ آیا ہو، دیدار کے بعد یہ فیصلہ کرنے میں تاخیر بھی نہیں ہوئی کہ جو سنا تھا وہ کچھ نہیں تھا، جو معلوم تھا وہ ناقص تھا اور کہنے پر مجبور ہو گیا الفاظ وبیان میں یہ طاقت کہاں، تعبیر وکلام میں یہ وسعت کہاں جو ان کی ذات اور خوبیوں کو سمیٹ سکے؟ ایک نگاہ تھی جو دل میں گھر کر گئی، ایک کشش تھی جس نے اپنا اسیر بنالیا۔ ایک مقناطیسیت تھی جو اپنی طرف کھینچ لے گئی۔

اتانی هواه قبل ان اعرف الهوىٰ
فصادف القلب الفار غا فتمكنا

اسی دن سے حضرت سرکار کلاں میری نظروں میں گھومتے رہے زندگی کے ہر نشیب وفراز میں مجھے یاد آتے رہے، دل کے نہاں خانے میں محبت کی جو آگ شعلہ زن ہو گئی تھی کسی حال میں مدھم نہیں ہوئی ؎

گو میں رہا رہین ستمہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

وقت گزرتا گیا اور میں بھی تحصیل علم کی خاطر ایک جگہ سے دوسری جگہ اور دوسری جگہ سے تیسری جگہ منتقل ہوتا رہا پھر حضرت کی زیارت دوبارہ نصیب نہ ہو سکی۔ آخر میں جب لکھنؤ پہونچا، حضرت کی یاد نے پھر انگڑائی لی شوق زیارت میں رخت سفر باندھا

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اور میں کشاں کشاں حاضر خدمت ہوگیا۔ سب سے پہلے اپنے آبائی شیخ مربی گرامی حکیم الملت حضرت سید قطب الدین اشرف اشرفی الجیلانی کی بارگاہ میں حاضری دی اور یہاں سے فراغت کے بعد بلاتاخیر حضرت کی خدمت میں قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا۔ عرس غوث العالم کا پرکیف موقع تھا ہزاروں کا جم غفیر تھا، سیکڑوں پروانے اپنی شمع کے اردگرد منڈلا رہے تھے حضرت سبھی کے ساتھ ایک ہی انداز میں ہم کلام تھے، ہر آنے والے کا حال پوچھتے، سب کی خبر گیری کرتے، کھانا کھایا؟ رہنے کا انتظام ہوا؟ کوئی تکلیف تو نہیں؟ کسی چیز کی حاجت تو نہیں؟ کیا اخلاق ورواداری کا مظاہرہ تھا۔ عرس کی تقریبات میں حضرت سرکارکلاں ایک خصوصی تقریب میں لباس غوثیہ زیب تن فرماتے تھے اور اسی موثر لباس میں اپنے دولت کدے سے خانقاہ، جلوس کی جھرمٹ میں تشریف لاتے تھے اس پرنور تقریب میں میں نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ لباس غوثیہ میں حضرت کو دیکھا کتنے حسین لگ رہے تھے۔ رخ زیبا کتنا پرکشش معلوم ہورہا تھا۔

کیسا جمال وجلال ٹپک رہا تھا۔ اللہ اکبر! آج بھی جذب وشوق یہ فیصلہ نہ کرسکا کہ اس لباس میں خود غوث اعظم تھے، یا ان کا نائب وفرزند ''سرکارکلاں''۔ عرس کی تقریبات اپنے اختتام کو پہونچ چکی تھیں۔ زائرین اپنے اپنے گھروں کو واپس ہورہے تھے۔ میں بھی اداس دل اور نمناک آنکھوں کے ساتھ لکھنؤ واپس آ گیا۔

دوسال کے بعد میری مروجہ تعلیم مکمل ہوگئی۔ مخدومنا المکرّم حضرت سید قطب الدین اشرف کی خواہش اور موجودہ ولیعہد سجادہ نشین قائد ملت حضرت مولانا سید محمود اشرف کی رضا پر درس وتدریس کی خدمات کے لئے جامع اشرف حاضر ہوا۔ اب مجھے یہاں اپنی روحانی تشنگی کو دور کرنے کا خوب موقع ملا۔ بارہا حضرت کی خدمت میں حاضری کا شرف ملا۔ جب بھی حاضر ہوا حضرت کی نشست گاہ ملاقاتیوں سے خالی نہیں پایا۔ پانچ واپس ہوتے تو دس آتے دس واپس ہوتے تو پندرہ آتے اور دن بھر آنے جانے والوں کا یہ سلسلہ جاری رہتا، ملاقاتیوں میں خود قصبے کے کثیر تعداد میں لوگ ہوتے۔ حضرت ہر ایک کی ضیافت فرماتے کبھی بھی کسی آنے والے کو بغیر کھلائے پلائے واپس نہیں کرتے۔ مہمانوں کی عزت افزائی اس طور پر کرتے کہ خود اپنے دست مبارک سے کیتلی سے چائے پیالوں میں ڈالتے اور مہمانوں کو پیش کرتے، باہر سے آنے والے مہمانوں کے کھانے پینے کا انتظام خود فرماتے اور حضرت کا مہمان خانہ ان مہمانوں کی رہائش گاہ ہوتا، حضرت کی ایک چائے جو ''فجری چائے'' کے نام سے پورے قصبے میں مشہور تھی۔ مختار المساجد میں حاضر ہونے والے نمازی نماز فجر کے بعد حضرت کی قیام گاہ پہ پہنچتے اور حضرت سب کو اپنی نشست گاہ کی کرسیوں پر باعزت بٹھاتے اور سب کی ضیافت چائے اور بسکٹ سے فرماتے۔

اعدی الزمان سخاء ہ وسحابہ
ولقد یکون لہ الزمان بخیلا

حضرت سرکارکلاں جہاں اپنے وقت کے ولی کامل اور طریقت کے تاجدار تھے وہیں ایک باوقار عالم، باصلاحیت فاضل اور صاحب بصیرت مفتی بھی تھے بلکہ ہند وبیرون ہند کے بے شمار علماء، فضلاء، ادباء اور مشائخ کے مرکز نگاہ اور ان کے شیخ ومیر کارواں تھے میں نے مذکورہ باتیں کسی عقیدتمندی یا پیر پرستی میں نہیں کہی ہیں بلکہ میرے پاس بہت سے ایسے شواہد موجود ہیں جو حضرت کے علمی مقام وعلمی تفوق کو بخوبی اجاگر کرتے ہیں تاہم میں یہاں دو باتوں پر اکتفا کرتا ہوں جن کا میں خود چشم دید گواہ ہوں۔

حضرت نے ایک مجلس میں دوران گفتگو اپنے ایک سفر حج کی روداد سنائی اور خاص طور پر اس بحث کو جو ایک عربی شیخ اور حضرت کے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

درمیان چھڑ گئی تھی حضرت نے اس پوری بحث اور مناقشہ کی تفصیل عربی زبان میں سنائی، جو بہت دیر جاری رہی اس مجلس میں خانوادہ کے بہت سے علماء، فضلاء اور جامع اشرف کے اساتذہ موجود تھے۔ حضرت کی فصاحت زبان، قوت گویائی اور قادر الکلامی دیکھ کر سبھی ششدر رہ گئے۔

ایسے ہی ایک نشست کی بات ہے کہ سامعین سے پوری نشست گاہ بھری ہوئی تھی۔ حضرت قرآن کی جامعیت پر گفتگو فرما رہے تھے فرمایا: قرآن پاک کی ابتداء بسم اللہ کی ''با'' سے ہوتی ہے اور اس کا اختتام ''والناس'' کی ''سین'' پر ہوتا ہے ''با'' اور ''سین'' کو ملا دیجئے تو ''بس'' بنے گا گویا قرآن پاک ہمارے رشد و ہدایت کے لئے کافی ہے۔ اور اسی ''بس'' کو الٹا پڑھیں تو ''سب'' ہوگا گویا کوئی ایسی شئی نہیں جو قرآن میں موجود نہ ہو حضرت کی اس نکتہ آفرینی پر سبھی سامعین اچھل پڑے، حضرت کی بات کی تائید ایک آیت کے اس جز سے بھی ہوتی ہے۔ "ولا رطب ولا یابس الافی کتاب مبین"۔

حضرت کی شرافت و مروت، اخلاق و رواداری ضرب المثل تھی اپنے ہوں یا بیگانے سب کے ساتھ خندہ پیشانی اور دعاؤں کے ساتھ ملتے۔ تین سال پہلے جب مسلک اہلسنت و جماعت مشربی تعصب کی آگ میں بری طرح جل رہا تھا ہر ہر فرد اس باد سموم کی لپٹ میں جھلس رہا تھا، سواد اعظم کا ہر ہر فرد ذہنی انتشار اور قلبی ہیجان کا شکار تھا مگر اس نازک حالت میں بھی کچھ ایسے ناہنجار، شقی القلب دریدہ دہن افراد بھی تھے جنہوں نے کسی بھی مقام پر خشک و تر کا پاس و لحاظ نہیں کیا، اخلاق و شرافت کی تمام دیواروں کو منہدم کر دیا اور دن دھاڑے حیوانیت، بد باطنیت کا ننگا ناچ کھیلا (اللہ کی پناہ) ان بدبختوں اور حرماں نصیبوں نے ایک ایسی شخصیت کی عظمت کا بھی خیال نہیں کیا جو پورے عالم اسلام میں مسلم الثبوت اور سب کے بالاتفاق شیخ اور میر کارواں تھی۔ اس عالم میں بھی جب ناقدین اشتعال انگیز باتیں کرتے تو حضرت مسکرا کر ٹال دیتے۔ یہ بد بخت مسائل میں الجھانے کی کوشش کرتے مگر حضرت نرمی سے مسائل کو سلجھا دیتے۔ کبھی کسی سے الجھنے کی کوشش نہیں کی۔ کسی سے بھی ترش روئی سے ہم کلام نہیں ہوئے۔ ہر بڑے اور چھوٹے سے ''آپ'' ہی کہہ کر مخاطب ہوتے۔ بدباطن ناقدین کے ساتھ بھی لطف و کرم کے ساتھ پیش آتے اور خبیث سے خبیث مخالفوں کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ کرتے کبھی کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا۔ اپنے ماننے والوں کے حق میں دعائے خیر اور ترقی درجات کرتے اور مخالفوں کے حق میں رشد و ہدایت کی راہ کی دعائیں کرتے۔

هيهات لايأتي الزمان بمثله
ان الزمان بمثله لبخيل

☆☆☆☆

''حضور سرکار کلاں اور فیضان مخدوم اشرف''

منصور فریدی ایم،اے (اردو) چیف ایڈیٹر سہ ماہی فیض الرضا دار العلوم فیض ارضا تالا پارہ بلاس پور (چھتیس گڑھ)

حضور سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان سرزمین کچھوچھہ کے ماہ ونجوم میں آفتاب و ماہتاب کی حیثیت رکھتے ہیں کیوں نہ ہو ایک طرف خاندانی شرافت تو دوسری جانب صاحب علم وحکمت، ایک طرف شان سکندری تو دوسری طرف شان قلندری، ایک طرف عالم شریعت تو دوسری طرف صاحب کشف وکرامت، ہاں ہاں اسی سمندر علم وحکمت واقف اسرار شریعت کی بات کر رہا ہوں جنہوں نے اپنی زندگی کے کسی بھی موڑ پر والدین کی رضا کے بغیر قدم نہ اٹھایا اور اٹھاتے بھی کیسے؟ تربیت گاہِ عشق ووفا کے پروردہ تھے۔ ہر ہر قدم پر خدا اور سول کے احکام پر نظر تھی۔ رگوں میں عشق رسول، خون کی طرح رواں تھا اسی پیکر عشق وفا کے عہد طفولیت کا واقعہ ہے کہ آپ ایک دن شام کو معمول کے مطابق گھر نہیں پہنچے والدہ بیقرار ہو گئیں تلاش کرنے کے بعد بھی آپ دستیاب نہ ہو پائے تو جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر پورے کچھوچھہ کی گلیوں میں پھیل گئی کہ آج مختار اشرف گھر نہیں آئے تلاش جاری ہے کسی کو نہیں مل رہے ہیں اگر کسی کو نظر آجائیں تو گھر پہنچا دیں، گلی کوچوں کی تلاشی ہوئی گھروں میں چھان بین ہوئی بالآخر کہیں نہ مل پائے سارا کچھوچھہ غمزدہ ہو جاتا ہے پورا ماحول سوگوار ہو جاتا ہے ہر ایک کے چہرے سے نمایاں ہے کہ مختار اشرف کے غائب ہونے سے صرف والدین ہی نہیں بلکہ ہم لوگ بھی فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

مگر کارخانۂ قدرت کا نظام بہت نرالا ہے کہ جب کسی کو نکھارنا چاہے تو کب اور کس طرح نکھار دے، سنوار دے یہ کہنا بہت مشکل ہے۔ تھک ہار کے سارے لوگ بیٹھ چکے ہیں رات کی سیاہ چادر پھیل جاتی ہے ہر ایک کو انتظار ہے کہ صبح کی سفیدی ظاہر ہو تو پھر تلاش کیا جائے وہ گھڑی بھی قریب آگئی جب کالی رات نے اپنی سیاہ چادر کو سمیٹنا شروع کر دیا۔ معمول کے مطابق دربار شہنشاہ کچھوچھہ کھل جاتا ہے خادم دربار آستانۂ عالیہ کے اندر داخل ہوتا ہے ابھی دستور کے مطابق اپنا کام کرنے ہی والا تھا کہ اچانک نظر دونوں مزار مبارک کے بیچ میں پڑی تو ایک نظارہ سامنے آیا دیکھنے والے نے جو دیکھا وہ آج تک کسی نے نہ دیکھا تھا، اس سے وہ حیرت واستعجاب میں ڈوب گیا کیونکہ جب دربار بند کیا جا رہا تھا تو ہر ایک فرد کو یہاں سے نکالا گیا تھا یہاں پر کسی کا وجود نہ تھا یہ کہاں سے آگیا یہ آنے والا خوش بخت کوئی اور نہیں تھا بلکہ دینائے عشق و محبت کا تاجدار مخدوم المشائخ سید شاہ محمد مختار اشرف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے جنہیں سرکار کچھوچھہ نے کچھ اس طرح سے نوازا کہ ایک ہی رات میں ان کے دل کی دنیا بدل دی نگاہ ولایت دیکھ رہی تھی یہ کوئی عام بچہ نہیں ہے اسے عام طریقے سے نہیں کسی خاص طریقے سے نوازا جائے۔

لہٰذا پورا عالم سو رہا تھا تب شہنشاہ کچھوچھہ نے بلایا اور ایک طرف اپنا پہلو بخشا تو دوسری جانب اپنے چہیتے بھانجے کا پہلو، دونوں ماموں بھانجے نے خدا جانے کس طرح نوازا البتہ دنیا کی آنکھوں نے دیکھا اس سے پہلے جن پریشانیوں کے شکار تھے اس سے نجات پا چکے تھے اور نجات ہی نہیں بلکہ دوسروں کے درد کے درماں بھی بن گئے ایسے درماں کہ دنیا صبح قیامت تک ان کو یاد کرتی رہے گی۔

☆☆☆☆☆☆

دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا

محمد امین اشرفی .BSc خوشامد پورہ مالیگاؤں ناسک

مخدوم المشائخ اپنے وقت کے ولی کامل تھے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو حسن سیرت کے ساتھ حسن صورت سے بھی نوازا تھا۔ آپ کی ذات قدرت کا حسین شاہکار تھی۔ نورانی چہرہ، جھکی ہوئی نگاہیں، گلاب کی پنکھڑیوں جیسے لال ہونٹ، چمکدار پیشانی، اونچا قد، بارعب چہرہ، چمکدار آنکھیں، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ملأ قدس کا کوئی فرشتہ جلوہ گر ہے۔ دیکھنے والا دیکھتا ہی رہ جاتا۔ آپ کی زیارت سے دل کو سرور اور طمانیت محسوس ہوتی تھی۔ آپ کی بارگاہ میں آنے والا اپنی تمام پریشانیوں کو بھول جاتا تھا۔

☆☆☆☆☆

علوم وفنون اور تقویٰ کے پیکر تھے

حافظ ساجد حسین اسرفی بانی و مہتمم دارالعلوم غوث اعظم مالیگاؤں

مخدوم المشائخ سرکار کلاں علوم وفنون اور تقویٰ وطہارت کے پیکر تھے۔ آپ کی زندگی شریعت مطہرہ اور احتیاط پسندی میں گزری۔ آپ بلاشبہ ولی کامل، عارف باللہ، درویش صفت انسان تھے۔ خدمت خلق اور مہمان نوازی اور غربا پروری آپ کا محبوب مشغلہ تھا، آپ جتنے باعظمت، جلیل القدر تھے اتنے ہی تواضع پسند اور منکسر مزاج تھے۔ آپ کی بارگاہ میں اپنے بیگانے، امیر وغریب کا کوئی امتیاز نہیں تھا۔ جو بھی آپ کی بارگاہ میں آتا اس سے خوش دلی کے ساتھ ملاقات کرتے اور اس کی پریشانی کو حل فرماتے۔

☆☆☆☆☆☆

وقت کے مایہ ناز مفتی تھے

مولانا اسرار الحق جامعی مدرس مدرسہ اہل سنت عظمت مصطفےٰ مالیگاؤں ناسک۔

حضور سرکار کلاں کا مذہب اہلسنت وجماعت کی نشر و اشاعت میں ۔بے حد نمایاں کردار رہا ہے۔ آپ نے تبلیغ و ارشاد کے لئے کئی ممالک کے دورے بھی کئے جہاں اپنی نصیحت آمیز اور پرتاثیر تقریروں اور وعظوں کے ذریعہ بہت سے گم گشتگان راہ کو راہ راست دکھائی انہیں پوری مضبوطی کے ساتھ مذہب حق سے وابستگی کے رشتے کو مزید پختگی و استواری بخشی۔ یہی وجہ ہے کہ بیرون ممالک بھی وہابیت، نجدیت کی ایمان شکن تحریکوں کے باوجود مذہب اہل سنت و جماعت سے تعلق رکھنے والوں میں آپ کے عقیدت مندوں کی تعداد کم نہیں ہے۔ آپ اپنے وقت کے مایہ ناز مفتی بھی تھے، بڑے بڑے مفتیان کرام نے آپ سے استفتاء فرمایا ہے۔ آپ مسلمانوں کے درپیش مسائل کا قرآن وحدیث اور اقوال علماء سلف کی روشنی میں بڑے سادہ سلیس اور عام فہم زبان میں جواب عنایت فرماتے تھے، آپ تمام سلاسل حقہ کے زبردست موئید اور حامی تھے جس کا اندازہ اس مشترکہ بیان سے بخوبی ہو جاتا ہے جو مخدوم المشائخ سرکار کلاں علیہ الرحمہ اور حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے دستخط کے ساتھ جاری ہوا۔ جس میں تمام اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر باہم شیر وشکر ہوکر رہنے کی پرزور اپیل کی گئی تھی۔

مولیٰ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بزرگوں کے نقش قدم پر چلائے۔

☆☆☆☆☆

دستگیر زماں

حافظ محمود الحسن اشرفی خطیب وامام غوثیہ مسجد ومدرس مدرسہ غوثیہ انوار العلوم کشن پور، رامپور

تقریباً ۱۹۸۵ء میں میں بھی سرکارکلاں کے دست حق پرست پر شرف بیعت سے نوازا گیا اور پھر سرکارکلاں سے میرا ایک روحانی تعلق قائم ہوا۔ جب بھی میں اپنے سرکار کو یاد کرتا ہوں ان کی روحانیت میری امداد فرماتی ہے۔ مجھے خدا اور رسول کے بعد اگر کوئی عزیز ہے تو وہ سرکارکلاں کی ذات گرامی ہے۔ ہر مشکل کے وقت وہ مشکل کشا ثابت ہوئے ہیں۔

چنانچہ ایکبار ۲۰۰۱ء میں دہلی کے لئے ۴؍ بجے شام روانہ ہوا رات کو ۱۱؍ بجے مراد آباد سے ٹرین تھی اہلیہ محترمہ کے پیروں میں کافی درد تھا جس کی وجہ سے ان کے چلنے پھرنے میں رکاوٹ ہوتی تھی اور یہ مرض پورے گھر والوں کے لئے باعث تشویش تھا ہم لوگ ۴؍ بجے بس میں سوار ہوکر مراد آباد جارہے تھے جیسے ہی اسلام نگر سے بس آگے بڑھی اچانک بس کا پٹہ ٹوٹ گیا اور ڈرائیور بھی بس سے کود پڑا تمام سواریوں میں آہ وفغاں ہونے لگی ایسی مشکل گھڑی میں مجھے صرف سرکارکلاں یاد آئے اور یا مرشد یا مرشد کی صدائیں بے ساختہ زبان سے صادر ہونے لگیں۔ میں آپے سے باہر ہو چکا تھا تمام سوار بھی حواس باختہ ہوگئے تھے پھر کیا ہوا اس کی خبر نہیں مگر اتنا معلوم ہے بس ایک غار میں الٹی پڑی تھی جب ہوش آیا دیکھا تمام مسافر اپنے تمام تر ہوش وحواس کے ساتھ سلامت کھڑے ہیں البتہ بس کے شیشے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے۔ اپنا تو اذعان ہے کہ اگر کسی بھی وقت کوئی بھی سرکارکلاں کو یاد کرے، اللہ کے اذن سے وہ ضرور دست گیری فرماتے ہیں۔ آپ ایسے کامل مرشد ہیں جس کا کوئی جواب نہیں ہر وقت اپنے غلاموں کے دل ودماغ پر چھائے رہتے ہیں جس طرح حیات ظاہری میں اپنے مریدان کا ہر حیثیت سے تعاون فرماتے تھے بالکل ہو بہو بعد وصال بھی ان کی حمایت شامل حال رہتی ہے۔

☆☆☆☆☆

تاجدار رشد وہدایت حضور سرکار کلاں قبلہ قدس سرۃ النورانی

مولانا رئیس احمد عزیزی ادروی امام قادریہ مسجد، ہبلی ۲۴ (کرناٹک)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آج میرے قلم کی خوش قسمتی ہے کہ یہ سرکار کلاں کے متعلق کچھ لکھنے کا شرف حاصل کر کے اپنی خوش نصیبی کو چار چاند لگا رہا ہے۔ اگر چہ اس بلند و بالا ہستی کے متعلق کچھ لکھنا مجھ جیسے بے علم کے بس کا کام نہیں، پھر بھی کچھ لکھ کر میں اپنی محبت وعقیدت کے پھول اس عظیم المرتبت ہستی کی خدمت عالی میں پیش کر کے فیضیاب ہونے کا امیدوار ہوں اور یہ میرے لئے بڑی سعادت ہوگی، کرۂ ارض کے ماتھے پر ہر روز سینکڑوں انسان جنم لیتے ہیں اور سینکڑوں فنا کا جام پی کر موت کی وادی میں گم ہو جاتے ہیں لیکن ان ہی میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو اپنی شبانہ روز کی محنت اور ملی دینی خدمات کی وجہ سے اپنا نام رہتی دنیا تک چھوڑ جاتے ہیں تاریخ کے اوراق اس قسم کی عظیم شخصیات سے بھرے پڑے ہیں۔ آیئے ذرا ماضی قریب کے جھروکوں میں دیکھیں تو ان ہی نفوس قدسیہ اور بطل جلیل ہستیوں میں سے ایک ہستی سید العابدین حضور تاج المشائخ علامہ سید محمد مختار اشرف 1333ھ/1914ء کی نظر آتی ہے۔ آپ کا مقام مقتدر علماء اور دنیائے اسلام میں بہت بلند و بالا ہے۔ سرکار کلاں کی ذات گرامی رشد وہدایت کی وہ شمع ہے جس کی روشنی میں ایک کارواں منزلِ علم وعرفان کی طرف رواں دواں ہے۔ ۱۱؍ جولائی ۱۹۹۳ء کو دارالعلوم قادریہ رضویہ برجو نالہ مٹیا برج سے عقیدت مندوں کا ایک قافلہ میرے ہمراہ خانقاہ اشرفی خضر پور کلکتہ حضرت بابرکت کی بارگاہ میں پہونچا۔ شام کے ۵؍ بجے تھے سینکڑوں کے ہجوم میں آفتاب اشرفیت تشریف فرما تھے حضرت کی دید کے پیاسے بھیڑ لگائے ہوئے تھے ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ اس مردِ حق آگاہ اس عارف باللہ، ولی کامل، پیکر علم وعمل، عابد وزاہد کی ایک جھلک دیکھ لے کیونکہ ایسے بزرگ خال خال کہیں ملتے ہیں جنکی پوری زندگی قرآن وسنت کی ایک ایک آیت، ایک ایک حدیث کی پابندیوں میں گذری ہو۔ جس نے معلوم نہیں کتنے دلوں کی دنیا بدل کر رکھ دی۔ میں نے بھی اپنی پیاسی آنکھوں کی تشنگی بجھانی چاہی خدا کا شکر ہے مجھے بھی میرے ساتھیوں کو بھی باریابی نصیب ہوگئی۔ شیخ المشائخ کی جگمگاتی نور بکھیرتی ہوئی صورت دیکھی دل بھر آیا نورانیت اور کشش کا یہ عالم تھا کہ دیکھنے والا دیکھتا ہی رہتا ہر شخص سے بڑی خندہ پیشانی اور محبت سے ملے۔ میں نے حضرت کے دست مبارک کا بوسہ لیا آنکھوں سے لگایا۔ حضرت نے کمال محبت سے دریافت فرمایا خیریت ہے میں نے عرض کیا خدا کا شکر ہے! اور پھر ہم واپس لوٹ آئے۔ مورخہ 9؍ رجب المرجب 1417ھ بمطابق 1996ء پنجشنبہ کو اہلسنت کا یہ دمکتا سورج ہمیشہ کے لئے لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

جوار رحمت یزداں میں انکی روح شاداں ہو
لحد کی خاک کا اِک ایک ذرہ ماہِ تاباں ہو

آپ کی ذات ستودہ صفات کی ضیاباریوں سے از مشرق تا مغرب اور شمال تا جنوب سلسلۂ اشرفیہ کی روشنی پھیلی ہے۔ رب قدیر سرکار کلاں کے فیضان سے ہم سب کو فیضیاب فرمایئے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

''چمن مصطفوی کا ایک مہکتا ہوا پھول سرکارِ کلاں کچھوچھہ مقدسہ''

مولانا محمد لطیف الرحمٰن اشرفی ابنِ خلیل الرحمٰن خلیفہ حضور سرکارکلاں

خاندانِ اشرفیہ کے چشم و چراغ ا.رگلِ لالہ زار، رہبر رشد وہدایت، پیکر حق وصداقت مخدوم المشائخ حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید محمد مختار اشرف صاحب علیہ الرحمہ سرکارِ کلاں کچھوچھہ مقدسہ بھی تھے آپ کی ذاتِ اطہر سے بیشمار بندگانِ خدا فیضیاب ہوئے اور آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت کرکے مقربان بارگاہِ یزدی بن گئے۔آپ کے مزاج مقدس میں نفاست ولطافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ حتی الوسع اختلافی اور انتشاروالی باتوں سے اجتناب فرمایا کرتے تھے اور ہمہ وقت اللہ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے بندگانِ خدا کے قلوب کومنور ومجلّٰی فرماتے رہتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی مریض باارادۂ شفاءِ کامل وعاجلہ حضرت سے تعویذ وغیرہ طلب کیا کرتا تھا تو بسااوقات آپ اسے ٹال دیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میاں نماز پابندی کے ساتھ باجماعت ادا کیا کرو اور افعالِ رذیلہ سے پوری طرح اجتناب کیا کرو اور افعالِ حمیدہ واعمال صالحہ پر بہر صورت عمل پیرا رہا کرو انشاء اللہ الرحمٰن تمام پریشانیاں اور بیماریاں دفع ہوجائیں گی اور تمام امراض سے نجات پاجاؤ گے مزید برآں اس شخص کی تسلیٔ دل کی خاطر اگر سرزمین پیلی بھیت شریف میں ہوتے تو فرماتے اچھا بھئی اس وقت جو میں کہہ رہا ہوں اس کوسنو اور جہاں تک تعویذات کی بات ہے تو سنہری مسجد چلے جانا اور وہاں قاری محمد خلیل الرحمٰن صاحب اشرفی سے میرا نام بتادینا اور ان سے مرض بتا کر تعویذ لے لینا اور پھر آپ دینی مسائل عوام الناس کے سامنے بیان فرمانے لگتے تھے۔خلاصۂ کلام یہ ہے کہ آپ اپنے وقت کے ایک ولی کامل اور مرشد برحق گذرے ہیں۔آپ کی ذاتِ مبارکہ سے جہاں اور کرامتیں صادر ہوئی ہیں وہاں ایک کرامت یہ بھی ہے کہ جب راقم السطور شکمِ مادر میں تھا تو اس وقت حضور سرکارِ کلاں پیلی بھیت تشریف لائے تو میرے والد محترم عزت مآب عالی جناب حضرت قاری محمد خلیل الرحمٰن صاحب قبلہ اشرفی خلیفہ ٔ سرکارِ کلاں متعنا اللہ بطولِ بحیاتہم الکریم نے غریب خانہ پر تشریف لانے کی درخواست پیش کی، حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ نے قبول فرمایا ورغریب خانہ پر جلوہ گری فرمائی۔ سرکارکلاں کی آمد مبارک کی خبر سن کر بہت سے افراد جمع ہوگئے اور داخلِ سلسلہ ہونے کی گذارشات پیش کرنے لگے جن میں خواتین وحضرات دونوں لوگ تھے۔آپ نے پہلے مردوں کو بیعت فرمایا اور انہیں اوراد ووظائف تلقین فرما کر تادمِ حیات اس پر عمل پیرا رہنے کی تاکید فرمائی۔ بعدہٗ خواتین کو داخلِ سلسلہ فرمایا اور انہیں بھی اپنے قیمتی اور مفید مشوروں سے نوازا اور اوراد ووظائف تعلیم فرمائے اس کے بعد خواتین سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ اب آپ لوگ چلی جائیں۔انہیں خواتین میں میری والدہ ماجدہ بھی تھیں۔ چنانچہ جب آپ کا حکم پاکر تمام عورتیں بصدِ احترام ہدیۂ سلام پیش کرکے جانے لگیں تو میری والدہ ماجدہ نے بھی اجازت طلب کرتے ہوئے رخصت چاہی۔سرکارکلاں نے برجستہ اُن سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا بہو کہاں جاتی ہو بیٹھ جاؤ۔''واضح رہے

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کہ یہ جملہ آپ نے اس لئے ادا فرمایا تھا کہ آپ نے میرے والد گرامی حضرت قاری محمد خلیل الرحمٰن صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کو بیٹا کہا تھا'' پھر سرکارِکلاں نے میرے پدر مشفق کی جانب نظر کرم اٹھائی جو کہ اس وقت آپ کے پاس ہی کھڑے تھے اور فرمایا قاری صاحب! آنے والا بچہ اشرفی ہوگا۔(انشاءاللہ)

حضور سرکارِکلاں نسباً حسنی سادات کرام میں سے ہیں اور مسلکاً حنفی ہیں۔ مشرباً قادری اور چشتی ہیں۔ خدائے برتر نے آپ کو خلق حسنی اور بوئے حسینی دونوں کا حامل فرمایا اور نور محمدی سے بواسطۂ مولائے کائنات حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ وسیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور بواسطۂ حضرتِ غوث الوریٰ وحضرتِ خواجۂ خواجگاں آپ کے قلب وروح کو ایسا منور ومجلّٰی فرمایا کہ آج وصال کے بعد بھی ان نورانی شعاعوں سے ہم سب اپنے تاریک قلوب کو منور کررہے ہیں اور چمن مصطفوی کا وہ پھول اب بھی ایسا ہی مہک رہا ہے اور عالم کو معطر کررہا ہے جیسے کہ حیاتِ ظاہری میں اس کی مہک تھی۔

شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گلِ تر ہے
کسی میں رنگ علی اور کسی میں بوئے رسول

اللہ رب العزت آپ کے فیوض ظاہری اور باطنی کو تمام معتقدین ومتوسلین پر ہمیشہ ہمیش جاری وساری رکھے بالخصوص اس بندۂ حقیر سراپا تقصیر پر آپ کی توجہاتِ مخصوصہ مبذول فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم.

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین.

☆☆☆☆☆

منقبت درشانِ سرکارِکلاں

☆ عبدالحسیب کچھوچھوی

جمالِ مصطفیٰ ہے طلعت سرکارکلاں
جلالِ مرتضیٰ ہے سطوت سرکار کلاں

کوئی دست تہی جا ہی نہیں سکتا ہے اس در سے
بٹا کرتی ہے ہروقت دولت سرکار کلاں

مشائخ آپ کے دربار میں ہیں ساکت وصامت
یہ رعب علم ہے اور معرفت سرکار کلاں

خدا کی اس پہ رحمت مصطفیٰ کا پیار ہے اس پر
جسے اللہ دے دے الفت سرکارکلاں

جمال رحمۃ للعالمین اس جا نظر آیا
اٹھی جس سمت چشم رحمت سرکارکلاں

ملا ہے آپ کو ورثہ میں خلق سرورعالم
ہے خلق مصطفیٰ خصلت سرکارکلاں

یہ ہیں مختار اشرف ہر کوئی تسلیم کرتا ہے
ابد آثار یہ عظمت سرکار کلاں

سراپا آئینہ ہیں آپ سید احمد اشرف کے
شبیہ اشرفی ہے صورت سرکار کلاں

میں سرکار کلاں کے در کا ادنیٰ سا خادم ہوں ہے
میرے دل میں مدحت سرکار کلاں

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکار کلاں کا فیضانِ کرم

حافظ رحمت اللہ اشرفی مدرس دارالعلوم اہل سنت غوث اعظم، مالیگاؤں، ضلع ناسک (مہاراشٹر)

جب میری نگاہ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون پر پڑی کہ جو اللہ کا ولی ہوتا ہے نہ اس کو کوئی خوف ہوتا ہے نہ کوئی غم تو فوراً میرے ذہن میں 1947 کا وہ واقعہ آ گیا جب ہندوستان سے پاکستان جانے والی ٹرین میں سرکار کلاں رضی اللہ عنہ سفر کر رہے تھے کہ اچانک ہر طرف سے شور وغل ہوا کہ مارو کاٹو ہر طرف دنگا فساد برپا ہو گیا اور جتنی بھی موٹر گاڑیاں تھیں لوٹی جانے لگیں۔ ہر طرف بلوائیوں کے خوف وہراس کا ماحول تھا اور جس ٹرین میں سرکار کلاں سفر کر رہے تھے۔ اُس ٹرین کے ڈبے میں بھی فسادی لوٹ مار کر رہے تھے لیکن جس ڈبے میں سرکار کلاں بیٹھے تھے اُس ڈبے میں سب کے سب محفوظ تھے۔ جب ایک دو روز نکل گئے اور آپ کے پاس جو پانی تھا ختم ہو گیا۔ جب آپ کو پیاس کا احساس ہوا تو آپ نے کہا ہے کوئی جو اس فقیر کو پانی پلائے؟ آپ کی اس بات کو سن کر ایک نوجوان جو غیر مسلم تھا اٹھا اور کہا میں ابھی پانی لے کر آتا ہوں۔ کچھ ہی لمحوں میں وہ نوجوان پانی لے کر حاضر ہوا اور کہا بابا پانی آپ بعد میں پیجئے گا، پہلے مجھے مسلمان کر لیجئے اور مجھے اپنا غلام بنا لیجئے! حضور سرکار کلاں نے پوچھا کیوں کیا بات ہے؟ وہ نوجوان کہنے لگا جب میں پانی لانے کے لئے ٹرین سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ہر طرف فساد اور خونریزی برپا ہے بلوائی لوگ لوگوں کو مار رہے ہیں، کاٹ رہے ہیں اور جس ڈبے میں ہم بیٹھے تھے وہ ڈبہ بالکل محفوظ تھا، ڈبے کے چاروں طرف سفید پوش پگڑی باندھے ہوئے اور ہاتھوں میں شمشیر لئے کھڑے ہیں اور اس ڈبے کی حفاظت کر رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے بلوائی لوگ ہم تک پہنچ نہیں پا رہے ہیں۔ میرے سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ یہ سب آپ کی وجہ سے ہے اور ہم لوگوں کی جان بچ گئی، حضور سرکار کلاں رضی اللہ عنہ اس نوجوان کو مسلمان کر کے اپنے مریدوں میں شامل کر لیا یہ تھا ولی کامل۔

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سرکار کلاں اسلامی روایات کے علمبردار تھے

قاری سخاوت حسین اشرفی، ساکن سیف خان سرائے، سنبھل ضلع مرادآباد (یوپی)

سادات کرام ان نفوس قدسیہ میں سے ہیں جن پر خداوند قدوس نے اپنا خاص فضل فرمایا ہے اور انہیں علم وعمل، زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت، شریعت وطریقت اور حقیقت ومعرفت سے نوازا ہے جس کا دنیائے اسلام کو اعتراف ہے۔ انہیں نفوس قدسیہ میں ایک ایسی ذات گرامی تھی جو تجلیات الٰہی کا مرکز اور عشق رسول سے آراستہ اور شریعت وطریقت کا سنگم تھی۔ عابد شب زندہ دار مجسمۂ صدق وصفا منبع جود وسخا اور صاحب فضل وکمال تھی۔ ان کو خداوند قدوس نے ظاہری حسن وجمال عطا فرمایا تھا۔ ان کے چہرۂ پرنور کی زیارت سے دل منور ہوتا تھا اور بے ساختہ پکار اٹھتا کہ یہ اللہ کا سچا ولی ہے۔ میری مراد سلسلۂ اشرفیہ کے تاجدار، مخدوم ذی وقار، اعلیٰ حضرت مخدوم المشائخ سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ہے جن کو دنیا صاحب سجادہ، سرکار کلاں، محمد میاں جیسے ناموں سے جانتی ہے۔ حضور سرکار کلاں بلا شبہ اطاعت رسول کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ آپ کی مہمان نوازی قابل رشک وتقلید تھی جب میں کبھی حاضریٔ دربار سے مشرف ہوتا تو مشاہدہ کرتا کہ آپ اپنے خادم خاص محمد رفیع کو کہتے کہ چائے لاؤ اگر چائے لانے میں تھوڑی تاخیر ہو جاتی تو حضور والا خود ہی اپنی نشست گاہ سے اٹھ کر اندر تشریف لے جاتے۔ جب چائے آجاتی تو خود اپنے مبارک ہاتھوں سے چائے نکالتے۔ کھانے کا وقت ہوتا تو مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ مہمانوں کو اپنے ہاتھ سے سالن نکال کر دیتے۔ بسا اوقات آپ مہمانوں سے دریافت فرماتے: آپ لوگوں کو کون سی چیز پسند ہے پھر حسب خواہش انتظام فرماتے۔

حضور سرکار کلاں اسلامی روایات کے علمبردار اور اسلاف کی یادگار تھے۔ توحید کے داعی اور عشق رسالت کے نقیب تھے۔ زندگی بھر ناموس رسالت کی حفاظت کی اور رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھنے والوں اور فضائل رسالت سے جلنے والوں سے قطع تعلق کیا۔

حضور سرکار کلاں نے ہند وپاک کے علاوہ دنیا کے مختلف ممالک کا تبلیغی دورہ کیا۔ آپ صرف پیر نہیں تھے بلکہ اپنے وقت کے جید مفتی اور بے مثال خطیب بھی تھے۔ آپ کی تقریر نہایت مختصر اور جامع ہوا کرتی تھی۔ تقریر سے پہلے اکثر اپنے استاذ گرامی صدر الافاضل فخر الاماثل علیہ الرحمہ کا یہ شعر گنگناتے۔

اجڑے ہوئے دیار کو عرش بریں بنائے تو
ان پر فدا ہے دل میرا ناز سے دل میں آئیں تو

آپ جب یہ شعر گنگناتے تو سامعین پر ایک روحانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ آپ وعظ کے دوران سامعین کا پورا پورا خیال رکھتے مختصر وقت میں ایک طویل مضمون کو سمیٹ دیتے۔ ایسا معلوم ہوتا کہ سمندر کوزہ میں سما گیا ہو۔

جب ہم سرکار کلاں کی حیات مبارکہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ آپ کی ذات انسانی کمالات کا جامع تھی۔ روزمرہ کے معمولات ہوں یا دنیاوی معاملات، عبادت وریاضت ہوں یا دیگر مشغولیات، رفتار وگفتار ہوں یا عادات واطوار آپ ہر

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

معاملے میں تقویٰ وطہارت کا دامن تھامے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حالتِ سفر ہو یا حضر ایک وقت کی بھی نماز قضا نہیں ہوئی، کھانے پینے کی چیزوں میں کامل احتیاط برتتے اور اس بات کا خیال رکھتے کہ مکروہ اور حرام غذا جسم میں نہ پہنچ جائے۔ اوڑھنے اور پہننے میں شریعت کی ایسی پاسداری ملحوظ رکھتے کہ کبر ونخوت ظاہر نہیں ہوتے اگر یہ کہا جائے کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی چلتی پھرتی تصویر تھے تو بیجا نہیں ہوگا۔ میدان ولایت کا یہ شہسوار اپنی پرنور ضیا عالم پر بکھیر کر ۹ر رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱ر نومبر ۱۹۹۶ء بروز جمعرات کو اوجھل ہوگیا۔

(انا للہ و انا الیہ راجعون)

☆☆☆☆

ایک ضروری اعلان

آئندہ عرس مخدومی کے موقع پر مارچ ۲۰۰۷ء میں بانی جامع اشرف اور جامع اشرف سے متعلق ماہنامہ غوث العالم کا خصوصی شمارہ شائع ہونے جارہا ہے۔ اس شمارہ میں حضور شیخ اعظم کی حیات و خدمات اور جامع اشرف کے آغاز اور اس کے عروج و ارتقاء سے متعلق مضامین ہوں گے۔ یہ شمارہ تقریباً ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہوگا۔ لہٰذا اہل قلم حضرات سے گزارش ہے کہ حضرت شیخ اعظم کی حیات و خدمات سے متعلق اپنے مضامین اور تاثرات بعجلت ممکنہ روانہ فرمائیں۔

(ادارہ)

منقبت

انیس الرحمٰن اشرفی

بیاں ہو کیسے تمہاری عظمت زباں میں میری کہاں یہ جرأت
تمہاری عزت تمہاری شہرت کی کوئی حد ہی نہیں ہے حضرت
سوال پھر ہے زباں پہ میری ہے دورِ حاضر میں کس کی عظمت
مثال میرے میاں سی لاؤ جگاؤں خود میں ذرا سی ہمت
نہ کیوں کروں میں تمہارا چرچا تمہیں تو دل ہو تمہیں تو جاں ہو
ہماری فکر ونظر میں تم ہو ہے ہم پہ لازم تمہاری مدحت
مجھے ہوا ہے یقین کامل نہ ہونے پائے گا منتشر دل
یہ جوش و مستی تری ہے خاطر میں وجد میں ہوں تری بدولت
تمہارے در سے ملا جو مجھ کو خدا کا فضل وکرم ہے آقا
تمہیں سے پائے ضیائے باطن تمہیں نے بخشی نبی کی الفت
ملے گا مجھ کو بہشت میں گھر پیوں گا میں تو جام کوثر
بجھے گی میری بھی تشنگی اب تری ہی لطف وکرم کی نسبت
ترے لئے دل تو کیا مری جاں فنا کروں کیوں نہ اپنی ہستی
ہے جسم کا غم نہ خوف دنیا ملے گی اس کے صلے میں جنت
ہے مرشدوں میں تو اعلیٰ منصب عیاں نسب بھی ترا ہے سب پر
ترے عدو میں بھی پائی ہم نے دبی زباں میں تری ہی شہرت
ترا ہی حسن و جمال ان میں ہے اظہار تیرے ہی رنگ وبو کا
ہے کیسا پیارا یہ رہنما بھی ہے ہم کو ان سے بڑی عقیدت
ترے ہی نقش قدم پہ چل کر ہوئے ہیں محمود اور اشرف
ترے ہی در سے ملی یہ بخشش بڑی ہوئی ہے تری عنایت
ترے ہی فیض وکرم سے آقا انیسؔ ذیشان ہوگیا ہے

خطبۂ صدارت

مخدوم المشائخ حضرت علامہ مفتی سید شاہ محمد مختار اشرف الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ

بموقع تعلیمی کنونشن جامع اشرف خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف

بتاریخ ۲۷ رمحرم الحرام ۱۳۹۸ھ مطابق ۸ رجنوری ۱۹۷۸ء بروز اتوار

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

خطبہ صدارت حضرت سرکار کلاں علیہ الرحمہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرات علمائے کرام ،مشائخ عظام ،دانشوران ملت اسلامیہ اورزائرین آستانۂ اشرفیہ!

کوئی صاحب بصیرت اس حقیقت سے بے خبر نہ ہوگا کہ عقل ودانش کا ارتقاء،فکر ونظر کی صحیح تربیت ،انسانی کمالات کی تابانی، انسانیت کے نظام تعمیر کا سرچشمہ ،یہی علم وتعلیم ہے ۔علم ہی انسانیت کی وہ منزل ہے جہاں اعلیٰ اخلاق ،بلند کردار اور کامل ترین سیرت کی تکمیل ہوتی ہے۔ بہترین ثقافت کا وجود ،صحیح معاشرے کی تکوین ،اعلیٰ تمدن کی پیدائش ،علم وتعلیم ہی کا مرہون منت ہے۔اسلام کی نگاہ میں علم وتعلیم کی اہمیت دیکھنا ہوتو آیئے دیکھئے نزول قرآن کے پہلے ہی دن اس کی قدروں کو پیش کردیا گیاہے کہ اللہ تعالیٰ کی خالقیت وعظمت کا اعلیٰ ترین تصور پیش کرنے کے بعد اگرکسی چیز کا ذکر آتا ہے تو صرف علم وتعلیم کا اور وہ بھی اس دلکش انداز سے کہ نعمت تخلیق کورب کی طرف منسوب کیا اور نعمت علم کورب اکرام کی طرف جس نے اس بات کو واضح کردیا کہ علم رب اکرم کا کرم ہے اس لئے سب سے بڑا کرم ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

"اقرأ باسم ربک الذی خلق. خلق الانسان من علق اقرأوربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم"

(پڑھواپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کوبندھے ہوئے خون سے،پڑھواورتمہارارب بہت کریم ہے۔جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا،انسان کوان باتوں کاعلم جواسے معلوم نہ تھیں)

اس کےعلاوہ قرآن کریم نےعلم وتعلیم پرکتنے اچھے اسلوب سے روشنی ڈالی ہے اوراس کی اہمیت کس کس انداز سے بیان فرمائی ہے اوراس پرکتنی آیتیں ہیں یہ ایک نہایت اہم مضمون ہے جس کا خلاصہ بھی اگرپیش کردیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوجائے گی۔

یہ حقیقت ہرصاحب فہم پرواضح ہے کہ اسلامی احکام میں جوسب سے زیادہ ضروری اوراہم حکم ہوتا ہے اسلام اسے فرض کہتاہے جس کی تعلیم حد سے زیادہ ضروری ہے اوراس سے پہلو تہی کرنا گناہ عظیم ہے۔اب علم وتعلیم کی قدروں کا اندازہ لگایئے کہ اسلام نے اس کی تحصیل کوفرض کہاہے اس لفظ کوسننے کے بعد ہرمسلمان کے دل ودماغ میں یہ بات جم جانی چاہئے کہ تحصیل علم ہماری زندگی کا بہت بڑا فریضہ ہے اگرہم نے اس سے پہلوتہی کی توہم بہت بڑے مجرم ہیں۔

سرکارکائنات ﷺ کاارشاد ہے:۔

"طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة"

(علم کی طلب ہرمسلمان مردوعورت پرفرض ہے)

"طالب العلم یستغفر له کل شئی حتی الحیتان فی البحر ان العالم یستغفرله من فی السموات ومن فی الارض حتی الحیتان فی البحر"

(علم کے طالب کے لئے ہرچیز دعائے مغفرت کرتی ہے

یہاں تک کہ مچھلیاں سمندر میں، عالم کے لئے زمین و آسمان کی ہر شے حتیٰ کہ مچھلیاں پانی میں دعائے مغفرت کرتی ہیں)

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ "اشعۃ اللمعات" میں فرماتے ہیں کہ: مچھلیوں کے ذکر سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آسمان سے پانی علماء کی برکت سے نازل ہوتا ہے اور مچھلیوں کی زندگی اسی پر منحصر ہے، چنانچہ حدیث میں ہے:

"وبهم يمطرون وبهم يرزقون"

(علماء ہی کی برکت سے انہیں بارش سے نوازا جاتا اور رزق دیا جاتا ہے)

کتب احادیث میں بھی علم و تعلیم اور علماء کی فضیلت و عظمت کے بیان میں اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ متعدد ضخیم کتابیں تیار ہو سکتی ہیں مگر علم و تعلیم کی اہمیت کو سمجھانے کے لئے جو کچھ بیان کیا گیا ہے اتنا ہی کافی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آخر وہ کون سا علم ہے جو انسانیت کو اس بلند مقام تک پہنچا دیتا ہے جس کا ابھی ابھی ذکر ہوا؟ کیا یہی طبیعی قوتوں کی تسخیر کا علم؟ اور ان قوانین قدرت اور نظام فطرت کی دریافت جو ان میں کام کر رہے ہیں؟ یعنی موجودہ دنیا کا وہ علم جس کے بغیر کوئی قوم اپنا وجود قائم نہیں رکھ سکتی؟

اگر یہی علم ہے تو پھر کیا بات ہے کہ یہ مادی اور طبیعی علم، اختراعات کا ذخیرہ جس قدر مہیا کرتا جاتا ہے اسی قدر اقوام عالم کی باہم آویزش اور انسانی معاشرے کی تباہی وہلاکت کا خطرہ برابر بڑھتا چلا جاتا ہے۔

مجھے کہنے دیجئے کہ نہیں نہیں! علم سے مراد یہ مادی علم نہیں۔ بھلا اس علم سے انسان کی ترقی کیا ہو سکے گی؟ جس کا نقطۂ نظر کم از کم عیش ونشاط کی کامجوئی اور زیادہ سے زیادہ اقوام عالم پر بے محابا چیرہ دستی ہے۔ یہی دونوں باتیں ہیں جن کے گرد اس کی طبیعی تحقیقات، فنی اختراعات اور صنعتی ایجادات گردش کر رہی ہیں۔ لیکن ایک علم جو اس کے آگے ہے اس کا نقطۂ نظر سیرت سازی ہے اور یہ احساس پیدا کرنا ہے کہ انسان اپنی تمام قوتوں اور قدرتوں کے باوجود خالق کائنات کے سامنے اپنے اعمال کی جواب دہی کے لئے حاضر ہونے پر مجبور ہے اسے یہ جواب دینا پڑے گا کہ اللہ کی بنائی ہوئی نعمتوں سے کیا فائدہ اٹھایا؟ اور ان کا کیا حق ادا کیا؟ انہیں کس طرح اور کس مقصد کے تحت استعمال کیا؟ غلط استعمال سے کائنات پر کیا اثر پڑا؟ اور کیسے نتیجے نکلے؟ یہی علم ہے جو انسان کو انسان بناتا ہے اور اسی کو اسلام علم کہتا ہے۔

قرآن کریم اس علم کا وہ صحیفۂ ربانی ہے جس کی تعلیم نے مذاہب و اخلاق کی تاریخ میں ایک نیا باب کھول دیا اور ایسا بلند ترین اور عدیم المثال تمدن وجود میں آیا جس کے پورے نظام میں مواخذۂ الٰہی کا خوف اور محاسبۂ ایزدی کا لرزا دینے والا تصور کام کر رہا تھا اور اس کے پورے وجود میں امانت داری، احتیاط پسندی، خداترسی، مساوات، خیرخواہی، سچائی، ہمدردی، عدل وانصاف، حیا، ارتقاء، ایمان کی پختگی اور مضبوطی کی روح جاری وساری تھی اس تمدن نے دلوں اور دماغوں کو ایسے صحیح راستہ پر لگا دیا تھا کہ روحانی حیات اور مادی زندگی کی متوازن قوتیں ظہور میں آ گئی تھیں جس سے زہد و پارسائی، نیکی و حق پسندی، اخلاق وانسانیت کی بنیاد پر ایسا طاقت ور انقلاب برپا ہوا کہ طاغوت کی بنیادیں ہل گئیں، اقوام کا نصب العین بدل گیا اور دنیا زندگی کے غلط اور مضر نظام کے بجائے صحیح نظام اختیار کرنے پر مجبور ہو گئی۔

جس علم سے ایسا زبردست انقلاب ہوا ہے آج بھی دنیا کو اسی علم

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

کی ہر چیز سے زیادہ ضرورت ہے تاریخ عالم گواہ ہے کہ آج بھی اس علم کا سرچشمہ قرآن مقدس اور رسول اللہ ﷺ کی سنت مقدسہ سے عقل وانصاف نے ہمیشہ اعلان کیا ہے کہ قرآن وحدیث کی تعلیم وہ ربانی روشنی ہے جس سے ایمان ،سچائی ،اخلاق اور انسانیت کی شاہراہ ملتی ہے۔تمام دنیا کو اس شاہراہ پر چلنا ضروری ہے۔اور یہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہی ممکن ہے۔اس کے بغیر ہمارا جو قدم اٹھے گا وہ راہ حق سے اور بھی دور ہوتا جائے گا۔تاریخ کا اتار چڑھاؤ پکار رہا ہے کہ قرآن وحدیث ہی کی تعلیم ہے جو زندگی کو سنوارتی ہے۔ضمیر میں پاکیزگی کی روح پیدا کرتی ہے۔پھر اخلاق اور انسانیت کے وہ جوہر ابھرنے لگتے ہیں کہ انسان کائنات کا سب سے قیمتی سرمایہ بن جاتا ہے۔

حضرات! اب سوچئے ،دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے اور فہم وفراست کا چراغ جلا کر سوچئے کہ قرآن وحدیث اور ان سے متعلق علوم کے لئے مدارس کا قیام، ان کا نظام اور ان کی حیات وبقاء کا اہتمام ہماری زندگی کا کتنا اہم عنصر ہے۔

اسی اہمیت وضرورت کے احساس کی شدت نے ہر دور میں اس دور کے صالحین کو اس بات پر آمادہ رکھا کہ وہ جگہ جگہ دینی تعلیمی مراکز قائم کرتے رہیں نیز قائم شدہ مراکز کے فروغ وارتقاء کے لئے مسلسل جدوجہد کرتے رہیں۔

بحمدہ تعالیٰ کسی دور کے عمائدین واکابرین اور مخلص وصالحین اپنے اس فریضے سے غافل نہیں رہے بلکہ بعض خانوادے تو ایسے ہیں جن کی دینی ،علمی ،روحانی ،اور اخلاقی خدمات کا دائرہ صدیوں کو اپنی آغوش میں لئے ہوئے ہے۔

خانوادۂ اشرفیہ ہی کو لے لیجئے۔جس کا انتساب آٹھویں صدی ہجری کے مجدد اعظم غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات سے ہے۔ یہ ذات گرامی ہے جو قادریت اور چشتیت کا مجمع البحرین ہے اور صدیقین اولیاء میں جس کا شمار ہے، بزم اولیاء میں جس کی مثال اس دولھے کی سی ہے جس کی بارات میں اس کے اکابرین واصاغرین اصحاب ویاران اور اساتذہ ومشائخ سب ہی شریک ہیں، لیکن سبھی کی نگاہ محبت وفیضان کا مرکز وہی دولہا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبراء مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی شہرۂ آفاق فطری ولایت وکرامت اس بات سے مستغنی ہے کہ میں اس کا تعارف کراؤں بس مختصر لفظوں میں ''اشرفی نسبت'' کی اس کرامت کی طرف آپ کی توجہ لے جانا چاہتا ہوں جو آج تک ہر خاص وعام کی چشم دید ہے۔

غور فرمائیے! پانچ صدی سے زیادہ عرصہ گزر گیا اس درمیان میں وابستگان سلسلہ اشرفیہ میں نہ جانے کتنے شیخ الاسلام والمسلمین، بے شمار متکلمین ،ومحدثین، کیسے کیسے مخدوم الآفاق افراد گزرے ہیں جو اس بات کے بجا طور پر مستحق تھے کہ ان کی نسبت کو اجاگر کیا جاتا اور بعد والے اپنے کو ان کی طرف منسوب کرتے مگر قربان جائیے اس روح سعادت کے جوان افراد کے رگ وپے میں خون بن کر دوڑ رہی تھی جس نے انہیں مجبور کر دیا کہ وہ اپنی مرکزیت کو مخدوم اشرف کی مرکزیت میں فنا کر دیں اور اس ذات اشرف میں ایسا گم ہو جائیں کہ ذات اشرف سے الگ کر کے انہیں دیکھا نہ جائے اپنی مستقل حیثیت منوانے سے زیادہ بہتر انہیں یہ نظر آیا کہ وہ اپنے کو مخدوم اشرف کی ردائے کرامت میں ایسا چھپالیں کہ ان کا بظاہر بلاواسطہ خود مخدوم اشرف کی طرف انتساب

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

نظر آئے اور نچھاور ہوجایئے ان جلیل القدر افراد کے روحانی تصرفات پر جنہوں نے ان کے وابستگان کے اذہان کی ایسی تطہیر کی کہ ان کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہ آسکی کہ وہ اپنی نسبت ان کی طرف کرنے لگیں۔ انتساب کی وحدت نے وابستگان سلسلۂ اشرفیہ کو جو وحدت فکر ونظر عطا کی ہے اسے رب کریم کا فضل عظیم سمجھنا چاہئے۔

حضرات! اشرفی خانوادے کے اس مختصر تعارف کے بعد آیئے اس کے علمی و دینی اور روحانی خدمات کا جائزہ لیجئے۔

قدوۃ الکبراء مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ العزیز نے رشد وہدایت کے مراکز کی تعمیر کے لئے عالم گیر سیاحت کا پروگرام بنایا اور مصر، عراق، شام، روم، ترکستان اور بلاد شرقیہ کے بے شمار علاقوں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ بہتوں سے فیضیاب ہوئے اور بہتوں کو فیضیاب کیا۔ جہاں جہاں گئے علم وہدایت کے ایسے ایسے گہرے نقوش چھوڑے، جنہیں گردشِ لیل ونہار آج تک نہ مٹا سکی۔ غیر منقسم ہندوستان تو آپ کی توجہات اور نوازشات کا خاص مرکز رہا۔ شمالی ہند کو دیکھئے یا جنوبی ہند کو، مشرق کی طرف جایئے یا مغرب کی طرف، ہر جگہ اشرفی خانقاہیں اور اشرفی آستانوں کے فلک بوس مینار فیضان نکہت ونور کرتے اور علم وہدایت کی روشنی بکھیرتے نظر آئیں گے۔

یہ مخدوم اشرف۔ ہی کا فیضان تربیت تھا کہ آپ کے پردہ فرمانے کے بعد بھی آپ کے جلیل القدر وابستگان آپ کے علمی اور روحانی مشن کو آگے بڑھاتے رہے خاص کر آپ کے خانوادے پر آپ کی خاص نگاہ التفات رہی جس کا ہر دور میں یہ نتیجہ برآمد ہوتا رہا کہ آپ کا خانوادہ ہر دور کے علماء ومشائخ، عوام وخواص کی محبت اور عقیدت کا مرکز رہا اور ہر دور کے صاحبان بصیرت اشرفی خانوادے کی روحانی برتری کے آگے سجود نیاز لٹاتے رہے۔ مخدوم اشرف کے خانوادے سے محبت اور ان سے دینی وابستگی صحیح العقیدہ سنی ہونے کی علامت بن گئی اور آپ کی مستقل اقامت گاہ یعنی کچھوچھہ مقدسہ کو ہر خاص وعام دین وسنیت کے ایک عظیم مرکز کی حیثیت سے جاننے پہچاننے لگے۔

ہر دور میں اس خانوادہ میں دو طرح کے لوگ ملتے رہے، ایک سالکین، دوسرے مجاذیب، سالکین میں دو قسم کے افراد ہوتے رہے ایک وہ جنہوں نے خانقاہوں کی مقدس فضاؤں میں رہ کر قلوب وارواح کے تزکیہ وتطہیر کو اپنا شعار بنالیا۔ دوسرے وہ جنہوں نے فیضان مخدوم اشرف کے دریا میں ڈھلی ہوئی خطابت سے بستی بستی، صحرا صحرا، محفل محفل، گوشہ گوشہ میں علم وہدایت کے چراغ روشن کرنے کو اپنی حیات کا منتہائے آرزو قرار دے لیا۔

ہندوستان کی سیر کیجئے.... جگہ جگہ اشرفی منزل، اشرفی خانقاہ، مدرسہ اشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، اشرفی دارالمطالعہ، الجمعیۃ الاشرفیہ، ماہنامہ اشرفی کے نام کے مختلف دینی مقامات، بے شمار دینی ادارے لاتعداد دینی تنظیمیں اور کئی ایک دینی علمی جرائد اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ

اشرف کا دوجہاں میں ہے جھنڈا گڑا ہوا
ہے اشرفی فقیروں کا میلہ لگا ہوا

حضرات!

مخدوم اشرف کے آستانہ عالیہ کے سایہ میں "جامع اشرف" کا قیام اسی مخدومی فیضان مسلسل کی ایک کڑی ہے جو میری بے پایاں مسرت وانبساط کا باعث اور میری دیرینہ آرزوؤں کی تکمیل ہے....... مخدوم اشرف کے آستانے سے بہتر علمی

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

اور روحانی تربیت گاہ دوسری جگہ کیسے میسر آسکتی تھی۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار غالبًا نامناسب نہ ہوگا کہ آج سے کم وبیش پچپن سال قبل ۱۳۷۰ھ میں میرے جد کریم اعلیٰ حضرت اشرفی شیخ المشائخ محبوب ربانی مولانا الحاج ابواحمد سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی سجادہ نشین سرکارکلاں قدس سرہ کی سرپرستی اور والد محترم حضرت ابوالمحمود سید شاہ احمد اشرف اشرفی جیلانی ولیعہد سجادہ سرکارکلاں قدس سرہ کے اہتمام وانصرام میں ''جامعہ اشرفیہ'' کی بنیاد پڑی تھی یہ جامعہ برسہا برس کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کرتا رہا اسی جامعہ کے شیخ الحدیث محدث اعظم ہند، استاذ گرامی مولانا عمادالدین صاحب ،مولانا مفتی احمد یار خاں اشرفی ،علامہ مفتی عبدالرشید خاں اشرفی ،علامہ سید شاہ محی الدین اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نیز دیگر اکابرین علماء مختلف عہدوں میں ہوتے رہے اور یہاں کے فارغین طلبا آج اکابر ملت اسلامیہ میں شمار کئے جاتے ہیں جامعہ اشرفیہ کو مضبوط ومستحکم بنانے میں صدر الافاضل حضرت مولانا نعیم الدین صاحب مرادآبادی، حضرت مولانا سید محمد فاخر اشرفی صاحب الہ آبادی ،حضرت مولانا عبدالباری صاحب فرنگی محلی رحمہم اللہ اجمعین کی مساعی جمیلہ کی بھی ایک طویل داستان ہے۔ مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض ناگزیر اور غیر اختیاری حالات کے پیش نظر مجھے جامعہ اشرفیہ کو بند کردینا پڑا تھا۔ لیکن کسے خبر تھی کہ میری ہی زندگی میں ایک ایسا بھی وقت مسعود آئے گا جب جامعہ اشرفیہ کا ارتقاء نیز احیاء جامع اشرف کی صورت میں ظہور پذیر ہوگا۔

دعا گو ہوں کہ مولا تعالیٰ اس جامع اشرف کو مستقبل کا ایک ایسا عظیم ادارہ بنادے جہاں سے نکلنے والے طلبہ قرآن فہمی ،حدیث دانی اور تفقہ کا ملکہ لے کر نکلیں اور عربی زبان لکھنے اور بولنے میں انہیں کامل مہارت حاصل ہوجائے آمین! یا مجیب السائلین

مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ نے اپنے خانوادے کو جو جہانگیری نقطۂ نظر دیا ہے اس کا تقاضہ یہ بھی ہے کہ جامع اشرف کا نصاب اتنا کامل ہو جو عربی زبان وبیان میں مہارت کاملہ کے ساتھ ساتھ دوسری بین الاقوامی زبانوں سے بھی بقدر ضرورت روشناس کراسکے اور موجودہ زمانہ کے جائز تقاضوں کی تکمیل کرسکے تاکہ یہاں کے تربیت یافتہ طلباء کا دائرہ رشد وہدایت محدود ہوکر نہ رہ جائے۔

آخر میں پھر جامع اشرف کے قیام پر میں اپنی بے پناہ مسرت وانبساط کا اظہار کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اس ادارے کو وقت کا ایک عظیم ادارہ بنادے اور اسے دن دونی اور رات چوگنی ترقی عطا فرماتا رہے اور مومنین کے قلوب کو اس کی طرف مائل کردے تاکہ وہ اس کے فروغ کو اپنا فروغ اور اس کے ارتقاء کو اپنا ارتقاء تصور کریں.....آمین!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد واصحابہ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین

☆☆☆☆☆☆

وصیت نامہ سرکارکلاں

دُنیا مسافر خانہ ہے۔ آج میرے لئے مقام مسرت ہے کہ مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل سے اور اپنے آقا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کرم سے دائمی زندگی نصیب ہوئی اور اللہ نے ساری الجھنوں سے نجات عطا فرمائی۔ اب میں اپنی خامیوں وکمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے گھر کے ایک ایک فرد سے معافی چاہتا ہوں اور مجھے قوی اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ گھر والے علی رؤس الاشہاد مجمع عام میں معاف کردیں گے اور میرے حق میں دعائے مغفرت کریں گے اور حاضرین سے بھی توقع ہے کہ اس گنہگار سیہ کار کے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں گے۔

والسلام

سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین

کچھوچھہ شریف، ضلع امبیڈکرنگر

☆☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

تعزیت نامہ

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

تعزیت نامہ

ادیب شہیر علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری، لاہور پاکستان

مکتبہ قادریہ
داتا دربار مارکیٹ، لاہور

محترم ومکرم حضرت پیرطریقت ڈاکٹر محمد مظاہر اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت آفتاب شریعت وطریقت ابوالمسعود سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف انڈیا کی اس دارفانی سے رحلت دنیائے سنیت کے لئے بہت بڑا سانحہ ہے۔ حضرت اقدس نہ صرف یہ کہ اپنے جدامجد شبیہ سیدنا غوث اعظم، شیخ المشائخ حضرت سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی قدس سرہ کے تربیت یافتہ اور جانشین تھے۔ بلکہ موجودہ دور کی عظیم ترین علمی اور روحانی شخصیت تھے، آپ اہل سنت وجماعت کے لئے سایہ رحمت تھے، آپ کی ذات بابرکات اتحاد اہل سنت کا مؤثر ترین ذریعہ تھی۔

حضرت جب پاکستان تشریف لاتے تو مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ بانی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے پاس قیام کرتے، آپ کے تشریف لانے سے علماء، صلحاء اور عقیدتمندوں کی چہل پہل ہوجاتی۔ کوئی روحانی اور علمی فیوض ونکات حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتا اور کوئی آپ کی زیارت سے مستفیض ہونے کے لئے حاضر ہوتا۔ راقم کو آپ سے گفتگو کا تو موقع نہیں ملا، البتہ ایک دفعہ لاہور میں آپ کی زیارت کی اور ایک دفعہ راولپنڈی میں آپ کا خطاب سننے کا شرف حاصل ہوا۔

آپ کی ذات اقدس اسلام اور مسلک اہل سنت وجماعت کی حقانیت کی چلتی پھرتی برہان تھی۔ آپ نے نہ صرف ہندوستان کے گوشے گوشے میں اسلام اور سنیت کا پیغام پہنچایا بلکہ اسلامی ممالک اور یوروپ میں بھی تشریف لے گئے اور جہاں گئے اسلام کی تبلیغ کی۔ آپ کے مریدین اور عقیدتمندوں کا حلقہ بھی بہت وسیع ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت والا کو جنت الفردوس میں بلند وبالا مقام عطافرمائے آپ کے متعلقین کو صبر جمیل عطافرمائے اور ملت اسلامیہ کو آپ کے فیض وبرکت سے مالامال فرمائے اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھہ شریف کو آپ کا بہترین جانشین بنائے اور انہیں اپنے عظیم والد کے مشن کو جاری رکھنے کی توفیق عطافرمائے آمین -

(رحمة الله عليه ورضى الله عنه)

۸ رشعبان ۱۴۱۷ھ/۱۹ دسمبر ۱۹۹۶ء

(بشکریہ آستانہ کراچی)

☆☆☆☆☆

موتُ العالِم ،موت العالَم

علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

♦♦

خانوادہ اشرفیہ کی اس دور میں سب سے بڑی روحانی اور مذہبی شخصیت پیر طریقت رہبر شریعت ،عمدۃ العارفین ،قدوۃ السالکین ،حضرت الحاج مفتی پیر سید محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی المعروف سرکار کلاں رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ملال کی المناک خبر نے پاکستان کے کونے کونے میں متوسلین ومعتقدین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کو پریشان کردیا۔مختلف مقامات پر ایصال ثواب کی محافل ومجالس قائم ہوئیں اشرفی ٹاؤن لاہور میں عرس اشرفیمیں ایصال ثواب کی مجلس قائم ہوئی بہت بڑے اجتماع میں علماء کرام نے حضرت سرکارکلاں کی بلند مرتبت شخصیت کے کارہائے روحانی پر روشنی ڈالی پھر ۲ردسمبر ۱۹۹۶ء بروز ہفتہ عالمی مبلغ اسلام حضرت الحاج ڈاکٹر پیر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کی صدارت میں پاکستان کی مرکزی درسگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں بہت بڑا جلسۂ تعزیت منعقد ہوا۔علماء کرام ،قراء حضرات اور سیکڑوں طلباء جامعہ اور اساتذہ عظام نے شرکت کی۔حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم قادری مدظلہ و علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری ،راقم السطور محمد منشا تابش قصوری اشرفی دیگر علماء نے خاندان اشرفیہ کی تاریخی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے حضرت سرکارکلاں رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات جلیلہ کو خراج عقیدت ومحبت پیش کیا۔سیکڑوں قرآن کریم ختم کا ثواب صاحب صدر بدر اشرفیت حضرت ڈاکٹر پیر سید مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ کی ملکیت کئے گئے۔آپ نے بڑی رقت آمیز دعا کرتے ہوئے آپ کی روح پرفتوح کو ثواب کیا اور آپ نے نہایت کشادگی سے جملہ حاضرین کو تبرک عطا فرمایا۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سرکارکلاں کی روحانی فیضان کو ہمیشہ کے لئے جاری رکھے۔ ☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

تعزیت نامہ

شہزادۂ فقیہ اعظم نوراللہ نعیمی علیہ الرحمہ حضرت علامہ نورالحبیب بصیر پور لاہور، پاکستان

گزشتہ ڈیڑھ دو ماہ میں یکے بعد دیگرے کئی صدمات کا شکار ہونا پڑا ایسے بہت سے پیارے داغ مفارقت دے کر راہی ملک بقا ہو گئے کہ بقول محشر بدایونی۔

جن کی یادوں سے رگ جاں میں چبھن ہونے لگے
ذکر چھڑ جائے تو پتھر کا بھی دل رونے لگے

سچی بات تو یہ ہے کہ تعزیتی کلمات لکھنے کا بھی یارا نہیں۔اب جبکہ کا بیاں پریس جا رہی ہیں، چند سطور طوعاً و کرھاً، سپرد قلم ہیں کہ احباب کو شریک غم کیا جا سکے۔

آفتاب اشرفیت:

آفتاب اشرفیت، ماہتاب غوثیت، شیخ المشائخ حضرت سیدنا محمد مختار اشرف الاشرفی الجیلانی زیب آستانہ کچھوچھہ مقدسہ (انڈیا) ۹ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ /۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء جمعرات کو رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔حضرت کے وصال کی خبر وحشت اثر دنیا کو تڑپا گئی۔آپ سلف صالحین کی آخری یاد گار تھے۔آپ کے جد امجد شیخ طریقت قدوۃ الاولیاء سند العرفاء، ہم شبیہ غوث الثقلین سیدنا ابو احمد علی حسین اشرفی قدس سرہ العزیز جو اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کے ممدوح اور حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی قدس سرہ العزیز اور دیگر اکابر علماء و مشائخ کے شیخ مرشد اور مربی و مقتدا تھے۔آپ کے کم و بیش ۲۳ لاکھ مریدین اور تیرہ صد خلفاء تھے۔آپ کی روحانی عظمتوں کے امین اور براہ راست فیض یافتہ اور جانشین سیدنا محمد مختار اشرف صاحب تھے۔ (جنہیں اب قدس سرہ العزیز لکھتے ہوئے قلم کانپ رہا ہے) آپ نے چوراسی برس سے زائد عمر پائی۔ان کے اٹھ جانے سے تشنگان علم و معرفت یتیم ہو گئے، متلاشیان راہ حقیقت و سالکان طریقت بے سہارا ہو گئے اہل سنت ایک عظیم محسن و رہنما سے محروم ہو گئے بزم معرفت سونی ہو گئی دنیائے تصوف خزاں آشنا ہو گئی غرض ایک حیرانی سی حیرانی اور ویرانی سی ویرانی ہے۔

ویران ہے مے کدہ خم و ساغر اداس ہیں
وہ کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

ایک جلیل القدر شیخ طریقت، ایک رازدان حقیقت، ایک مرشد باصفا، ایک مرد خلیق و باوفا، ایک مکمل انسان، ایک رمز آشنا و نکتہ داں، ایک عاشق رسول، ایک صاحب اصول، محسن ملت، متبع سنت، عارف کامل اور عالم ربانی کی رحلت حلقہ اشرفیہ ہی کے لئے نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کے لئے بہت بڑا سانحہ اور "موت العالم موت العالم" کے مترادف ہے۔

اس عاصی و خطاکار پر حضرت کی کیا کیا نوازشات تھیں، رہ

رہ کے یاد آتی ہیں تو ایک قیامت گزر جاتی ہے۔ حضرت ۸۷ء میں جب بصیر پور تشریف لائے تو از خود کمال کرم نوازی فرماتے ہوئے اپنی خلافت اور سلاسل طریقت کی اجازت سے نوازا اس کے بعد دو مرتبہ آپ کی پاکستان تشریف آوری ہوئی تو دونوں بار بصیر پور کا دورہ فرمایا اور اپنے خطاب وملفوظات سے خلق خدا کو مستفیض فرمایا۔ حضرت بدر المشائخ علیہ الرحمہ (سرکار کلاں) کو اللہ تعالی نے باطنی حسن کے ساتھ ساتھ ظاہری حسن و جمال اور وجاہت وجلال سے نواز رکھا تھا خداداد رعب و دبدبے کے باوجود پیکر مہر ومودت اور مجسمۂ خلق ومحبت تھے۔ حوادث دہر کے ستائے ہوئے پریشان حال ان کے دیدار سے دلی تسکین اور مصائب ومشکلات سے نبرد آزما ہونے کا ولولہ تازہ پاتے۔ وہ جو شاعر نے کہا ہے آپ پر کتنا صادق آتا ہے:

جن کو مل کے زندگی سے پیار ہوجائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

دنیا بھر میں آپ کے مرید وعقیدت مند موجود ہیں آپ کے دل میں اشاعت دین کی سچی تڑپ تھی اس مقصد کے لئے کچھو چھہ مقدسہ میں ایک عظیم الشان دینی یونیورسٹی قائم کی گئی افسوس حضرت کے سانحۂ ارتحال سے جو خلا پیدا ہوگیا اس کا پر ہونا ممکن نظر نہیں آتا۔ تاہم یہ امر باعث تسکین ہے کہ آپ کے عالم وفاضل، شاعر ادیب، مبلغ، خطیب اور لائق صاحبزادے حضرت علامہ سید محمد اظہار اشرف صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) آپ کے صحیح وارث وجانشیں اور آپ کی ظاہری ومعنوی تصویر ہیں اور دوسرے صاحبزادے علامہ محمد انوار اشرف زید مجدہ بھی گوناگوں اوصاف جمیلہ سے متصف ہیں۔ اللہ تعالی جل وعلا انہیں ہمت واستقامت اور عمر خضر عطا فرمائے۔

ہم حضرت کے صاحبزادگان، اہل خانہ، خلفاء، مریدین اور جملہ معتقدین ومحبین سے تعزیت کناں اور اس صدمہ میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالی جل وعلا حضرت کے درجات بلند فرمائے، اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آپ کے فیضان کو جاری وساری رکھے اور جملہ وابستگان کو اس سانحہ پر صبر جمیل ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ....

☆☆☆☆

آہ! سرکارکلاں

علامہ سید رکن الدین اصدق چیف ایڈیٹر ماہنامہ 'جام شہود' کلکتہ

۲۲ نومبر ۹۶ء جمعہ کو ۱۰ بجے دن میں روز نامہ قومی تنظیم اور روز نامہ سنگم پٹنہ سے مخدوم المشائخ سرکار کلاں حضرت مولانا سید شاہ مختار اشرف صاحب سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھو چھہ مقدسہ کے وصال کی اندوہناک خبر معلوم ہوئی انتہائی کرب واضطراب کے عالم میں جامع مسجد حبیب خاں بہار شریف میں جمعہ کے وقت میں خطاب کے لئے کھڑا ہوا اور چالیس منٹ حضرت کی حیات وخدمات پر روشنی ڈالی اور دوسرے دن مدرسہ اصدقیہ مخدوم شرف میں بعد نماز فجر قرآن خوانی اور جلسۂ تعزیت کا اعلان کیا اور مسلمانوں سے شرکت کی اپیل کی۔ سنیچر کو صبح سات بجے مدرسہ اصدقیہ میں مجلس ایصال ثواب منعقد ہوئی اور نمائدین شہر کی موجودگی میں فاتحہ خوانی کے بعد حضرت کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

حضرت سرکارکلاں اس وقت پوری دنیا کے سنت کے مرکز عقیدت تھی انکی نیک نفسی اور کم گوئی میں بزرگان سلف کے نمونہ تھے۔ سیدنا مخدوم سمناں کے سجادہ نشین کی حیثیت سے پورے ملک میں انتہائی احترام وعقیدت سے دیکھے جاتے تھے۔ دینی مدارس اور خانقاہی مجالس میں ہمیشہ صدر نشین نظر آتے تھے۔ سال گزشتہ کلکتہ کی ایک خانقاہ میں جلوہ بار تھے، مولانا علی اعظم خان قادری کے ہمراہ میں ملاقات کو پہونچا۔ میں نے مولانا کا تعارف کرایا اور مولانا نے ماہنامہ ''جام شہود'' پیش کیا۔ حضرت اسکو بڑی توجہ سے دیکھتے رہے اور نیک خواہشات کا بار بار اظہار فرمایا۔ بوقت رخصت بزرگانہ شفقت کے ساتھ کھڑے ہوکر ملے اور دعاؤں کے سایہ میں رخصت کی۔

عہد طالب علمی میں پہلی ملاقات مبارکپور میں ہوئی تھی اور یہ کلکتہ میں آخری ملاقات تھی۔ اس دوران جب جب ملاقات ہوئی انکی پارسائی اور صوری ومعنوی وجاہت سے متاثر ہوئے بغیر میں نہ رہ سکا، بلاشبہ وہ اس وقت پوری جماعت کیلئے ایک عظیم نعمت تھے، مولائے کریم اپنے حبیب پاک کے صدقہ میں انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور یادگار سلف حضرت مولانا سید شاہ اظہار اشرف صاحب اشرفی الجیلانی کو حضرت کانعم البدل بنا کر تادیر ہمارے سروں پر سایہ فگن رکھے۔

ادارہ جام شہود آپکی رحلت کو پوری ملت اسلامیہ کیلئے ایک عظیم المیہ تصور کرتا ہے اور خانوادہ اشرفیہ کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

تعزیت نامہ

مولانا ریاض احمد قادری سراجی (مدیر اعلیٰ ماہنامہ 'تعلیمات جدید' بنارس)

۲۱ رنومبر ۹۶ء کو بعد نماز مغرب اپنے ایک عزیز سے محو گفتگو تھا کہ ایک کرم فرمانے آ کر یہ الم ناک خبر سنائی کہ آج لکھنؤ میں ایک بجے حضرت مولانا سید مختار اشرف صاحب اشرفی جیلانی المعروف بہ محمد میاں (سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف) کا وصال ہو گیا۔ خبر سنتے ہی زبان پر یہ کلمات آئے:۔" انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" ۔اور دل نے کہا:" رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ۔

یہ غم انگیز خبر حضرت محمد میاں رحمۃ اللّٰہ کے بے شمار متوسلین ومعتقدین اور خانوادۂ اشرفیہ کے جملہ افراد پر بجلی بن کر گری۔ محبین کے قلوب مجروح اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور ضمیر پکار اٹھا کہ

اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے۔

اللّٰہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کیلئے موت کا ایک وقت مقرر کر دیا ہے جس سے سبھی کو دوچار ہونا پڑیگا، کسی کو اس سے مفر نہیں جب انبیاء کرام اور رسولانِ عظام اس دار فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف تشریف لے گئے تو اب کون اس منزل فنا سے دور رہ سکتا ہے؟ لیکن کچھ شخصیتیں ایسی تاریخی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں جن کے پردہ کرنے کے بعد مدتوں لوگ ان کو یاد کرتے ہیں ۔حضرت سرکار کلاں کا شمار ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں میں ہے۔

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت سید عبدالرزاق نور العین (خلیفۂ اعظم حضرت سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللّٰہ عنہ) سے ہوتا ہوا ۲۶ واسطوں سے سید ناغوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللّٰہ عنہ تک پہونچتا ہے جو بلا شبہ نجیب الطرفین سید ہیں۔ سلسلۂ اشرفیہ کے مجدد حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی الجیلانی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے صاحب زادے عالم ربانی مولانا سید شاہ احمد اشرف رحمۃ اللّٰہ علیہ کے یہاں ۱۹۱۵ء میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ اپنی دینداری اور تقویٰ شعاری کی بنا پر قصبہ کچھوچھہ مقدسہ میں "رابعہ ثانیہ" کے لقب سے مشہور تھیں۔ ان پاکیزہ صفات والدین کی گود میں پرورش پانے والا معصوم صورت، روشن پیشانی، خوبصورت خدوخال اور آنکھوں کی چمک دیکھ کر دادا حضرت شاہ سید علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ بچہ اپنے عہد کا ولیٔ کامل ہوگا۔ اشرفی میاں کی یہ پیشین گوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور آپ کی ذات سے سلسلۂ اشرفیہ کو خوب فروغ ہوا۔ آپ کی ابتدائی تعلیم خاندان کے بزرگوں کی نگرانی میں ہوئی اور منتہی درجہ کی کتابیں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین اشرفی مرادآبادی اور مولانا عبدالرشید اشرفی۔ (بانی جامعہ عربیہ ناگپور) وغیرہ سے پڑھی۔

ماہ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رضی اللّٰہ عنہ کے سالانہ عرس کے موقع پر حضرت مولانا سید علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللّٰہ علیہ نے آپ کو اپنی مسند ارشاد کی جانشینی

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

سے نوازا اور اپنی مخصوص تسبیح بھی آپ کو بخشی۔ یوں حضرت اشرفی میاں نے اپنے سفر آخرت اور حضرت سرکارکلاں کی ولی عہدی سے سب کو آگاہ کر دیا۔ حضرت اشرفی میاں کے وصال کے بعد ۶۲ سال تک آپ نے خانقاہِ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کی سجادہ نشینی کے وقار کو ملحوظ رکھا اور سلسلۂ اشرفی کے تقدس اور روحانی عظمت کی پاسبانی کی۔

راقم السطور ۱۳ر نومبر کو جب حضرت مخدوم اشرف جہانگیر رضی اللہ عنہ کی درگاہ پر حاضر ہوا تو وہیں آپ کی شدید علالت سے باخبر ہوا نمازِ عصر سے پہلے کچھوچھہ روانہ ہو گیا اور بعد نمازِ عصر عیادت کیلئے دولت کدہ پر پہونچا۔ حجرۂ خاص میں داخل ہوا تو حالت دیکھ کر ذہن یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ طریقت وروحانیت کا یہ چراغ اب خاموش ہونے ہی والا ہے۔ مصافحہ کے بعد احوال دریافت کئے تو شدتِ تکلیف کا ذکر فرمایا اور زبان حال سے کہا: ''صورت ببیں حالت مپرس۔'' میں نے دعا کی درخواست کی تو فرمایا:

''اب آپ حضرات میرے لئے دعا کیجیے''

گویا چراغ سحر ہوں بجھا چاہتا ہوں کا اعلان تھا۔

واپس آیا تو آپ کے خاندانی معالج اور پھوپھی زاد بھائی حکیم سید قطب الدین اشرف نے بتلایا کہ دوبار دل کی حرکت چند لمحوں کے لئے بند ہو چکی ہے۔ نتیجۂ آپ پر غشی طاری ہوئی اور زمین پر آرہے اور اب بھی حالت اطمینان بخش نہیں۔ لکھنؤ سے بھی ماہر طبیب بلائے گئے لیکن ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی''۔ افاقہ نہ ہونے کی صورت میں لکھنؤ لے جانے کی رائے ٹھہری تاکہ معقول علاج ہو سکے۔ اس رائے پر عمل بھی ہوا مگر موت کا علاج کس کے پاس تھا؟ ۹ر رجب ۱۴۱۷ھ کو وقتِ موعود آپہونچا۔ الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا اور راہِ طریقت ومعرفت کے رہ نما نے عدم کی راہ اختیار کر لی۔ اللہ اغفر لہ وارحمہ وادخلہ الجنان۔

وصال کے وقت عمر تقریباً ۸۴ سال تھی۔ لکھنؤ سے کار کے ذریعہ نعش کو کچھوچھہ شریف لایا گیا۔ دوسرے دن جمعہ کو بعد نمازِ مغرب آپ کے بڑے صاحبزادے اور ولی عہد سجادہ نشین مولانا سید اظہار اشرف صاحب اشرفی جیلانی کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور وصیت کے مطابق خانقاہِ اشرفیہ حسنیہ میں والدہ ماجدہ کے جوار میں تدفین عمل میں آئی۔

حشر تک رحمت کی بارش ہو مزار پاک پر۔

اس سانحہ ارتحال پر ارکان 'ادارہ تعلیمات جدید' حضرت شیخ المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان کے جملہ فرزندان، جمیع ورثہ اور اہل قرابت کو تعزیت پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ حق سبحانہ تعالیٰ اس غم انگیز حادثہ پر انھیں صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اکابر کی بتلائی ہوئی راہ پر گامزن رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ اس صبر آزما ساعت میں ادارہ تعلیمات جدید اپنی مجلس مشاورت کے ایک اہم رکن اور حضرت موصوف کے خویش (داماد) سید محمد اشرف کلیم اشرفی جیلانی جائسی مدظلہ کی خدمت میں بھی تعزیتی کلمات پیش کرتا ہے اور بارگاہِ ایزدی میں دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کلیم میاں اور ان کی اہلیہ محترمہ کو دولتِ صبر سے نوازے۔ آمین۔

آمین آمین لاارضیٰ بواحدۃ
حتٰی لا یضاف الینا الف آمینا

☆☆☆☆☆

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ

یقیناً اعلیٰ حضرت حضرت مختار اشرف ہیں
ہزاروں حضرتوں نے ان کو حضرت اپنا مانا ہے

مخدوم المشائخ حضرت علامہ مولانا سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی الجیلانی المعروف بہ سرکار کلاں علیہ الرحمہ کی سیرت طیبہ پر مشتمل خصوصی شمارہ شائع کرنے پر طلبۂ جامع اشرف کی متحرک و فعال تنظیم 'جمعیۃ الاشرف' اسٹوڈنٹس موومینٹ آف جامع اشرف، ماہنامہ غوث العالم کو مبارک باد پیش کرتی ہے۔ ساتھ ہی حضور مخدوم المشائخ سرکار کلاں کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔

﴿خدمت دین ہمارا ولین فریضہ ہے﴾

جمعیۃ الاشرف طلبۂ جامع اشرف کی ایک ایسی تنظیم ہے جس نے دینائے اہلسنت میں گراں قدر خدمت انجام دی ہے۔ اس تنظیم کو حضور قائد ملت حضرت علامہ مولانا سید شاہ محمود اشرف اشرفی الجیلانی ولیعہد خانقاہ اشرفیہ حسنہ سرکار کلاں نے اپنے دور طالب علمی میں قائم کیا تھا۔ الحمدللہ! جمعیۃ الاشرف نے اب تک تقریباً دو درجن کتابیں شائع کی ہیں جس میں 'سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل' اظہار عقیدت، شیخ الاسلام کا خراج عقیدت بارگاہ سرکار کلاں میں، اعلیٰ حضرت اشرفی میاں ارباب علم ومعرفت کی نظر میں، آداب صحبت و زیارت مشائخ اور راہ الٰہی قابل ذکر ہیں۔ ان کتابوں کے علاوہ جمعیۃ کی اور بھی بہت ساری مطبوعات ہیں۔

تنظیم کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہیں:

☆ بزرگان دین کی تعلیم و تربیت خصوصاً بزرگان سلسلہ اشرفیہ کی تعلیم کو عام کرنا ☆ طلبہ میں تقریری ذوق پیدا کرنا جس کے لئے جامع اشرف میں جمعیۃ الاشرف کے ماتحت چار انجمنوں کا باضابطہ طور پر انعقاد ہوتا ہے۔ ☆ طلبہ میں ادبی و تحریری ذوق پیدا کرنا۔ جس کے لئے جمعیت کا سالانہ جلسہ عرس اعلیٰ حضرت اشرفی میاں علیہ الرحمہ کے موقع پر منعقد ہوتا ہے۔ جس میں جامع اشرف کے طلبہ کے علاوہ دیگر مدارس کے طلبہ کے درمیان تقریری، تحریری اور نعتیہ انعامی مقابلہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جمعیت کے ماتحت ایک ہفت روزہ اخبار بنام صدائے جامع اشرف (اردو) اور ایک عربی جداریہ "النداء" شائع ہوتا ہے۔ جس میں طلبہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ ☆ طلبہ میں علمی ماحول پیدا کرنا جس کے لئے جمعیت کے ایک مستقل لائبریری ہے۔ جس میں دس فنون پر مشتمل کتابیں موجود ہیں۔ ☆ بزرگوں کی یاد میں جلسہ و فاتحہ کا اہتمام کرنا۔

ان اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیئے دامے، درمے، سخنے ہر طرح کا تعاون فرما کر مخدومی فیضان اور بے شمار اجر کے حقدار بنیں۔

رابطہ کا پتہ

سید محی الدین اشرفی جنرل سکریٹری جمعیۃ الاشرف طلبۂ جامع اشرف
درگاہ کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر- 224155 (یوپی)
فون نمبر: 05274- 276159, 09335983472 فیکس: 05274- 277014

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی و صدر: آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ

جامع اشرف

دین ودانش کی ایک مرکزی درسگاہ۔ نونہالان قوم وملت کی عظیم دینی تربیت گاہ۔ تبلیغ دین وسنیت کا ایک عظیم مرکز۔ مخدومی مشن کا منفرد مبلغ۔ محبوب ربانی اعلیٰ حضرت اشرفی میاں قدس سرہٗ کے فیضان کا نتیجہ۔ عالم ربانی مولانا سید احمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے خوابوں کی تعبیر۔ مخدوم المشائخ مولانا الحاج سید شاہ محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں کا ثمرہ۔ شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین دامت برکاتہ العالیہ کا عظیم دینی وعلمی کارنامہ جو ولیعہد صاحب سجادہ مولانا الحاج سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی کے اہتمام وانصرام میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے اور دن بدن اس کی خدمات کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔

اس لئے

اس کے بازؤں کو مضبوط کرنا اور ہر موقع پر اس کا خیال رکھنا ہم سب کا دینی وملی فریضہ ہے............

-:خط وکتابت وترسیل زرکاپتہ:-

(قائد ملت) مولانا الحاج **سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی** ناظم اعلیٰ جامع اشرف ولیعہد سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ شریف

ضلع امبیڈکر نگر (یوپی) 224155

ماہنامہ غوث العالم کی عظیم پیشکش

R.N.I. No. URDU/2004/13282 Rs. 100/-
"GHAUSUL ALAM" Monthly (URDU)
Editor Office : 106/73, Nazar Bagh, cantt.Road, Lucknow. (U.P)

غوث العالم میموریل ایجوکیشنل سوسائٹی

سرپرست :۔ بانیٔ جامع اشرف شیخ اعظم حضرت مولانا
سید شاہ محمد اظہار اشرف
اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ حسنیہ سرکار کلاں کچھوچھہ شریف

بانی وچیئرمین :۔ اشرف ملت حضرت علامہ
سید محمد اشرف اشرفی جیلانی
فرزند شیخ اعظم ۔ چیف ایڈیٹر ماہنامہ "غوث العالم"

اغراض ومقاصد

(۱) جدید دور کے تقاضا کے مطابق جدید انداز میں اسلامیات پر تحقیق وریسرچ
(۲) سائنسی علوم اور جدید ٹکنالوجی کی جانب مسلمانوں کو راغب کرنا اور اسلامی علوم کے تناظر میں اس کو سمجھنے سمجھانے اور برتنے کی تحریک پیدا کرنا (۳) صوفیائے کرام کے نظام ہدایت وتربیت کو عام کرنا اور اصلاح امت کے لئے اس کو بروئے کار لانا (۴) مسلمانوں کو بالخصوص نوجوانوں کو دینی تعلیم سے ہم آہنگ کرنا، ان میں عمل کا جوش وولولہ پیدا کرنا اور ان کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کرنا (۵) مسلمانوں کے دینی، روحانی، علمی، اخلاقی، اور سماجی وسیاسی اقدار کا تحفظ (۶) بحیثیت داعی بلا تفریق ہر مکتبہ فکر حق کی آواز پہنچانا۔ ان اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے آیئے غوث العالم ایجوکیشنل سوسائٹی کے قدم سے قدم ملا کر چلیں۔

غوث العالم پبلیکیشن
106/73 نظر باغ، کینٹ روڈ، لکھنؤ

Printed, Published & Owned by Syed Md. AShraf. At : Simna Press 106/73 Nazar Bagh Cantt Road, Lucknow. U.P. (INDIA)

چیف ایڈیٹر: اشرف ملت شہزادۂ حضور شیخ اعظم سید محمد اشرف کچھوچھوی دامت برکاتہم العالیہ
بانی وصدر: آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ